جسطرح دوستی کارشناس ہوئی زاغونکی حقیقین کارسپاس
کہ نکالا انھین سلامت سے ورطۂ خوفناک شامت سے
دین و دنیا مین ہی فرحکا کار کرے جو کوئی اسطرحکا کار
کہ مدد اپنے یارونکی فرمائے اور دل رنج سے خوشی پرلائے
اور خصوموں سے احتراز رکھے انکا باب دغا فراز رکھے
ایسی توفیق دے خدا دائم مانگتا ہون یہی دعا دائم
بیٹھہ خوش پاے رنیک جہان دشمن بد سے مل نہ ایک زمان
رضیا یار اعتباری کر ورنہ ترک اختیار یاری کر
کبھی دشمن کا اعتبار نکر مار ہے اعتبار مار نہ کر

خواب مین بھی تو اوسکو ایسی ظفر
نہین آتی کسی طرح سے نظر

خواب مین بھی کبھی وہ اسکا جمال
دیکھہ سکتا نہین بچشم خیال

فرض ہے عقلمند پر ہمہ آن
چشم عبرت سے ہوا و ہز نگران

اور گوش خرد سے گوش کرے
خواب غفلت سے جاگے ہوش کرے

کہ کبھی خصم پر نہ لائے یقین
اور جانے اوسے بجائے یقین

گو نظر آئے عاجز و مجبور
عجز و مجبوری پر نہو مغرور

کبھی جانے نہین ضعیف و خوار
اور سمانے نہین نحیف و زار

دوستی اپنی آشکار کرے
دوستداری کے فاش کار کرے

نہو مغرور جانے لاف و گزاف
کبھی اوسکو نجانے صاف و معاف

آکے دشمن جو دوستدار بنے
عاقل اوسکا کبھی نہ یار بنے

مار گو پوست سے نکلتا ہے
پر طبیعت نہین بدلتا ہے

اسی تمثیل سے جو کی ہی بیان
فائدہ ایک اور بھی ہے عیان

وہ ہے تحصیل دوستان صفا
خوش نہالان بوستان وفا

نہ ذخیرہ ہے اس سی بہتر ایک
نہ تجارت زیادہ تر ہے نیک

پر کسی نے نہ التفات کیا
متصور نہ مہملات کیا

اس لیے ایسا اختتام ہوا
تہ و بالا انہون کا کام ہوا

نہ گیا ست سی اسکے کام لیا
نہ فراست سے اپنے کام کیا

یہ اشارت یہان ہدایت ہے
بے اطاعت کہان درایت ہے

کیسے وہ راے ہو صواب نما
جسکو سنکر ہون اجتناب نما

عقلا کہتے ہین کہ راے بجا
ہو نہ مقبول تو ہے راے خطا

ہے یہ تمثیل واقعی ظاہر
مکر دشمن سے بچنے کی خاطر

گرچہ دشمن ہزار زاری کرے
اور اظہار عجز و خواری کرے

ناروا ہے فریفتہ ہونا
محض بیجا ہے شیفتہ ہونا

گو تہا وہ زاغ ناتوان تنہا
کہ تہا خصمونکے درمیان تنہا

جو تہی صد ہا ہزار ہا ہم
ایک کو یہ شمار تہا کیا کم

تو بہی سبکو شکست دی کیسی
نیستی سبکی ہست کی کیسی

نہین آتا ہے کچھہ عجب اسکا
تہا کمی خرد سبب اسکا

بوم رکھتی جو عقل سے کچھہ کار
فتح ہو جاتی زاغ کو دشوار

رکھتا ہے اختیار ملک اگر / بہتری چاہتا ہے ظلم نہ کر

لاکھہ شمشیر بھی سیاست کی / نہ خرابی کرے ریاست کی

جسقدر کرتی ہے سیکی آہ / چل نہ ہرگز ستمگری کی راہ

اب بجا ہے جو کوئی کار کرین / اوسمین غفلت نہ اختیار کرین

اور جانین نہ خورد و خوار اسے / بلکہ مانین بزرگ کار اسے

ملک و دولت کو ہی قرار کہان / نہین ہوتی یہ چیز چار رہبان

حزم کامل کہ روے آئندہ / مرآت حال ہو نمایندہ

عزم شامل کہ کچھ نباے فتور / نہ عزیمت مین اوسکے پاے ظہور

راے صائب کہ اعتدال سی ہو / نہ خطا کے کبھی خیال سے ہو

اور شمشیر تیز جو گہ جنگ / تنگ بدخواہ پر کری رہ جنگ

برق آسا براے آتش بار / خرمن جان جلاے آتش وار

عدل کا باغ سلطنت مین نہال / بے سیاست ہے ایک امر محال

کہ اگر چشمہ سار تیغ سے آب / نہین پاتا ہے سوکھتا ہے شتاب

ایسے ایسے بہت کلام کہے / کہے لازم تھے سو تمام کہے

اور گستاخی سے کنارہ کرین ۔ ایسی جرات نہ آشکارا کرین

اسکی گفتار مین خلل ہو جہان ۔ اور کردار مین زلل ہو جہان

ایسی تقریر سے کرین ظاہر ۔ کہ بلا ناخوشی کرین ماہر

کہین شیرین و دلفریب مقال ۔ درمیان لائین دلشکیب مثال

عیب اونکا آشکار کرین ۔ گرچہ بیجا ہے اختیار کرین

نہ تھا وہ ان صفات سے عاری ۔ تھین عیان اوسکی بات سے ساری

سنا تھا مینے ایک بار وہان ۔ کرتا تھا مین شہریار بیان

کہ بڑا درجہ ہے جہانداری ۔ ایک عالم کی ہے امانداری

جہد و جد سے کسیکا پای مرام ۔ پائی اس پایہ پر نہ جای قیام

بجز اسکے کہ لطف داور ہو ۔ اور اقبال و بخت یاور ہو

کوئی اس درجہ پر نہو ممتاز ۔ اور حاصل نہووے یہ اعزاز

اور جو ہاتھ آئے یہ مایہ ۔ یعنے قسمت سے پائے یہ پایہ

اسقدر جاہ و ان تمیز رکھے ۔ اسکو مانند جان عزیز رکھے

کرے اسکی محافظت کی اصول ۔ تا بمقدور معدلت سے حصول

ھی کچھ فکر نیک و رای صواب — جان سکتا جو مقتضای صواب
نیک و بد کا کچھ امتیاز نہ تھا — عمل بد سے احتراز نہ تھا
تھے اتباع سارے ایسے ہی — عجب و نخوت کی مارے ایسے ہی
بجز اوس ایک تن کے جو ہر بار — کرتا تھا میری قتل پر اصرار
کہا شہ نے اوسے کہ ای دانا — عقل ور اوسکو کسطرح جانا
عرض کی اسطرح کہ اسکا خیال — تھا میری قتل کرنیکا ہمہ حال
اور تھا اسکا یہ خیال درست — جو بجالاتے رہتا حال درست
اور دروازہ نصیحت و پند — نہ کیا اپنے بادشاہ پر بند
گو سمجھتا تھا ماننے کا نہین — فائدہ اپنا جاننے کا نہین
اور ایسا کمال رکھتا تھا — کہ ادب کا خیال رکھتا تھا
پوچھا آداب پند ہین کیسے — کہا اسنے پسند ہین ایسے
کہ نصیحت کا جو کلام کہین — نرمی و لطف سے تمام کہین
عنف و سختی سے اجتناب کرین — نہ درشتی سے کچھ خطاب کرین
اور قائم رکھین بوقت مقال — اسکی تعظیم و مرتبہ کا خیال

خاصتہ جب وہ ناتوان ہووے — اور وہ آپ ناتوان ہووے
جب تک اوس سی رہائی پاتا نہین — اپنے دلسے صفائی پاتا نہین
نہین پہچانتا ہی لیل و نہار — ایک سے جانتا ہے لیل و نہار
پاکو سر جانتا ہے سر کو پا — کفش و دستار ایک ہین گویا
اور بیمار سے کہتے ہین عاقل — پائی جب تک نہ صحت کامل
کھانے کو بہترین غذا کھائی — لاکھہ کھاوے نہین فزا پاوے
اور حمّال بار سر جب تک — نہو ہلکا اُتار کر تب تک
کبھی آرام و عیش پاوے نہین — وسوسے تکلیف و طیش جاوے نہین
اور عاشق نپائے عیش وصال — جاوے تب تک نہ دلسے طیش و ملال
اور جب تک نپائی جای قرار — نہ مسافر کے دلمین آوے قرار
اور جب تک نہ خصم سی ہووا امان — دل پر خوف کو ہے چین کہان
تا نہ بدخواہ سے فراغت پاوے — نہ دل مضطرب کو راحت آوے
پوچھا رکھتا ہے کیسی سہم و راہ — رزم اور بزم مین انہونکا شاہ
عرض کی اوسکی ذات مین تھی حضور — خود پرستی و عجب و کبر و غرور

جانب خرم سے گذرتا نہین — بے تامل قدم بھی دھرتا نہین
فرق لائے نہین سیاست مین — عجز لائے نہین ریاست مین
رکھتا ہے پاس سلطنت قائم — رکھتا ہے اپنی مملکت دائم
ایسے شہ سے جو جنگ لاتا ہے — اپنی ہستی سے تنگ آتا ہے
کرتا ہے مرگ ایکبار پسند — کھینچتا ہے بصد ہزار کمند
زندگانی ہزار ہا فرسنگ — دور کرتا ہے خود سی آکر تنگ
تیر دشمن اٹھا کے یار عنا — پاتا ہے جلد آکے دار فنا
تجھسے جو دشمنی کا دم مارے — سو دم زندگانی کم مارے
کہا شہ نے ترا فراق بیان — میری دلکو تھا سخت وشاق عنان
نہ طعام و شراب مین تھا مزا — نہ کچھ آرام و خواب مین تھا مزا
اب ہے صد شکر ایزد متعال — کہ ہوا دور دل سی رنج و ملال
آج مہر تمام خوش بختی — چمکا بالائے بام خوش بختی
وقت بدخواہ کو زوال ہوا — وہ جو کچھ سمجھا تھا محال ہوا
عرض کی جو ہے مبتلای عدو — کچھ نہین دیکھتا سوای عدو

ہین ہنر تجھ مین سب بے مثال عیان | لیک ہی ایک مین کمال عیان

کہ بہت ون مخالفون مین ہان | پر نہین کوئی ایسا لفظ کہان

جس سی کچھ نقص یا زیان پائی | یا نہان سے کبھی عیان پائی

اور صادر ہوا نہ ایسا عمل | کہ صفائی مین آتا اسکی خلل

اور صحبت سی تیری ہوئی نفور | اور قربت سی تیری ہوئی صبور

عرض کی اوسنے ای خدیو زمان | یہ کبھی اقبال بادشہ تھا عیان

کہ ہر ایک امر مین تھا اسکا خیال | کرتا تھا پیروی نیک خصال

شکر حق ہے کہ شہ کو ہی حاصل | تیری فہم و دانش کامل

محتوی عظمت و کرامت سے | نہ کبھی شوکت و شہامت سے

اوس سی چھپتی نہین دقائق کار | اوسکو ظاہر ہین کل حقائق کار

اور کارِ تانی و تعجیل | اوس سی پاتی ہین وقت پر تکمیل

اور خشم و رضا کا کار کہین | ہوتا بے وقت اختیار نہین

سوچ کر وقت ابتدائے امور | حال و آئندہ کی صلاح ضرور

انتہا پر نگاہ کرتا ہے | بہر ہر شر پناہ کرتا ہے

اِس مثل کا ہے یہ مآل عیان
کہ تھا اِس مار کو خیال توان

جانا کنجشک کو ضعیف و نزار
اور بدخواہون مین کیا نہ شمار

اِس لیے ایسے انتقام سہا
کس سے اور کیسے انتقام سہا

گو عدو خورد ہووے تو بھی ضرور
چاہیے احتیاط مین نہ قصور

اوسکو کر آپ سی بزرگ شمار
اور لے اپنا فکر و رای سی کار

کہا شہ نے کہ جو بنا ہی یہ کام
اور مارے گئے ہین خصم تمام

میرے نزدیک ہی نہ اسکی بنا
تیری تدبیر و یکدلی کے سوا

پوچھی جس امر مین ہے بات تجھے
دن سے روشن ہوئی ہی رات مجھے

اور مانا ہے جسمین تیرا کلام
سو ہوا ہے بخیر خوبی تمام

جسکو ناصح وزیر کی تدبیر
اچھی لگتی ہے اچھی ہے تقدیر

رہتا ہے اسکا دامن اقبال
دست ناکامی سے جدا ہر حال

پڑتا ہے پاے حادثات زمان
اسکے میدان خوشدلی مین کہان

مکتفی ہے اوسے یہ میری مثال
کہ ہوا خوش جو بانی تیری مقال

جسطرف میرا بہر کار ہے رُو
ہون قوی دست دستیار ہی تو

اس لیے کرتی ہون پکار یہان — گر کوئی آکے ہووے یار یہان
ہر طرح کرتی ہون عیان فریاد — کوئی دیتا نہین یہان پر داد
اور یہ آشیانہ مین آکر — سوتا ہے اپنے بچون کو کھا کر
سنکے مادہ سے ایسا حال ملال — دل نر کو ہوا کمال ملال
دود اسکی نہاد سے نکلا — صبر دل انقیاد سے نکلا
اور نار فراق فرزندان — آگئی اشتعال پر چندان
کہ دل بیقرار جلنے لگا — ظاہرا موم وار گلنے لگا
اوسنے جسوقت غم سے کھایا فراغ — صاحب خانہ نے جلایا چراغ
اوسنے جلتا ہوا فتیلہ لیا — دفع بدخواہ کا وسیلہ کیا
رکھہ دیا جاکے آشیانہ مین — ہوا جلنے کا خوف خانہ مین
اہل خانہ نے سقف پر جاکر — آشیانہ تھا اوسکا جس جاپر
سقف کھودی کہ آگ دور کرین — گھر کے جلنے کی لاگ دور کرین
اوسمین اوس مار نے اٹھایا سر — کہ تلے نار سے بنایا در
سر اٹھانا تھا چوٹ کھانا تھا — چوٹ کھانا تھا جان گنوانا تھا

چبھ رہا ہے جگر مین خارِ غم ہر دو دیدہ ہین اشک بارِ غم

آتشِ غم سے چھاتی جلتی ہے آہ آتش فشان نکلتی ہے

کیون نہ روؤن گئی تھی ایک زن مان آئی تو دیکھا مارا ایک یہان

کیا اوسنے ارادۂ بچگان مین نے اوسکو کہا باآہ وفغان

گو توانا ہے ناتوان دشمن نہو ہرگاہ یک زمان ایمن

کہتے ہین جو ہین پیر راہ سحر کہ ہدف زن ہے تیر آہ سحر

بے اثر تھا یہ گریہ وزاری نہوا اسکی دل مین کچھ کاری

بولا رکھتا ہون اپنا سینہ سپاہ نہین تاثیر کرنیکی تیری آہ

کہا مین نے کہ ہو نہ اتنا نڈر کہ کہین ملکے مین اور انکا پدر

باندھین سکر معاوضہ کی کمر اور پہونچائین تیرے حق مین ضرر

یعنی کوشش کرین ہلاک کرین تیری ہستی سے دہر پاک کرین

ہنسکر اوسنے مجھے جواب دیا کہ عبث آپ سے حساب لیا

شیر کو جو شکار کرتا ہے تمسے کب نیہار ڈرتا ہے

مین نہین اوسکے سامنے بر آئی اپنی جان گرچہ ہاتھ پر لائی

اور انگلو نے یاد ہی یہ حال | ایک کنجشک تھا ضعیف البال
او سنے مار قوی سے آخر کار | لیا تھا انتقام خود یکبار
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا او سنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۳

جفت کنجشک ایک خانہ مین | رہتا تھا ایک آشیانہ مین
حرص دنیا کی گرا طاعت تھی | آب اور دانہ پر قناعت تھی
بارے دن رات خوش گذرتے تھے | ساری اوقات خوش گذرتے تھے
بچہ انکے یہان ہوئے پیدا | گویا آرام جان ہوئے پیدا
دونون ہی بہر طعمہ جانے لگے | اور لاکر انہین کھلانے لگے
ایکدن نر نے ایک جا جاکر | پایا مادہ کو درد زا آکر
اُڑتی تھی گرد آشیانہ وہان | سخت مغموم آہ و نالہ کنان
پوچھا اے یار نازنین کیا ہے | باعث آہ آتشین کیا ہے
کس لیے زار زار روتی ہے | باعث اضطرار ہوتی ہے
مادہ نے اضطراب کیا | اور اوسے اسطرح جواب دیا

اور جو اسمین بھی ہین سب یکسان ۔ تو خور بخت جسکا ہے رخشان

وہ ہی ہوتا ہے کامیاب ضرور ۔ وہی ہوتا ہے نامیاب ضرور

مہر اقبال جب منور ہو ۔ دل جو کچھ چاہے سب میسر ہو

بحر کو جاے بے اعانت تخت ۔ بحر بن جاے صورت سخت

کہا شہ نے کہ انکو تھا یہ گمان ۔ کہ نہین ہم مین اتنا زور و توان

کہ کبھی قصد انتقام کرین ۔ اور انکا خیال خام کرین

کیونکہ ہمکو سمجھتے تھے ناچیز ۔ اپنے آگے سمجھتے تھے کیا چیز

عرض کی اوسنے ایسی شی ہین چار ۔ جنکا اندک سمجھتے ہین بسیار

ایک آتش کہ تھوڑی بھی ہو اگر ۔ ہے بہت کے برابر اسکا ضرر

دوسرے قرضداری کم یا بیش ۔ رکھتی ہے شرمساری کم یا بیش

جیسا شرماے ایک جو کا قرض ۔ ویسا شرماے ایک سو کا قرض

تیسرے ہر طرح کی بیماری ۔ خواہ ہلکی ہو خواہ ہو بھاری

ہے جو افراق اعتدال مزاج ۔ نہین رہتا بحال حال مزاج

چوتھے دشمن کہ گو ضعیف و خوار ۔ کرتا ہے ایک روز اپنا کار

اور دانا لڑاے راے جہان | ایک لشکر نپاوے کجاے امان

بلکہ تدبیر کی ہدایت پر | برہمی لاوے اک ولایت پر

ایک تدبیر سے جو کر سکے کام | لاکھ شمشیر سے نہو وہی کام

ایک جان ایک تیغ سے جاوے | ایک ملک ایک فکر سے آوے

کہا شہ نے یہ فتح پائی عجب | یہ ظفر اپنے ہاتھ آئی عجب

عرض کی یہ درستیے کردار | خوبیے فکر سے نہین زنہار

بلکہ اقبال شاہ یاور تھا | حافظ حال شاہ داور تھا

اور فرماتے ہین کہ چند اشخاص | جب کیا چاہتے ہین کار خاص

تب گرامی جو ہے مروت مین | اور نامی جو ہے فتوت مین

وہی اوسکو تمام کرتا ہے | چاہیے جیسا کام کرتا ہے

کہ مروت کی خاصیت ہے ضرور | ذی مروت کے رکھتے ہین امور

جب مروت مین سارے نامی ہین | ایک سے دوسرے گرامی ہین

تب مراد دلی وہ پاتا ہے | جو ثبات دلی دکھاتا ہے

اور جو اسمین بھی برابر ہین | تو وہ جسکے زیادہ یاور ہین

یہ تواضع تھی منفعت کا مدار ؛ اس لیے کی نہ اختیار مین عار
چومتے ہین وہ دست وقت ضرور ؛ طبع سے ہے جسکو دیکھنے سی نفور
عار سے کرتے ہین جو کار نہین ؛ وقت حاجت سمجھتے عار نہین
کیا ہے مین نے اسلیے یہ بیان ؛ کہ دل شاہ پر یہ ہووی عیان
کہ سہی ہے مذلت وخواری ؛ منفعت کی امید سے ساری
اسمین یارون کی خیرخواہی تھی ؛ اور بدخواہون کی تباہی تھی
کھوئی طبع اس لیے نافع ؛ گرچہ نافع ہے اس لیے وافر
فتح دشمن مدارا سے ممکن ؛ جسقدر ہے نہ یار اسے ممکن
آگ رکھتی ہے گرمی بسیار ؛ نہ جلاتی ہے بیخ سے اشجار
آب نرمی کے ساتھہ جاتا ہے ؛ بیخ وبنیاد سے گراتا ہے
ہوتا ہے نرمی سے جو کام کہین ؛ ہوتا ہے گرمی سے تمام نہین
اور کہتے ہین کل زمان دیدہ ؛ نہ زمان دیدہ بل جہان دیدہ
گرمی مت لا جو سخت ہو کوئی کام ؛ نرمی دکھلا درست ہوگا تمام
کہ مبارز اگرچہ ہووے دلیر ؛ کرسکے حد سے حد ہزار کو زیر

بجز اسکے کہ انکا شاہ زمان | بخششے صد شہ کیطرح تجکو یہان

اس لیے آیا ہون یہان بر آب | کر سکے مجھے اپنا بے گمان مرکب

ہوا راضی رضاے قادر پر | ہوا حصار بلاے صادر پر

شاہ غوکان کو خوش لگا یہ کلام | پھر خود سمجھا غرور فخر تمام

اسکے اوپر مدام چڑھنے لگا | اپنے دلمین تمام بڑھنے لگا

اپنے ہمجنسون مین اکڑنے لگا | باد کو مٹھی مین پکڑنے لگا

منقضی ایسے کچھ زمانہ ہوا | مار ان غوکون مین یگانہ ہوا

ایکدن بولا اے غریب نواز | کرے اللہ تیری عمر دراز

زندگی بے غذا کرون کیسے | بندگی یہ ادا کرون کیسے

کچھ غذا ہو تو زندگی ہووے | زندگی ہو تو بندگی ہووے

بولا یہ التجا بجا ہے ضرور | مجھے مرکب تجھے غذا ہی ضرور

پس مقرر کیا کہ بہر غذا | روز دو غوک ہووین اسکو عطا

تا کہ ہر روز کھاکے شام و سحر | کرے اوقات بندگی مین بسر

مار نے اس وظیفہ کی خاطر | کی نہ کچھ شرم پر کبھی ظاہر

اسطرح پر ہے یہ حقیقت حال ۔ عرض کرتا ہون سن بغور خیال
ایک دن ایک غوک کی خاطر ۔ خواہش صید ولسے کی ظاہر
میرے نزدیک سی اُچھلکے گیا ۔ ایک زاہد کے گھر مین جاکے گیا
پیچھے سے مین بھی حرص مین آکر ۔ پہونچا زاہد کے خانہ مین جاکر
اتفاقاً اندہیرا تھا اوسجا ۔ اور سوتا تھا ایک طفل اسکا
اوسکا ابہام پا لگا جو وہان ۔ ہوا غوک گریختہ کا گمان
گرمی حرص کو آرسے چند ان ۔ اسکو دکھلائی تیزی دندان
کہ اسی جا تمام سرد ہوا ۔ دل زاہد سے تام درد ہوا
اور اس حال کی خبر پاکر ۔ سوز فرزند سے اثر پاکر
مارنے کو چلا تو مین بھاگا ۔ اُسکا پیچھا تھا اور مرا آگا
پیچھے آتا تھا پر بتاتا تھا ۔ بد دعائین مجھے سناتا تھا
کہ خداوند تجھکو خوار کرے ۔ ہم وقار ونمین بے وقار کرے
اسقدر تیری بے وقاری ہو ۔ شاہ غوکانکی تو سواری ہو
اور غوکون کو گاہ پا نہ سکے ۔ جیسے کہاتا ہے گاہ کہا نہ سکے

ہون سزا وار غم نہین تھوڑا | رکھتا ہون کار غم نہین تھوڑا
غوک تھی میری زندگی کا سبب | صید کر سکتا ہون انھونکو نہ اب
حادثہ ایسا پیش آیا ہے | رنج و غم حد سے بیش لایا ہے
ایک بھی جب پکڑنے جاتا ہون | سایہ سا کب پکڑنے پاتا ہون
قصد کرتا ہون پا نہین سکتا | پاتا بھی ہون تو کھا نہین سکتا
سنا اوسنے جو یہ بیان آکر | کہا پیش شہ زمان جاکر
شاہ غوکان کو سنکے یہ گفتار | دلمین آیا تعجب بسیار
گیا نزدیک جاکے استفسار | کہ نہ رکھ مجھسے مخفی زنہار
کیسے یہ حادثہ ہوا حادث | اور کیا ہے حدوث کا باعث
مار نے سنکے یہ جواب دیا | کہ ہے قسمت نے یہ عذاب دیا
یہ مری آہ و نالہ و زاری | دل پیمان شکن سے ہے ساری
کس سے فریاد و آہ و زاری کرون | آپ ہی سے جو اپنی خواری کی ہون
طمع بد نے اے شہ والا | مجھے آفت کے دام مین ڈالا
اور حرص لئیم نے یہ در | اس مصیبت کا کھولا ہی رخ پر

اور تدبیر بہر استقبال
ہے عوض قوت جوانی کا
اسقدر عمر خود گنوائی ہے
چاہیے کرنی اب کم آزاری
تا کہ ہو ما بقی عمر بسر
اور گذران کی یہ صورت ہو
پس لب آب اضطرار کنان
ایک عالی نگاہ با کر و فر
وہ وہان بیٹھا رنج سے رنجور
نہ تھی رخ پر نہان کدورت غم
ایک غوک آیا اسکے پاس وہان
پوچھا رنجور دیکھتا ہون تجھے
اوسکا باعث جو کچھ ہے مجکو بتا
بولا کہ مار زادہ یہان

ہر مہم سے ضرور ہے چارہ
تجربہ اپنی زندگانی کا
تھوڑی تدبیر ہاتھ آئی ہے
اور اٹھائی مذلت و خواری
نے تلاش معاش شام و سحر
کہ ملے جسقدر ضرورت ہو
گیا تھی غوک نے شمار جہان
انکا تھا بادشاہ باکر و فر
شادمانی کے گنج سے مہجور
تھا سراسر عیان بصورت غم
دیکھکر اسکو شکل یاس عیان
خوشی سے دور دیکھتا ہون تجھے
ہوا حادث جو کچھ ہے مجکو بتا
مجھسے غمخوار ہے زیادہ کہان

طاقت جسم نے جواب دیا | سارے اعضا نے اضطراب کیا

صبر نے دن بدن قصور کیا | اور بے صبری نے فتور کیا

تھک گیا پھر شکار کر نہ سکا | پیٹ کا کاروبار کر نہ سکا

متحیر ہوا کہ لائے کیا | متفکر ہوا کہ کھائے کیا

زندگی تھی شمار سے باہر | موت تھی اختیار سے باہر

کہا دل سے گئی جوانی ہائے | گیا خوش وقت کامرانی ہائے

اب ہے وقت شباب کا آنا | جیسا آتش سے آب کا آنا

یا حرارت کا جانا آتش سے | یا عطش کا مٹانا آتش سے

کاش اس پیری کو بھی ہوتا قرار | اور رکھتی نہ اپنار و بقرار

آئی پیری گئی جوانی شتاب | ہائے احباب ہائے وقت شباب

وقت پیری اسیر ایسے نہیں کم | ہے اسیری نہ پیر ایسے کہیں کم

پھر بھی پیری نہ کم غنیمت ہے | نہ بھی ہر ایک دم غنیمت ہے

کیونکہ جاتا ہے عمر سے جو دم | خواب میں بھی پھر آتا ہی سو کم

مار نے سوچا ہے جوانی کہیں | اب کسی طرح ہاتھ آنی نہیں

ایسی محنت کی ایسی ہمت کی | ایسے دشمن کی ایسی خدمت کی
جسکی دیدار سے تھا عار تجھے | رہا خدمت سے اسکی کار تجھے
سخن خیر خواہ پاتا اثر | تیری جان پر ضرور لاتا ضرر
عرض کی ای خدیو فرد شہان | مرد کہتے ہین اوسکو مرد جہان
کہ اگر چاہتا ہے کام کیا | چاہتا ہے اوسے تمام کیا
اس لیے جانسے ہاتھ دھوتا ہے | پھر ارادہ کے ساتھ ہوتا ہے
اور رہتا ہے مرد سا ہر آن | راہ پیماے ساحت مردان
ترک سر کرکے پا اوٹھاتا ہے | وہی گوئے مراد پاتا ہے
اور جب دیکھی بہر خود یہ صلاح | کہ کسی کم کی بندگی ہی فلاح
تب اوسی پر قیام اپنا کرے | اور مطلب تمام اپنا کرے
جسطرح ایک مار نے یکبار | خدمت غوک کو نہ سمجھا عار
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۲

ایک بار ایک مار پیر ہوا | محبس ضعف مین اسیر ہوا

رہ سکے ملک کفر سے دائم
پر نہیں رہتا ظلم سے قائم

ملک کو کفر سے نہیں ہے زیان
پر نہیں ظلم سے کہیں ہے امان

مت ستم کر جو عمر ہے پیاری
ارّہ عمر ہے ستمگاری

شاہ انصاف چھوڑتا ہے اگر
خوش نصیبی کا توڑتا ہے شجر

جو کوئی چار کار کرتا ہے
چار شے اختیار کرتا ہے

ظلم جو اختیار کرتا ہے
مرگ کا انتظار کرتا ہے

جو نہیں حرص زن سے آزادہ
اپنی رسوائی پر ہے آمادہ

جو زیادہ طعام کھاتا ہے
رنج کا اژدہام پاتا ہے

جو صلاح وزیر ناعاقل
اور رائے مشیر ناکامل

سُنکے اِسکو عمل مین لاتا ہے
سلطنت کو خلل مین لاتا ہے

اور ہے عاقلو سُنے یہ مفہوم
کہ چھہ کس ہین چھہ چیز سے محروم

ایک ہے بادشاہ ظلم شعار
کہ نہین اوسکے ملک کو ہی قرار

دوسرا ہے متکبر و مغرور
کہ ہے ذکر جمیل سے مہجور

تیسرا بدمزاج و بداخلاق
کہ نہین رکھتا یار یا اشفاق

کہ ہیں تھا انکی درمیان اجنب / رکھتا تھا نزد دشمنان منصب

عقل و دانش میں کم نامی تھا / خاص سرداروں میں گرامی تھا

نہوا ایسا کہ کچھ فریب کرون / عذر سے سبکو بے شکیب کرون

نہ تو اس بات ہی سے ہوش کیا / نہ سخن ناصحون کا گوش کیا

نہ نہان مجھسے کچھ سکے اسرار / پایا اسکا نتیجہ آخر کار

ہوا جو حال ہونا تھا آخر / نقد جان مفت کھونا تھا آخر

اور لازم ہے بادشہ کو مدام / بھر اسرار رکھنا حفظ تمام

خاصتہً ایسے دوستوں سے ضرور / پاس رکھتے ہوں جنکے دل میں ظہور

اور اون دشمنوں سے جو ہر آن / اوسکی جانب سے رہتے ہوں ترسان

ہووے مایوس تجھسے یار اگر / اسکو ہرگاہ رازدار نہ کر

خصم سے بھی جو ہووے تجھسے ڈرا / تجکو افشاے راز ہے نہ روا

کہا شہ نے کہ ہوتا ہے معلوم / ہوئے ہیں بوم ظلم سے معدوم

عرض کی اوسنے یہ بیان ہے بجا / واقعی ظلم سے زیان ہے سدا

ظلم جو بادشاہ کرتا ہے / ملک اپنا تباہ کرتا ہے

اسمین محنت جو اوسکے آگی آئے — دوڑ کر آپ اوسکے آگے جائے
اور خوشنودی سے قبول کرے — بلکہ نیلے بودی سے شمول کرے
اہل ہمت کسی بلا سے کہین — کسی تکلیف و ابتلا سے کہین
نہین چاہ ہراس مین پڑتے — نہین گرداب یاس مین گرتے
کیونکہ جسکام کا ہے آخر نیک — گو نہ ہے ابتدا بظاہر نیک
اوسکی تحصیل مین جو آفت ہے — اور ہر نوع کی مخافت ہے
عین آرام و محض راحت ہے — اصل سب بے فضل استراحت ہے
کہ جو ہوتے ہین ابتدا مین الم — خوشی ہوتی ہے انتہا مین کم
پوچھا بوموئین کیسی دانائی — دیکھنے اور سننے مین آئی
عرض کی انمین ایک بھی دانا — نہ تو دیکھا نہ عقل سے جانا
بجز اس ایک کے کہ اوسکا بیان — میرے اہلاک و قتل پر تھا عیان
اور سب سمجھی اسکی رای کو ہیچ — اور کیا سمجھے جسکی رای ہو پیچ
اوسکے انداز پر نہ کان دیا — اور اوس پند پر نہ دہیان کیا
بلکہ بے فکر ہی سے ٹال کیا — اسقدر بھی نہین خیال کیا

پھر کیا بادشاہ نی اوس سی سوال / کہ تعجب سے ہے میری دلکو کمال

کہ تو بوموئین انکا کیسے رہا / رنج صحبت انہونکا کیسے سہا

کہ طبیعت خلاف تھی انکی / اور نیت نہ صاف تھی انکی

جانتا ہون رفاقت اشرار / ہے نہین کار وطاقت اخیار

صحبت بد ہے نیک کو پر غم / زندہ مردہ سے کیسے ہو محرم

اور بالطبع جو کوئی ہی کریم / نار دوزخ ہے اسکو دید لئیم

اور رکھتے ہین مار بد کے ساتھ / چلنا بہتر نہ یار بد کے ساتھ

زہر تلخی ہجر کھا ناخوب / پر نہ غیر وسے لینے شہد پانا خوب

کہا اوسنے درست ہی یہ بیان / قرب ناجنس ہے نفس کو زیان

ناموافق اگر ہے یار کہین / اسکے دیدار سی ہی ناز نہین

لیک عاقل کو چاہیے کہ مدام / اپنی مالک کو پیش آئی جو کام

اوسکی تحصیل مین اوٹھائی رنج / اپنی تکلیف سے نہ لائی رنج

اوسکا آرام جان کر آرام / سہے آپ اپنی جان پر آلام

چاہیے اپنی نہ راحت خاطر / چاہیے اوسکی فراغت خاطر

اسکی خدمت مین کرتی تھی اقدام — اور رکھتے تھی عزت و اکرام

وہ بھی دیتا تھا بادشہ کو دعا — اور کرتا تھا ذر شکر عطا

اور سبکی بھلائی چاہتا تھا — لائق حیثیت سراہتا تھا

اسی اثنا مین بادشاہ زمان — بولا اے رہنمای راہ زمان

اپنے بدخواہ کی خرابی مین — اور یارونکی کامیابی مین

تیری رائے رسانے کام کیا — ایسی تاثیر کی کہ نام کیا

کہا جو کچھہ ہوئی ہے اسلوبی — سو ہے اقبال شاہ کی خوبی

کہ اگر بخت شاہ یار نہو — کبھی بندہ سے ایسا کار نہو

مجھے اوس روز ہی ہوا تھا یقین — کہ مقرر ظفر ہے اپنی معین

کہ کیا تھا انہون نے قصد نہان — اور بے واسطہ یہ ظلم عیان

کہ ضعیفون کو پایمال کیا — بیگنہ اونکا جان و مال لیا

اور اسپر بھی کی طمع ظاہر — اپنی موروثی ملک کی خاطر

دیکھکر تیرا ملک و دولت و مال — اس سیہ دل نے اپنی آنکھہ کی لال

اس لیے زرد رو ہوا آخر — ہوا عالم سے یہ موا آخر

جا کے اونکے یہان سے لاؤن آگ — اور انبار مین لگاؤن آگ

اور زاغ اپنے بال پھیلائین — ایسی آتش کو اشتعال لائین

تاکہ اوس غار سے جو باہر آئین — آپ کو آگ مین سراسر پائین

اور اندر کے دو دسے گھٹ جائین — بارے قید وجود سے چھٹ جائین

شاہ نے کی یہ اسکی رای پسند — دفع دشمن کی رہنمائی پسند

اسکی تعمیل سے یہ کام کیا — اپنے بدخواہ کو تمام کیا

نہ بچا ایک بوم بھی زنہار — ہو گئے جلکے سب کے سب فی النار

زاغ مغلوب کامیاب ہوئے — خوش ہوئے خوب کامیاب ہوئے

فکر دشمن سے ہو کے پھر آزاد — ہوئے مسکن مین جا کے پھر آباد

تہنیت کی بلند کی آواز — آشکارا کیا خوشی کا راز

کہ ہوئی پھر مراد ملک روا — ہوا اقبال مثل وعدہ وفا

ہوئی تھی دشمنوں سے فوت خوشی — ہو گئی دشمنوں کی موت خوشی

ہو کے ممنون رای کارشناس — ہوئے ممنون رای کارشناس

...ا سے اسکے کام کرنے لگے — شکر اسکا مدام کرنے لگے

ہوا آکر حضور شاہ کھڑا | شاہ کو جون ہی یہ نگاہ پڑا
بولا خوش ہوکے با نشاط بال | پھر اظہار انبساط حال
دوستو جلد ہونگے اب باکام | آگیا اپنا باعث آرام
پوچھا کیا کام جاکے کر آیا | بولا جو چاہیے تھا بر آیا
شہ کا اقبال ایسا یار ہوا | دل نے چاہا تھا جیسا کار ہوا
ہوکے اب رنج و غم سے آزادہ | ہو جیے ایک دم سے آمادہ
وقت ہے انتقام کا آیا | فکر کے اہتمام کا آیا
دیکھنا ہے عدو سزا بردہ | یا بلب جان رسیدہ یا مردہ
ہووے ان بد شعاروں کی کاہش | جیسے ہی دوستداروں کی خواہش
پوچھا کہہ مجملاً صلاح کار | تا کہ جو چاہیے سو ہو تیار
بولا اوس کوہ میں ہے غار وہان | رہتے ہین یہ جفا شعار نہان
خشک ہیزم ہی آس پاس بہت | دور تو کم ہے آس پاس بہت
حکم فرما کہ زاغ جائین وہان | خشک ہیزم اٹھا کی لائین وہان
دربر اوس غار کی کرین انبار | پاسبان رہتی ہین وہان دو چار

گو عوارض ہون دوسری حائل ہوویگا حال اصل پر مائل

جسطرح ایک واقفِ اسرار پڑھتا ہی اِس بنا پہ یہ اشعار

طینت تلخ رکھتا ہے جو شجر گو ہو باغِ بہشت اوسکا مقر

خواہ جوئے برین سی آب پلائین خواہ شیر اور شہد ناب پلائین

عاقبت اپنی اصل پر چلائے میوۂ تلخ اپنا بر لائے

ہے نہیں عقلمند و نسے مستور جیسا بے دولتونکا ہی دستور

یہ سخن تھا اگرچہ ہوش فزا پر شب آہنگ نی نہ گوش کیا

ناصح مہربان کو بد سمجھا سخن سود کو حسد سمجھا

آخر کار پر نہ ڈالی نظر گرچہ نقصان سے تھا نہ خالی اثر

زاغ ہر روز قصہ ہای عجیب اور ہر رات نکتہ ہای غریب

اِس فصاحت سی کرتا تھا تقریر دل بدخواہ کرتا تھا تسخیر

اسطرح تھوڑے عرصہ مین ناگاہ انکے اسرار سے ہوا آگاہ

سارے حالات سے ہوا ماہر جو نہ ظاہر تھا سو ہوا ظاہر

پا کے موقع جو اوسکو ہاتھ لگا چلدیا ایک بھی نہ ساتھ لگا

کہا زاہد نے موش سے جا کر ۔ موش نے بوے جنسیت پا کر
اوسکی خاطر دکھائی خواہش دل ۔ بلکہ ظاہر دکھائی کاہش دل
کہ بہت دل سے آرزو ہے یہی ۔ جستجو دل سے چارسو ہے یہی
کہ ملے مجکو کوئی ایسی حسین ۔ لیک ہمجنس غیر جنس نہین
بولی دختر کہ سہل ہے یہ کار ۔ کہ ہے زاہد سے یہ نہ کچھ دشوار
کہ کرے گا دعا مری خاطر ۔ موش بنجاؤن گی تری خاطر
اور آئے گا میرے ہاتھہ آرام ۔ اور پاؤنگی تیرے ساتھہ آرام
دیکھا زاہد نے جب بجدّ ل ۔ دونون جانب سے اشتیاق وصال
مانگی حق سے دعا کہ ای قادر ۔ موش کر اوسکو موش کی خاطر
ہوئی فی الحال یہ دعا مقبول ۔ وہ بنی موش جیسا ہے منقول
کہ ہے ہر چیز اصل پر راجع ۔ کیا عجب وہ ہوئی اگر راجع
اوسکو اوس موش کی حوالہ کیا ۔ اور زاہد نے گھر کا رستہ لیا
اصل پر ہے ہر ایک شی کو رجوع ۔ خاک ہونگی کہ خاک کی ہین فروع
فائدہ اس مثل کا ہے نہ نہان ۔ کہ جو ہے مقتضاے طبع عیان

کہ نہین مجھہ مین کچھہ توانائی | ہے توانائی کوہ نے پائی

کیونکہ رکھتا ہے اسکا پائی قرار | دامن و قر اپنی جاے قرار

اور ہے قطب کی طرح دائم | اپنے مرکز مین رات دن قائم

اور اُسپر ہوا مین اثر نہین یون | نرم آواز گوش کر مین جون

یا کرے ضرب پاسے کوئی مور | سینۂ سنگ سخت پر کچھہ زور

باد گو ابر کو ہٹاتی ہے | کوہ سے لڑکے دھکی کھاتی ہے

کہی زاہد نے کوہ سے جا کر | صورت حال ساری سمجھا کر

کوہ نے سنکے یہ جواب دیا | کہ ہے حبشہ سے کچھہ حساب لیا

ورنہ کیا بالیقین نہ جانا ہے | موش مجھسے کہین توانا ہے

کہ مرا سینہ چاک کرتا ہے | اپنی خاطر مغاک کرتا ہے

ایسی رکھتا ہے تیزی دندان | سنگ کیا کاٹ سکتا ہی سندان

رہتا ہون اوسکے آگے بیچارہ | میری قوت ہے محض بیکارہ

بولی دختر کہ کہتا ہے یہ بجا | کہ ہے مغلوب موش سی یہ سدا

موش ہے میری شوہر نکو سزا | قدر جوہر ہے جوہری کو سوا

کہ یہ دختر ہے خوش جمال بڑی — نیک اختر ہے خوش خصال بڑی
چاہتا ہون کہ اس سے بی خدمت — اپنی خدمت سی اسکو دی عزت
کیونکہ یہ چاہتی ہے ایسا شو — قوت وجاہ مین ہے جیسا تو
مہر نے سنکے یہ عتاب کیا — اور اوسے اس طرح جواب دیا
ابر سے کر یہ التجا جا کر — کہ وہ ہے مجھسے بھی توانا تر
کیونکہ جو میرے آگے آتا ہے — میری تنویر کو چھپاتا ہے
خلق سے نور دور کرتا ہے — تیرگی کا ظہور کرتا ہے
مہر اتنا بڑا ہے لیک سحاب — آکے ہوتا ہے آگے ایک حجاب
کہا زاہد نے ابر سے جا کر — اوسنے پاسخ دیا یہ شرما کر
کہ اگر غالبی سے طالب ہے — باد مجھسے زیادہ غالب ہے
کہ مجھے کرتی ہے پراگندہ — اجزا اجزا مین ہو کے آگندہ
زور خود اسقدر دکھاتی ہے — چاہتی ہے جدھر ہٹاتی ہے
ہو کے زاہد نے ابر سے ماہر — کہا کل حال باد سے ظاہر
باد نے پیچ وتاب کھا کے کہا — اپنی دل سے جواب پا کے کہا

کہ نہین مجھہ مین کچھہ توانائی ہے توانائی کوہ سے پائی

کیونکہ رکھتا ہے اسکا پائی قرار دامن وقر اپنی جاے قرار

اور ہے قطب کی طرح دائم اپنے مرکز مین رات دن قائم

اور اُسپر ہون مین اثر مین یون نرم آواز گوش کر مین جون

یا کرے ضرب پاسے کوئی مور سینۂ سنگ سخت پر کچھہ زور

بادگو ابر کو ہٹاتی ہے کوہ سے لڑکے دھکی کھاتی ہے

کہی زاہد نے کوہ سے جاکر صورتِ حال ساری سمجھاکر

کوہ نے سنکے یہ جواب دیا کہ ہے جنبش سے کچھہ حساب لیا

ورنہ کیا بالیقین نہ جانا ہے موش مجھسے کہین توانا ہے

کہ مرا سینہ چاک کرتا ہے اپنی خاطر مغاک کرتا ہے

ایسی رکھتا ہے تیزی دندان سنگ کیا کاٹ سکتا ہی سندان

رہتا ہون اوسکے آگے بیچارہ میری قوت ہے محض بیکارہ

بولی دختر کہ کہتا ہے یہ بجا کہ ہے مغلوب موش سے یہ سدا

موش ہے میری شوہر یکو سزا قدر جوہر ہے جوہری کو سوا

کہ یہ دختر ہے خوش جمال پری | نیک اختر ہے خوش خصال پری
چاہتا ہون کہ اس سے لی خدمت | اپنی خدمت سے اسکو دی عزت
کیونکہ یہ چاہتی ہے ایسا شوہر | قوت وجاہ مین ہے جیسا تو
مہر نے سنکے یہ عتاب کیا | اور اوسنے اس طرح جواب دیا
ابر سے کر یہ التجا جا کر | کہ وہ ہے مجھسے بھی توانا تر
کیونکہ جو میرے آگے آتا ہے | میری تنویر کو چھپاتا ہے
خلق سے نور دور کرتا ہے | تیرگی کا ظہور کرتا ہے
مہر اتنا بڑا ہے لیک سحاب | آکے ہوتا ہے آگے ایک حجاب
کہا زاہد نے ابر سے جا کر | اوسنے پاسخ دیا یہ شرما کر
کہ اگر غالبی سے طالب ہے | باد مجھسے زیادہ غالب ہے
کہ مجھے کرتی ہے پراگندہ | اجزا اجزا مین ہوکے آگندہ
زور خود اسقدر دکھاتی ہے | چاہتی ہے جدہر ہٹاتی ہے
ہوکے زاہد نے ابر سے ماہر | کیا کل حال باد سے ظاہر
باد نے پیچ وتاب کھاکے کہا | اپنی دل سے جواب پا کے کہا

ڈھونڈھنا تیرے واسطے جوڑا
مین نے تیری پسند پر چھوڑا

آدمی و پری و جن و بشر
اور موجود جو ہین زیر وزبر

انمین سے جسکو تو پسند کرے
اور خواہش سے ارجمند کرے

ساتھ اُسکے کرون تری شادی
ہے تری شادی مین مری شادی

بولی شادی کراوس سے یہان
رکھتا ہو جو زیادہ زور و توان

سب سے بڑھکر ہو شان و شوکت مین
اور برتر ہو جاہ و صولت مین

کہا زاہد نے جیسا تو نے کہا
ایسا ہو سکتا ہے یہ مہر سما

بولی دختر یہ مانتی ہون مین
مہر ایسا ہی جانتی ہون مین

مہر غالب ہے ہر کسی سے عیان
نہین مغلوب ہے کسی سے یہان

بیگمان اوس سے میری شادی کر
شاد ہو مین بھی ایسی شادی پر

دوسرے دن جو خسرو خاور
زیب تخت سما ہوا آکر

کرکے دروازہ روشنی کا باز
دوسری بازی کا کیا آغاز

صبح جب مہر نے ظہور کیا
تیرگی کو جہان سے دور کیا

اوس سے زاہد نے عرض حال کیا
شادی کا اِسطرح سوال کیا

دست قدرت نے اسکو زیب دیا | خوبروئی سے دلفریب کیا
سرو قد گلعذار زیبا رو | منتشر حلقہ دار زیبا مو
دیکھکر چہرہ مہر جلتا تھا | ماہ غیرت سے کم نکلتا تھا
واجو زلفِ سیاہ کرتی تھی | شب تاریک آہ بھرتی تھی
کبک پر خوش روی سی ہنستی تھی | سرو پر قد سے طعنہ کستی تھی
دیکھی زاہد نے جو یہ صورت نور | نہی دلکو کچھ ضرورت نور
نور قدرت سے آفریدہ تھی | لطف ندرت سی پروریدہ تھی
پس مریدوں نے ایک بلوا کر | کہا کر اسکی پرورش جا کر
اپنی بچوں کی طرح پال اسے | بڑی ہو جب تلک سنبھال اسے
سنکے وہ اپنی پیر کی یہ مثال | اسکا کرنے لگا تعہد حال
تھوڑے عرصہ مین عمر بر آئی | عمر طفلی جو تھی بسر آئی
بولا زاہد کہ اے عزیزۂ جان | شکر ہے اب تو ہو گئی ہی جوان
اب ضروری ہی اور عین صلاح | کہ تو باندھے کسی سی عقد نکاح
ملے گوہر سے دوسرا گوہر | جیسے جوہر سے دوسرا جوہر

جسطرح پا کے صورت انسان | موش مادہ نہین رہی پنہان
اصل کو پا کے اصل پہ آئی | آپ کو اپنی اصل پر لائی
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۱

ایک درویش مستجاب دعا | بندگی سے تھا فیض یاب ہوا
دل تھا گرد تعلقات سی دور | جسطرح نور ذرات سی دور
تھا لب جویبار پر قائم | متکی لطف یار پر دائم
ایک چیل اوڑتی آئی ادہر | سر پر اوس پارسا کی لائی گذر
ایک چوہی کا بچہ مادہ | اسکے پنجہ سے ہوکے آزادہ
پڑا اوسکے حضور اوسن جا پر | رحم آیا اوٹھا لیا جا کر
رکھ کے خرقہ مین اوسکو آزادہ | ہوا اپنے مکان کو آمادہ
پھر یہ سوچا کہ گھر کے رنج نہان | اسکی نقصان سے ڈر کی رنج ملا ئین
کی دعا پیش واقف پنہان | کہ اسے بخش صورت انسان
پھونچا آماج پر یہ تیر دعا | بن گئی دخت وہ بحکم خدا

بیٹھا تھا وہ وزیر بھی اوس جا ۔ جو لیا چاہتا تھا جی اس کا
سنکے اسکی زبان سے یہ گفتار ۔ نکلی اسکی وہان سے یہ گفتار
نہین نرگس سا شوخ چشم اگر ۔ نہین لالہ سا تو سیاہ جگر
کس لیے پھر ہے دورخ و دو زبان ۔ گل سوسن سا اس چمن مین عیان
یہ سخن سنکے شاہ نے پوچھا ۔ کہ بتا اسمین کہتا ہے تو کیا
کہا اوسنے کہ ای خدیو زمان ۔ یہ بھی ہے اسکا رنگ و ریو عیان
یہ بھی اک شعبدہ اٹھایا ہے ۔ غدر کو مکر سے چھپایا ہے
ہے عیان اسکی اس وہم سی رنگ ۔ سارے زیرک ہین اسکی دم سی دنگ
جسم اسکا ہزار بار جلائین ۔ آب کوثر سے بار بار دُہلائین
تو بھی ناپاک ہی رہے ناپاک ۔ اصل ناپاک پاک ہو کیا خاک
دہوئیے آب سے برابر سنئے ۔ پھونکئے آگ سے سراسر سے
نہ بدی جاے اسکی نیت سی ۔ نہ کجی جاے اسکی طینت سی
کہیں ہے نیکی کی اصل بدسی امید ۔ زنگی ہوتا ہے دہونی سی نہ سفید
بنے سیمرغ یا بنے طاؤس ۔ یہ نہو ویگا غیر سے مانوس

عیش و آرام و شادمانی نہین | زندگانی سی زندگانی نہین
کم نہ ہے اسکی آرزو دلکو | فکر ہے اسکی چارسو دلکو
سوچی ہین نے ہزارہا تدبیر | نہ چلی ایک بھی بلا تقدیر
آخر کار یہ یقین جانا | کہ یہ مطلب ہے برنہین آنا
جب تلک رکھتا ہون جسم یہ زاغ | اور موسوم ہون باسم زاغ
اور مسموع ہے یہ عالم سی | کہ جو مظلوم ہووی ظالم سی
اور دیکھے ستم ستمگر سے | اور اُترے نہ بار غم سر سے
چاہیے آپ کو ہلاک کرے | جسم خاکی جلا کے خاک کرے
ایسی حالت مین جو دعا چاہے | ہووے مقبول جو خدا چاہے
اِس لیے شاہ جو براے صواب | دیکھی اسمین نہ کچھ وراے صواب
حکم فرماے تا جلائین مجھے | بوتہ نار مین گلائین مجھے
تا جو تن گرمی سی تپان ہووے | شاید اللہ مہربان ہووے
اور مقبول یہ دعا فرماے | کہ بدن بوم کا عطا فرماے
تا کہ مین اوس بدنکے فیضان سے | منتقم ہون مخالف جان سے

شاہ نے اوسکی بات مانی نہین
لائق التفات جانی نہین

پند سے اسکے انحراف کیا
کار دانائی سے خلاف کیا

زاغ اوسکی حضور رہنے لگا
مثل اہل شعور رہنے لگا

جیسا کچھ اس جگہہ کا تھا دستور
تھوڑے دنمین نہین رہا مستور

ہوا آگاہ ہر طریقت سی
خیر خواہ ہر حقیقت سی

سیکھی خدمت کی رسم و راہ تمام
کیے خدمت سے خیر خواہ کام

دن بدن اسکا درجہ بڑہنے لگا
اور آنکھونمین سب کی چڑھنے لگا

تابحدیکہ اعتبار ہوا
رازدارونمین رازدار ہوا

دیکھکر اسکی پند کی خوبی
بادشہ نے پسند کی خوبی

اپنا اوسکو صلاح کار کیا
کل مہمات کا مدار کیا

بارے دربار مین تھی جمع وہان
کل اہالی کار خورد و کلان

شاہ پیروز کی شکایت کی
اپنی مظلومی کی حکایت کی

کہ مجھے نے سبب ستایا ہے
بگینہ یہ تعب دکھایا ہے

جبتلک اوس سی انتقام نہ لون
اور اوسکو سزائے تام نہ دون

اسکی خدمت پہ کچھ نہ غور کرین — بلکہ کچھ اور ظلم و جور کرین

واجب الرحم پر نہ رحمت لائین — بلکہ زحمت پر اور زحمت لائین

بوتہ امتحان ہین کیسے گلائین — سایہ اتنا نہین کیسے نہ لائین

تو نے شاید نہین سنا یہ بیان — کہہ گئے ہین جو اگلے اہل زمان

دل محنت کشیدہ کو کر شاد — شب محنت کشیدہ کی کر یاد

پھر تو رحمت کا باز دریا یا — حکم ہمراہیون کو فرمایا

لے چلے اوسکو احترام کے ساتھ — لے گئے اسکو دھوم دھام کے ساتھ

پھر کہا اوس وزیر نے اے شاہ — آخر اس کار کا نہین ہے آہ

گو کیا تو نے التفات نہین — کچھ بے مصلحت تھی بات نہین

محض حکمت مرا اشارہ تھا — فائدہ اوسکا آشکارا تھا

اب بھی رکھہ اسکو جیسے دشمن کو — ایک پل بھر نہ اوس سے امن ہو

اسکا سینہ ہے بے عناد نہین — اسکا جینا ہے بے فساد نہین

اسکا آنا ہے زاغون کی خاطر — خون بہانا ہے زا

اس سے بومونکو ہے پناہ نہین — کریگا

...ن نے زاغو نکو آزمایا ہے — باب مکر انکا باز پایا ہے

...کہتے ہین یہ فریب و مکر سے کار — نہین رکھتے فریب و مکر سے عار

عقل انکی رسا ہے رای صواب — کار انکا نہین ورای صواب

ہے یہ دانائی کی عیان مقدار — نہین بینائی کی نہان مقدار

جانا تھا دیکھتے ہی اسکا حال — کہ خرد انکی ہے بحد کمال

عقل انکی ہے نقل سے افزون — نقل انکی ہے عقل سے افزون

مین نے تجکو سنا تھا راحت جان — اب جو دیکھا تو پایا آفت جان

میرے نزدیک ہے یہی لازم — پھلے اوس سے کہ ہووے یہ عازم

یعنے جب تک طعام شب چکھے — لذت چاشت اپنی ہاتھ سے پائے

اور جب تک کرے نہ خون ریزی — دیکھ لی اپنی تیغ کی تیزی

شاہ بومان نے اس اشارت سے — دیکھا اوسکی طرف حقارت سے

کہ ترا سختی پہ پڑا ہے دل — سنگ سے بھی مگر کڑا ہے دل

کیسی سختی ہے کیسی بے رحمی — کب مناسب ہے ایسی بے رحمی

جو غریب اپنی خیر خواہی مین — پڑا ہے آفت و تباہی مین

ایک بھی اوسنے اوس بیان نہ سنے
نہ سلامت نکل سکا جان سے

تیسرے روز شاہ بوزنگان
ساتھ لیکر سپاہ بوزنگان

جیسا میمونکی ساتھ تھا اقرار
اوس جزیرہ کو ہو گیا تیار

جا کے دیکھا تو تھی مکان خالی
اور دشمن کی تھی نشان خالی

صاف پائی ہر ایک صورت سے
اپنی جا غیر کی کدورت سے

شب دیجور چھپ گئی غم کی
صبح پر نور فتح کی چمکی

گئی باد خزان طیش و تعب
آئی باد بہار عیش و طرب

اس لیے کی ہے یہ مثال بیان
کہ شہنشہ کو ہو یہ حال عیان

کہ عدو انتقام کی خاطر
زخم کے التیام کی خاطر

نہیں رکھتے ہیں اپنی جانکا خیال
نہیں کرتے ہیں اس زیانکا خیال

انکو نقصان جان خود کم ہے
دوستونکی خوشی مقدم ہے

میرے دل کا تو ہی خیال یہی
کہ ہے اس زاغ کا بھی حال یہی

ہر طرح مقتضی قرینہ ہے
کہ نہیں اسکا صاف سینہ ہے

اسکی ریشی فریب جوئی ہے
ہر باران شکیب جوئی ہے

گرمی مہر کار گر آئے — وقت گل سے دمار بر لائے
اور باد سموم آتش بار — لائی اور نیز ہجوم آتش وار
پوچھا میمونشی شاہ نے کہ بھلا — یہ بیابان ہے کس طرح کی بلا
کہ ہین دل جسکو دیکھکر بیتاب — اور ماہی سے ہن جگر بے آب
اور کیا شے ہے یہ جو شعلہ وار — آتی ہے تند و تیز شعلہ بار
کہا اوسنے کہ اے شہ خونخوار — اے دل آزار اے جفا کردار
یہ بیابان مرگ ہے ظاہر — سارا سامان مرگ ہے ظاہر
ملک الموت ہے جو آتا ہے — اور پیغام موت لاتا ہے
جمع رکھہ دلکو لاکھہ جان ہے اگر — لاکھہ اک ایک کو یہان ہے ضرر
بچنے کا رکھہ نہ اپنے دلمین خیال — بچکے جانا ہے ایک امر محال
آتش ظلم جو جلائی ہے — اور بوزینون مین لگائی ہے
وہی آتش تجھے جلائی گی — آتش نیستی دکھائی گی
یہ سخن کرتے تھے کہ باد سموم — دفعۃً لائی انکے سر پہ ہجوم
اور میمون کو باخدیو و سپاہ — اوسی جا پر کیا جلا کے تباہ

اون نگھون نجتو نکالو اے غرور — توڑین ایسا کہ ٹوٹے پاے غرور

رکھے خرسون نے سُنکے اُسکی یہ دم — اوس بیابان میں آرزو کی قدم

اور آپ آئے اپنے پاس سے وہان — کھپا گئی تھی بقا فنا سے جہان

پھر نکلا مگر نہ آیا نظر — کسی جا اونکو بوزنونکا اثر

بولے ہیم بسنے چلنے کی خاطر — انکی ترغیب کم نہ تھی ظاہر

کہتا تھا جلد آؤ آ پہونچے — دلمین کچھ شک نہ لاؤ آ پہونچے

لیے جاتا تھا اسطرح آگے — گو نہ تھی صورت فرح آگے

الغرض جیسے آفتاب چڑھا — ویسے ہی اوسکا زور تاب بڑھا

سارے اطراف اوس بیابان کی — بنی تمثیل مہر تابان کی

شعلۂ شمع مہر گرم ہوا — شعلہ آسا سپہر گرم ہوا

یہ اثر تھا ہوا مین بھی ظاہر — مثل پروانہ جلتے تھے ناظر

جو قدم بھر بھی اوسمین چلتا تھا — گرمی سے موم سا پگھلتا تھا

گرم ہوتا تھا آفتاب سے دم — لب نہ جلتا تھا اسکی تاب سے کم

باد گرمی مین اسکی کیا کم تھی — آگ تھی تا نئے جہنم تھی

کہ تھا نے آب تاب سے سوزان — حشر کے آفتاب سے سوزان

جلتا تھا تشنگی سے ابر بہار — ایکدم رکھتا تھا نہ صبر و قرار

یہ سبک رو نہنگ ماہ سما — سختی سے بھولتا تھا راہ سما

وہم ہر جائی کو بھی گاہ کہین — تھی مضائق مین اوسکی راہ نہین

لگتی تھی جس کسیکو اوسکی سموم — آب ہوتا تھا جیسے آگ سی موم

ریگ رکھتی تھی فوق گلخن پر — جسطرح کورہ ہاے آہنگر

خوف گرمی سے کوئی بھی لاچار — گرد اِسکے نہ جاتا تھا زنہار

ایسی تھی اسکی شورگی گویا — رستنی بھی نہوتی تھی رویا

وہ جگہہ ایسی پر مخافت تھی — دمبدم ایک تازہ آفت تھی

باد آتش تھی اور آتش باد — تھی زمین سنگ سنگ آہن زاد

کہا میمون نے اونسے اوشتاب — چلکے تیغ غضب چلاؤ شتاب

پھلے اوس سے کہ روی مہر سما — پردہ شب سے ہووے چہرہ نما

عرصۂ عیش سے کرین یکبار — انکا ایوان زندگی مسمار

پھلے اس سے کہ ہو علم بردار — شاہ رومی شعار پر انوار

دل ہے جب تک وہ جیتے ہین گلے — جسطرح ہو سکے ہمین لے چلے

بارے پہونچا کے خصم جانی پر — ہمکو مرہون مہربانی کرے

دیکھے گا اسمین تو بھی کام اپنا — پائے گا اوسنے انتقام اپنا

بولا مین دست و پا سے ہون لاچار — ورنہ پہونچا نا ہے وہان کیا کار

ایسے ہاتھ ایسی پانؤ سے چلنا — ہے نہ امکان کے سانچے مین ڈھلنا

کہا شہ نے یہ مانتا ہون مین — پر علاج اسکا جانتا ہون مین

لے چلونگا ہر ایک حیلہ سے — کسی تدبیر کے وسیلہ سے

پس بلائے تو آئے کل سردار — فوج کے اور اہالی دربار

اونسے میمون کی یہ حکایت کی — اور تیاری کی ہدایت کی

سبکو اسکی پسند آئی رائے — اپنی اوس رائے سے بلائی رائے

چونکہ تھی ریو رنگ سی سادہ — ہو گئے بھر جنگ آمادہ

کیا میمون کو بھر خود رہبر — پشت پر ایک خرس کی کس کر

جلد ہی سے اسکی رہنمائی پر — اپنے طالع کی بیوفائی پر

پہونچے مرد آزما بیابان مین — یعنی تکلیف زا بیابان مین

میرے رونے سے چشم ہو جیحون بلکہ دل سنگ کا بھی ہو پرخون
پوچھا میمون نے بوزنہ ہین کہان کہا اوسنے کہ اے خدیو زمان
کہ جو مرد آزما بیابان ہے مشتہر مثل مہر تابان ہے
ہوئے ہین اس جگہ پناہ پذیر مجتمع کرتے ہین سپاہ کثیر
چاہتے ہین کہ جلد ہو تیار ایک لشکر بہادر و جرار
تا کہ شبخون کو ناگہان آئین بہر پاداش مال و جان آئین
شاہ خرسان نے جب سنا یہ کلام متحیر ہوا بہ فکر تمام
پوچھا میمون نے کیا ہے تیری صلاح اور کیا سوچتا ہے میری فلاح
کہ مبادا یہ سب مخالف آئین میرے ہمراہیون پہ آفت لائین
بولا میمون کہ جمع رکھہ دلکو مت سمجھ مشکل ایسی مشکل کو
کہ جو ثابت یہ میری پا ہوتی بوزنون کے لیے بلا ہوتی
اونکو دکھلاتا یہ خطر اوس جا تمکو پہونچاتا بیخبر اوس جا
بلکہ ناحق شناسی کا آخر اونکو دکھلاتا جابجا حاضر
شاہ تھا انتقام سے خائف بولا تو ہے مقام سے واقف

عقلمندون کی آرزو ہی یہی | جستجو دل سے چار سو ہی یہی
کہ میسر ہو خدمتِ نیکان | کہ مقرر ہو قسمت نیکان
پاے گل جای جو گلستان مین | لائے سنبل جو جای بستان مین
سنکے یہ شاہ جوش مین آیا | جوش مین کیا خروش مین آیا
اور کی مجھسے برہمی ظاہر | برہمی مین نہ کی کمی ظاہر
اور ہمکو بھی سخت و سست کہا | ناسزا اور نادرست کہا
پھر جو سمجھایا تو یہ حال کیا | اور اورونکو یہ مثال دیا
کہ نہین اپنا ہے یہ نیکوخواہ | دشمنون کی ہے اسکی جی کو چاہ
اس لیے اِسکو ڈال آو وہان | دیکھون امداد کیا ہو اسنے عیان
کیا حمایت انہون کی لاتا ہی | کہ اطاعت ہمین سکھاتا ہے
بس یہان لاکے مجکو چھوڑ گئے | رشتۂ انس و جنس توڑ گئے
ایسی خدمت کا ایسا ہی انعام | کیسی خدمت کا کیسا ہے انعام
کہکے یون زار زار رونے لگا | بے طرح بیقرار ہونے لگا
شاہ خرسان بھی اشکبار ہوا | گو تھا نے شرم شرمسار ہوا

ہے دل و چشم کا یہ کام عیان — آتش و آب ہے مقام یہان

چشم سے دیکھہ دلسے رحمت لا — دیر مت کر ہے وقت رحمت کا

شاہ بوزنیگان کا ہون دستور — نام میمون نرکھتا ہون مستور

وقت شبخون نہ تہا یہان حاضر — نہ تھا اس خون کے درمیان حاضر

لیک تھا میر اشہریار جہان — تھا اسی بیشہ مین شکار کنان

دوسرے دن جو جنگ سے بھاگے — پہونچے لشکر مین شاہ کے آگے

انہون نے سارا حال عرض کیا — شہ نے امر محال فرض کیا

یعنے تمسے مبادلہ چاہا — ہمسرانہ مقابلہ چاہا

اور پھر مجھسے پوچھی اسمین صلاح — مین نے دیکھی نہ اسکی اسمین فلاح

اس لیے مین نے رہنمائی کی — اسکو خدمت کی اور صفائی کی

اس طرح پر کہ ہے یہ رای صواب — نہین ہے اسمین کچھہ ورای صواب

کہ ملازم کی طرح کس کی کمر — کرین انکی ملازمون مین بسر

انکے سایہ مین زندگانی کرین — رنج سے اپنی پاسبانی کرین

سمجھین دنیا کے رنج نابود — گوشہ اور توشہ پا کے آسودہ

تیسرے روز پھر فراغت سے
رہین جاکر وطن مین راحت سے

کچھ نہ پائین گے کچھ انہون کی نشان
نہ اُٹھائین گے کچھ انہوں سے زیان

الغرض شہ نے اسکے ایمان پر
حکم صادر کیا اوسی جا پر

کاٹ کر اسکے گوش و دست و پا
کیا مجروح و خستہ تن اوسکا

اور ڈالا کنار صحرا پر
گذر خاص و عام کی جا پر

منتشر کرکے اپنی فوج و سپاہ
وقت فرصت کی دیکھنے لگا راہ

اور میمون تمام شب بیخواب
رویا یہ خون تمام شب بیتاب

کہ دل سنگ آب ہوتا تھا
کوہ کو اضطراب ہوتا تھا

شاہ خرسان علی الصباح اُٹھا
دل مین کچھ جوش بی صلاح اُٹھا

اوسکی آواز پر گیا اس جا
اور دیکھا جو حال تھا اسکا

تھا غضبناک پر عنایت کی
خصم ناپاک پر رعایت کی

متوجہ ہوا سوال کیا
کہ ترا کسنے ایسا حال کیا

جانا میمون نے بادشاہ یہ ہی
اپنے ہم قوم کی پناہ یہ ہے

بولا کرکے ادا دعا و ثنا
جیسے کچھ بادشاہون کو ہی بجا

دست امید مین تمہاری جہان　　آئے جس وقت آرزو کی میان

ہے یہی مقتضائے داد و داد　　کہ کسی وقت آئے یاد و داد

شاہ نے پوچھا کیا وسیلہ ہے　　اور کیا سوچا مکر و حیلہ ہے

جس سے یہ کام چاہتا ہے کیا　　اور یہ نام چاہتا ہے لیا

بولا میمون کہ ہے مری یہ رائے　　اپنی تقدیر جو مدد فرمائے

انکو تکلیف زا بیابان مین　　یعنے مردآزما بیابان مین

ڈالون لیجا کے ایسی آتش مین　　کہ نہ آتش ہو ویسی آتش مین

مرین باد سموم سے جل کر　　رہین قائم نہ موم سے پل بھر

اور غالب یہ ہے کہ یہ تدبیر　　نہین کرنیکی نیکی مین تقصیر

حکم فرما کہ مار کر دندان　　زخم پہونچائین جسم پر چندان

کہ نہ جان جای ایسی جا کاٹین　　یعنی دو گوش و دست و پا کاٹین

ایک گوشہ مین چھوڑ آئین وہان　　رکھتے ہین اپنی بود و باش جہان

بادشہ اور کل امیر و سپاہ　　اور مفرور خستہ حال و تباہ

روز دو تک کہین قیام کرین　　اپنے اخفا مین اہتمام رکھین

سو ہوئے پردہ زمین مین نہان — ہو جر انکا ہے اب کمین مین عیان

اور شادی و فرحت خاطر — دید خویش و بیگانہ ہے ظاہر

سو بھی ہستی کا خرمن موجود — کر گئی باد مرگ سے مفقود

اور مال و منال اپنا تمام — جو معیشت کی قایمی ہے مدام

دشمن بد سگال نے فریاد — دست غارت سے کر دیا برباد

چاہتا ہون کہ کر کے یہ خدمت — کرون کچھ تو ادا حق نعمت

اور کچھ مرہم شفا ظاہر — کرون ان دوستدارون کی خاطر

جو ہین مجروح تیر غم سے عیان — سوختہ آتش الم سے نہان

اپنا یہ نقد جان نثار کرون — کار خود یادروزگار کرون

چاہتا ہون کہ نیک نام مرون — خود کو دنیا مین نیک نام کرون

ہے نکونامی ہی مراد مری — کہ نکونامی سے ہے یاد مری

چاہیے یہ کہ میرے مرنے پر — جان کی اس جسم سی گذرنے پر

بادشہ دلمین کچھ دریغ نہ لاے — دست حسرت سی غم کی تیغ نہ کھاے

لیک جب بزم عیش و داد کرے — یہ وفاداری میری یاد کرے

اس لیے اسکو چھوڑا چاہتا ہون رشتۂ عمر توڑا چاہتا ہون

کہ یہ غم اختتام پر آئے یہ ستم انتقام پر آئے

جان اگر ساتھ جای غم ہی نہین بدلہ ہاتھ آئے کم ہی نہین

میرے یارون کو ہے تمام کیا چاہتا ہون یہ انتقام لیا

کہا شہ نے کہ انتقام خویش انسے لینا ہے احترام خویش

اور شیرین ہی اس سی کام حیات نے ثبا تو نکو ہے پیام ثبات

غلبہ چاہتے ہین دشمن پر کہ کرین زیست اوس سی ایمن تر

لیک جب تو نہین عدم کیا کم بسے یا اجڑے ایکدم عالم

خواہ آباد خواہ ویران ہو خواہ دل شاد خواہ حیران ہو

تو ہی اس باغ سے جو گم جائے کیا ہے پھر گل کھلے کہ کملائے

بولا میمون کہ اے خجستہ سیر زندگی مجھکو مرگ سے ہی بتر

ایسی حالت ہی یہ ملالت ہے یہ ملالت ہے ایسی حالت ہے

کہ بقا سے فنا ستودہ ہے نہ فنا سے بقا ستودہ ہے

کیونکہ ہے صرف دید فرزندان جس سی نورانی ہے نظر خندان

کہ جو کچھ کار پیش آوے کہین — اور تابان ہو برق راے رزین

ظلمت ظلم جاوے دور ضرور — دل مظلوم پاوے نور ضرور

اور کار ہزار سال تمام — کر سکے ایک ہی خیال تمام

مرہم فکر نیک و راے صفا آب — ریشہ ہاے درون مٹائی شتاب

شاہ بوزنیگان نے اسکا بیان — سنکے تسکین سی پائی دلمین عیان

اور پوچھا کہ کیا ہے اسکا علاج — کہہ جو کچھ جانتا ہے اسکا علاج

تب کی درخواست و سنی خلوت کی — سنکے برخاست شہ نی خلوت کی

عرض کی اے شہ خجستہ خصال — رنج اس بات سی ہے مجکو کمال

کہ مرے خویش و اقربا سارے — گئے ہین انکے ہاتھہ سے مارے

نہین بے انکے لطف جینے مین — داغ سوزان ہے ہجر سینے مین

دلکو بے انکے شادمانی نہین — مرگ سے کم یہ زندگانی نہین

عاقبت ایکدن تو مرنا ہے — ترک اس عمکدہ کو کرنا ہے

پھر بھلا کیون نہ پیشتر ہی مرون — ترک کرنا ہے پیشتر ہی کرون

کہ اسیر تعلقات کہین — پاتا ہے رنج سے نجات نہین

نہ بلا مین ہے اضطرار نکو — حق بندہ مین ہے نہ کار نکو
رکھتا ہے نیکیی دوام سے دور — بلکہ اس دہر کے بھی کام سے دور
وقت مردی ہے گریہ زاری — مرد کو باعث سبکساری
کہ شکیب امتحان مردی ہے — بے شکیبی زیان مردی ہے
ایسے حالات مین بھی دو کام — ہر کہین ہوتے ہین مفید عام
ایک ہے بیشہ شکیبائی — نیک ہے بیشہ شکیبائی
چاہیے رکھنا دلمین صبر ثبات — ہے بلا سے یہی طریق نجات
کیونکہ صبر و شکیب کی اشجار — بخشتے ہین مراد کے اثمار
ایزد پاک کا یہ فرمایا — یاد ہے مجکو وقت پر آیا
صبر باب فرح کی ہے مفتاح — ہاتھ آتی ہے جسکو یہ مصباح
دیکھتا ہے نہ تیرگی الم — پاتا ہے جسکی آرزو ہے نہ کم
صبر ہی ہے کلید باب رجا — در بستہ کو کرتا ہے یہی وا
مراۃ دل سے زنگ گرد ضرر — صبر ہی سے ہمیشہ ہوتا ہی دور
دوسرا یہ کہ رکھیے رائے درست — اور کوشش کی رکھیے پائے درست

ہوئے مضطر برائے مال و منال — مضطرب تر برائے اہل و عیال

ایک بوزنیہ انمین تھا دانا — جسکا حال زمانہ تھا جانا

کہتے تھے اسکا نام میمون سب — کیونکہ تھے اسکے کام میمون سب

خوب آراستہ کیاست سے — زیب و زیور فراست سے

اسقدر تھا کہ سب مین تھا ممتاز — اس لیے اسکا کرتے تھے اعزاز

سارے شہری و شہریار وہان — مشورت پر تھے اسکے کارکنان

ایسا روشن ضمیر با تدبیر — پیش تقدیر تھی بجا تدبیر

ملک گیری تھی کیا محال اوسے — ملک گیری مین تھا کمال اوسے

تھا زحل سے رموزدان بہتر — تھا عطارد سے خامہ ران بہتر

دیکھکر شہریار حیران ہے — خانۂ عقل کار ویران ہے

اور کل دوسرے پریشان ہین — جسم مین جان ہی لیک بیجان ہین

اوسنے کھولی زبان نصیحت کی — اور ایسی عیان نصیحت کی

وقت آفات اضطرار نکر — کہ ہین دو نقص ایسا کار نکر

ایک ہے دوستونکی رنجوری — دوسرا دشمنون کی مغروری

غافل اس حال سے جو گذیہان پھرکے آتا تھا شاہ بوزنگان
تھے جو خرس اُنکے ہاتھ سے بھاگے چلے آتے تھے ساتھ سے آگے
سوختہ نار آہ کے اندر مل گئے شہ کو راہ کے اندر
انہون نے جیسی تھی ضرورت حال اوس سے ظاہر کی ساری صورت حال
سنتے ہی اسنے ایسا ذکر ملال متحیر ہوا بہ فکر کمال
بولا افسوس کیا بلا آئی گیا قبضہ سے ملک آبائی
اور گنجینہ جو فراہم تھا برسون سے مجتمع تھا کیا کم تھا
بدسگالون نے اپنے ہاتھ کیا کچھ نہین چھوڑا ایک ساتھ لیا
بخت نے مجھسے کی دغا آخر نہ کی وقت وفا وفا ظاہر
خاک ادبار فرق پر ڈالی کلہ کار فرق پر ڈالی
اور دولت نے افتراق کیا میرے دشمن سے اتفاق کیا
نہ ریاض جہان میں برگ و نوا نرخ مقبلی میں رنگ وفا
اس جہان کا کچھ اعتبار نہین جز دغا و فریب کار نہین
دوسرے بھی جو اسکے تھے ہمراہ سنکے یہ حال واقعہ دم گاہ

ور بے خوف خصم سے دلمین　　سوتے تھے اپنی اپنی منزلمین
شل مور و ملخ سپاہ چلی　　کرتے ہر ایک کو تباہ چلی
ہوئی جب تک شہ بوزنون کو خبر　　اِس جہان سے گئے بہت سے گذر
پر بچے تھے سو یہ جنبہ پاکر　　بچے جان سے ادھر ادھر جاکر
خرس پاکر یہ بیشہ آباد　　دشمنو سے تھی ہوا ہے کیا شاد
کیا اوسکو ہی اپنا جای قیام　　روکا چلنے سے اپنا پای خرام
خرس مظلوم کو کیا سرور　　حکم اسکا اٹھا لیا سر پر
اپنا دستِ جفا دراز کیا　　اور بابِ غضب فراز کیا
بوزنون نے جو اپنا مال و منال　　مجتمع کر رکھا تھا سالہا سال
ایک ساعت مین کر لیا اپنا　　ایک غارت مین کر لیا اپنا
کسنے پیدا کیا تھا کسنے لیا　　کسنے جوڑا تھا کسنے خرچ کیا
دوسرے دن جو دہر کی سیاہ　　ہوئی نورانی مثل چہرۂ ماہ
اور جمشید مہر تیز آہنگ　　آیا بالاے تخت مینا رنگ
چرخ نے مہر کا اٹھایا علم　　حرف شب پر وہین پھر آیا قلم

اژدہا ہم ہین اور دشمن مور — کرے کیا اپنے آگے دشمن زور
جب علم اپنا جنگ مین لائین — تاج و سر انکا جنگ مین لائین
پس یہ ٹھہرا کہ آج رات وہان — چھلکے دکھلائین اپنی بات وہان
آتش جنگ ایسی گرم کرین — موم کی طرح انکو نرم کرین
گرمی کارزار کے اندر — شعلہ گیر و دار کے اندر
خرمن جان و جسم انکا جلائین — اسطرح جیکہ اسم اونکا نیائین
شیر صحراے چرخ زرین چنگ — یعنی مہر شعاع زرین رنگ
جب ہوا عین غرب پر مائل — کہ کری گرمی جگر زائل
اور ہوئے دونون دب خورد و کلان — گرد قطب شمالی سیر کنان
مہر نے لی جو کنج غرب کی راہ — ہوگئی ارض و باد سرد و سیاہ
خرس اس کوہسار سے اتری — اپنی جاے قرار سے گذری
رکھا اس جا مین اپنا پاے خرام — جو تھی ان بوزنونکی جاے قیام
اتفاقاً وہ شاہ بوزنگان — تھا امیرونکے ساتھ سیر کنان
اس لیے شب کو آسکا تھا نہین — وہین صحرا مین رہگیا تھا کہین

ور ہم اِسنے ہین قوی صد بار | تو بھی سمجھتے ہین اِسنے بیحد عار
ہوئے ہین اپنے آبا اور اجداد | کھلے کب ایسی مورد بیداد
نہ مٹی گی ابھی یہ بد نامی | نہ مٹی گی کبھی یہ بد نامی
رہے گی اپنے خاندان مین مدام | کریگی اپنے خانمان مین مقام
چاہیے ایسا اتفاق کرین | جان و تن انکی طاق طاق کرین
ایک شبخون سے ہو نہار حیات | دفعتہ انکو لیل تار ممات
اٹھے کین کا یہ گرد تیرہ | چشم امید انکی ہو خیرہ
بخت سے گو کہین امان پائین | اپنے کین سے نہین امان پائین
ایسے سر توڑین جنگ مین انکے | سر سے سر پھوڑین جنگ مین انکے
خلق مین ایسی نیک نامی آئے | کہ ابد تک نہ ایک خامی آئے
کیا اوسنے جو یہ فتور بیان | ہوئی انکی رگ غرور تپان
مشتعل آتش تعصب کی | تیز تر خواہش تعصب کی
کھولی اپنی زبان لاف و گزاف | کہے کلمات اختلاف و خلاف
کیا مذکور ذکر زور و توان | چرخ تک پہونچا ایسا شور و فغان

جا کے تیر ستم سے اپنے ضرور
کرے زیر و زبر بنائے حضور

بوزنون نے مچایا شور و فغان
لائے ہر سو ہزار زور و توان

ٹوٹے سارے کہ کر دیا مجبور
زخم مارے کہ کر دیا رنجور

خرس بیچارہ سخت گھبرایا
ہوا بے صبر پر نہ صبر آیا

پایا اب تک نہ آرزو کا ثمر
ہوا پژمردہ آرزو کا شجر

گوشۂ دل سے تیرگی الم
شمع راحت سی مٹ گئی تھی کم

بجھا ناگہ چراغ زور و توان
ہوا روشن چراغ شور و فغان

ہونے پایا نہ دل مقام سرور
توڑ ڈالا فلک نے جام سرور

الغرض بعد ذلت و خواری
بھاگا با صد ہزار دشواری

پھونچا اس کوہسار پر پویا
اور پھر ڈھاڑ مار کر رویا

اسکے ہمجنس آئے گھیر لئے
ملی اوس سے مثال صبر آکے

پوچھی اوس سی جو کل حقیقت حال
کی بیان اوسنے کل فضیحت حال

اور بولا مقام حیرت ہے
بلکہ دلسے پیام غیرت ہے

کہ اگرچہ ہین یہ نہین ہم زور
بلکہ ہمسے ہین یہ کہین کم زور

کبھی مداح پستہ تھی چندان
کہ تھے لب ہاے پستہ سی خندان

کبھی فندق کی طرح سر بستہ
سوے فندق ہی تھے نظر بستہ

کبھی با چشم مثل نر بادام
دید انجیر خشک پر ناکام

اسمین اک خرس نر اودہر آیا
رنگ حیرانی چہرہ پر لایا

کہ ہوا دیکھکر پریشان دل
بلکہ بر سے ہوا گریزان دل

اور خود سے کہا بصد افسوس
کہ تو رہتا ہے کوہ پر محبوس

سر کو ہر سنگ سی ہے ٹکراتا
اور ہر رنگ سی ہے تہک جاتا

تب کہین بیخ و کاہ پاتا ہے
پر نہ سیری کی راہ پاتا ہے

اور یہ بوزنہ یہان کہ جہان
اس سی بہتر نہین عیان کہ نہان

پاتے ہین میوہ ہاے تازہ و تر
کھاتے ہین میوہ ہاے تازہ و تر

اور اس سبزہ ملائم پر
اطلس سبز سی ملائم تر

ہر طرح کی گیاہ چرتے ہین
زندگی بارفاہ کرتے ہین

مثل گل ہین بہار وصل سی گل
کیون نہین تو بہار وصل سی گل

اس لیے قصد یہ کیا دلمین
کہ کسی طرح انکی محفل مین

...لہ جو قصد خصم کرتے ہین — اپنی ہستی سے درگذرتے ہین
...مین رکھتے ہین باک مرنے مین — اپنا دشمن ہلاک کرنے مین
...پنے مالک کا کام کرنے کو — خلق مین اپنا نام کرنے کو
...ہر ہلاک دشمن خونخوار — ہوتے ہین اپنے مرنے پر تیار
جس طرح ایک بوزنہ یکبار — ہوا ہے اپنی مرگ سے دوچار
اپنے خصمون کی فوت کی خاطر — جسنے یارونکی موت تھی ظا...
شاہ نے پوچھا کیسے ہے یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۱۰

بوزنون کا کوئی گروہ عظیم — ایک ٹاپو کے درمیان تھا مقیم
تھی موافق وہان کی آب و ہوا — نہ منافق وہانکی آب و نوا
کہ تھے انواع قسم کے اشجا... — گل تر و تازہ میوونکے انبار
اور تھے چشمے آب کوثر سے — صاف و شفاف تاب گوہر سے
ایک دن اک شجر کے نیچے وہان — بیٹھے تھے انکے کچھہ شریف زبان...
گفتگو ہر طرح کی کرتے تھے — جستجو ہر طرح کی کرتے تھے

کس لیے اتنی بات کرتا ہے کس لیے ونگی رات کرتا ہے
تیری تقریر ہے یہ لاحاصل چاہتا ہے تو اس سے کیا حاصل
کہ جو کچھ مجھکو پہونچا ہے آزار ہے عیان اسکو حیلہ سے کیا کار
چاہکر کوئی غیر کو آرام چاہتا ہے نہ آپ کو آرام
یہ جو تکلیف آہ وزاری ہے مت سمجھ تو کہ اختیاری ہے
آپ سے کی ہے اختیار نہین کہ تھا تکلیف تن سے پیار نہین
اور ہے سب کو آشکار یہ بات نہین پوشیدہ زینہار یہ بات
کہ ہے زاغون کی دشمنی کا نشان یہ عقوبت جو مجھپر اب ہے عیان
بولا تب جو وزیر بدظن تھا کہ ترے مکر و حیلہ کا منشا
یہ عمل ہے جو ہے کیا تونے یہ دغل ہے جو ہے کیا تونے
یہ مصائب جو آئی ہین تن پر آپ تونے اٹھائے ہین تن پر
سبھی ہین پیش رنجش ظاہر عسل انتقام کی خاطر
چونکہ اسکا ضرر ہے دلمین بھرا تلخ تجکو نہ لگتے ہین یہ ذرا
پیشتر اپنی موت چاہتے ہین اپنے دشمن کا فوت چاہتے ہین

قول بدخواہ پر غرور نہ کر — عقلمندی سے خود کو دور نہ کر

جو کوئی ایسی راہ جاتا ہے — خود کو آخر تباہ پاتا ہے

جب عدو ہو کے دور پیسے لاچار — کر نہین سکتا اپنے دل کا کار

تب بھی دلمین نہ یاس لاتا ہے — مکر و حیلہ سے پاس آتا ہے

محرمیت کی گھات کرتا ہے — خیر خواہی کی بات کرتا ہے

دیکھتا ہے بھلا خوشامد مین — کہ ہے آمد سدا خوشامد مین

کر کے انداز و پند خاطر خواہ — دلمین کرتا ہے اپنی خاطر راہ

پا کے اسرار دل سے آگاہی — ہوتا ہے راہ کار کا راہی

اور چلتا ہے ہوشیاری سے — محرمیت کی پایداری سے

زخم ایسا لگاتا ہے کاری — کہ جلن اوسکی آگ سے ہے بھاری

کہ جلاتی ہے تن کو آتش وار — جیسے خرمن کو برق آتش بار

اور پھر جس طرح قضا کا تیر — نے خطا جا پہ ہوتا ہے جاگیر

کام اپنا تمام کرتا ہے — کہ ہدف پر مقام کرتا ہے

زاغ بولا کہ اے جفا پیشہ — کیون جفا کا لگاتا ہے تیشہ

کہ ترے حق مین بدظنی کی تھی / گو نہ کچھ تو نے بدزنی کی تھی
کہ ہوا تجھسے مین بداندیشہ / مار کر بدگمانی کا تیشہ
للہ الحمد تو نہ ہے ویسی / پیشتر مین نے سمجھی تھی جیسی
دیکھنے اورسنی سے ہے عیان / سہو تھا صرف جو کیا تھا گمان
آخر اوس ن نے بھی بنائی بات / مکر سے جیسے کچھ بن آئی بات
اور ڈالی باشتیاق گرہ / گردن شادی پر بید آزرم
دل نجار پھر تو ایسا بڑھا / کرکے تکرار شعر ایسا پڑھا
نہ خدا تجھسے اعتراضی ہو / مین ہون راضی خدا بھی راضی ہو
اس لیے کی ہے یہ مثال بیان / کہ رہے تمکو یہ خیال یہان
کہ کہین تم نہ جس طرح نجار / سنکے افسانہ زن بدکار
اعتبار اوسکے پیار پر لایا / ننگ و عار اپنے کار پر لایا
اس فریبی کی بات مین آؤ / آپکو اسکی گھات مین لاؤ
اور اسکے فریب کی تقریر / سنکے چھوڑو شکیب کی تدبیر
جس سے آتی ہے بوی خون ظاہر / اسکے مکر و دغا سے ہون ماہر

اور پوچھا کہ آیا ایک کب اس جا — اپنی تشریف لایا کب اس جا
بولا جب تو تھی اپنے یار کی ساتھ — ڈالے اوسکی گلے مین پیار کی ہاتھ
اور اوسکی بغل مین نازکنان — تھی در عیش خویش بازکنان
اور کرتی تھی اوس سی کام اپنا — تھی صراحی سے بھرتی جام اپنا
مین نے جب دیکھا ایسی صورت ہے — دلمین سمجھا تجھے ضرورت ہے
تیری خاطر سے تب مخل نہوا — رنج پہونچاؤن ایسا دل نہوا
اور اسبات کا یقین ہے مجھے — بلکہ اثبات کا یقین ہے مجھے
جانتا ہون مین مہربان تجکو — مانتا ہون مین قدردان تجکو
جسم ہے میرے وصل کی خاطر — چشم ہے میری حسن کی ناظر
اس لیے تجھسے ہوتا ہی جو گناہ — تو سمجھتا ہون دلمین خواہ مخواہ
اتفاقاً یہ سہو غفلت ہے — نہین قصد اُسکی شفقت ہے
کرنی پڑتی ہے بس تری خاطر — درگذر تیرے یار سے آخر
دل قوی رکھہ نرکھہ ہراس ذرا — کم نہین دلکو تیرا پاس ذرا
مت سمجھہ مجھسے کوئی امر خلاف — اور کر مجکو مہر دلسے معاف

پس اوسی جا پلنگ کی نیچے | آہو آسا پلنگ کے نیچے
دم بخود وہ پڑا رہا شب بھر | دسے لیکے کچھ بھی نہ لا سکا لب پر
انھون نے عیش سی فراغت کی | اور آخر کو استراحت کی
جب تلک رایت شب دیجور | ہوا اوندہا حضور شاہ نور
سایۂ شب سی نکلا شاہ روز | چرخ سے نکلی صبح دہر فروز
گیا اوٹھکر وہ مرد بیگانہ | شاد و مسرور جانب خانہ
اور زن اوس پلنگ پر سوئی | اور شوہر کی ننگ پر سوئی
شوہر اس حال تنگ سی آخر | آیا زیر پلنگ سے باہر
بیٹھکر اسکے رخ سی گرد ملال | صاف کرنے لگا بدر دکمال
اور اعضاے تن دبانے لگا | اپنی الفت اوسی دکھانے لگا
زن مکارہ کہ تھی بیدار | چشم کھولی کہ اب ہوئی بیدار
بیٹھا شوہر کو دیکھکر اچھلی | نہ تن خویش کی خبر کچھ لی
بولی صبح بہار چمکی آج | گئی وہ شب ہزار غم کی آج
میرا دلبر نگار پھر آیا | شکر ہے غمگسار پھر آیا

کر یار یار سے ہو خطا | بالعوض یار یار سے ہو عطا
خطا انتخاب مین ہی نہین | بود اسکی حساب مین ہی نہین
کون جزا وسکے جو ہے نابود | نہ خطا سے ہے دامن آلود
نہ ہے کوئی بغیر سہو و خطا | کافی ہے شاہدی عفو و عطا
ہوئی سہو و خطا ہے آدم سے | پھر جو ہو ناروا ہے کیا ہم سے
جیسی ہے اصل سے خطا ظاہر | ویسی ہے اصل سے عطا ظاہر
ہے خطا کے لیے عطا پیدا | ہے عطا کے لیے خطا پیدا
مین نے ناحق اٹھائی یہ تکلیف | خود کو خود ہی دکھائی یہ تکلیف
اب یہی مقتضا ہے اس دن کا | کہ منغص کرون نہ عیش انکا
آبرو اسکی بیش ہوگا نہ | خاک مین ہے ملاتی زیبا نہ
کیونکہ یہ کار لہو و سہو سی ہے | اور یہ عار سہو و لہو سے ہے
نہین ظاہر ہے یہ ارادت سے | پایا جاتا ہے اسکی عادت سے
چاہیے عیب پر نہ جائے نظر | بلکہ اسکے ہنر پر آئے نظر
عیب سو تجھ مین ہووین اک ہنر | جز ہنر دیکھے گا نہ نیک نظر

جان اگر جاے تو قباحت جاے | وہ اگر جاے تو قیامت آے
متمتع نہو جوانی سے | عشرت وعیش زندگانی سے
بلکہ زندہ وہ نے تمیز نہو | خود سے شوہر جسے عزیز نہو
یا نہین چاہے زندگانی کو | صرف شوہر کی شادمانی کو
نہو پوری امید میری بخیر | جو کبھی ہو امید میری بغیر
زندگی جانتی ہون اپنی حرام | جو نہ بر آئین اوس سے اسکے مرام
جب سنی شو نے اوسکی یہ تقریر | کی نہ تاثیر مین ذرا تقصیر
مہر والفت نے پھر ظہور کیا | بدگمانی کو دل سے دور کیا
شفقت ومہر نے ہدایت کی | یک بیک دل سے یہ حکایت کی
کہ نہ تھا دور بدگمانی سے | ہوتا شرمندہ یار جانی سے
بلکہ منفعل رہوتا پیش خدا | نہین منظور ہوتا پیش خدا
زن کے حقمین یہ بدظنی کیا ہے | اپنے حق مین یہ رہزنی کیا ہے
وہ تو ہے بیقرار میرے لیے | مظہر اضطرار میرے لیے
مذہب دوستدار ایسے ہی بجا | روش مہر و یاری سے ہی روا

...س کی ہے اب زیادہ تر خاطر ... میری یا اپنی شو کی کرتا ہر...

...ن نے پوچھا کہ ہے تجھے کیا کار ... تو جو کرتا ہے ایسا استغنا

وحشت جانسے گڑگڑانے لگا ... عجز اپنا اوسے دکھانے لگا

کہا زن نے جو پوچھتا ہے صحیح ... سُن کہ کہتی ہوں تجھسے کیا ہے صحیح

زن کسی وقت سہو و غفلت سے ... یا کسی وقت لہو و شہوت سے

ایسے ہی یار غار کرتی ہے ... یار بنتی ہے پیار کرتی ہے

نہ ہے لایق حسب نسب سے جو ... نہ ہے لایق سبب ادب سے جو

پر جو شہوت کمی پر آتی ہے ... اور حاجت جو ہے بر آتی ہے

اوسکو بیگانہ وار جانتی ہے ... پھر نہیں اپنا یار مانتی ہے

چھوڑ دیتی ہی اوسکی دلداری ... توڑ دیتی ہے رشتہ یاری

رہتی ہے ہوکے یار بیگانہ ... جسطرح پر انار بے دانہ

یاد بھی کرتی دوستی کی نہیں ... گویا تھی اوس سے دوستی ہی نہیں

لیک شوہر ہے اسکو جیسے یہاں ... چشم کو نور اور جسم کو جان

بلکہ جان کو نظیر اوس سے کہاں ... کہ ہے جانسے گزیر اس سے کہ...

گاہ زن کرکے سو طرح کے ناز | بیہشتی کے دکھاتی تھی اعجاز

دونون تھے نازنین و عقل فریب | سر سے پا تک ہمہ لطافت و زیب

رخ سے تھا شمع ہر شبستان تک | لب سے تھا نقل می پرستان تک

بنکے نجّار اندہا اور بہرا | اِس جگہہ اتنی دیر تک ٹھہرا

کہ وہ آرام گاہ مین جاکر | لیٹے آپس کی چاہ مین آکر

ہوا زیر پلنگ یہ روپوش | تاکہ دیکھے سنے بچشم و گوش

اِسطرح انکا ما فی الخلوت | جسطرح انکا ما فی الجلوت

زن نی پہچانی اوسکی پا کی صدا | نہ تھی بیگانہ اِس صدا کی ادا

جانا اوسکو کہین نہ جانا تھا | جانے کا بالیقین بہانا تھا

اِسکو تھا میری دوستی کا خیال | جاننا چاہتا تھا میرا یہ حال

آخر آہستہ آشنا سے کہا | یعنے اُس یار دلربا سے کہا

کہ تو کر مجھسے ایسا استفسار | کہ تجھے کس سے ہے زیادہ پیار

مجھسے یا اپنے شوہسی صاف بتا | پاس رکھکر نہ کچھہ خلاف جتا

بس جوان نے بلند کی آواز | اور بولا کہ اے سراپا ناز

بند اچھی طرح سے در رکھنا | اور اسباب پر نظر رکھنا
کہ کبھی جو کھلے رہین گے کواڑ | چور آکر کرین گے اپنا بگاڑ
زن نے مانی وصیت شوہر | نیک جانی نصیحت شوہر
کھائی تاکید کے لیے سوگند | اور سوگند کے لیے سوبند
لیک جاتے ہی اسکی اسنے سلام | بھیجکر بھیجا یار کو یہ پیام
کہ اب باغ مین ہے خار نہین | گل شگفتہ ہے خبر بہار نہین
سنکے محبوب نے کیا اقرار | جمع رکھ اپنے دل کو ای دلدار
کہ پھر رات ہوتے ہی آخر | وصل کی صبح ہوویگی ظاہر
زن نے اس وعدہ سے خوشی پائی | اور کی اس جوان کی مہمانی
کیون نہو اپنے بخت پر نازان | آئی جب شب کو وہ مہ تابان
اسمین نجار بھی براہ نہان | آیا تھے یہ دو مہر و ماہ جہان
تھا قضارا وہ انکا وقت قران | عشرت و عیش کا تھا وقت عیان
تھے بہم شاد عاشق و معشوق | غم سے آزاد عاشق و معشوق
کچھ کرشمہ جوان دکھاتا تھا | غرض من صبر جان جلاتا تھا

گو نہ غیرت سے کار رکھتا تھا — نہ ذرا شرم و عار رکھتا تھا
تو بھی چاہا کہ جو یقین آئے — یہ خطا نے سزا نہین جائے
واقعی جو قصور ہے اسکا — کچھ تدارک ضرور ہے اسکا
کہا زن سے کہ توشہ کر تیار — گانو کو جاتا ہون کہ ہی کچھ کار
ہے اگرچہ یہاں سے اتنا نہ دور — پڑیگا کچھ دنون ٹھہرنا ضرور
نہین معلوم ہجر کی ہنگام — پائینگے کیسے رنج سی انجام
ہو نہ سینہ سوز ہجران مین — نہ جلے گا سینہ سوز حرمان مین
سہونگا سوز ایسے دم پر دم — دیکھونگا روز کیسے غم پر غم
تجھسے دوری ہی محض مجبوری — چاہتا ہون نہ چاہکر دوری
زن نی بھی کچھ زمانہ سازی کی — کہی کچھ بات دلنوازی کی
اور کی اشکباری شادی — نہ دکھائی الم سے آزادی
کرکے تیار زاد راہ دیا — اور رخصت بدر دو آہ کیا
جاتے جاتے اوسی وصیت کی — شوہرانہ اوسے نصیحت کی
کہ بہت ہوشیاری سے رہنا — اپنی عفت شعاری سے رہنا

مت اس لطف نوجوانی کا | سرو گلزار زندگانی تھا
ل تازہ سا اسکے رو کا رنگ | جعد سنبل سا اسکے مو کا ڈہنگ
آب حیوان سے دہوتی تھی رخسار | سلک دندان تھی سلک گوہر وار
رخ تھا ایسا کہ تھا نہ مہر نہ ماہ | خط تھا ایسا کہ تھا نہ مشک سیاہ
زن کی اُسپر کبھی نگاہ پڑی | ہوئی اوسکو بھی اسکی چاہ بڑی
گذرا آخر مراسلت سے کار | پڑا ظاہر مخالطت سے کار
نرہا نامہ و پیام سے کام | ہوگیا وصل صبح و شام سی کام
بعض ایسے حسود کامل تھے | کہ حسودانہ زود عامل تھے
دل مین دو یار کا خیال وصال | پیدا کرتا تھا یہ کمال ملال
روز روشن بھی لگتا تھا شب تار | تھی شب تار تیرگی مین نہار
اور رہتی تھی فکر دشمن یون | شمع صحبت ہر دو کی روشن کیون
آتش رشک سی یہ جلتی تھی | شمع سوزان سی خود پگہلتی تھی
جلتا ہون دیکھکر نہ جاہ نہ مال | ہان مگر دیکھکر تون سی و
سنکے انکا یہ ماجرا ناگاہ | جاکے نجار کو کیا آگ

تھا سراندیپ مین کوئی نجّار ‏ ابلہی سے تھا ابلہ بسیار
ایک زن رکھتا تھا بہت نادر ‏ دلربائی مین حسن سے قادر
آہو چشمی سے کار کرتی تھی ‏ شیر شرزہ شکار کرتی تھی
روبہ بازیسے اسکے گل عقلا ‏ خواب خرگوش دیکھتی تھی سدا
خوبصورت بہار کی صورت ‏ دلبری مین نگار کی مورت
فتنہ انگیز و جان گداز بڑی ‏ مہر افزا او دل نواز بڑی
تھی پری پیکری مین حور مثال ‏ حور کو اسکی تھی ضرور مثال
تاب پاتا تھا زلف سے سنبل ‏ آب پاتا تھا اوسکے رخ سے گل
تھا وہ نجار شیفتہ اوپر ‏ اور دل سے فریفتہ اوپر
دل کو حاصل تھا دید سے آرام ‏ پاتھا گفت و شنید سے آرام
اسکی دوری سے بیقراری تھی ‏ سخت فریاد و آہ و زاری تھی
چونکہ زن تھی نکاح سے لاچار ‏ کرتی تھی آشکارا اپنا پیار
لیکن اورونکی پاس بھی جاکر ‏ پیا کرتی تھی وصل کا ساغر
انکی ہمسایہ مین تھا ایک جوان ‏ صورت و شکل مین تھا نیک جوان

مانتے ہین نہین کلام دروغ | جانتے ہین نہین مقام فروغ
وہ جو ایسے نہوتے ہین کامل | دلسے اسیر نہوتے ہین عاقل
گو تپ کین سے گرم ہوتی ہین | پر تملق سے نرم ہوتے ہین
عجز دشمن سے بھول جاتی ہین | اگلے کینہ کو بھول جاتی ہین
اونسے ہوتی ہین صلح کے خواہان | پر ہین انجام صلح سے نادان
کہ عدو گو ہزار رنگ دکھائے | دلسے ہرگز غبار زنگ نہ جائے
ہندوی زلف دلکو تھا یہ ظن | اب دوبارہ نہو ویگا رہزن
پر غلط تھا یہ میرے دلکا گمان | وہی سیرت ہے اب تلک وہی شان
اور نادر یہ ہے کہ سنئے بنیاد | بصرہ کرتے ہین آنکھونین بغداد
مہرہ ہائے بلور لاتے ہین | درشہوار سے دکھاتے ہین
دیکھتا ہون تمہارا ایسا حال | ایک نجار کا تھا جیسا حال
مان گر گفتۂ زن بدکار | ہوا اسیر فریفتہ بسیار
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۹

لیے جاتا ہے گاؤمیش تری | پھر نہیں چلنے کی ہے پیش تری

زاہد اس بحث پر ہوا بیخواب | اور انہیں دیکھکر اُٹھا بیتاب

پھر پکارا کہ او سکے ہمسائے | سُنکے امداد کو شتاب آئے

دیو اور دزد نے فرار کیا | پھر نہ اس جا ذرا قرار کیا

ہوا جو اختلاف انمین عیان | ملی زاہد کی مال و جانکو امان

فوج دشمن مین ہو خلاف اگر | اپنی شمشیر بے غلاف نہ کر

کہہ چکا تیرا وزیر کلام | تب کہا تھلے نے بخشیتم تمام

دیکھتا ہون کہ تمنے سچ جانے | کہے اس زاغ نے جو افسانے

اپنی باتون مین تمکو لایا ہے | جیسے کہلاتے ہو بنایا ہے

خواب غفلت سے ہوش مین آؤ | اسکے افسون نہ گوش مین لاؤ

مست پھر و میری پند سے زنہار | گوش سے کھینچو پنبۂ پندار

آخر کار سوچنا ہے بجا | موے سر کا نہ نوچنا ہے بجا

کیونکہ وہ جو ہین عاقل ہشیار | رکھتے ہین عقل پر بنائے کار

خاصۂ بہر حفظ خویش جہان | خصم کرتا ہے مکر خویش عیان

یعنے یہ شور و غل مچائے گا — اپنا ہمسایہ کل بلائے گا
پھر نہ کچھ میری پیش جائیگی — ہاتھ سے گاومیش جائیگی
دیو سمجھا کہ تب بھلے دزد اگر — کریگا گاومیش گھر سے بدر
بیکیان کھولے گا یہ دروازہ — کچھ نہ کچھ بولے گا یہ دروازہ
اسکی آواز سے یہ جاگے گا — اور تو الٹے پاس سے بھاگے گا
پڑیگا قتل پھر توقف مین — کٹے گا وقت پھر تاسف مین
اس لیے بولا دزد سے کہ ٹھہر — کاٹ لون جب تک اسکا تیغ سے سر
دزد بولا کہ کر نہ مجھسے فریب — توہی کر اپنے دلمین اتنا شکیب
کہ مین لیجاؤن گاومیش اسکی — فکر ہے تجھسے مجکو بس اسکی
ایسی ایسی مین جنگ کرنے لگے — ایک کو ایک تنگ کرنے لگے
پھر کیا دزد نے غریو وہان — کہ ہے اے زاہد ایک دیو یہان
رحم سے اسکا دل ہے آزادہ — تیری جان لینے کو ہے آمادہ
ہاتھ مین لیکے اپنی تیغ تیز — چاہتا ہے کہ تیرا ہو خون ریز
پھر کیا دیو نے بھی شور وہان — کہ ہے اے زاہد ایک چور یہان

لکھ چکا میرا حال جیسا ہے — اب بتا تیرا حال کیسا ہے
بولا عیاری ہے مرا پیشہ — رہتا ہے رات دن یہ اندیشہ
کہ چرا کر کسی کا مال ومنال — رکھون سینہ پہ داغ رنج وملال
اب کہی ایسی آس اتا ہون — اور زاہد کے پاس جاتا ہون
کہ چرا لاؤن گا میش اسکی — ہے اسی سی معاش بیش اسکی
کیونکہ ہے شیر دار اور فربہ — نہین دیکھی ہی اوس سی اکثر بہ
کرون اوس سی زیادہ اپنی معاش — نہین اس سی زیادہ اپنی تلاش
دیو بولا ہے نیک کار ترا — تو ہی اس جا ہے ایک یار مرا
درمیان اپنے ایک سا مربوط — رشتہ جنسیت ہوا مضبوط
ہے یہی اتحاد کا شاہد — کہ ہے مقصود ہردو کا زاہد
جانکر ایک جان دو تن دلمین — رات کو پہونچے اسکی منزل مین
دیکھا زاہد پس از ادائے نماز — سو رہا تھا فراز جائے نماز
چور سوچا کہ پہلے دیو اگر — کریگا قصد قتل تو ہے یہ ڈر
کہ ہوا خواب سے جو یہ بیدار — کریگا میرے قصد کو بیکار

ہے قناعت کا گوشہ ہمکو پسند ۔ ہے عنایت کا توشہ ہمکو پسند
ایک اسکا مرید لائق تھا ۔ کہ ارادت مین اپنی صادق تھا
ہوا تنگی حال سے ماہر ۔ مفلسی کے خیال سے آخر
تھی جو فربہی گاؤمیش وہان ۔ لا کے کی اُسکے آگے پیش یہان
شیر سے جسکی ہو دہان شیرین ۔ تلخ بھی ہووے بیگمان شیرین
چرب ایسا کہ ہووے چرب زبان ۔ جو کرے وصف اسکا ایک زمان
ایک سارق نے اِسکی پائی خبر ۔ قوت طامعہ یہ لائی اثر
کہ چلا ہو کے بیقرار وہان ۔ رہتا تھا وہ بزرگوار جہان
ابھی گھر کے نہ پہونچا تھا اندر ۔ کہ ملا دیو آدمی بنکر
دزد بولا کہ کر درست بیان ۔ کون ہے اور جاتا ہی تو کہان
کہا تجھسے نہ رکھتا ہون نہان ۔ دیو ہون مین بصورت انسان
پاس زاہد کے جایا چاہتا ہون ۔ دوش سے سر اڑایا چاہتا ہون
کیونکہ تلقین سے اِسکے خاص و عام ۔ رکھتے ہین راہ توبہ پر اقدام
کیا ہے میرا وسوسہ بیکار ۔ ہوا ہے اِس سے دل مرا بیزار

جیسے تھا اختلاف دزد و دیو
باعث امن زاہد بے ریو
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان
کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۸

ایک زاہد طبیعہ تھا نیک
اور ریا کی مین نہ تھا ایک
حد بغداد تھی مقام اوسکا
بندگی خدا تھی کام اوسکا
رکھتا تھا اپنا دل اطاعت مین
رہتا تھا مشتغل عبادت مین
اپنے خالق کی یاد رکھتا تھا
یاد سے دل کو شاد رکھتا تھا
چونکہ گرد تعلقات جہان
دامن دل پر اسکے تھی نہ عیان
نقش خاطر تھی اسکی عیاری
اور ظاہر تھی اسکی مکاری
جانتا تھا کہ کوئی نوش طرب
نہین پاتا بغیر نیش تعب
کون ہوتا ہے گنج دار غنا
تا نہین کھاتا زہر مار عنا
رکھی بیخار گل یہ باغ کہان
اسکا لالہ بغیر داغ کہان
تیغ کھینچے تو مہر آئے نظر
رو کرے زرد زر یہ جای نظر
ملتفی گوشۂ قناعت تھا
غیب سی توشۂ عنایت تھا

اور مجھکو تو ہے خیال یہی
کہ ہے اس زاغ کا بھی حال یہی

دیکھکر حال سوچتا ہے کیا
رحم کر رحم رحم کی ہے جا

پھر کیا شہ نے تیسرے سے سوال
کہ بتا اسمین کیا ہے تیرا خیال

عرض کی اے خدیو با رحمت
میرے نزدیک ہے بجا رحمت

چاہیے کرکے تھوڑا پاس حیات
مت اُتار اسکا یہ لباس حیات

بلکہ بخشش کا خلعت زیبا
بخشنا ہے نہ رحمت بیجا

بخش کر اوسکو تربیت فرما
عاطفت پر یہ عاطفت فرما

تاکہ وہ دیکھکر عنایت شاہ
کرکے ہر طرح پر رعایت شاہ

مغتنم جانے اِسکی خدمت کو
نہین کم مانے اپنی قسمت کو

اور سارے عقیل و دانشور
چلتے ہین جو سبیل دانش پر

بعض کو دشمنوں سے پھوڑتے ہین
سلسلہ دشمنون کا توڑتے ہین

ڈال کر تفرقہ کا سنگ انہین
کرتے ہین تفرقہ کا ڈھنگ انہین

اِسطرح دو گروہ کرتے ہین
اوسنسے اونکو ستوہ کرتے ہین

کیونکہ ہے دوستونمین صاف امان
دشمنونمین ہے اختلاف جہان

دیکھکر ہمکنار شاد ہوا | اور یہ یادگار یاد ہوا
میرا طالع ہوا مگر بیدار | نہ ہے بیداری کا اثر بیکار
کہ بغل میں ہے وہ بدیع جمال | خواب میں جسکا دیکھنا تھا محال
آج کیا ایسی شفقت خاطر | پردۂ غیب سے ہوئی ظاہر
کونسی بندگی کا حاصل ہے | مہر سے میرے ساتھ واصل ہے
یہ محبت تھی بالیقین معدوم | آئی کس جا سے کچھ نہیں معلوم
خوب دیکھا تو دیکھا چور نہاں | بولا اے مرد شیر زور جہاں
فی الحقیقت ہے تو مبارک پے | تیرا آنا مجھے مبارک ہے
جسقدر چاہے لیجا یہ زر و مال | کہ یہ تیرا ہی فیض ہے ہمہ حال
جو یہ ظالم جفا شعار زنان | بے وفائی سے دلفگار زنان
ہوئی ناگاہ مہربان ایسی | مہر سے میرے قدردان ایسی
فائدہ اس مثل کا ظاہر ہے | رحم واجب کسیکی خاطر ہے
کہ کسی جا عیان یہ صورت ہے | رحم ہی کی جہان ضرورت ہے
خصم بھی گو عدوے جانی ہے | لائق عفو و مہربانی ہے

جسقدر اسکے دلمین کینہ تھا — مظہر مہر اسکا سینہ تھا
جسقدر ہوتی ہے زیادہ جفا — اوس قدر ہوتی ہے زیادہ وفا
تا نہ سہتا تھا انتشار دل — یا نہ سہتا تھا اضطرار دل
پیچ کرتی تھی آرزو کے ہاتھ — نہ الجھتے تھے تار موکے ساتھ
باغ الفت سی اتحاد کے گل — گلشن عیش سی مراد کے گل
چنتا تھا مشکلی کا کار نہ کم — تا نہ سہتا تھا خار خار الم
مرتا ہون رخ پر اسکے بندہ وار — جو دکھانے مین کرتا ہے انکار
اور مفتون ہون اسکی کاکل پر — بلکہ مجنون ہون اسکی کاکل پر
جو پکڑتا ہون تو بگڑتا ہے — نہ بگڑتا ہے بلکہ لڑتا ہے
ایک شب اوسکی گھر مین آیا چور — خواب تھا اسکے سر مین لایا زور
پر تھی زن اوسکی اوس زمان بیدار — ہوئی بیدار ایسے عیان بیزار
یعنی آنے سے چور کے ڈر کر — لیا شوہر کو زور سے در بر
جاگا تو اوسکو مہربان پایا — خود کو آغوش مین نہان پایا
یک بیک ایسی دولت بیدار — کہ تھی صورت سے ہر طرح بیزار

اسکی زن دلربا شکیلہ تھی	نیک خو پارسا جمیلہ تھی
ایسا تھا اسکا چہرۂ انور	بدر ہوتا تھا اوس سے روشن تر
یعنے رکھتا تھا ہر شب دیجور	روز روشن سے بھی سوا پر نور
اور عالم فروز لمعۂ مہر	جو ہے قندیل پیش طاق سپہر
اسکے شمع جمال کے آگے	نقص سا تھا کمال کے آگے
اسکی جانب تھا ہر زمان میلان	اور پڑتا تھا ہر زبان حیران
ماہ نیکو ہے تو ہے نیکو تر	سرو دلجو ہے تو ہے دلجو تر
تیرے خد سا نہین ہے اسکا خد	تیرے قد سا نہین ہے اسکا قد
ایسا مرقوم صفحۂ تبیان	کرتا تھا خامۂ گہر افشان
کھینچے جو کوئی نقش کلک خیال	کہین بہتر ہے اوس سے تیرا جمال
حسن جو کتم غیب مین تھا نہان	اب تری خوبروئی سے ہی عیان
جسقدر ہجر سے تھا یہ نافر	وصل سے بھاگتی تھی وہ کافر
کیے افسون فریفتہ نہوئی	کیے افسانہ شیفتہ نہوئی
جسقدر کرتی تھی وہ جور و جفا	ہوتی تھی اس طرف سے تازہ وفا

کیونکہ جو صاحب مروت ہین — واقعی صاحب فتوت ہین
دیکھکر خصم کو ضعیف و خوار — اسکے ہوتے ہین رحم دیسے بار
اور احسان سمجھکے کار اپنا — کرتے ہین خلق آشکار اپنا
چاہتا ہے جو خوف سے زنہار — نہین محروم رکھتے ہین زنہار
پاسے افتادہ جو ہین سرگردان — دستگیر انکے ہوتے ہین ہر آن
مرد آزادوار جو ہے کھڑا — دستگیری کرا وسکی جو ہے پڑا
اور لوگونکے بعضے بعضے کا — کرتے ہین خصم کو شفیق و یار
ہوئی تھی جسطرح زن تاجر — شوہر سے خوش خوف دزد سے آخر
شاہ نے پوچھا کیسے ہے یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت

ایک تاجر تھا مالدار بہت — پر تھا بدروے و بدشعار بہت
پیر ایسا کہ جان تھی اوسکو گران — ممسک ایسا کہ نان تھی اوسکو گران
دیو دوزخ تھا دیو روئی سے — زاغ گلخن تھا یاوہ گوئی سے
سنگیے دلسے سخت جان بھاری — ہجر جانانسے جانستان جھاری

ر نہ اس ورطہ سے جو باہر آئے ۔ اور آثار زور ظاہر پائے
کیمان قصد انتقام کرے ۔ پا کے قابو کہین تمام کرے
تو نہین جا سکے جو تجھ سے جا ے ۔ تو نہین پا سکے جو تجھ سے پاے
چاہتا ہے کہ اوس سے پائے پناہ ۔ اسکو مت دے تو اوس سے آئے پناہ
بات پر اسکے التفات نکر ۔ اسکی بات تو نہین آگے بات نکر
کہ بظاہر ہین وہ لنواز تمام ۔ فی الحقیقت ہین جان گداز تمام
اور کرتے ہین ہوشیار بیان ۔ کہ عدو پر ہو اعتبار کہان
کیونکہ کچھ اعتبار یار نہین ۔ جب تلک آزمودہ کار نہین
قابل اعتبار یار نہین ۔ کیا ہو پھر خصم بد شعار کہین
کاروان سنکے اس سے ایسا بیان ۔ بولا کچھ دیر ہو گے گر یہ گمان
میرا دل آپ درد سے ہے ریش ۔ مارتا ہے تو نیش پر کیون نیش
جب شب آہنگ نے سنا یہ کلام ۔ متاثر ہوا بحد تمام
پوچھا اک اور سے کہ تیری صلاح ۔ کیا ہے کیا دیکھتا ہے میری فلاح
عرض کی اسکی قتل کی خاطر ۔ نہین کر سکتا رائے خود ظاہر

کہ گواہ دل اوسکی صورت ہے — نہ کچھ اندیشہ کی ضرورت ہے
اسکی بد طینتی سے سطح خاک — چاہیے کرنی جلد تر بھی پاک
کہ اسی مین رفاہ ہے حاصل — کل ضرر سے پناہ ہے حاصل
اور دیر اسکی قتل مین زنہار — ہے نہین صاحب خرد کا کار
ہے غنیمت جو ایسی فرصت ہو — چاہیے دیر کو نہ رخصت ہو
کیونکہ پھر ہاتھ آنے کی ہے نہین — اور حسرت یہ جانیکی ہے نہین
منطفی سی ہے گو یہ چنگاری — دیکھتا ہون تو آگ ہے بھاری
پایا اوسنے جو اشتعال نہین — انطفا اوسکا بے محال نہین
کہین اس آگ سے اوٹھے نہ دہوان — بخشے پروردگار اوس سے امان
وہ جو کھوتا ہے ہاتھ سے فرصت — پھر نہین پاتا ہو کے بیقدرت
اور بچھتاتا ہے مگر بے سود — پیچھے پچھتانے مین ہے کیا بہبود
اور بہتر یہ ہے کہ جب دشمن — ہووے تنہا و ضعف کا مسکن
اسیر اپنی رہائی کی خاطر ہو — رحمت دل نکیجیے ظاہر
بلکہ اوسکو وہان تباہ کرے — اور خود کو عیان پناہ کرے

اور بسیار شاخدار شجر — سختی سے دیکھتا ہے کار شجر
یعنے جڑ پیڑ سے اکھڑتا ہے — یا کسی جا سے ٹوٹ پڑتا ہے
باز آ اس ستیزہ جوئی سے — ڈر فلک کی ستیزہ خوئی سے
ایسا ہے وہ شہ ستیزہ خو — روکتا ہے رہ ستیزہ جو
زاغ اس منہ سے اٹھائے برہم — اور تہمت نہ لائے مجھ پر کم
کہ تو ان بوموں سے موافق ہے — اور ہمجنسوں سے منافق ہے
شاہ اس اتہام سے آشفتہ — ہوا میرے کلام سے نافر
پہلے مجھ پر بہت عتاب کیا — پھر ہے ظاہر جو مجھکو عذاب دیا
ہوا انکے خیال سے ظاہر — کہ ہیں آمادہ جنگ کی خاطر
چاہتے ہیں تمہیں تمام کیا — کسی حیلہ سے انتقام لیا
شاہ نے اوس سے جو کیا ظاہر — سنکے اول سے لیکے تا آخر
وزرا سے کیا عیان ایسا — کہ ہے اس زاغ کا بیان کیسا
اور ہے کسطرح پر اسکا کار — صاف یا رکھتا ہے دغا کا خار
ایک بولا کہ اے خدیو زمان — کہ عیان ہے بیان سے ریو نہان

جنگ بوماسنے کیا ڈرتا ہے — کیا کمی اوسنے مجھہ مین پاتا ہے

اپنا لشکر سمجھتا ہے کمتر — اور فوق اونکو دیتا ہے ہمبر

کرے جو تیغ سے تیز عیان — تو زبان سنان ہے تیز یہان

اپنے دلکو نبرد پر لاؤن — دل دشمن کو درد پر لاؤن

دوسری بارمین نے کھولی زبان — کیے اندرز ناصحانہ عیان

کی نکوخواہی پر نکوخواہی — تھی نہ کوتاہی پر نکوخواہی

حق گذاری کی دیکھے داد کہا — پھر نہ راہ خرد سے باد شہا

بے تامل شروع کار نکر — خواہش دلکو اختیار نکر

اپنے بدخواہ سے نہ گرمی کر — متواضع ہوا ور نرمی کر

کیونکہ خصم قوی وزورآور — رام ہوتا ہے لطف سے اکثر

صید گو ہوتا ہے قوی اندام — پر مدارا سے دیکھتا ہے دام

یہی دو حرف کرتا ہون جو ادا — اصل آرام دنیوی ہین سدا

یاروسنے لطف آشکارا کرا — اور بدخواہو سنے مدارا کرا

جیسے چلتی ہے جب کہ تند ہوا — جھک کی بچ جاتی ہے ضعیف گیا

اہل اقبال سے جو لڑتا ہے ۔ چاہ نکبت میں آپ پڑتا ہے

روز افزوں ہے جسکا جاہ و جلال ۔ اس سے مت چاہ جا کی جنگ و جدال

کیونکہ جو اوس سے لڑنے آتا ہے ۔ خود مصیبت میں پڑی جاتا ہے

صاحب بخت سے لڑیگا اگر ۔ سر کٹائے گا اپنا مثل شجر

شہر شیران میں جا کے اپنا مکان ۔ دیکھتا ہے کوئی گوزن کہان

میرے نزدیک ہے یہ راے نکو ۔ کہ نہیں اسمین کچھ وراے نکو

کہ جو ہو صلح پر کفیل یہان ۔ بھیجیے دیکھکر وکیل وہان

پھر کبھی بھڑکا کے آتش سینہ ۔ زور پر لائین خواہش کینہ

تو جلا کر یہ خان و مان اپنا ۔ بھاگیے لیکے نقد جان اپنا

اور جو عجز سے ملائم ہون ۔ بہر آزرم و صلح قائم ہون

کرکے بارے اداے باج قبول ۔ کیجیے بندگی کا تاج حصول

سر کو چاہے تو کر خراج ادا ۔ ورنہ پھر ہے نہ سر نہ تاج بجا

سنکے یہ شاہ نے عتاب کیا ۔ اور میری طرف خطاب کیا

کہ زبان پر یہ کیا تو لایا ہے ۔ ایسی جرأت کہاں سے پایا ہے

کی جو خدمت تھی بالیقین نے سُود ہو نہ مالک کو ئی کہین دی سود
پوچھا کیا بدگمانی کا باعث درمیان آگے تھا ہوا حادث
عرض کی اے شہ بلند وقار خلق کو ہو ترا پسند وقار
بعد شبخون پناہ زاغان نے یعنے پیروز شاہ زاغان نے
یاد فرماکے اپنے سب وزرا پوچھا دیکھا جو وقت شب گذرا
اب کہو تم سبھونکی کیا ہے صلاح اور کیا دیکھتے ہو راہ فلاح
سب نے ظاہر کی اپنی اپنی رائے سب کی خونریزی پر تھی مبنی رائے
مجھسے پوچھی تو مین نے بھی آخر کی مگر برخلاف کی ظاہر
کہ نہین ہمکو اسطرح کی توان کہ ہون بوموں کے ساتھ جنگ کنان
کیونکہ ہم انکے ہین نہین ہمزور بلکہ ہم اونسے ہین کہین کم زور
یعنے وہ ہین زیادہ طاقت ور زور کیا ہے زیادہ طاقت پر
باوجود اِسکے رکھتے ہین یہ آن اسپ دولت کی اپنے ہاتھ عنان
اور رکھتے ہین اپنا پایۂ تخت دایمازیب یاب مایۂ بخت
کون پھر اسکے بادشاہ کے ساتھ آگے دکھلائے زور وجاہ کی ہاتھ

سنی ایک بوم نے جو یہ آواز | بادشہ سے کہا یہ ہے کیا راز

تب شب آہنگ لیکر چند اشخاص | اپنے ہمراہیوں سے خاص الخاص

گیا نزدیک اور کیا یہ سوال | کون ہے اور کس طرح ہے یہ حال

اوسنے اپنا اور اپنے باپ کا نام | کہکے تبلایا اپنا جاہ و مقام

کہ مقرر تھا میں وزارت پر | کام تھا کل میری اشارت پر

بادشہ نے کہا کہ پچھتانا | پیشتر سے ہے تو مرا جانا

اب بیان کر گئے ہیں زاغ کہاں | ملے گا انکا اب سراغ کہاں

بولا ہے میرے حال سے ظاہر | جیسا ہوں انکے حال سے ماہر

پوچھا پیروزشہ کا تو تھا وزیر | مستحق اور سلطنت کا مشیر

کس خیانت سے ایسی خواری کی | کیوں ستم تجھکو ایسی بھاری دی

بولا مالک نے بدگمانی کی | اور حاسد نے بدبیانی کی

تب جو گذرا ہے مجھہ پر | پھر حق گوئی اثر ہے مجھہ پر

میری خدمت گذاری سابق | اور کفایت شعاری لائق

تھی نہ تھی یاد ہو گئی ابتر کل | کی نہ کی ہوگئی سبہ سر کل

بخت شاہی سے بہرہ ور آئے — تخت شاہی دھر پر آئے
اور رکھہ کر رعایت شبخون — شاہ زنگی نے رایت شگون
گیا ملک تتار پر قائم — اسکے خیل و تبار پر قائم
ہوا عنبر سے پُر بساط زمین — بھر گیا دود سے سپہر برین
شاہ بوماں نے یاد فرما کر — تھے بڑے چھوٹے جسقدر جا کر
اُنکے آگے ارادۂ خاطر — پھر شبخون جو تھا کیا ظاہر
متفق ہوکے سب وہاں سے رواں — ہوئی زاغونکی آشیاں تھی جہاں
فتنہ انگیز و جنگ جو ساری — سخت و خون ریز سنگ خو ساری
اور بدخواہی پر کمر بستہ — تھے حسد کاہی پر نظر بستہ
نہ تھے دل تنگ جنگ کے اندر — بلکہ تھی سنگ جنگ کے اندر
اپنے فرمان روا کے ایما پر — پہونچے جسوقت زاغونکی جا پر
نہیں دیکھا کہیں اُنھونکا اثر — نہیں پائی کہیں اُنھونکی خبر
متعجب ہوئے مگر جو یا — ہوئے سارے ادھر اودھر پویا
کاروان کر رہا تھا زیر شجر — آہ سے آشکار درد جگر

کہ یہان جلسے کو وہ سے نالا
اور اوسی پیڑ کے تلے ڈالا

اور جو وہ نے اودہر عزیمت کی
مع لشکر جدہر کی نیت تھی

جب اونہون نے اودہر عزم مقام کیا
مہر نے بھی سفر تمام کیا

پھر عروسان انجم تابان
منظر چرخ پر ہوئین نازان

ہوا مہر سما نظر سے نہان
لشکر شب ہوا اودہر بھی روان

شاہ بومان کو ساری دن تھا خیال
بلکہ دل کو تھی بیقراری کمال

کہ ہے زاغون کی اب جو پائی خبر
بلکہ اس شب کو ہاتھ آئی ظفر

ہے بہت سون کو پائمال کیا
ہے بہت سون کو خستہ حال کیا

پھر بھی اونپر جو آج ہو شبخون
انکا روز حیات ہو شب گون

اور ہم کچھ دنون رہین مسرور
انکی ایذا رسانی سے بس دور

مرگ دشمن ہے بیشتر دلکش
کہ نہین کرتا بیشتر کم خوش

جی کو آتا ہے قول دشمن یاد
جیتے ہین بعد مرگ دشمن شاد

پر جو شب نے کہ بومون کی خاطر
روز بازار زور ہے ظاہر

کیا اس درجہ پاس ظلمت کا
بچھا تن پر لباس ظلمت کا

بار تکلیف سخت کے نیچے ڈالدین اس درخت کے نیچے
جسکے اوپر ہین آشیان اپنے سونے اور رہنے کی مکان اپنے
اور تو لیکے ساری فوج و سپاہ اور سارے مطیع وزیر پناہ
کوچ کر اس جگہہ سے جا اوبجا کہ نہین خصم کو پتا اوسکا
رہ کے اوس جا کر انتظار مرا تاکہ مین آؤن کرکے کار ترا
یعنی آؤن بچھا کے مکر کا جال راہ دشمن مین پاکے اسکے خیال
اور کرون سارے آشکار حضور جیسی کچھ ہو صلاح کار ضرور
سنکے پیروز کاردانسے یہ حال نکلا خلوت سے خشم سے لال
اہل دربار منتظر تھے وہان کہ ہو خلوت سے کیا نتیجہ عیان
اور ہو کیا تشفی خاطر فکر شاہ و وزیر سے ظاہر
لیک جب شاہ پر غضب دیکھا پر غضب کا نہ کچھ سبب دیکھا
متفکر بہت ہوئے حیران خانہ ہائے خرد ہوئے ویران
شہ نے جلاد کو کیا پھر یاد نسبت کاردان کیا ارشاد
فوراً اوسکے اکھاڑ کر دم و پر کردیا خون سے اوسکے جسم کو تر

لکھی ہے مین نے اس لیے یہ مثال　کہ عیان ہووی بادشہ کو یہ حال

کہ ہمین غیر مکر و حیلہ نہین　اب ہے کچھ فتح کا وسیلہ نہین

جا ہے اب حیلۂ و فریب یہان　کہ اسی مین ہے کچھ شکیب عیان

زور مین جب نہین حریف عدو　زور مین اوس سے ہو ضعیف نہ تو

حیلہ ہے وقت پر نشان توان　توڑتا ہے زہ کمان توان

سنکے شہ نے کہا کہ ای دستور　کہہ جو کچھ حیلہ رکھتا ہے مستور

عرض کی فکر شہ زیادہ ہے　اس لیے میرا یہ ارادہ ہے

کہ کرون آپ کو فدائے کار　کیونکہ کہتے ہین رہنمائے کار

کہ ہلاک ایک کا بجا ہے وہان　جمع کا باعث بقائے جہان

میرے نزدیک ہی یہ ای صواب　ایک دربار کر برلے صواب

اپنے سردار خاص و عام بلا　اعلے سے ادنے تک تمام بلا

روبرو سبکے مجھکو کر معتوب　میری ہستی کو جانکر معیوب

حکم دے تا اکھاڑ کر پر و بال　مار کر زخمو سے کرین تبہ حال

اور پھر خون سے تر بتر رنجور　اور زخمو سے سر بسر مجبور

ایک کہتا تھا پارسا ہو کر ۔ کیون ہے ناپارسا یہ خو کر

ایک بولا یہ بات ہے بیجا ۔ روز کو کھنا رات ہے بیجا

سگ کو سکھلائے گا یہ راہ چلنا ۔ یعنے دکھلائے گا یہ راہ خدا

ایسے ایسے کلام کرتے تھے ۔ ملکے سب اتہام دہرتے تھے

آنکھ سے عشوہ ہونٹھ سے افسون ۔ کرتے ہین دلربائی سے مفتون

جب سنی سب سے اسطرح کے کلام ۔ ہوا دل اوسکا وہم شک کا مقام

کہ مگر بائع اسکا ساحر ہے ۔ اور یہ سحر اوسکا ظاہر ہے

کہ یہ کتا ہے گوسپند نہین ۔ مجھکو ہوتا ہے گوسپند یقین

چاہیے اسکو چھوڑکر جاؤن ۔ اور بائع سے اپنا زر لاؤن

عاقبت وہ بحال بیچارہ ۔ کرکے ایسے خیال بیکارہ

چھوڑکر مفت گوسپند وہان ۔ گیا مجبور و فکرمند وہان

اسطرح وہ جماعۂ طرار ۔ یعنے گرگانیان بدکردار

دہوکا اُس مستمند کو دیکر ۔ گھر گئے گوسپند کو لیکر

اور وہ سادہ لوح و پاک گہر ۔ پھر الیکر نہ گوسپند و نہ زر

دیکھکر دست زور خود کوتاہ — چاہا دکھلائین بازی روباہ

خواب خرگوش جوش پر لائین — پردہ غفلت کا ہوش پر لائین

بعد فکر و تامل بسیار — رکھی اس حیلہ پر بنائی کار

کہ یہ زاہد ہے صاف سادہ دل — محض مکر و فریب سے غافل

کھا بھلا کے گوسپند چرائین — اسکو بہکا کے گوسپند اڑائین

الغرض ایک روبرو آیا — اور منہ پر یہ گفتگو لایا

شیخ صاحب کہان سے آتے ہو — اور یہ سگ کہان سے لاتے ہو

بعد ازان دوسرا وہان آیا — اور پوچھا یہ سگ کہان پایا

تیسرے نے کہا اوسے آکر — کہ یہ سگ کیا کریگا لیجا کر

چوتھا بولا ہوس زیادہ ہے — پیری مین صید کا ارادہ ہے

اس لیے سگ ہی ساتھ مین اسکے — اور ڈوری ہے ہاتھ مین اسکے

پانچوان بولا آگے آتے مین — کہ لیا ہے یہ کتا کتنے مین

اسطرح ہر طرف سے آتے تھے — ایک نئی بات اوسی سناتے تھے

ایک کہتا تھا پاسبان کا ہے — دوسرا کہتا تھا شبان کا ہے

پر ہے امید مکر و حیلہ سے | کہ ملے مخرج اس وسیلہ سے
کہ ہوئے ہین بہت سی اہل زمان | مکر و حیلہ سے کامیاب بیان
کر گئے ہین فریب سے وہ کار | جو تھے جنگ و نبرد سے دشوار
جیسے کرگان کے چند کس طرار | کہ تھے مکر و فریب سے ہشیار
ایک زاہد سے مکر کرکے عیان | لے گئے اسکی گوسفند روان
شاہ نے پوچھا کسطرح ہے یہ حال | کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ حال

حکایت ۶

ایک زاہد نے گوسفند ثمین | بہر قربانی کی پسند کہین
دیکے قیمت رسن سے باندھا گلا | لیکے ہمراہ سوے خانہ چلا
دیکھکر اوسکو چند کس طرار | ہوئے لینے کے واسطے تیار
نہ طمع نے اونہین شکیب دیا | ملکے آپسمین یہ فریب کیا
کہ ہوئے درمیان راہ کھڑے | لیک تھے اپنے نیک خواہ بڑے
گرچہ زور درندگی تھا عیان | نہین رکھتے تھے اتنی تاب و توان
کہ پلنگ آسا جنگ مین جامین | یہ چھینکر اوسکو چنگ مین لائین

ہے نشان سعادت و اقبال / اور اسباب عزت و اجلال
صحبت نیک مرد خوشبو دار / کرتی ہے مغز جان کو خوشبو دار
قول انکا ہے عقل کا رہبر / فعل انکا ہے عقل کی رہ پر
ہوا روشن جو یہ چراغ کلام / خانۂ دل نے پایا نور تمام
کیونکہ جائے وفا کے گوشہ نشین / اس سے بہتر چراغ رکھتے نہین
اب بیان کر علاج لشکریان / آتش ظلم بوم سے بریان
کسطرح تونے دلمین سوچا ہے / سوچا ہے تونے دلمین سو کیا ہے
اور بھر رفاہ خاص و عام / تونے کیا کی ہے فکر نیک انجام
تیری تدبیر کام کرتی ہے / دم مین سو انتظام کرتی ہے
کاردان کھول کر زبان سپاس / ایسے کرنے لگا بیان سپاس
کہ ترا بخت مہر خاور ہو / دہر تابع سپہر یاور ہو
اور لشکر کی رہنما ہو ظفر / جسطرف جائے پیشوا ہو ظفر
بھاگنا لڑنا ہونا باج گذار / میرے نزدیک ہے یہ عقل کا کار
جیسا کرتے ہین یہ وزیریان / کہ زیان تینون حال مین ہی عیان

کہ جو اتنیم کار ہا مین نجست ۔ نہ کی تدبیر نیک و فکر درست

ہوتا دانش کا تاج جو سر پر ۔ اور لفت خرد سے بہرہ ور

تو نہ ایسی مبادرت کرتا ۔ بلکہ تجھلے مشاورت کرتا

پھر اگر اُسنا مصلحت ہوتا ۔ اور مشحون منفعت ہوتا

تو اسے اِسطرح بیان کرتا ۔ عیب بھی ہوتا تو نہان کرتا

کہ بری ہوتا اس قباحت سے ۔ اور مین بچتا اِس ندامت سے

قول ناگفتنی ہوا گفتہ ۔ دُر ناسفتنی ہوا سُفتہ

پوچھکر ناصحان عاقل سے ۔ اور دانشوران کامل سے

کیون نہ اس باب مین کیا آغاز ۔ کیون کی ایسی مقالت ناساز

جس سے دلکو ہوئی پریشانی ۔ اور عائد ہوئی پشیمانی

شیجر دشمنی کیا قائم ۔ بار تکلیف لائے گا دائم

کیا عجب سمجھین جو شریر مجھے ۔ اور قائم کرین شظیر مجھے

اور نادانی سے کرین منسوب ۔ کہ نہ تھا اِسکو ایسا کہنا خوب

اور اخبار سے ہے یہ اظہار ۔ جھوٹا ہے وہ جو بکتا ہے بسیار

اپنی سر زوری پر نہو شیدا ‌ ‌ ‌ نکرے اپنے خصم کو پیدا

کیونکہ جو کوئی رکھتا ہے تریاک ‌ ‌ ‌ اور ہوتا ہے زہر سے بیباک

نہین لازم کہ زہر کھائے کہین ‌ ‌ ‌ ہو کے عازم یہ قہر لائے نہین

گرچہ تریاک سے نہین نے کچھ ضرر ‌ ‌ ‌ تو بھی تو کھا نہ اِس یقین سے زہر

اور یہ بات فی الحقیقت ہے ‌ ‌ ‌ فعل کو قول پر فضیلت ہے

اور گفتار سے سوا کردار ‌ ‌ ‌ کہتے ہین جو ہین آزمودہ کار

اثرِ فعل ہوتا ہے ظاہر ‌ ‌ ‌ چاہیے جیسا کامون کی خاطر

اور حالات کا اخیر سدا ‌ ‌ ‌ کرتا ہے خوبی کی نظیر ادا

قول جسکا ہے فعل پر غالب ‌ ‌ ‌ گویا وہ جانسے ہی تہی قالب

یعنے اثبات فعل کی خاطر ‌ ‌ ‌ سخن آرائی کرتا ہے ظاہر

ایسا شیرین زبانسے بولتا ہے ‌ ‌ ‌ گویا شکر دہانسے تولتا ہے

عاقبت دیکھتا ہے لیۓ انجام ‌ ‌ ‌ تھوڑے عرصہ مین ہوتا ہی بدنام

اور بے فعل جو مقالت ہے ‌ ‌ ‌ یا ندامت ہے یا خجالت ہے

اور مین وہ ہون راجح اقوال ‌ ‌ ‌ کہ سراسر ہون قاصر افعال

اس لیے سوچکر عواقب کار
سمجھیے خاموشی کو مناسب کار

کہ بڑون سے یہ بات ہی ظاہر
خامشی ہے نجات ہے ظاہر

صورت تیغ تیز ہے یہ زبان
چاہیے بازی سے نہووے روان

تیغ بازی ہے کام مردون کا
چاہتے ہین جو نام مردون کا

اوسکو ہر وقت آزماتے ہین
نہین ہر وقت آزماتے ہین

تیغ جو بے محل چلاتے ہین
اپنے سر آپ ہی کٹاتے ہین

ہو زبان شیوہ سخن وزران
کیا عجب جان ہو خوف سی لرزان

بہر تسخیر جان بنی ہے تیغ
اس سے شکل زبان بنی ہے تیغ

اور دشوار تر یہ ہے کہ تمام
کہے ہین انکے روبرو یہ کلام

بیگمان دشمنی بڑھیگی سوا
گرمی دشمنی چڑھیگی سوا

کیونکہ سنکر کلام نازیبا
خر غضب ہے مدام کیا دیکھا

کہ غضب پر غضب بڑھاتا ہے
نشہ کین عجب چڑھاتا ہے

اور کہتے ہین مرد دانا گو
زور سے ہر طرح توانا ہو

چاہیے سینہ کا سیاہ نہو
کسی سے بھلے کینہ خواہ نہو

اوگتا ہے دلمین کینہ کا جو شجر
خوب ظاہر ہے لاتا ہے جو ثمر

شجر حقد ایسا رکھتا ہے پھل
نہ کسیکو چکھائے عز وجل

ایسے ایسے سخن سناکے بوم
گیا اوس جا سے با دلِ مغموم

زاغ نادم ہوا کہ کیون بولا
جاہلانہ دہان کو کیون کھولا

فکر دور و دراز کرنے لگا
درِ اندیشہ باز کرنے لگا

دلسے بولا کہ مین نے نسمجھے
بوئے یہ تخم آفت و غم کے

کیا ہے مین نے کار نادانی
ہے بجا مجھکو عار نادانی

کیے ہین اپنی قوم کی خاطر
دشمن سخت جنگجو ظاہر

مجھے ان مرغونمین تھا منصب کیا
پند دینے سے انکو مطلب کیا

نہ تھا اِس فرقہ سے گرامی تر
نہ فصیح و بلیغ و نامی تر

کس لیے مین نے ایسی کی گفتار
نہ سزاوار ایسی تھی گفتار

ہوگا ان مرغونکو کہ ہین ماہر
عیب بومان زیادہ تر ظاہر

جیسے مجھکو نہین ہین اونکی مہام
انکو معلوم ہین بخوبی تمام

لیک ہین یہ عقیل و دانشور
اور سالک طریق دانش پر

زخم دلمین کرے جو تیغ زبان ۔ نہ ملے مرہم شفا سے اماں

تجھسے اوسمین ہے زخم تیغ زبان ۔ ضربت سنگ ہی سبو مین عیان

بیٹھی سینہ مین جا کے جو پیکان ۔ اوسکا برلانا ہے نہ بے امکان

لیک جب بیٹھتا ہے تیر مقال ۔ دل سے اُسکا نکلنا ہے محال

وہ جو تیر سخن لگاتا ہے ۔ سو نہ دل سے نکل کے جاتا ہے

جو زبان کا ہوا ایک شی سے خیال ۔ نہین تبدیل دوسرے سے محال

لیک کینہ جو دلمین جا پائے ۔ لاکھ تدبیر سے بھی کیا جائے

آگ سوزندہ ہوتی ہے لیکن ۔ اوسکی سوزش کا دفع ہے ممکن

کہ چھڑکتے ہین اوسپہ آب جہان ۔ نہین رہتی ہے اوسکی تاب وہان

پر نہین بجھتی ہے حسد کی نار ۔ آب دریاے ہفت سی زنہار

زہر قاتل ہے لیکن اسکا اثر ۔ کرتا ہے زہر مہرہ تن سے بدر

پر کسی زہر مہرہ سے زنہار ۔ زہر کینہ نہ جاتا ہے بیکار

اب ہوا اپنے درمیان قائم ۔ شجرہ کینہ نے زبان دائم

بیخ جسکی گئی ہے تا بہ ثری ۔ شاخ جسکی گئی ہے تا بہ سما

جاے دل لیک یہ خیال جفا ۔ جاے دل سے نہین محال صفا
نہین معلوم کس رعایت سے ۔ پیش آیا تو اس عنایت سے
یا مجھے سے ہوئی ہے یہ سبقت ۔ کہ نتیجہ ہے اسکا یہ شفقت
یا تجھی سے ہوئی ہدایت ہے ۔ یہ تلطف ہے یہ عنایت ہے
جاننا چاہیے کہ کوئی بشر ۔ کاٹتا ہے درخت کوئی اگر
ہوتی ہے اوسکی شاخ کٹکے جدا ۔ پھر بھی پاتی ہے اصل نشو و نما
اور آجاتی ہے اصالت پر ۔ تازگی و تری کے حالت پر
لیک جو مارکے جفا کا تبر ۔ کاٹتا ہے کوئی وفا کا شجر
پھر نہین آتا اصل پر زنہار ۔ نہین لاتا وفا کے برگ و بار
جو کوئی تیغ سے جراحت کھاے ۔ تو ہے ممکن دوا سے راحت پاے
درد اوسکا ہے انضرام پذیر ۔ کہ ہے مرہم سے التیام پذیر
لیک ہوتا نہین ہے زخم کلام ۔ کسی جا ممکن العلاج مدام
کوئی مرہم نہ کام آتا ہے ۔ نہ کبھی التیام پاتا ہے
اور کہتے ہین ایسا اہل زمان ۔ اچھا ہوتا نہین ہی زخم زبان

اور جب تخت سلطنت کو مقر | کریگا وہ شقی و زشت سیر
ڈالے گا چرخ طیش کے مارے | نار نکبت سے اسپہ انگارے
چونکہ پاکیزہ ہے نہ اسکا دل | اور نہیں رکھتا جوہر قابل
تربیت تم کروگے جو اوسکی | متبدل نہوگی خو اوسکی
قابل فیض ہووے اصل پاک | در و مرجان ہو خاک سے کیا خاک
سنکے مرغون نے اوس سے گفتگو | چھوڑا قصد متابعت یکبار
رہا وہ بد نصیب و بدکردار | متاسف بگوشہ ادبار
زاغ سے بولا سخت ہوکے گرم | کاے سیہ چہرہ بے حیا بے شرم
تو نے جائز رکھی مری خواری | اور کی بے سبب دل آزاری
مجھکو اپنی جدال پر لایا | دشمنی کے خیال پر لایا
جاے کینہ کیا مرا سینہ | اب نہیں جانے کا ترا کینہ
گرد وحشت غضب اوٹھائی ہے | پہر بھی دل مین تھی عجب صفائی ہے
ایسی بھڑکائی ہے یہ آتش کین | سالہا سال بجھنی کی ہے نہین
آب چرخ محیط بھی ہر چند | کرے بارش بخوبی اسپر چند

گوشت اون دونونکا تھا لذت دار — تازگی و تری سے فرحت آر

کھا کے اپنے شکم کو سیر کیا — اور ویو درون کو زیر کیا

اوسکا وہ روزہ و نماز تمام — پارسایانہ امتیاز تمام

خبث باطن سے ہوگیا ظاہر — کہ فقط تھا دکھانے کی خاطر

اِس لیے کی ہے یہ مثال بیان — کہ ہو اچھی طرح یہ حال عیان

کہ فریبی بدشعار کہین — قابل عز اعتبار نہین

ہے یہی حال بوم بدطینت — مکر اندیش و شوم و بدنیت

عیب ہین اوسکی ذات مین بسیار — نقص اسکی صفات مین بسیار

یہ جو کچھ مین نے ہین کیے ظاہر — ایک قطرہ ہے بحر سے آخر

نسبت نہ سپھر ذرہ ہے — گر کہون مہر مہر ذرہ ہے

وصف اِسکی کہون اگر بسیار — کہون اندک ہے اسقدر مقدار

مت کہین اوسکو تم پسند کرو — تخت شاہی پہ سربلند کرو

کیونکہ جب بادشاہی کا افسر — رکھے گا فرق نامبارک پر

تب سپہر ستیزہ جو اِسسے چور — سنگ ادبار سے کریگا ضرور

کیونکہ باطل زہوق ہوتا ہے
عاقبت کے حقوق کھوتا ہے

اور بھی لکھ گئے ہیں کیا نیکو
راستی پر ہے رہنما جسکو

آج مجھ پر چلاوے گا جو سمند
کل نہیں توڑ سکنے کا ہے کمند

ظلم سے ظاہر اچھا ہے مگر
باطناً دیکھ تو ہے کیسا ضرر

میرا کہنا ہے نیکی کا انبار
کرو آخر کے واسطے تیار

عمر پر جو ہے ابر تابستان
اور ہے تازگی میں گلشن سان

مکر و اعتبار تم ہر گاہ
ہے تہی پایداری سے ہر راہ

اور جو خاص و عام عالم ہیں
اور نزدیک و دور آدم ہیں

تم اگر ہو عقیل و اہل تمیز
جانکر مثل خویش انکو عزیز

اپنے حق میں نہ چاہو تم جو گزند
مکر و انکے حق میں بھی وہ پسند

اپنی خاطر نہ چاہو تم جو کار
چاہو مت غیر کے لیے زنہار

ایسے ایسے بہت سے دیکھے ہم
کیا مانوس اونہیں نہ خود سے کم

انس کی پاکے اسکے دلمیں اساس
گئے نزدیک تر بغیر ہراس

ایک ہی حملہ میں انہیں پکڑا
پنجۂ اقتباض میں جکڑا

ہو سکے اسکو کسطرح مفہوم
واقعی حال ظالم و مظلوم

للّٰہ الحمد تیرا مرات دل
صاف زنگ غرض سے ہی بلکل

نار رشوت کی گرمی سے زنہار
نہین ہین حشم دین تری بیکار

اِس سبب سے امید واثق ہے
بلکہ دلکو یقین صادق ہے

کہ ہمین سوے حق ہو راہ نما
اور ہو شرع سے رفاہ نما

جو نمانے اوسے سزا فرمائے
جیسی تنبیہ ہو بجا فرمائے

جو ترے حکم سے پھر آئے سر
ہے بجا اسکا جو گرائے سر

کہا اوسنے کہ ہے یہ نیکو راہ
لیک تم بھی ہو اپنے نیکو خواہ

کہ کرو کرکے آشتی ظاہر
ارض دلسے نہال کین باہر

اور جانو کہ وہ جو ہے حقدار
اصل مین اپنا رکھتا ہے حق بار

گو بظاہر نہ مدعا پائے
یعنی حق ہاتھ سے جدا پائے

اور جو وہ ہے طالب باطل
ہو کے انجام کار سے غافل

چونکہ واقف ہی اپنی حالت سے
سرنگون رہتا ہے خجالت سے

گو بظاہر مراد پاتا ہے
اور نظر سبکو شاد آتا ہے

حکایت ۵

ایک قاضی ہوا تو رونے لگا
اشک سے اپنے رخ کو دھونے لگا

ایک کو آیا دیکھکر یہ عجب
پوچھا کیا تیرے رونے کا ہی سبب

کہ نہ یہ تیرے رونے کا ہی زمان
بلکہ خوشنود ہونے کا ہے زمان

بولا کیا حکم دیوے وہ بیدل
جو ہے دو عالموں مین اک جاہل

وہ تو ہین اپنے حال سے ماہر
کیا او سے انکے حال سی ظاہر

وہ نہین جانتا کچھہ انکا حال
کیا کرے حکم پھر جان و مال

بولا عالم تو ہین مگر ہے غرض
چشم حق بین ہین انکی ایک مرض

اور تو انکے حال سے نادان
پر ہے مصباح ملت تابان

تو جو ہے ہر طرح غرض سی دور
چشم کو دوربی غرض سے نور

اور انکو غرض نے کور کیا
بے مرض درمیان گور کیا

کہ غرض کرتی ہے ہنر زائل
ہوکے پیش نظر حجاب حائل

تا نہ راشی ہے تو ہے بینندہ
ہو اراشی تو پھر ہے تو بندہ

قاضی رشوت کو جو عزیز رکھے
نیک اور بد مین کب تمیز رکھے

اِس لیے لائیے نہ سر پہ بلا
چاہیے راہ راستی پہ چلا

کبک بولا کہ ایہا القاضی
لوگ ہوتے جو حق ہی پر راضی

اور کرتے دیانت اپنا شعار
اور امانت پہ رکھتی اپنا مدار

تو عدالت مین کوئی جاتا نہین
اور حکام کو ستاتا نہین

ہوتی راہ مرافعہ مسدود
اور گاہِ مدافعہ مفقود

نہ گواہ و حلف سے رہتا کام
دُر کو اپنی صدف سے رہتا کام

چشم ہر دو فریق مین جو غرض
پیدا کرتی ہے آکے اپنا مرض

دیدِ حق کی بصر نہین پاتی
صورتِ حق نظر نہین آتی

اِس لیے اوسکے ہوتی ہین محتاج
جو پہنتا ہے منصفی کا تاج

اور رکھتا ہے روشنی مین بینش
سرمۂ راستی سے دیدۂ خویش

کہ کبھی آس پاس اِسکے قرار
پا نہین سکتا ہے غرض کا غبار

تا کہ وہ دیکھکر لقاے صواب
ہووے وو نونکو رہنمای صواب

جسطرح ایک عارف عاقل
ہے حکایت کے طرز پر ناقل

گربہ زی پوچھا کیسے ہی یہ بیان
کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

آگے نزدیک تر کرو ظاہر | جو تمہارا ہے مافی الخاطر
اونچی آواز سے کہ گوش کرون | حکم انصاف سے خموش کرو
لیک پیش از صدور حکم اخیر | مین نصیحت سے ہون تمہاری ظہیر
یعنی دیتی ہون محض لطف سے پند | جو ہے دونون جہانمین فائدہ مند
سنوگے آج اگر مری گفتار | نہ پشیمانی پاؤگے زنہار
جو بگوش قبول میرا کلام | سنکے عامل رہوگے اوسپہ مدام
ثمرات اوسکے دین و دنیا مین | ہونگے واصل تمہین ہر اک جا مین
اور اگر اس سے کرکے تم انکار | نہ کروگے مطابق اسکے کار
بارے پیش مروت و ایمان | نہین پہونچیگا مجکو کچھ نقصان
لاقی ہون مین تو شرط پند بجا | کرو یا مت کرو پسند روا
مصلحت یہ ہے اعتبار کرو | راہ حق دونون اختیار کرو
مت ہو مغرور مال دنیا پر | جو ٹھہرتا نہین کسی جا پر
کیونکہ جو کوئی راہ باطل سے | کرے حاصل تو ایسے حاصل سے
نہ کبھی پائے آخرت کا ثواب | بلکہ پیش آئے عاقبت کا عذاب

بابت خانہ فیصلہ ہے ضرور — داد بخشی نہ بے صلہ ہی ضرور
کر کے الحاح و انکسار بہت — کیا گربہ نے اعتذار بہت
پر کیا اسنے آخرش یہ سوال — کہ کہو کس طرح ہے صورت حال
دونون نے اپنا اپنا دعوی جو تھا — سارا تفصیل وار اوس سے کہا
کہا اوسنے کہ ای ستودہ سیر — کیا ہے مجھ مین پیری نے یہ اثر
کہ بجا ہین نہ میرے ہوش و حواس — رکھتی ہے رو بانہدام اساس
عقل مین میری اگیا ہے خلل — فہم مین میری آگیا ہے زلل
گردش آسیائے چرخ غبار — ضعف کا ڈالتی ہے لیل و نہار
اور دست خزان و جور زمان — میرے گلزار زندگی مین یہان
آب و تاب گل طراوت پر — رہتا ہے ہر زمانہ غارت گر
اور میری شب شباب عیان — جو تھی اسباب خوشدلی و توان
سحر شیب سے گئی ہے بدل — جو ہر ایک نقص و عیب کا ہی محل
آہ گذرے جوانی کے ایام — شادی و کامرانی کے ایام
گھٹی خواہش بڑہی پشیمانی — باد نخوت کو ہے پریشانی

دونون اس بات پر ہوئی راضی | ہوے راہی بجانب قاضی

مین بھی اس گربہ بدیع کا حال | دیکھنے کے لیے بشوق کمال

کہ وہ ہے کیسی عدل پر قادر | اور کیا حکم کرتی ہے صادر

پیچھے پیچھے ہوا انھونکی روان | پھونچے وہ صائم الزمان تھی جہان

جون ہی اسکی نظر انھون پر پڑی | ہوئی پائین پر اپنے کھڑی

چہرہ محراب کیطرف لاکر | اور احرام باندھکر جابر

لگی کرنے ادا بعجز و نیاز | عابدانہ نماز و ورد دراز

اور سجود اور رکوع اور قیام | لگی کرنے ادا بغور تمام

در دوزخ کی ہے کلید نماز | جو دکھانے کے واسطے ہے دراز

جو ہے بد اور خاکسار نہان | عار ہے آبروے کار عیان

تہو وکیک اسکا دیکھکے حال | متحیر ہوے بحد کمال

متوقف ہوے کہ وہ کیاد | ہوئی قید نماز سے آزاد

تب انھون نے کیا سلام نیاز | اور اس طور سے کلا نیاز

کہ تو ہو درمیان ہمارے حکم | جھگڑا ہے درمیان ہما

تب سے جب تک کہ صبح کا قندیل | خوشنمائی مین جو ہے نئے تمثیل
دست فراش قدرت ہمہ دان | کرتا ہے مطلع افق سے عیان
اور کرتا ہے نور خور ظاہر | اوس سے ہر خاص و عام کی خاطر
پائے طاعت سی شمع سان دائم | رہتی ہے ایک جا ہی پر قائم
سوز الفت سی ہوکے سینہ گداز | چشم سے ڈالتی ہے اشک نیاز
تنگ دنیا کے ساتھ ہوتی ہے | آب دیدہ سے ہاتھ دھوتی تھی
رہتی ہے کنج فقر مین صابر | دائما گنج فیض کی خاطر
نور خلاق کی ہے پروانہ | کسی مخلوق کی ہے پروانہ
دور ہے سب سے مثل دیوانہ | آشنا حق سے خود سے بیگانہ
پیتی کھاتی ہے صرف آب و گیاہ | اور خون ریزی جانتی ہی گناہ
اوس سے قاضی نہین ہی عادل تر | کوئی حاکم نہین ہے عاقل تر
حق و باطل کی دیکھکر بنیاد | کر سکے راستی سے جو ارشاد
چاہیے چلنا اسکی خدمت مین | مامن عدل و داد و نصفت مین
تاکہ وہ اپنا تصفیہ فرمائے | اور کل صدق کذب سی بر آئے

میں نے اُنمیں مصالحت چاہی پر عبث تھی مرافعت خواہی
آخر اِس بات پر قرار ہوا فیصلہ کا یہ ہی مدار ہوا
کہ کسی حاکم زبان کے حضور قالب معدلت کی جانکے حضور
جائیں جو اونکی گفتگو سُنکر حق کو باطل سے سو بسو چنکر
جیسا کچھ جانے مقتضائے داد کرے دونونکے واسطے ارشاد
کبک بولا کہ گربۂ صائم متصل ہی ہے ایک جا قائم
متعبد ہے پارسا صورت پارسائی کی دلربا مورت
ہے کم آزار اور روزہ دار بندگی خدا مین شب بیدار
اوز بجتی ہے نوبت جمشید جلوہ فرمائے تخت زر خورشید
پیش قصر سما بقول خدا آسمان کو کیا ہے ہمنے بنا
تب سے جب تک شہ شب یحور فرش مشکین کراتا تھا تا دور
حسب قول خدائے خالق جان کہ زمین کو کیا ہے فرش یہان
بیٹھکر ہوتے ریاضت مین نکلتی ہے آتش مجاعت مین
اور میدان چرخ پر نازان ہوتی ہے فوج انجم تابان

الغرض بعد انقضاے زمان — ایک تیہو کہین سے آکے وہان
ہوا اِس کبک کے مکانمین مکین — مجھے کچھہ حال کبک تھا نہ یقین
اِس لیے اوس سی کچھہ نکی تکرار — بلکہ لایا زبان پہ یہ گفتار
ایک جاتا ہے ایک آتا ہے — ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
ہوئے کچھہ روز منقضی اِس طور — اور سے چرخ نے کیے کچھہ دور
کبک رفتہ نے آکے دیکھا وہان — دخل مین دوسرے کی اپنا مکان
اوس سے تکرار سخت کی آغاز — کی ستمگار جابر و ناساز
آنہ تو اپنی بدسگالی پر — میرے مسکن کو جلد خالی کر
کہا تیہو نے سنکے اِسکا کلام — کہ ہے اب میرے قبضہ مین مقام
صاحب قبض مین ہون تیرا گر — حق ہے اثبات مین قصور نکر
کبک بولا کہ تیرا قبضہ یہان — ہے زبردستی سے نہ حق سی عیان
اور مین رکھتا ہون وجوہ دلیل — اپنے حق کے ثبوت مین نہ قلیل
الغرض دونو نمین بڑہی تکرار — ہوئی افزون منازعت کی نار
شعلۂ فتنہ و فساد بڑھا — گردۂ رنجش و عناد چڑھا

اور رعایا پہ مہربانی کرین — نہ کبھی اپنے قہر رانی کرین
اور ایسی ہوا اونکی ہمت دل — زنگ کین سے ہو صاف مرآت
اور ہووے نہ اونکی لوح ضمیر — کسی حالت مین نقش غدر پذیر
کیونکہ غدار بادشہ سے جفا — جو اوٹھاتے ہین دیکھتے ہین سدا
تیہو و کبک نے بیچا — گر بہ روزہ دار سے دیکھا
پوچھا مرغون نے کیسے ہی یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

بیت ہم

کہ فلانی طرف بیابان مین — ہے جو ہ دامان
میرا ایک پیڑ پر نشیمن تھا — ہر طرح کی بلا سے ایمن تھا
پاس ہی ایک کبک بھی تھا مقیم — باعث قرب میرا یار صمیم
تھے دونون یکدگر کا پاس — نہ تھا کم جانبین استیناس
اوقات ملکے آپ — تھے راز دل کے ا
ہوا ناگاہ ایک روز نہان — گذرا عرصہ مگر ہوا نہ عیان
مین نے سمجھا کہ وہ ہلاک ہوا — کسی جا جاکے زیر خاک ہوا

اور سلطان ہے سایۂ یزدان — نہین ہوتا رخ زمین رخشان
جب تلک انکا آفتاب عدل — نہین چمکا تا اپنی تاب عدل
انکے احسان و عدل کا سایہ — ہے خوشی و رفاہ کا پایہ
کہ بغیر اسکے اہل عالم کو — مہد راحت خوشی کی جا غم ہو
جو نہ انصاف کا کھڑا ہوتا ستون — خیمۂ آسمان پڑا ہو نگون
سنتے آئے ہین اگلو سنے دائم — ہے عدالت سے آسمان قائم
جو مہندس نہ عدل کرتا عیان — گنبد آب کون ٹھہرتا کہان
رشتۂ امن مردمان جہان — چونکہ ہے بستۂ وجود شہان
باعث عدل و جود جو قائم — ہووے انکے وجود دین دائم
اور نے عون نصفت و احسان — جسکے مظہر ہین شاہ عالیشان
ایکدم ٹوٹے یہ طناب سما — چشمۂ راحت ورفاہِ و راہ
اور احکام سرورانِ زمان — مال وجانِ عوام پر ہین روان
اور فرمان اونھونکا مثلِ قضا — حل وعقد امور پر ہے روا
اس لیے چاہیے وفاداری — نہین زیبا نہین جفاکاری

جاکے فیروز نے یہ خوشخبری / بادشہ سے کہی خوشی کی بھری
ہوگئے آفت کی جیش سے آزاد / ہوئے غرگو عیش سے آباد
ایسے حیلہ سے ایسا بار بلا / سر سے اون سب کی ایکبار ٹلا
اِس مثل سے غرض ہے یہ بیشک / کہ کوئی تم مین چاہیے زیرک
جو مہمات کے مقابل ہو / اور دفع عدو کے قابل ہو
تم مین ہوتا اگر کوئی زیرک / کرنے دیتا نہین تمھین بیشک
بوم کو بادشاہی پر مقبول / شوم کو جان پناہی پر مقبول
بلکہ تم سب کو کرتا فہمایش / کہ اگر چاہتے ہو آسایش
کرو اس کام مین بخوبی نگاہ / ندو اسکی بدی کو آپ مین راہ
کیونکہ وہ باہمہ خصائل بد / رکھتا ہے مکر و غدر و حقد و حسد
اور شاہون مین کوئی عیب نہین / مثل بدعہدی و فریب نہین
جسنے مہر و وفا ہے پائی نہین / اوسمین کچھ بوے آشنائی نہین
سینہ جو رکھتا ہے صفائی نہین / ہے سیہ اوسمین روشنائی نہین
نے وفائی کہ جو ہے عالم / بیوفائی ہے عیب مین داخل

جاکے چشمہ مین دیکھا چہرۂ ماہ ۔ نرہا شک ہوئی جو چشم گواہ
بولا بہروز تھوڑا آب اوٹھا ۔ ہاتھہ منہ دھوکے اپنی سر کو جھکا
کہ دل ماہ رحم پر آئے ۔ حال پر تیرے رحم فرمائے
پیل نے جو دراز کی خرطوم ۔ صفحۂ آب پر لگی خرطوم
حرکت اوس سے آب مین آئی ۔ ماہ کو اضطراب مین لائی
پیل نے جانا ماہ ہلتا ہے ۔ غصہ لاحق نہ جھلتا ہے
کہا اوس سے کہ اے رسول ماہ ۔ عجز میرا نہ ہے قبول ماہ
کہ ہے خرطوم آب کے اندر ۔ باعث لرزہ ماہ کے تن پر
سنکے بہروز نے کہا آرے ۔ ماہ ہلتا ہے قہر کے مارے
کرادا سجدہ تا کہ پاے قرار ۔ آئے جا پر پھر اوسکا پائے قرار
عاقبت پیل نے اوسی جا پہ ۔ ماہ کے روبرو جھکایا سر
عاجزانہ بہت اطاعت کی ۔ عفو کے واسطے شفاعت کی
اور وسے کیا عیان اقرار ۔ کہ نہ آؤنگا پھر یہان زنہار
بلکہ پیلون کو بھی ادہر ہرگاہ ۔ کرنے دونگا نہین گذر ہر راہ

اپنے لشکر کو ہے یہاں لایا ‌ ‌ ‌ نہ نہاں بلکہ ہے عیاں لایا

اسقدر کی ہے خیرگی پیدا ‌ ‌ ‌ آب مین کی ہے تیرگی پیدا

کیا نہین جانتا کہ اوس جا پر ‌ ‌ ‌ اُڑتے عنقا کے تیر پر آکر

نار غیرت ہو اسقدر سوزان ‌ ‌ ‌ کہ ہون اکدم مین بال و پر سوزان

جو تصرف کے چشم سے ہر طور ‌ ‌ ‌ کبھی نگران ہوا ہمین عین النور

بیگمان مار کر سنان خشم ‌ ‌ ‌ چھوڑ دے اوسکی سماک رامح چشم

دیو آوے تو سر کو نذر کرے ‌ ‌ ‌ مرغ آئے تو پر کو نذر کرے

چرخ جو گرد اوسکی چکر کھاے ‌ ‌ ‌ کبھی بے بدرقہ نہ چکر جاے

رکھتا ہون تجھپہ مہربانی تمام ‌ ‌ ‌ پھر تنبیہ بھیجا ہے یہ پیام

تو جو اسکام سے کنارہ کرے ‌ ‌ ‌ عذر تقصیر آشکارا کرے

اچھا ہے ورنہ آپ آتا ہون ‌ ‌ ‌ اور اجل تیری ساتھ لاتا ہون

شک ہی اس باب مین اگر ظاہر ‌ ‌ ‌ ابھی مین ہون چشمہ مین حاضر

تا کہ تو دیکھکر یقین لائے ‌ ‌ ‌ بھول کر پھر ادہر نہین آئے

شاہ پیلان نے جو سنا یہ کلام ‌ ‌ ‌ اسکے دلکو لگا عجیب تمام

جانکر اپنی قوت و شوکت | مان کر اپنی قدرت وصولت
ناتوان پاتا ہے ضعیفون کو | زور دکھلاتا ہے ضعیفون کو
اپنے شہ زوری کے تصور سے | نخوت مردی و تہور سے
چاہتا ہے انہین تباہ کرے | انکا روز خوشی سیاہ کرے
اپنی راحت سے آکے گرتا ہے | چاہ آفت مین جاکے پڑتا ہے
تخم نخوت نہ ڈال سینہ مین | اپنے دلکو نہ پال کینہ مین
اسپ بیدادی پر جو ہوگا سوار | گریگا بالضرور آخر کار
تیرے سر پہ آب آئے گا | غرق خود کو شتاب پائے گا
توڑ کر تیر چرخ تیری سپر | چھیدے گا ایک روز تیرا جگر
اولٹے گا تیرا کار آخر کار | کھوئے گا اختیار آخر کار
رکھتا ہے اپنے دلمین تو یہ یقین | کہ قوی تر ہے تجھسے کوئی نہین
متکبر ہے زور شوکت پر | اور نازان ہے جاہ و دولت پر
گرچہ کل معرض زوال مین ہین | رات اور دن سے انتقال مین ہین
ظلم ہے تو نے اب زیادہ کیا | کہ مرے چشمہ کا ارادہ کیا

کہ مین ہون رسول ماہ ۔ لکھتا ہون وہ جو ہے مقول ماہ

اسلیے کہنے سنے مین ہر گاہ ۔ مجھے نقصان نہین ہے کچھ ہر گاہ

کہ رسولونکا کچھ نہین ہے زیان ۔ کام اونکا پیام کا ہے بیان

گو سخن سخت بے محابا ہو ۔ چاہیے اوسکے گوش مین جا ہو

کیونکہ جو ماہ نے دیا ہے پیام ۔ ہے نہین بیشی و کمی کا مقام

اور معلوم ہے تجھے کہ قمر ۔ شرق سے غرب تک ہی جسکا گذر

شب کی بازار کا ہے میر یہان ۔ روز کے شاہ کا وزیر یہان

جو کوئی چلتا ہے خلاف کہین ۔ اور کرتا ہے انحراف کہین

…وش سے سنتا ہے نہ اسکا پیام ۔ ہوش سے جنتا ہی نہ اسکا کلام

…ی ہی پا پہ کو نہ اندیشہ ۔ اپنے ہاتھون لگاتا ہے تیشہ

…اپنی اجل بلاتا ہے ۔ پا مین خار اجل چبھاتا ہے

…پیلان یہ سنکے گھبرایا ۔ اوس سے پوچھا نہ دلکو صبر آیا

…م اوسکا کیا ہے ظاہر کر ۔ اور کام اوسکا کیا ہے ماہر کر

…کھتا ہے کہ جو کوئی ۔ نہین چلتا ہے راہ نیکوئی

انکی جانب سے گوارا وہ جان — میرے حق مین کبھی نہووی عیان

لیک ہے جاے دوراندیشی — ہے تقاضاے دوراندیشی

کہ ستمگارونکے نہ جائے پاس — اونکی عادت کا خوب چاہیے پاس

کیونکہ یہ باعث بزرگی وجاہ — نہین رکھتے ہین عاجزون پہ نگاہ

لاکے عاجز بھی انکے پاکی تلے — آکے دنیا سے رنج پاکی چلے

کبھی اس رہگذر سے یہ بے درد — دیکھتے ہین نہ اپنے رخ پر گرد

داغ سے کیا ہمارے داغ تجھے — باد کو کیا اگر چراغ بجھے

مصلحت ہے کہ کوئی جاے بلند — کہ جہان اونسی کچھ نہ آئے گزند

دیکھکر جاؤن پھر وہان سے پیام — جس لیے آیا ہون سناؤن تمام

سنین گے یہ اگر بگوش قبول — ہوگا مطلب جو ہے بخوبی حصول

اور ان ظالمون کے دلمین اگر — میری باتون کو ہوویگا نہ اثر

بارے اس معرض ہلاکت سے — خود کو لیجاؤن گا سلامت سے

الغرض ایک پشتہ پر جاکر — اور روے خطاب اودھر لاکر

شاہ پیلان کو اسنے دی آواز — اور تقریر ایسی کی آغاز

ہو دریدن مین دوختن ظاہر — ساختن مین ہو سوختن ظاہر

تاکہ عزت مین فرق پائی نہین — اور ہیبت مین فرق لائی نہین

اور خصمونکا ما فی الخاطر — حسب دلخواہ کر سکے ظاہر

عاقلونکی ہر ایک حالت مین — ہے نصیحت عبث رسالت مین

بھیج دانا کو مت نصیحت کر — کیونکہ دانا ہے خود نصیحت گر

سنکے بہروز نے سلام کیا — باہر آکر ذرا قیام کیا

پہنا شب نے لباس عباسی — آئے سب آس پاس شماسی

طبق نقرۂ ماہ روان — صاحب خوان قدرت ہمہ دان

لایا خوان سپہر پر آکر — ہوئے پر نور بحر و بر ظاہر

ہوا گیسوے شام نافہ کشا — ہوا ماہ تمام جلوہ نما

آیا نصف النہار پر جسدم — نہین کھلے شعاع اسکی کم

چمکی شمع شب تہیدستان — ہوا کل سطح زمین رخشان

چلا سوے جزیرۂ پیلان — جا کے دیکھا وطیرۂ پیلان

دلمین سوچا کہ مجکو انکی حضور — خوف جان و زیان تن ہے ضرور

بادشہ نے کہا کہ اسکے اصول ہین کئی ایک دل پسند و قبول
لیک ان سب مین ایک بہتر ہے ہر طرح سے ہے نیک بہتر ہے
وہ یہ ہے تیغ آبدار کی طرح اور حضرت کی ذوالفقار کیطرح
معرکہ مین بیان کے تیغ زبان تندی و تیزی سے ہو برق جہان
پر مدار او لطف کے بھی نشان اسکے صفحات حال پر ہون عیان
اور ہو نور صلح کی بھی جھلک ابتدا سے عیان اخیر تلک
یعنے ہو جس سخن کا مطلع گرم چاہیے ہووے اُسکا مقطع نرم
اور ہیبت سے جو کلام کرے اسکا الفت سے اختتام کرے
آشتی سے سخن جو ظاہر ہو سینہ سے تخم کینہ باہر ہو
جو زبان لطف کی کشایش پاے پھر نہ ابروی خشم پر چین آے
حاصل الامر یہ کہ قول رسول کل عناد و وداد پر ہو شمول
اوس سے مہر اور قہر ظاہر ہو عفو اور لطف سے نہ باہر ہو
جیسے ظاہر تقاے کینہ ہو ویسے ظاہر صفاے سینہ ہو
وا ہو بست و کشاد کا رستہ نہ گرفت اور داد کا بستہ

آپ تبدیل لبس کر کے قبول ‏ جاتا تھا بعض جا بطور رسول

وہ جو ہیں شیر مرد شیر شکار ‏ آپ ہی اپنے ہیں پیام گذار

اور کرتا ہے اک بزرگ زبان ‏ اِس طرح نسبت رسول بیان

چاہیے ہر سفیر دانا ہو ‏ اور تقریر مین توانا ہو

اوس سے جو پوچھین اُسکا دیوے جواب ‏ اِسطرح پر کہ ہووے عین صواب

جیسا موقع ہو ویسی بات کرے ‏ اپنے مطلب پر التفات کرے

بشتر کہکے ایک جواب کڑا ‏ خلق پر لاتے ہین عذاب بڑا

بعض کہتے ہین دل پسند کلام ‏ کرتے ہین دو کو دوستی کا مقام

کہا اوسنے کہ گو ہین کچھ تو حصول ‏ مجکو علم پیمبری کے اُصول

لیک جو بادشاہ دانشمند ‏ دُرج حکمت سے اپنے گوہر چند

قیمتی پند عقل افزا کے ‏ رشتۂ اہتمام مین لا کے

مجکو بخشے جو مہربانی سے ‏ بادشاہانہ قدر دانی سے

زیور روزگار خویش کرون ‏ حلۂ افتخار خویش کرون

اور جس کام کی طرف جاؤن ‏ اونکی تعمیل سے شرف پاؤن

جا خوشی سے جو مصلحت جانے　　اور وہ کر جو منفعت جانے
جو مناسب ہو سو بلا شک کر　　دفع بدخواہ نامبارک کر
اور تجکو بخوبی ہے یہ عیان　　کہ مُرسِل کی ہے رسول زبان
ہوتا ہے سب کا ما فی الخاطر　　قول و فعل رسول سے ظاہر
کیونکہ اُنسے ظہور فضل و کمال　　اور آثار عمدگی خصال
شاہ کی عقلمندی کی ہین دلیل　　اور مردم پسندی کی ہین دلیل
اور جو ہو ظہور سہو و خطا　　اور غفلت کسی طرح کی روا
ہووے طعنہ کی طاعنونکو توان　　کھینچین اوسپر ضرور تیغ زبان
اور اسباب مین جو تھے ہشیار　　کر گئے ہین مبالغہ بسیار
کہ اگر کوئی بھیجا چاہے رسول　　تو کرے ایسا مرد کار قبول
جو ہو ہمعصرونمین فصیح و عقیل　　اور ہون جسکے قول و فعل جمیل
آگے دستور تھا کہ شاہ زمان　　جو فراست سی تھے پناہ جہان
بھیجتے تھے سدا بطور سفیر　　انکو جو تھے عقیل اور خبیر
اور اکثر سکندر اعظم　　بادشاہ خسرو دور اعظم

فرط دانش سے اوسکا حال فہم
آپ تھا مظہر کمال فہم

معتقد اسکی فہم و دانش پر
رہتے تھے اہل فہم و دانش ور

حسن تدبیر سے صفائی ذہن
تھی ذہینون کو رہنمائی ذہن

شاہ کو اس مہم سے فکر کنان
دیکھکر بولا اے خدیو زمان

ہے رعیت کی ویسے غمخواری
یہی دستور عدل ہے جاری

رکھہ رعایا پہ لطف کے انظار
بخت و اقبال سے ہو برخوردار

مصلحت سی اگر مناسب ہو
اور نزدیک شاہ واجب ہو

تو مجھے جانے کی سفارت پر
شاہ پیلان کے پاس اشارت کر

اور ہمراہ بھیج ایک امین
قابل اعتبار و نیک یقین

تاکہ جو دیکھے یا سنے مجھسے
بے کم و بیش کل کہے تجھسے

کہا شہ نے تری امانت مین
راست بازی مین یا دیانت مین

میرے دلکو کچھہ اشتباہ نہین
حاجت شاہد و گواہ نہین

تیری گفتار اور ترے کردار
میرے دید و شنید مین بسیار

آزمایا ہے تیرا سکہ کار
غش نہین تیری نقد مین زنہار

ہے بجا اونکے جور پر انصاف — داد لے اونسے اور کر انصاف
بخش دلکو ستم کشی سے امان — اور جان کو الم کشی سے امان
کیونکہ ہر لحظہ آتے ہین ملکر — آفت تازہ لاتے ہین دل پر
انکے پا کے تلے جو آئے ہین — اور جان اب تلک بچائے ہین
آنے جانیکا جو یہی ہے حال — کرینگے ابکی بار انہین پامال
لے گیا عقل و ہوش و دل آکر — ایکبار اپنا چہرہ دکھلا کر
جان بھی لے جا کہی یہی باقی — اور کچھ شے نہین رہی باقی
کہا شہ نے نہین ہے چھوڑا یہ کام — کہ ہو فکر سراسری کا مقام
چاہیے تم مین جو ہے داناتر — ہووے حاضر حضور مین آکر
تا کہ ہم اوس سے مشورہ فرمائین — کرین جو بات مصلحت پائین
کہ جو ہین بختیار دانشور — رکھتے ہین اصل کار دانش پر
نہین بے مشورت کیے زنہار — کرتے ہین کوئی مصلحت کا کار
کرتا ہے مرد ہوشیار کہین — کبھی بے شورہ کوئی کار نہین
ایک خرگوش انمین تھا ذیہوش — اوسکو بہروز کہتے تھے خرگوش

اہل فارس بھی اوسکو چشمۂ ماہ — کہتے تھے دیکھکر کرشمۂ ماہ

ژرف تھا آب بے نہایت تھا — صاف و شفاف بھی لغایت تھا

شہ پیلان نے پاکے اوسکی خبر — مع لشکر کیا اودھر کو گذر

چند خرگوش گرد چشمہ مقیم — آنے سے پیلونکی یہ فوج عظیم

ہوئے حیران کہ انکے پاکے تلے — آکے رہتے نہ تھے سما کے تلے

منزل زندگی سے کرکے کنا — جلد ہو جاتے تھے فنا سے دوچار

اتنا مرکب نہ تیز کر اس جا — زیر پا ٹوٹتے ہین سر اس جا

ایک بار آنے نے یہ حال کیا — کہ بہت سون کو پایمال کیا

کون جیتا رہیگا آخر کار — جو یہ آئینگے اسطرح دو بار

دوسرے روز ملکے دلریش — ہوئے حاضر حضور شاہ خویش

عرض کی بادشاہ عدل نگاہ — ہوتا ہے عاجزونکی جانکو پناہ

کیونکہ پیدا ہوا ہے اس خاطر — کہ کرے دادپروری ظاہر

نہین پیدا ہوا ہے اس خاطر — کہ کرے عمر عیش مین آخر

اس لیے تو ہے زیب بخش سریر — کہ ستمدیدونکے لیے ہو ظہیر

جیسے خرگوش نے بہیمبر ماہ | بنکے اک شیر کو کیا تھا تباہ
پوچھا فرعون نے کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت

ملک پیلان قریب زیر آباد | نازکی مین تھا بے نظیر آباد
ہوا خشکی سے تنگ حال وہان | برسا باران نہ ایک سال وہان
یعنی ام السحاب قطرہ چکان | ہوئی پستان رحم سے نہ وہان
تشنگان زمین کے لب پر | ایک آفت گذرتی تھی سب پر
ہوئے بے آب چشمہای روان | مثل چشمان تنگ سخت دلان
ہوگئی خشک سبکی منہہ مین زبان | جیسے مفلس کی آرزو کا دہان
پیل گھبرائے پیاس کی ماری | گئے روتے حضور شہ ساری
شاہ نے بھیجا سبکو سمجھا کر | کہ تلاش آب کی کرو جا کر
جستجو ہر طرف کرو ایسی | کہ سوا اوس سے پھر نہو جیسی
پیل سارے جوانب و اطراف | ناپ کر پائے جستجو سے صاف
پھونچے اوس چشمہ پر تلاش کنان | جسکا عین القمر تھا نام و نشان

اور ہے نور مہر سے مجبور | جسکی نسبت یہ آیہ ہے مشہور

کہ جلایا چراغ دہر افروز | تا شب تیرہ ہو منور روز

ماسوا اور بھی ہے دشواری | حدت و خفت اوسمین ہے بھاری

اور اقوال مین ریاکاری | اور افعال مین سبکساری

نہین اس فکر مین صواب ضرور | بہتر اس سے ہے اجتناب ضرور

اسمین کرنا نہ چاہیے اصرار | چاہیے عقل پر بناے کار

چاہیے پائین ضبط و ربط مہام | عقل کے قاعدہ پر اپنے کام

تصفیہ قضیہ کا براے صواب | چاہیے حسب مقتضاے صواب

تا کہ آرام سے بسر ہووے | دور آلام سے گذر ہووے

بیشتر اپنے درمیان کوئی | متصف باصفات نیکوئی

متعین کرو بطور امین | کہ رکھین اسکے اوپر اور یقین

عقل و دانش سے اپنے لائق ہو | ہر طرح ہر طرح سے فائق ہو

تا کہ جب کوئی کار پیش آئے | یا کوئی اضطرار پیش آئے

راے صائب سے انصرام کرے | چاہیے جیسا انتظام کرے

که بظاہر ہے گو یہان کم پر | نسر طائر کا ہے یہان ہم پر
اور طاؤس خوشنما ہے کہان | نہ کوئی ویسا خوش لقا ہی یہان
ہے یہ اسکی ہی زینت پر و بال | جس سے آراستہ ہی باغ جمال
کیا ہوا وہ ہمائے فرخ فال | جسکا سایہ ہے افسر اقبال
فرق پر جس بشر کے آتا ہے | بادشاہ زمان بناتا ہے
کیا ہوا وہ عقاب بالا پر | کہ چڑھے ہے کوہ سے جو بالا پر
بال اقبال کی صدا کی سبب | عقبات اسکے کانپنے لگے سب
سارے مرغان نامدار جہان | اس جہان سے ہون ایکبار نہان
اور مرغان ناتوان بھی تمام | کرین ملک عدم کو اپنا مقام
تو بھی بہتر ہے بے ملک مرنا | پر نہین بوم کو ملک کرنا
کیونکہ با وصف زشتی خاطر | رکھتا ہے عقل و فہم بھی قاصر
اور ہوتا ہے غصہ سے مجبور | تو بھی رہتا ہے کبر سے مغرور
اور نور نہار سے ہے جدا | گرچہ ظاہر ہے ایسا حکم خدا
کہ بنایا ہے روز تا کہ تلاش | کرے ہر ایک جا کی اپنی معاش

اور پوچھین کہ مشورت کیا ہی
حق مین ہم سب کے مصلحت کیا ہے

دوسرے یہ کہ یہ بھی ہے ہم جنس
نہین اجماع تا کہ ہو ہم جنس

یعنی مرغونکی جنس سے جب تک
کل اکابر نہ جمع ہون سب ایک

نہین اجماع ہوتا ہے کامل
چاہیے کرنا اسکو بھی شامل

کیونکہ اجماع کے بغیر کہین
یہ خیال اپنا ہے بخیر نہین

اس لیے زاغ جب ملا آکر
کہا کل حال اوسکو سمجھا کر

اور پوچھا کہ کیا ہے رای صواب
سنکے اوسنے کہا بجاے جواب

کیا ہے یہ فکر اور کیا یہ خیال
بوم بدبخت کی ہے اتنی مجال

کہ ایالت سے سرفرازی پاے
اپنی حالت سے بے نیازی پاے

ایسا بدصورت اور بددیدا
کب ہے زیباے درخور شہوا

برتری پاے ایسی کیا نسبت
سروری پاے ایسی کیا قسمت

اے مگس کب ہی طاقت سیمرغ
ناپا چاہے جو ساحت سیمرغ

اپنی عزت گنواتی ہے ناحق
ہمکو زحمت دکھاتی ہے ناحق

کیا ہوا باز آسمان پرواز
جسکو حاصل ہے آسمان پرناز

پس انھون مین سے کہتا تھا ایک | کہ فلانا امیری کو ہے نیک
دوسرا کرتا تھا خلاف بیان | کرکے برہان صاف صاف عیان
اسطرح آئی بوم پر نوبت | رائے کل لائی بوم پر نوبت
سب نے چاہا کہ اوسکو شاہ کرین | اپنی جان کے لیے پناہ کرین
صاحب جاہ و اقتدار کرین | بندگی اوسکی اختیار کرین
چونکہ اسباب مین کیا کچھ غور | اور رد و قبول مین کچھ اور
برق شر انمین بے طرح دمکی | آتش فتنہ سب بے طرح چمکی
گفتگو اعتدال سے گذری | پر نہ جنگ و جدال سے گذری
بعضون نے بوم کو پسند کیا | رایت دوستی بلند کیا
بعضون نے سنگ تفرقہ لاکر | ڈالا اس اتفاق کی جا پر
عاقبت اونمین ٹھہرا یہ اقرار | کہ نہو جو کسی کا جانب دار
پوچھیے اس سے جو کرے ارشاد | مانیے کیجیے نہ استبداد
اسی عرصہ مین ایک زاغ اودھر | آیا پرواز کرتا اونکو نظر
بولے یہ شخص اجنبی ہے یہان | چاہو اس سے کرین یہ حال بیان

لیک بو مو نکے باب مین جو نہان | دے لگے آئینہ مین ہوا ہے عیان
کوئی دو فرق چار گوش سوا | محرمیت کو اسکے ہے نہ روا
شاہ نے سنکے انتہاے کلام | کیا خلوت کو اپنا جاے قیام
اور اوسکو بلا کے اپنے حضور | پوچھا کے نیک راے اہل شعور
کہ انہین ہمسے دشمنی کیا ہے | کیا سبب انکی دشمنی کا ہے
عرض کی ایک زاغ نے یکبار | آگے اُنسے کہی تھی کچھ گفتار
اس لیے ہمسے ایسا کینہ کیا | کہ ابھی تک نہ صاف سینہ کیا
وہی دلمین خیال قائم ہے | ہمسے جنگ و جدال دائم ہے
شاہ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۳

ایک جا ایک جماعت مرغان | مجتمع آئی طالب سلطان
کہ کسی کو بنائین اپنا امیر | جسکو بر وقت پائین اپنا ظہیر
یعنے حاجت مین رافع حاجت | اور آفت مین دافع آفت
کام آکر پڑے مدد فرمائے | خصم آکر لڑے مددیر آئے

رہے گا ملک پایدار مدام — اور دولت امیدوار مدام
اور دستِ حوادثات زمان — بخت حاصل مین لائی گا نہ زیان
رکھہ نظر دین و داد پر دائم — ملک ہے دین و داد پر قائم
ملک کو جود خود سے رکھہ بجا — تاکہ تو اوس سی خوش ہو تجھسے خدا
شاہ نے پوچھا کے وزیر بتا — کیسے اور کس سے رکھئے راز چھپا
کہا اوسنے کہ اے خدیو زمان — چند درجات کے ہین راز شہان
بعض ایسے ہین لائق اخفا — کہ نہین کرتے آپ سی افشا
یعنے ہوتے ہین اوس سی گو محرم — نہین دکھلاتے آپ کو محرم
غیر سے ایسا ما فی الخاطر — کسطرح کر سکین کبھی ظاہر
اور اس باب مین کوئی عاقل — اپنے دلسے ہے اسطرح ناقل
اسطرح اس سخن کو دلمین چھپا — جسکا افشا کسی سے ہو نہ روا
ایکمدت تک اسکو چاہی زبان — تو بھی خود پر نہ پای اسکو روان
اور بعض ایسے ہین کہ اونکا بیان — کرین دو تن سے تو نہین ہے زیان
بعض کا کہنا تین سے ہے بجا — بعض کا چار پانچ سے ہی روا

ایسا لازم ہے ہر ملازم کو
شاہ جو مشورت کا عازم ہو

اور چاہے کہ دے وہ رائے نکو
چاہیے کچھ نہ دے ورائے نکو

جو عزیمت مین اوسکی پائے خلل
جس سے مطلب مین اسکی آئے زلل

نقص اوسکا جتا کے خاطر خواہ
کرے ظاہر بتا کے خاطر خواہ

جب تلک رائے پر یقین لائے
بار تقصیر سے نہین آئے

ترک کرکر جو جانب مالک
ہو رہ ناسپاسی مین سالک

نرکھی حق مشورت پہ نگاہ
چھوڑی ایمان و اعتماد کی راہ

نہ مشیر اوسکو چاہیے جانا
بلکہ بدخواہ چاہیے مانا

چھوڑدے اوس سے مشورت بالکل
کہ نہین اوسمین منفعت بالکل

جب کوئی بادشاہ نیک تمیز
رکھے راز اپنا اسطرح جیسے عزیز

چاہیے ڈہونڈا اسطرح کا وزیر
کہ ہو ذی اعتماد و نیک ضمیر

اور آئین شہریاری مین
اور قانون دہرداری مین

نیک کارونکو نیکی کی ہے جزا
اور بدکارونکو بدی کی سزا

اسپر اپنا اگر رکھے گا خیال
لائے گا اپنے ملک مین نہ زوال

دوسرا یہ کہ اپنی وہ تدبیر ۔ جو نہین ہو موافق تقدیر
اور باطن سے ہو نہین ظاہر ۔ یعنے کوئی نہو کہین ماہر
تو شماتت سے پھر عدو کی بچین ۔ اور غیبت سے ہر عدو کی بچین
جو میسر نہین ہے تیرا وصال ۔ نہین ہوتا ہے دلکو اتنا ملال
جتنا ہوتا ہے جب رفیق زمان ۔ ہستے ہین مجھکو ہوکے طعنہ زنان
سنکے فیروز نے یہ اسکے مقال ۔ کہا اے ناصح ستودہ خصال
ہے یقین مجھکو تیری شفقت پر ۔ اور دلسوزی و محبت پر
جتنے اس سلطنت کی ہین وزرا ۔ اور ارکان دولت و اُمرا
اِن سبھون پر تجھے فضیلت ہے ۔ دانش و فہم سے مزیت ہے
کہہ وفاداری کی نصیحت و پند ۔ جو ہواداری سے ہون تجکو پسند
اپنی جانب سے کر نہ کوتاہی ۔ ہو سکے جتنی کر انکو خواہی
بولا بعد از ادائے شکر و ثنا ۔ کاے شہ دورساز رنج و عنا
جب سے ہے لطف مَعدلت کا ظہور ۔ شاد رہتے ہین گل وحوش و طیور
تیری دانش کا ہی یہ فیض کمال ۔ جن و انسان تلک ہین خوش احوال

ایک آئینہ تھا کہ اوسمین مدام | نظر آتے تھے راز علوی تمام

بلکہ اس واسطے کہ اوس سی سدا | اوسکے جو فائدہ ہین ہووین ادا

تا کہ یہ خصلتین پسندیدہ | پا کے اہل جہان ہون سنجیدہ

محترز ہوکے خود پسندی سے | متامل ہون عقلمندی سے

اپنی رائے ضعیف کی خاطر | تقویت غیر سے کرین ظاہر

جیسے نور چراغ کو روغن | کرے ملکر زیادہ تر روشن

اور آتش کو جیسے ہیزم خشک | اور گرمی کو جیسے گرمی مشک

میری تقریر سے نہین ہی ادا | کہ کہین ترک مشورت ہی روا

بلکہ یہ بات ہے بخوبی حصول | گر جو مطلب ہو مشورت سی وصول

اور ہو رائے کو قیام اوسپر | نہ خبر پائین خاص و عام اوسپر

ایسا پوشیدہ چاہیے رکھنا | نا پوشیدہ چاہیے رکھنا

کیونکہ اخفاے راز مین دائم | فائدہ دو طرح کے ہین قائم

ایک یہ ہے کہ تجربہ سے جو کام | رکھین پوشیدہ جلد ہووی تمام

جیسا ہے اس اشارہ سی ظاہر | لو مدد ہوکے راز کے ساتر

اوسنے جسوقت ایسا دُر بیان — اپنے دریاے دلسے کرکے عیان
چھید الماس خوش بیانی سے — رک گیا وہ تو دُرفشانی سے
دوسری معترض نے کھولی زبان — تیری ان باتوں سے ہوا یہ عیان
کہ گرادین مشاورت کی بنا — کاربند اپنی راے پر ہون سدا
لیک ہے ترک مشورت بیجا — کہ ہے دانا کو مشورت زیبا
کہتا ہے آفریدگار اپنا — کہ کرو مشورت سے کار اپنا
پس مناسب نہین کہ کوئی کار — کوئی بے مشورت کرے زنہار
مشورت سے جو کار کرتا نہین — شرع و حکمت سے عار کرتا نہین
مشورت کے لیے جو آیت ہے — خود نبی کے لیے ہدایت ہے
ایسے اشرف کو ایسا آیا ہے — پھر کسے عذر کرنے کی جا ہے
کاردان نے کہا یہ حکم خدا — مصطفےٰ کو نہ اس لیے ہوا
کہ مدد مشورت سے اونکی راے — راے و دانش سے دوسری پاے
کیونکہ حضرت کا تھا دل پر نور — وحی ایزد تعالےٰ سے منصور
اور عون عنایت یزدان — غیب سے آتی تھی او نہین ہر آن

پایۂ کامرانی سے اترا　مایۂ زندگانی سے گذرا
پڑا گرداب بیحیائی مین　ڈوبا غرقاب بیشیائی مین
فائدہ جو ہی اس مثل سے عیان　ہے نہین صاحب عمل سی نہان
کہ اگر کوئی شاہ نیکو خواہ　وزرا سے ہو راہ نیکو خواہ
یعنی کچھ اونسے مشورت فرمائے　آپ کو اونسے منفعت پر لائے
اونکی دانش سے ہو صلاح پذیر　آزمایش سی ہو فلاح پذیر
نکرے اونسے راز خود ظاہر　نکرے انکو مثل خود ماہر
کیونکہ گو خود خدا کا سایہ ہے　اور منصور اوسکا پایہ ہے
اور ہمت بلند رکھتا ہے　اور دل ارجمند رکھتا ہے
تو بھی کرتا ہے یہ نیاز عیان　نہین رکھ سکتا اپنا راز نہان
پھر جو ہین اس سے درجہ کم پر　اور رکھتی ہین عقل بھی کمتر
کر سکین گے محافظت کیسی　مانینگے وہ مبالغت کیسی
تو ہی جو اپنا راز پوش نہین　کون ہو تیرا راز پوش کہین
خود ہی جب خود کا راز دار نہو　کیا عجب ہے جو کوئی یار نہو

اب ہے نزدیک خصم ہو نیست و دور — اور چشم زمانہ سے مستور
خادمہ نے بھی کی خوشی ظاہر — اور پوچھا بفرحت خاطر
کہ کہان تونے پائی ہے یہ خبر — کسطرح ہاتھہ آئی ہے یہ خبر
اوسکی ایذا سے کب ملے گی امان — ہاتھہ سے اوسکی کب بچیگی یہ جان
بولی تجھکو جو اس قدر ہے توان — کہ مرا راز رکھہ سکے تو نہان
کرون کل حال سے تجھے ماہر — کل دقایق کرون تجھے ظاہر
اوسنے سوگند یاد کی آخر — اوسنے کل رویداد کی ظاہر
خادمہ نے یہ آگھی پاکر — ساری شہ بانو سے کہی جاکر
سنکے شہ بانو نے بلایا جوان — جو سنا تھا سو سب سنایا بیان
دونون نے ملکے ایسی کی ترکیب — کہ کئی اورون کو بھی دی ترغیب
شاہ ابتک ہوا نہ تھا آگاہ — اسکی کشتی عمر کو ناگاہ
کیا غرقاب نیستی مین غرق — مٹا ہستی کا نیستی مین فرق
کرکے جو اپنا راز دل ظاہر — کیا اوسنے وزیر کو ماہر
یہ نتیجہ ہوا کہ آخر کار — یہ نظر آیا اوس کا ظاہر کار

کہا کچھ سخت و سست و ناسزا　　بانو نے بادشہ سے تھا بیجا

کہ ہتک اپنے ہمسر و نمین کی　　اور توہین کم سر و نمین کی

ایسا سنکر وزیر اوداس ہوا　　اپنی بے عزتی کا پاس ہوا

اپنی دختر کی استمالت کی　　استمالت کی یہ مقالت کی

مژدہ لایا برید باد صبا　　کہ غم و رنج کا زمانہ گیا

غم نہ کھا آج کل ہی کے اندر　　کچھ بلا ایسی آئے گی تن پر

ہوگا اِسکا چراغ عمر کا گل　　اور کملائے گا حیات کا گل

کیا تصدیق کے لئے یہ سوال　　کہ ہے کسطرح کل حقیقت حال

اسکو ظاہر کیا وزیر نے تب　　گذرا تھا اوسمین اور شہ مین جو سب

اور تاکید کی چھپانے کی　　کہ نہین بات یہ جتانے کی

یہ خبر سنکے خوش ہوئی خاطر　　باپ کے پاس سے گئی باہر

خادمہ ایک روبرو آئی　　عذر خواہی کی گفتگو لائی

کہا اوسنے کہ کیا مضائقہ ہے　　ہر عمل کی سزاے لائقہ ہے

بے سبب مجھپر اسنی کی ہے جفا　　جلد دیکھے گی اِس جفا کی سزا

غلبہ جانب غضب آیا ؎ | دیکھکر عقل کو عجب آیا

کہ کیا کل وزیر سے ظاہر ؎ | حال شب ابتدا سے تا آخر

اور پھر اوس سی مشورت چاہی | بھر تعزیر مصلحت چاہی

اوسنے انکی نہ کچھہ رعایت کی | واسطے قتل کے ہدایت کی ؎

آئی یہ رلے جو موافق رای | نہوا اوس سی پھر منافق رای

اور تجویز کی سزاے ہلاک ؎ | کہ نہ تھی کچھہ سزا سواے ہلاک

یہ مقرر ہوا کہ دونون کا کام | چاہیے کر نا زہر دیکے تمام

اسطرحپر کہ کوئی اور بشر ؎ | پائی اس حال کی ذرا نہ خبر ؎

تا کہ بدنامی کا نہ پردہ پھٹے | اور ناموس کا نہ رشتہ کٹے

چاہیے ایسا کام پنہانی | آشکارا مین ہے پشیمانی

ہوکے رخصت وزیر گھر آیا | کار سلطان اخیر پر لایا

کہ نظر آئی اوسکو دختر خویش ؎ | رنج سے بیقرار مضطر بیش

پوچھا کیون ہے یہ رنجش خاطر | کیا اورون نے اسطرح ظاہر ؎

کہ گئی تھی یہ شاہ بانو کے پاس ؎ | نرکھا اسکا شاہ بانو نی پاس

گنبد مینو فام کے در سے | بلکہ ہر خاص و عام کے در سے
ہوا انجام صبح جو دم باز | ہوا فاش آفتاب کا کل راز
نوعروس حسین خور اسر | آئی اس نیلی پردہ سے ظاہر
تخت پر ہو کے شہ نے جلوہ نما | عدل و انصاف کی سنائی صدا
دادخواہون کی دادبخشی کی | بیکسون کی مرادبخشی کی
عدل سے شہ جو آشنا ہے یہان | بیگمان سایۂ خدا ہے یہان
جب مہمات سے فراغت کی | رفع حاجات سے اجازت لی
تب وزیر صلاح کار کے ساتھ | کل مہمات کے مدار کے ساتھ
مضطرب تھا جو اپنی فکر مین | اٹھکے جلوت سے آیا خلوت مین
کہتا تھا اوسکو قہر کا جلاد | ہے بجا بعد استشار ارشاد
پہلے کر استشار کی خاطر | راز خود اس وزیر سے ظاہر
پیچھے اون دونون کو سزا فرما | جو سزا انکو ہے بجا فرما
اور سلطان عقل سے فرمان | اوسکو ہوتا تھا اسطرح ہر آن
کہ نکر اوس سے راز خود ظاہر | گر جو کچھ ہووے خواہش خاطر

کہ ترے باغ مین ہے اِکا مکان — لیک سایہ ہے دوسرے یہان
سوچا اِس رہ مین رکھنا پاے شتاب — ہے نہین مقتضاے راے صواب
اوران دو کی دفع کی خاطر — جو مرے جانکے ہین عدو ظاہر
جلدی کرنی ہے بالیقین بیجا — دوراندیشی کو نہین زیبا
مرد کو صبر چاہیے ہمہ حال — کہ ہے تعجیل بیوقوفی کمال
پس غضب روک کر خموشی کی — جرم سے اونکی چشم پوشی کی
اور صحبت رکھی انھونکی بجا — نرکھا اوسمین کچھہ خلاف وفا
لیل تبدیل کی نہار کے ساتھہ — روشنی جمالِ یار کے ساتھہ
آتشِ اضطرار پر تھا مگر — جلتا پروانہ وار اسکا جگر
عاشق مست و بادشاہ زمان — اور ایسی حسین راحتِ جان
غیر کے ساتھہ ملتفت ایسے — غیرۃ دیکھہ سکتا ہے کیسے
دوسرے دن ہوا شہ خاور — برج فیروزہ رنگ پر آکر
سرفرازندۂ لواے ظفر — اے نمایندۂ لقاے ظفر
شاہِ انجم ہوا جو جلوہ نما — پردۂ ظلمت ایک ساتھہ اُٹھا

وہ جوان روبرو تھا استادہ — اور اسباب عیش آمادہ
متعجب تھا شاہ پڑھکے یہ کلم — صفحۂ روے یار پر یہ رقم
صورت آدمی سے ہے خوب ترین — کوئی اس سے زیادہ خوب نہین
زن کو اس حال کی نہین تھی خبر — کہ اسی پر تھی ہمنشین کی نظر
اس جوان پر نگاہ کی ناگاہ — وا محبت کی راہ کی ناگاہ
لب شیرین سے مسکرائی ذرا — شکرِ لب اوسے دکھائی ذرا
تو بھی اسکی تھی اس قدر مقدار — کہ بھرا اس سے دامن دیدار
خندہ لب ہاے پر شکر سے کر — دامن عیش کو شکر سے بھر
اوس جوان نے بھی دیکھا اس رو سے — گوشۂ چشمہاے جادو سے
ایسے انداز سے کہ شور و فغان — ایک عالم کے دل سے ہو عیان
چشم بازندہ اوسکی آدھی باز — آدھی کرتی تھی غمزہ آدھی ناز
شاہ یہ دیکھکر ہوا بیزار — اُٹھی غیرت کی اوسکی دل سے نار
جب یہ دلبستگی ہوئی ظاہر — صحبت یار سے ہوا نافر
اہل تحقیق دیتے ہین یہ خبر — کہ نہین پاتے اوس شجر کا ثمر

نیک سیرت تھا نیک صورت تھا | دلربائی کی ایک مورت تھا
خط سبز اُسکے رُخِ رخشان پر | گویا سبزہ تھا آبِ حیوان پر
سبزہ خط تھا روے روشن پر | جیسے سنبل بہشت کے اندر
خوشنمائی سے بر سرِ کوثر | گویا فیروز در برِ گوہر
گرد لب اوسکے خط سبز تھا یا | گرد آبِ حیات مہر گیا
دل سے اوسکی طرف ہوئی مائل | کر لیا تیغ عشق سے گھائل
اوسکی حالت کی صفحہ پر آخر | نہ رہی صبر کی رقم ظاہر
محو ایسا ہوا کہ کچھ بھی اثر | زندگی کا نہ آیا اسمین نظر
عشق جانا جو منہ دکھاتا ہے | درد جانے نہ منہہ پھراتا ہے
جو محبت کے درد سے ہے بلا | کب اُٹھاتا ہے جاکے بار دوا
چشم و ابرو سے بات کرتی تھی | یکد گر التفات کرتی تھی
گہہ اشارت سے گہہ کنایت سے | باز آتی نہ تھی حکایت سے
ایک دن شاہ تخت عزت پر | ناز کرتا تھا بخت عشرت پر
دل تھا دیدار یار کا مائل | اوس سے بوس و کنار کا سائل

نقد صبر اوس کا طرّهٔ طرار | جیب دل سے چُراتا تها ہر بار
مین نہین جاتا اپنے نیرو سے | کهینچتا ہے کمند گیسو سے
اور وہ شوخ چشم نے افسوس | دیکهکر اسکا مرغ دل محبوس
اپنی زلفون کے جال کے اندر | محو اپنے خیال کے اندر
مارتی تهی اوسے ہر اک رو سے | تیر غمزہ کمان ابرو سے
اور دکهلا کے عشوهٔ رنگین | اور صد ہا کرشمهٔ شیرین
باتین کرتی تهی دلکشائی کی | گهاتین کرتی تهی دل ربائی کی
قتل عشاق و شہر آشوبی | گویا تها اوسکا جامهٔ خوبی
جیسا شیوہ ہے حسن کا ظاہر | نہ تهی کچهہ بادشاہی کی خاطر
دو سہ رونکو بهی کرتی تهی مائل | کرکے تیر نگاہ سے گهائل
ہر طرف سے شکار کرتی تهی | سیکڑون دلفگار کرتی تهی
جو تهے مجنون ہوس کی صحرا کے | پهانستی تهی کمند مین لاکے
عاقبت دیکها اوسنے ایک جوان | خوبی حسن مین تها نیک جوان
وہ اوسی شاہ کا ملازم تها | خادمون مین سے ایک خادم تها

صبح گاہان پکارنے سے رہی | آہ کے تیر مارنے سے رہی
اور یہ بادشاہ عالی جاہ | نہین رکھتا تھا اپنا خالی جاہ
کہ تھی اسکے حریم حرمت مین | ایک محبوبہ اوسکی قربت مین
تھی دراز اوسکی کاکل شبرنگ | شب یلدا تھی اسکے آگے تنگ
روے جان بخش پر بہ حسن و جمال | ہیچ تھا ماہ چہاردہ کا کمال
زاہد پاک باز شب بیدار | خور رخ اوسکا دیکھتا یکبار
خواب مین بھی تو مثل صبح پاک | جیب پرہیز اپنا کرتا چاک
خوبصورت بلند قد دلدار | گلبدن نازنین شکر گفتار
اوسکی ابرو کمان تھی زلف کمند | گوش گلبرگ نازکی مین دوچند
سروسان جا کی کرتے زیب چمن | زلف سی سنبل اور خد سے سمن
شاہ تھا اُسکے حُسن پر مفتون | جیسے تھا حُسن لیلے پر مجنون
حسن کو اُسکے مانتا تھا حیات | بات کو اُسکی جانتا تھا نبات
کاکل و رخ کا رات دن تھا خیال | بلکہ بے دیکھے زندگی تھی وبال
ہر زمان جذب الفت محبوب | جوہر جان کو رکھتا تھا مجذوب

کر کے راز ضمیر خود ظاہر — دست بے خرمی سے ہوا آخر

اوج ذی اختیار سے اترا — قعر بے اختیار سے گذرا

گیا ناگاہ اوسکا مہر بقا — زرد رو جانب غروب فنا

پوچھا شہ نے کہ کیسے ہے یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲

ملک کشمیر مین تھا ایک خدیو — صاحب تخت و تاج نیک خدیو

رکھتا تھا زور سے بزیر عنان — گردن سبز خنگ چرخ روان

لاتا تھا ضابطانہ زیر کمند — سر ایام بر خلاف پسند

آتش برق تیغ سے ہر آن — باد بھی ایسی رہتی تھی ترسان

کہ رہ راستی سے ایک زمان — چلے برعکس تھا یہ زہرہ کہان

تھی سنان ایسی صاعقہ کردار — نہ تھا بے خوف آب بھی زنہار

نہ کبھی کجروی دکھاتا تھا — راستی پر ہمیشہ جاتا تھا

خلق لبس امان سے ایسی سجی — تیغ ننگ برہنگی سے بچی

عدل سے اسکے جان مظالم کی — چونکہ دہشت رہی نہ ظالم کی

وہی پا کر خبر یہان ناگاہ — کرے جا کر مگر وہان آگاہ
یا خبر انتشار پائے یہان — باعث خصم و یار جاے وہان
اس لیے حفظ راز کی خاطر — آگے سے ہے مبالغہ ظاہر
سر رکھا چاہے تو دے سر کو نہ راہ — رکھہ بجا سر کو رکھکے سر کو نگاہ
راز کہنا ہے ایسے کو بیجا — کہ نہین راز داری کو زیبا
کہتا ہے کھاتا ہے پشیمانی — اور سمجھتا ہے سو پریشانی
اس پشیمانی مین ہے کیا حاصل — کہ ہے بے سود اور لاحاصل
کسیکو راز پوشی کی خاطر — اتنی تاکید ہے نہ کی ظاہر
جتنے شاہون کو کیونکہ کوئی اگر — پاتا ہے راز بادشہ سے خبر
اور ہوتا ہے اعتماد سے دور — ہے نہین فتنہ و فساد سے دور
جانے جو کوئی اور تیرے سوا — کہ تری اس مہم مین رای ہے کیا
چاہیے رونا ایسی دانش پر — کہ ہے برعکس رای دانش ور
بیشتر جان و ملک و دولت و جاہ — ہوئے افشاے راز سے ہین تباہ
جسطرح ایک والی کشمیر — بارے پیش وزیر بے تدبیر

لکھ گئے ہین حکیم دانش ور — کلک حکمت سے لوح دانش پر
دیکھکر گنج و ملک و فوج نہ بھول — کر حکیمون سے پند و رای قبول
چل نہین سکتی جس جگہہ شمشیر — کام کرتی ہے اوس جگہہ تدبیر
رکھتا ہے مشورت کو خلوت پر — ہے بنا اسکی کیسی حکمت پر
بولا یہ سنکے وہ عقیل زمان — معتمد سارے مستشار کہان
اور اسرار مملکت کے کہین — جیسے حرفی معاملہ ہین نہین
کسطرح کرنا مشورت کا روا — ہر کسی سے ہو معتمد کے سوا
اور افشاے راز بادشہان — ہے مشیر اور ایلچی سے کہان
کسطرح جان سکتا ہے کہ نہین — کوئی جاسوس مستمع ہے نہین
تاکہ جو ہمسے استماع کرے — جاکے دشمن سے اطلاع کرے
اور وہ کام کا شروع و اخیر — دیکھکر ہو اگر صلاح پذیر
بند کر لیوے رخنہ ہاے ضرر — رکھے باقی نہ کوئی جاے خطر
تیر تدبیر اپنا جا نہ سکے — ہدف آرزو اڑا نہ سکے
گو نہ ان حاضرین ہو جاسوس — لیک ممکن ہے کوئی ہو مانوس

نار ہے عار سہنے سے بہتر ۔ مرگ بدکار رہنے سے بہتر
میرے نزدیک عجز کا اظہار ۔ نہین اچھا ہے شاہ کو زنہار
کیونکہ جو عاجزی دکھاتا ہے ۔ درِ آفت کشادہ پاتا ہے
اور پاتا ہے راہ چارہ بند ۔ بند خجلت مین ہیچ کارہ بند
اپنی ہمت ہمیشہ رکھیے بلند ۔ کسی سے عاجزی نہ کیجیے پسند
جسقدر عاجزی دکھاتے ہین ۔ آسمان کو خلاف پاتے ہین
عرض باقی روا ہے خلوت مین ۔ نہ ادا اوسکا جا ہے جلوت مین
وقت تنہائی راے روشن پر ۔ کرونگا مہر سے بھی روشن تر
ایک بولا کہ اے مشیر زمان ۔ مشورت کا یہ فائدہ ہی عیان
کہ کہے ہر خردور اپنا کلام ۔ مارے شاید ہدف کسی کا سہام
مشورت کیا ہے اجتماع عقول ۔ اس لیے چاہیے اجتماع عقول
ہوتے ہین چند اہل عقل جہان ۔ مجتمع اک مہم مین فکر کنان
مدخل و مخرج اسکے گرچہ نہان ۔ خوب ہوجاتی ہین اونھونکو عیان
عاقبت ایسے کام کا آخر ۔ حسب دلخواہ ہوتا ہے ظاہر

تیری تدبیر نیک سے ہر جا — داد بخشی کی ہے بنا ہر جا

پیش رائے ملک ہماری ہوا ہے — کسطرح قدر اعتباری پائے

کوئی خرمہرہ جوہر یکے حضور — نہین پاتا ہے کچھ بھی قدر و ضرور

لیک جب شہ نے ایسی عزت دی — کہ مجھے مشورت کی خدمت دی

اور اس درجہ اختصاص دیا — کہ مشیر و نہین اپنے خاص کیا

چاہتا ہون کرون بیان ظاہر — کچھ عیان اور کچھ نہان ظاہر

جیسا نافرین کارزار سے ہون — ویسا ہی عجز و انکسار سے ہون

اپنے آبا نے بار جس نہ دیا — کب اوٹھایا ہے جو اوٹھائین یہ بار

پیش خصم انکسار کرتا ہے — خود کو بے اعتبار کرتا ہے

زندگی کیا جو اعتبار نہین — مرگ بہتر ہزار بار کہین

وہ جو ہمت بلند رکھتے ہین — طول عمری پسند رکھتے ہین

صرف اسواسطے کہ ذکر جمیل — بعد انقا سے نام ہووی دلیل

اور جو طول عمر لیسے زنہار — ہووے لاحق کسیطرح پر عار

کیا ہے اس طول عمر لیسے کرنا — بلکہ بہتر ہے ہر طرح مرنا

مشورت ہمسے ہے ضرور نہین　　پر خداوند یہ ہے دور نہین
راے سے راے شہ کی باجگذار　　جیسے جو بحر کی خراج گذار
جو ہر اک جا سے آب لاتی ہے　　پیشکش بحر کو دکھاتی ہے
یعنے کرتی ہے آب بحر سوا　　ایسی ہے راے راے شہ کی ضیا
اس لیے پند ناصحان امین　　جو کوئی شخص کرتا کان نہین
تھوڑے ہی عرصہ مین گنواتا ہے　　وہ جو خوش قسمتی سے پاتا ہے
جو کوئی عقل سے ہے بہرہ ور　　ہوتا ہے ناصحون سے بہرہ ور
یعنے سنتا ہے دلسے انکی کلام　　اور رکھتا ہے دلمین جنکے تمام
وقت پر انکو کام لاتا ہے　　فیض سے انکے کام پاتا ہے
پایداری دولت و اقبال　　جاودان اسکو رکھتی ہے خوشحال
شکر ہے آج بادشاہ زمان　　زیور عقل سے ہے زیب جہان
ہے کمال خرد سے کامل نیک　　حسن تدبیر سے ہے عاقل ایک
ملک دانش تری پناہ مین ہے　　نور بینش تری نگاہ مین ہے
پرتو راے مہر خاور ہے　　راے کیا مہر مہر داور ہے

اور اگر وہ ہین جنگ کو تیار / تو بھی ہے ہمکو جنگ سے انکار

کہ نہین ہے صلاح جنگ ابھی / جنگ مین ہمکو ہے درنگ ابھی

نہین ہوتی ہین عقل کے کامل / تا بمقدور جنگ کے عامل

کرتے ہین اس سے احتراز سدا / رکھتے ہین اسکا در فراز سدا

کیونکہ جس شے کا جنگ مین ہے زیان / نقد جان ہے کہ بے بدل ہے یہان

نہین پیل و پلنگ سے کہتر / تو بھی ہے صلح جنگ سے بہتر

پوچھا جو تو ہے جنگ سے نافر / اسمین کیا رائے ہے تری آخر

عرض کی یہ ہے فکر و غور کا کام / چاہیے جب ہو ایسے طور کا کام

کہ بچشم خیال دور و دراز / دیکھیے اوسکے کل نشیب و فراز

کیونکہ شاہونکو رائے صائب سے / اور اندیشۂ مناسب سے

ایسے مطلب حصول ہوتے ہین / کسیکو کب وصول ہوتے ہین

گرچہ رکھتا ہو فوج بے مقدار / اور گنجینہ ہاے زر بسیار

ایک یا سو یہ تیغ ہے کاری / رائے ہے ایک فوج کو بھاری

اصل اسباب مین ہے رائے حضور / نور ذاتی سے رہنماے حضور

اور ہم انکی آنکھہ مین ہوئے پست
کہ سبھی انکے ہاتھہ سے یہ شکست

نہ یہ کمتر ہین زور و صولت مین
نہ یہ کمتر ہین شان و شوکت مین

خصم کو جو ضعیف جانتا ہے
آپ کو زور دار مانتا ہے

اسکی بنیاد بیگمان ہے غرور
اور مغرور کو زیان ہے ضرور

مین تو پہلے سے انسے تھا ترسان
اور انکے ہجوم سے لرزان

اور اب اپنی آنکھہ سے دیکھا
کہ نہ تھا میرا اڑنا کچھہ بیجا

اور ابھی میرے دلکو ہی یہ یقین
متعرض یہ اپنے ہونگے نہین

کیونکہ انمین بھی بعض ہین ہشیار
اور ہے ہوشیارون کا یہ کار

کہ نہین رہتے ایک زمان امین
گرچہ ہوتا ہے ناتوان دشمن

کیونکہ ممکن ہے جو کہین ملجاے
دفعتہً انتقام پر دل لاے

جو مسافت ہو درمیان حائل
واپسی پر ہو بیگمان مائل

بھاگ کر معرکہ سے جاے کہین
کیا عجب رکھتا ہو وے جاے کمین

او تنہا جو بیٹھتا ہے کہین
خالی مکر و فریب سے ہے نہین

ان دلیلوں سے صاف ہی یہ عیان
کہ ابھی جنگ مین ہی دیر وہان

مردہ بہتر ہے کہ ہے زیر سنگ ایسے زندہ سے جو ہے زیر ننگ

پانچوین کو بلا کے شاہ نی پاس عام تھا جسکا نام کارشناس

کہا پیش آیا ہے یہ کار بڑا اور تجھپر ہے اعتبار بڑا

ایسی مشکل کشا ہے رای رزین پھر مشکل کشائی جانے یقین

رای تیری گرہ کشائی کرے سوے خود تیج رہنمائی کرے

عقدۂ دین و ملک کی خاطر اور مشکل کشا نہین ظاہر

تیری تائید سے ہو کار روا تیری ہمت سے ہو شکار رہا

تیرے اسباب مین صلاح ہے کیا رہنمائی بہ رہ فلاح ہے کیا

رنج ہجر وطن اٹھائین کہین یا سفر کے محن اٹھائین کہین

یا ہون آزرم کے لیے تیار یا ہون صید انکین طالب پیکار

بولا اسباب مین یہی مری رای جو پسندیدہ بادشاہ کو آئے

کہ نہ جب تک ہون مضطر اسقدر تنگ نکرین خصم سے ارادہ جنگ

جب تلک اور راہ آئے نظر نرکھین پا کبھی بجائے خطر

کیونکہ اسوقت انکے دل ہین دلیر کہ ہوئے ہین ہماری جنگ مین شیر

میرے نزدیک ہر کہین بہتر ننگ بے ننگی پہ نہین بہتر
کہ کرین قطع رشتۂ ناموس اور رہون ایسے خصم کے پابوس
جو ہمہ حال ہمسے ہے کمتر ہمسے کیا بلکہ کم سے ہے کمتر
باز کب ہو مطیع تیہو کا شیر کب ہو شکار آہو کا
باج بھی دینا اختیار کرین اور خدمت سے بھی نہ عار کرین
تو بھی ہمسے نہون ذرا خوشنود اور کیا چاہین نیست اور نابود
صلح کر کر نہ پاس عہد کرین اپنی ایذا مین جد و جہد کرین
ہے مراعات خصم اتنی بجا کہ ترا کام اوس سے ہووے روا
لیک حد سے نچاہیے باہر کہ خرابی ہے نفس کی خاطر
اور دشمن دلیر ہوتا ہے روبہ بھی ہو تو شیر ہوتا ہے
اور مرے دلکو ایسا ہی ہے یقین باج اندک کبھی یہ لینگے نہین
صبر و آہستگی ہے اسکا علاج نے اطاعت ہی نے ادائے خراج
اور جو جنگ کی ضرورت ہے تو بھی کچھ ہرج کی نہ صورت ہے
کیونکہ جو پیش آئے محنت جنگ اس سے بہتر کہ جائے غرت و ننگ

بادشاہونکو ہے یہ رائے بجا | اور تدبیر جو نہ لائے خطا
کہ اگر خصم مین ہو زور و توان | اور اوس سے یہ خوف ہووی عیان
کہ فساد اِس کا پھیلے گا ہر جا | لائے گا ملک پر بلا ہر جا
اور خلقت کو ایسی حالت مین | ڈالے گا ورطۂ ہلاکت مین
چاہیے نقش حیلہ بر لائے | اڑیان اوسکی جا کے سہلائے
انکو اِس خطرہ سی خلاص کرے | سپر ملک مال خاص کرے
کیونکہ گو خصم ہوتا ہے مغرور | بادۂ جبر و کبر سے مخمور
اوس سے ہے داد چاہنا بیجا | بلکہ دانا سے محض نازیبا
اور دشمن کو زور ہووی جہان | کھیلنا تند نرد کین کا وہان
حکم دانش سے ہر طرح ہی دور | کسوتِ تجربہ سے ہے مہجور
وقت تجھسے اگر منافق ہو | بارے تو وقت سی موافق ہو
بادشہ جو تجھے سے ہوا سائل | تو بھی کچھ جو ہے کہنے کے قابل
تیری خاطر مین کیا گذرتا ہے | اور کیا چارہ جوئی کرتا ہے
بولا پانا غم جلائے وطن | اور اُٹھانا سفر کے رنج و محن

دیکھون کیا کرتی ہے تری تدبیر ثبت بالائے تخت تصویر
بولا اے بادشاہ خوش انجام مین نہین رکھتا اور ونسی کچھہ کام
کہتے ہین جو او نہین سمجھاتا ہے میرے دلمین تو ایسا آتا ہے
چند جاسوس ہوشیار زمان واقف کار و راز دار جہان
بھیجین تفتیش حال کی خاطر اطلاع خیال کی خاطر
ہوکے حال و خیال سے آگاہ کہ چلا چاہتے ہین اب کیا راہ
جو نظر آئین صلح پر مائل اور حاصل سے لیکے کچھہ حاصل
پھر خدمت ہمین قبول کرین اپنے خدام مین شمول کرین
تا بمقدور ہوکے باج گذار رکھین ہم بھی انکی جنگ سے کار
رکھکے سر انکے خطِ فرمان پر رہین اپنے وطن مین فرمان بر
جنگ شجوئسے اونکی پائین امان پھر نہ اسطرح تنگ آئین بجان
جب تلک رائے سے برآئی کار صلح بہتر نجا ہیے پیکار
زور سے خصم کے نہ توڑے پا بند کر زر سے باب فتنہ کا
چاہے دشمن سے کچھہ آئی زیان عزر احسان سے روک انکی توان

اپنی خاطر کرین نگہبانی ‏ رکھین امید فضل یزدانی

اور دشمن کرے اگر ہنگ ‏ نہین پائے ہمارا بھی پالنگ

چلکے مردانہ وار کام کرین ‏ مرین یا مارین اپنا نام کرین

ایسے اس معرکہ مین گاڑین پاؤن ‏ کہ نہ جیتے جی پھر اکھاڑین پاؤن

گرد میدانسے تا لقاے ظفر ‏ چشم امید کو نہ آئے نظر

پایئے حفظ ننگ و نام جہان ‏ خون خاک مصاف پر ہو روان

نیکنامی سے مرنا بھی ہے روا ‏ زشت نامی سے جینا بھی ہے خطا

بادشاہون کو چاہیے کہ جہان ‏ جنگ کا اور ننگ کا ہو زمان

آخر کار پر نہ لائین نظر ‏ الفت مال و جانسے جائین گذر

اپنی سر سے گذرکے تو جو ذرا ‏ رکھے میدان جد و جہد مین پا

دیکھے چوگان آرزو مین سدا ‏ اپنے گوے مراد دل ہمہ جا

چاہتا ہے کہ بخت ہو یاور ‏ لڑ عدو سے مصاف مین جا کر

کیا سلطان نے تیرسے سوال ‏ تو بھی کچھ اسمین تیرا کیا ہی خیال

تیری حکمت کا اقتضا کیا ہے ‏ تیری فکرت کا مقتضا کیا ہے

پہلے ہی حملہ سے پریشان ہون
جاے مالوف سے گریزان ہون

ایسی ذلت اُٹھانی ہے بیجا
نہین عزت گنوانی ہے زیبا

زخم سے بھاگتے ہین شیر کہین
بھاگنا غیرتِ دلیر نہین

اس لیے میری راے مین تو اب
یہی معلوم ہوتا ہے اصوب

کہ ہون پیکار کے لیے تیار
ہو کے تیار پھر کرین پیکار

جہد و جد لڑنے مین نہ کم ہووے
لڑین جب تک کہ دم مین دم ہووے

جو نہ کھینچین نیام سے تلوار
نام پا نیکے ہین نہ رستم وار

کہ زبونو لنسے جو زبونی کرین
شرم کو خود مین رہنمونی کرین

جو جہان آفرین معاون ہے
فتح دشمن پر اپنے ممکن ہے

وہی خاتون بادشاہی کو ساتھ
کرے آغوش اپنے عیش کے ہاتھ

آب شمشیر سے جو خصم کا نام
لوحہ زندگی سے ہوئے تمام

پیکے بادشاہ اوس ساعت
لب خواہش سے ساغر راحت

کہ ہو پائے مراد ہر دشمن
توڑ کر سنگ فتح سے آئین

پس مناسب ہی دیدہ بان ٹھلائین
جا بجا خوف ہو جہان ٹھلائین

خاص جس وقت اوس سے ہارا ہو
اور پھر لڑنے کا نہ یارا ہو

بل ہزیمت اوسے غنیمت ہو
اور غنیمت اوسے ہزیمت ہو

جو کوئی انتقام کی خاطر
کرتا ہے بے تاملی ظاہر

دیکھنے پر بھی اپنے خصم کے ہاتھ
لڑنے جاتا ہے اپنے خصم کے ساتھ

سوتا ہے راہ سیل کے اندر
خشت بنتا ہے آب کے تن پر

ناز ہے اپنے زور پر بیجا
کہ نہیں احتیاط کو زیبا

کیونکہ شمشیر رکھتے ہیں دو رو
باو نصرت بھی چلتی ہے دو سو

جنگ کمتر سے کر حذر ظاہر
سیل بنتا ہے قطرہ سے آخر

گر نہ جا کر زیادہ لشکر پر
انگلی کٹتی ہے گر کے نشتر پر

دوسرے سے خدیو نے پوچھا
مشورت ہمیں دیتا ہے تو کیا

اور کرتا ہے اسکی کیا تدبیر
عرض کرتا ہے جو کچھ بجا تدبیر

بولا کہتا ہے جو وزیر نخست
میرے نزدیک ہے نہ رای درست

بھاگنا ہے نہ مقتضاے حیا
خالی گھر چھوڑنا ہے جاے حیا

بلکہ یہ راہ عقل سے ہے خلاف
پیش دانا کبھی نہونگے معاف

کونسی مصلحت ہے تجھسے نہان
کل ضمیر منیر پر ہے عیان
لیک اس قول سے ہین ہم مجبور
مرد مامور ہوتا ہے معذور
اوسمین جو ہم سے ہوگا استغنا
نہین اغماض ہونے کا زنہار
جسقدر عقل و فہم و طاقت ہے
فیض خدمت سی استطاعت ہے
حسب ارشاد ہم کرینگے شروع
اور ظاہر کرینگے سارے فروع
ہم جو کرتے ہین تیرے آگے بیان
تیری رائی رسا سے ہے نہان
ایک سے پوچھا بادشاہ نے تب
کہ تری اسمین کیا صلاح ہے اب
اور اس حادثہ کا کیا ہی علاج
سوچکر کہہ جو کچھ بجا ہے علاج
کہا اوسنے کہ اے بزرگ زمان
کہہ گئے ہین جو تھے سترگ زمان
کہ جو ہوا ایسا حادثہ نازل
یہ ہے تدبیر کرنے کے قابل
کہ اگر خصم ہو قوی و دلیر
کہ اوسے جنگ مین نکر سکین زیر
مال و اسباب مولد و منشا
چھوڑئیے اور جائیے تنہا
کیونکہ ہے ایسے خصم سے لڑنا
ورطۂ پر خطر مین خود پڑنا
اور میدان جنگ مین آنا
ہے دہان نہنگ مین جانا

مہربانی سے قدردانی کی
قدردانی سے مہربانی کی

کرکے اقرار خلعت و نعمت
بادشاہانہ لائق درجت

بولا اے صاحبان فضل و کمال
آج ہے امتحان فضل و کمال

جو جواہر ہین درج دلمین نہان
کرو تار بیان پر اونکو عیان

نقد جو دار ضرب خاطر مین
گذرا ہے امتحان ناظر مین

سکۂ اعتبار سے مسکوک
نہین میعار کار سے مشکوک

اوسکو میری حضور پیش کرو
قدر و توقیر خویش بیش کرو

زاغون نے کی ادا دعا و ثنا
کی شہ کامگار ارض و سما

کل ہین تیری پناہ مین قائم
تیرے دم سے رفاہ مین دائم

یہ زمین تیری خیرخواہی کرے
آسمان تیری جان پناہی کرے

اور مفتاح باب فتح و ظفر
ہر کہین ہو ہمیشہ تیری نظر

زیر پا ہو ترے سر دشمن
تیرے پا سے کبھی نہ ہو ایمن

رائے اسباب مین تری اصوب
تیرے دلمین جو آئے ہے انسب

کیا کہین ہم کہ ہر طرح بہتر
ہے عیان مرآت دل شہ پر

یہ سبھو تھین عقل مین مشہور | اور خوبی فہم سے مذکور
حسن تدبیر و رای سے نامی | وقت دشواری اور نکے حامی
اک اشارت سے کام کرتے تھے | دل کے مطلب تمام کرتے تھے
جسکو دکھلاتے تھے یہ راہ صلاح | نظر آتی تھی اوسکو راہ فلاح
دور کرتی تھی اونکی رای رسا | مرآت ازمنہ سے زنگ بلا
نور دانش جہان دکھاتے تھے | تیرگی زیان مٹاتے تھے
فکر سے جسکی کرتے تھے یاری | دور کرتے تھے اُسکی دشواری
انکا رکھتے تھے اعتبار تمام | کرتے تھے مشورت سے کار تمام
بھر دفع حوادثات زمان | ابتدا کوئی کرتا تھا نہ وہان
جب تلک لیتا تھا نہ اُنکی صلاح | جانکر اپنے حق مین عین فلاح
بادشہ بھی انھونکی رائے مدام | جانتا تھا مبارکی کا مقام
کل امورات خاص کردائم | تھے اونھین کی صلاح پر قائم
اُسنے بے پوچھے کوئی کار نہین | کبھی کرتا تھا اختیار نہین
پڑی پیروز کی نظر اون پر | نرہا مختفی اثر اون پر

بلکہ اس فتح سے قوی ہی گمان — جو انہیں ہاتھ لگ گئی ہی یہان
کہ دلیری انہونکی ہوا فزون — اور پھر مارین جلد تر شبخون
تہ دلسے عیان ارادہ کرین — پیشتر سے زیان زیادہ کرین
جو ہزیمت کی درد کے بیمار — بستر یاس پر پڑے ہین زار
انکو بھی شربت نخست پلائین — مثل مقتول خویش سست سلائین
اور ممکن ہے جو یہ دیگر بار — آئین کر کرار وہ پیکار
ہم سے ہین ایک کو بھی دین امان — بلکہ گن گن کے لین ہر ایک کی جان
اس لیے مصلحت یہی ہے ہنرور — کہ کرو اس معاملہ پر غور
اور جو ہو صلاح حال و مآل — کہ ہو پھر فلاح حال و مآل
ابھی ہے پہلا حملہ دشمن — پھر ہے آغاز مکر و غدر و فن
راہ اس سیل کی نروکی اگر — ہونگے پیدا طرح طرح کے ضرر
راہ سیل آج چاہیے روکا — کل جو روکےگا پائےگا دھوکا
ایسی جب اوسنے ختم کی گفتار — باپخ زاغ اوسکی فوج کا سردار
آکے اوسکے حضور لائے بجا — جسطرح چاہیے دعا و ثنا

اس طرح کامیابی سے منصور　　زرم کے نام یابی سے مسرور
اوس جگہہ سے مراجعت کر کر　　آئے با خیر و عافیت گھر پر
ہوا زاغ سیاہ شب جس آن　　آشیان غروب مین پنہان
اور خیل ستارگان بھی کہین　　ہوا بومون کی طرح گوشہ گزین
کھینچا مہر سپہر نے خنجر　　زور سے بھاگا رات کا لشکر
کرکے پیروزشہ سیاطلب　　اور ارکان خیر خواہ طلب
ذکر بومون کا درمیان لایا　　اور یہ بات برزبان لایا
کہ نظر کی دلیری بومان　　اور دیکھی یہ شیر سینے بومان
ملگئی انکو فرصت شبخون　　ہوگئی اونکو جرات شبخون
اور جو کرتا ہون تمہارا شمار　　نہین پاتا کسیکو لائق کار
کچھہ تو مارے گئے جہان سے گئے　　کچھہ پریشان ہوئے یہان سے گئے
کچھہ ہوئے زخمی و شکستہ بال　　کچھہ ہوئے اس بلا سے خستہ حال
پس ہے انکا مقابلہ دشوار　　یہ ہین خونریزی کے لیے تیار
اپنے مسکن سے ہوگئے آگاہ　　پھر بھی شبخون کو آئین کے ناگاہ

تھا قوی پابند رشک چمن ۔ سدرۃ المنتہی سے پنجہ فگن

اصل اوسکی زمین کے اندر تھی ۔ فرع اوسکی سما کی تن پہ تھی

اوسکی شاخوں پہ جنکا تھا نہ شمار ۔ رکھتے تھے زاغ آشیانہ ہزار

اونکا پیروز نام تھا سرور ۔ حکم اوسکا مدام تھا سرپر

حل و عقد امور دین دائم ۔ رہتے تھے امر و نہی پر قائم

تھا شب آہنگ ایک شہ بوماں ۔ ایک شب آیا ہمرہ بوماں

کرکے اک اپنا لشکر جرار ۔ انکی تخریب کے لیے تیار

باعث دشمنی جو ہے قائم ۔ درمیان بوم و زاغ کے دائم

مارا ناگاہ زاغوں پر شبخون ۔ کردیا زاغوان تن شب گون

زور پہ لائے اپنی مردیکے ساتھ ۔ ایسے دکھلائی اپنے مردیکا ہاتھ

کہ انہیں دی یکایک ایسی شکست ۔ کہ ہوے سر بسر وہ خاک سی پست

اوس شب تیرہ رنگ کے اندر ۔ آتش قہر جنگ کے اندر

بیشتر زاغوں کو کیا فی النار ۔ دے کے پیوند آیۂ دوار

جیب جان پر کہی یہ آیہ عیاں ۔ ہار و ہاتھ آسکیں تمہارے جہاں

کھول کرنا کہان کین کا در | تیر تدبیر مارے گا جا پر
پھر پشیمانی کچھ نہ آوے گی کام | کہ زمان تلافی ہوگا تمام
بلکہ دیکھے گا اپنا ایسا مآل | بوم نے دیکھا جیسا زاغ سی حال
رای نے پوچھا کیسے ہے بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہے بیان

حکایت ۱

ملک چین مین ہی ایک کوہ کہین | جس سی برتر ہے کوئی کوہ نہین
اوسکی چوٹی تلک نہ جای بصر | چند جا ٹھہرے راہ مین نہ اگر
ناظر وہم کو بھی ہے نہ توان | جاے بے زینۂ خیال وہان
اوسکی رفعت نہ پائی کوئی بشر | دیدۂ دل سے تا نہ دیکھے ادہر
کوئی اوسکا نشیب پائی نہین | تا کہ پائے گا لیسے جاے نہین
اور اوس کوہ پر کہ اوسکا اوج | اوج چرخ بلند کا ہے زوج
اور پھیلا ہے اوسکا ارض وسیع | تھا کسی جا کوئی درخت رفیع
اوسکی حکمت کے باغبان نے یہان | دست قدرت سی تھا لگایا وہان
تھین ثریا پر اوسکی شاخین عیان | اور تحت الثری مین بیخ نہان

ہے امید وداد دشمن سے
جیسے امید آب گلخن سے

برہمن بولا اے خدیو زمان
دور ہو تجھسے رنگ و ریو جہان

کہ ہر آئینہ عقلمند کہین
لاتا ہے قول خصم پر نہ یقین

اور مال فریب و آمود
اور کل شعبدہ نفاق آلود

اوسکا بھولے سے بھی نہین لیتا
جانکر عقل کو نہین زیبا

کہ عدو دیکھکر صلاح خویش
کرتا ہے چاپلوسی حد سے بیش

کذب کو صدق سا دکھاتا ہے
اچھے اچھے فریب لاتا ہے

کوئی تدبیر چھوڑتا ہے نہین
عقد تزویر توڑتا ہے نہین

پس خردمند کو یہی ہے بجا
کہ ہو جتنا تلطف اسکا سوا

اتنا ہی اوس سے احتیاط رکھے
اور کم اوس سے اختلاط رکھے

جسقدر آکے مہربانی کرے
اسقدر بھاگے بدگمانی کرے

جسقدر وہ موافقت دکھلائے
اسقدر یہ منافقت دکھلائے

کیونکہ اوس سے رہیگا غافل اگر
اور کشادہ رکھے گا فتنہ کا در

تو عدو جو ہے رات دن حاضر
اسی خاطر ہر ایک سو ناظر

چوتھا باب دشمنونکا حال دیکھنے اور اونکی مکر وفریب سے امین نہ رہنے مین

راے بولا کہ اے بزرگ زمان   سنا مین نے یہ دوستونکا بیان

جو تھی یاری ہر طرح لائق   دوستداری مین ہر طرح فائق

رکھتے تھے یکدگر سے انس وفا   بے ریا ہر طرح بصدق وصفا

جانا انکا نتیجۂ الفت ہے   دور سازنتیجۂ کلفت ہے

بلکہ اثبات پر یقین آیا   دلکو اس بات پر یقین آیا

جو رکھے یار باوفا کیا غم   جو ہے بے یار غم اوسے کیا کم

اب عنایت سے یہ عنایت کر   ہے عنایت بجا عنایت پر

کہ بیان اوس عدو کا کر مذکور   جسکے دم سے نہو جیے مغرور

اور رحمت نہ لاییے ہر گاہ   جسکی زاری وخواری پر ہر راہ

کیونکہ جو ہے وصیت حارم   اوسمین ہے یہ نصیحت جازم

کہ مناسب ہے ہوشیار کہین   کرے دشمن پر اعتبار نہین

نرکھے اوسکی دوستی کا خیال   کیونکہ دشمن سے دوستی ہی محال

پس اگر عقلمند کامل رائے ‌ ‌ دوستی کے لیے ہون عامل رائے

یعنی بنیاد دوستی ایسی ‌ ‌ رکھین ان چار پرون نی رکھی جیسی

کیا فوائد نہوین اس سے عیان ‌ ‌ کیا حوائج نہوین اس سے روان

جب صفائی دلی سے آئین پیش ‌ ‌ دوستی کے نتیجہ پائین بیش

کریگا انکے فائدون کا نور ‌ ‌ خلق سے رنج کا اندھیرا دور

اور آثار انکے ہوکے عیان ‌ ‌ کرینگے مستفیض سارا جہان

جسنے یارونکی قدردانی کی ‌ ‌ صرف خدمت ہی زندگانی کی

یار بے کار ہوتا ہے کمتر ‌ ‌ کار بے یار ہوتا ہے کمتر

یار سے جو نہ کار ہو غم ہے ‌ ‌ کار جو غیر یار ہو کم ہے

ساتھ لی اوسکا جو ہی اہل صفا ‌ ‌ کیونکہ اہل صفا ہے اہل وفا

چاہ اوسکو جو ہو ظہیر وفا ‌ ‌ خود سپر ہو برائے تیر بلا

اوسکے آگے جو یار جانی ہے ‌ ‌ دوستداری جان گرانی ہے

راضیا ہو نہ یک زمان بے یار

کہ ہے نے یار جاودان بیزار

ہوا اگر بوے گل ہی پر مائل | ہو طراوت دماغ کی زائل
اور اگر تو اکیلی کھاے شکر | اس سے گرمی ضرر رساے جگر
انکو تنہا جو کھائین جان و دل | کچھہ بھی قوت نکر سکین حاصل
قوت جان و دل اگر چاہے | چاہیے یہ کہ گل شکر چاہے
یہ ہے یارونکے اتحاد کا حال | اونکی ہم پشتی و وداد کا حال
کہ رہے عیش و رنج مین شامل | یاری و دوستداری مین کامل
رہے صادق یہ اپنی رافت مین | وقت راحت مین وقت آفت مین
وقت آرام جیسے یار قدیم | وقت آلام جیسے یار صمیم
ہوکے باہم معاون و حامی | دوستی مین نہ لائی کچھہ خامی
چونکہ تھی وقت حادثات زمان | ایک دل ایک جان ایک زبان
اس لیے ایسی آفتون سے بچے | کیسی کیسی مخافتون سے بچے
کرکے افواج رنج کو پسپا | پائی اورنگ عیش پر بس جا
چاہیے عقلمند کو کہ مدام | سوچے اس بات کو بغور تمام
کہ وداد ضعیف جانوران | ایسے اچھے نتیجہ دیوے جہان

کہ جو گھر بھی بچون گا سلامت سے / بچکے اس ہر طرح کی شامت سے

تو ہے جب تک مری بدن میں جان / قصد بھی آنے کا نہو گا یہان

بلکہ اورونکو بھی کرونگا خبر / تا کہ آئے نہ اور کوئی ادہر

کہ یہان بادہی ہے دام کی ساتھ / نہین پھرنے کے آکے کام کے ساتھ

گیا صیاد تب وہ چارون یار / پھر ہوئے آکے مجتمع یکبار

ملکے آپسمین شاد وخوش خاطر / ہوئے پروردگار کے شاکر

ہوکے دشمن کے خوف ستی امن / پھرے مسرور جانب مسکن

پھر اوسی طرح سے ملکے رہنے لگے / اور احوال دلکے کہنے لگے

بعد ازان پھر کبھی نہ دست بلا / دامن کار پر انہونکے چلا

نہ کبھی ناخن عنا و جفا / چہرۂ حال پر انہونکے لگا

خوبی اتفاق سے دائم / عقدۂ دوستی رہا قائم

رشتۂ اتحاد و انس و وفا / رہا ثابت بہمین صدق و صفا

ہووی جب تک اکیلا کوئی بال / توڑ سکتی ہے اسکو کوئی زال

لیک جب اور بالوں سے ملجائے / زال زر بھی نہ اوسطرف دل لائے

توبرہ پشت سے رکھا نیچے اور اوس آہو کے چلا تے پیچھے
موش نے توبرہ کو خاص کیا کاٹکر کشف کو خلاص کیا
گرد آہو لگا کے پھر چکر پھر اصیّا د یاس سے تھک کر
توبرہ دیکھا تو کٹا پایا اور وہ کشف بھی ہوا پا یا
متعجب ہوا کہ کیا ہے سبب دیکھتا ہون جو ایسے ایسے عجب
کہ گیا آہو بھلے کاٹ کی جال پھر ہوا آکے زخم خوردہ مثال
اور زاغ اوسکی پشت پر پرّان دائین اور بائین ہی ہا ہر آن
اور اس توبرہ کو کشف کہین کاٹ کر چلدیا پتہ ہی نہین
ایسی باتین ہووے کیا ظاہر اسی اندیشہ مین ڈرا آخر
کہ یہ صحرا ہے جاے جن و پری اور یہ کار ہاے جن و پری
تلہذا اس جا سے چاہیے جانا بھول کر پھر نہ چاہیے آنا
از امید صید جانوران چاہیے قطع کرنی آکے یہان
الغرض توبرہ اوٹھا کے پھٹا اور وہ جال جو تھا آگے کٹا
[illegible] جگہ سے گھر کو رواں اسطرح اپنے دل مین عہد کنان

گر ترا گوشت چاہتا ہے چکھا — زخم پر چونچ چاہتا ہے رکھا

بیگمان تجھکو دیکھکر صیاد — اپنے دلمین طمع سے ہوگا شاد

مع اسباب کشف کو رکھکر — تیری خاطر لگاوے گا چکر

جب ترے پاس آوے لنگ کنان — رہست و چپ جانہ چشم سے مونہان

تا کہ تیرا امیدوار رہے — اور ہمراہ خواستگار رہے

ایسی کچھ دیر اوسکو ساتھ لگا — آپکو پر نہ اوسکے ہاتھ لگا

شاید اس عرصہ مین وہان جا کر — دست صیاد سے امان پا کر

کشف کو قید سے کرون آزاد — اور اوس سے کوئی مقر آباد

یارون نے کرکے آفرین بسیار — رکھا اوسکی صلاح پر ہی مدار

جسطرح موش نے کیا تھا بیان — گذرے صیاد کی نظر مین روان

آیا صیاد کو جو آہو نظر — لنگ کرتا ہوا براہ گذر

اور زاغ اسکے آس پاس روان — گوشت زخم کا ارادہ کنان

گہہ ہوا پر تھا گہہ زمین پر تھا — اپنے مطلوب کی کمین پر تھا

دیکھکر اوسکو ایسا للچایا — کہ نہین چین ایک پل آیا

لیک جو شکر کے لوازم ہین — سو تو اس حالمین بھی لازم ہین
کہ نہین پہونچا جسم وجان کو زیان — ورنہ ہوتا تدارک اوسکا کہان
ہورہی تھی اونھون مین یہ گفتار — موش بھی کرچکا تھا اپنا کار
ہوا صیاد ناگہان پیدا — ہوا چارونکو خوف جان پیدا
آہو بھاگا وہان سے زاغ اوڑا — موش بھی ایک بل مین جا کے گھسا
پر رہا سنگ پشت اوسی جا پر — سنگ سی اوسکی پشت تھی باہر
آیا صیاد دیکھا دام کٹا — تیغ حسرت سے دل تمام کٹا
بلکہ حیرت ہوئی کہ کسنے کیا — ایسی حسرت کا داغ کسنے دیا
اس لیے داءین باءین ڈالی نظر — آیا وہ سنگ پشت خالی نظر
کہا دل سے کہ یہ ہے اوسنے شکار — نہین کرسکتا دام آہو کا کار
اسکے نقصان سے جو ہوا ہی الم — نفع سے اوسکے ہونیکا ہے کم
پر تہی دست جانے سے بہتر — شرم صیادی پانی سے بہتر
پس اوسی توبرہ مین لا کے رکھا — پشت پر توبرہ اوٹھا کے چلا
اوسکے جاتی ہے یارون نے آکر — کشف کو دیکھکر نہ اوس جا پر

خوب جانا کہ لے گیا صیاد　　دل سے بے اختیار کی فریاد
ایسی فریاد و آہ و زاری کی　　آسمان کے جگر مین کاری تھی
تو اگر چشم سے نہان ہووے　　اشک تر چشم سے روان ہووے
کہ کسیکی جہان نظر جائے　　بے گمان اشک کا اثر پائے
کونسی محنت ایسی ہے دشوار　　جیسی ہے محنت فراق یار
کونسا رنج پر ضرر ہے سوا　　ہجر دلبر سے پر خطر ہے سوا
جو ہے دیدار یار سے محروم　　ہجرت گلعذار سے مغموم
سو ہے اس درد ہجر سے آگاہ　　مرتا ہے مرد ہجر سے ناگاہ
اور جیتا ہے تو ہے پاگل مین　　کیا تاثر ہے رنج کا دل مین
جو ہے بیدرد اسکو کیا ہی خبر　　کیسا پر درد درد کا ہے اثر
جانے کیا جو ہی ساحل جو پر　　کیا گذرتا ہے تشنہ کے اوپر
رکھ لے سر کو بر آستان رنج　　ساری پڑھتے تھی داستان گنج
لیک مطلب یہی نکلتا تھا　　کہ جگر نار غم سے جلتا تھا
دور شکر لبو نسے لذت کیا　　اور عزیزو نسے دور عزت کیا

موش نے سنکے آہو سے یہ جواب | کہا برحق ہے اور عین صواب
ہے جہان خیمۂ قضا قائم | لاف تدبیر ہے خطا دائم
پس کترنے لگا وہ بند بلا | جسکے اندر پھنسا تھا اوسکا گلا
اسی عرصہ مین کشف بھی آیا | کہ نہ بے اوسکی جی مین جی آیا
دیکھکر حالت گرفتاری | اپنی تشویش دل کہی ساری
کہا اوسنے کہ ای شفیق زمان | نہین اچھا ہے تیرا آنا یہان
بلکہ اس حادثہ سے ہے بدتر | جو ہی نازل ہوا مرے سر پر
کہ جو آجاے اس جگہہ صیاد | اور ہو جاؤن بند سے آزاد
ہو سکون ایک جست سے جانبر | یہ بھی ہون اوسکے دست سے جانبر
کہ کرے زاغ ارض سے پرواز | موش بھی پاے درز کا درباز
لیک تو رکھتا ہے نہ پاے گریز | نہ قوی اپنے دستہاے ستیز
[illegible] تکلف کی کیا ضرورت تھی | کس لیے تونے اتنی جرات کی
[illegible] ای رفیق زمان | کیون نہین آتا تیری پاس یہان
[illegible] تھا | کب روا آنے مین توقف تھا

کیا مزہ ایسی زندگانی مین | جو کٹے ہجر یار جانی مین
فرقت یار مین جو لیل و نہار | منقضی ہون نہ عمر مین ہی شمار
زندگی بے حیات کرتا ہون | نہ تعجب کی بات کرتا ہون
کہ زمان فراق یار کہین | زیست مین گھٹتا ہے شمار نہین
مین ہون اس آنے مین یہان معذور | کہ ہے مامور جاودان معذور
مین تھا مامور اشتیاق جمال | کہ سنا تھا یہ تیرا رنج و ملال
اس لیے آپ سے نہ آیا ہون | تیرے دیدار کا بلایا ہون
اتنی دوری بھی جو ضروری تھی | نہ مجھے باعث صبوری تھی
کہ تحمل تھا ایسے وقت رفیق | حال پر میرے ایک گونہ شفیق
سو بھی اس حادثہ کی سنکے خبر | ملک ہستی سے کر گیا تھا سفر
بے ترے ہے نہین شکیبائی | کیسے گذرے زمان تنہائی
گرچہ تو پھنس گیا ہے مشکل مین | متفکر ذرا نہو دل مین
کہ تجھے کرکے دام سے آزاد | اور دشمن کو کام سے ناشاد
ابھی ہوتی ہین غم سے بیگانہ | اور چلتے ہین جانب خانہ

تینوں یاروں نے پھر وصیت کی
در دمندانہ یہ نصیحت کی

کہ ضروری جو کچھہ چرا خور ہے
اس سے ہر اک طرح یہ جا پر ہے

اور یہ چشمہ ہے یہاں شیرین
ایسا شیرین کہ ہے زبان شیرین

اور یہ جا ہے جاے امن و امان
قائم اس جا ہے پاے امن و امان

اس لیے کھانے پینے کی خاطر
اس سے ہرگز نجائیو باہر

اس وصیت کو آہو نے مانا
بلکہ احسان بجال خود جانا

الغرض اتفاق باہم سے
دور تھی افتراق باہم سے

خوب گذرانتے تھے وے اوقات
کرکے اظہار مہر کی سو بات

ایک ذی بست تھا انہونکا مقام
جس جگہہ ملکے بیٹھتے تھے مدام

ایکدن کشف و زاغ و موش ادہر
گئے لیکن نہ آیا آہو نظر

تھوڑے عرصہ تک انتظار کیا
فکر نے پھر تو بے قرار کیا

زاغ سے بولی تو ہوا پر جا
کچھہ خبر لا سکے تو جا کر لا

اے صبا جا اُدھر دریغ نکر
لا کچھہ اوسکی خبر دریغ نکر

جانب گل گذر دریغ نکر
سوے بلبل نظر دریغ نکر

زاغ نے جلد آکے اسنے کہا | کہ وہ ہے مبتلاے دام بلا

سنتی ہی سنگ پشت نی یہ خبر | کہا یون موش سے بدرد جگر

کہ پڑا ہے یہ حادثہ بھاری | چاہیے ایسے وقت مین یاری

پر یہ یاری ہے صرف تیرا کار | نہین امید غیر سے زنہار

کہ اُٹھا سکتے ہین نہ تیرے سوا | ایسے وقت ایسی مخلصی کا لوا

جلدی کر وقت کار جاتا ہے | ہاتھ سے اپنے یار جاتا ہے

پس ہوا موش رہگرا اوسکا | کہ ہوا زاغ رہنما اوسکا

پوچھا نزدیک مبتلا جاکر | کیسے اس ورطہ مین پڑا آکر

کیسے با وصف فہم ورای رسا | ایسے بند دغا مین آکے پھنسا

اوسنے پاسخ دیا کہ پیش قضا | فائدہ بخش ہے نہ رای رسا

اور تقدیر کے حضور کہین | نفع تدبیر سے ضرور نہین

راہ تدبیر فکر سے ہر گاہ | جاے تقدیر دور ہے ہمراہ

حدِ حکمت سے دور حدِ قضا | اسقدر ہے کہ حد سی بھی ہے سوا

ہم ہین مغرور روزگار یہان | جانین کیا کر رہے ہین کار وہان

بولا تنہائی کا تصور تھا | اپنے ہمجنسوں سے تنفر تھا
اسی صحرا مین رہتا تھا ترسان | تیر انداز آتے تھے ہر آن
کہ چڑہا کر کمان جانکاہی | دلمین لاکر گمان جانکاہی
تیر تدبیر کی لگاتے تھے | گوشہ مین گوشہ سے بھگاتے تھے
آج ایک پیر صبحدم آیا | قصد میرا نہ دلمین کم لایا
بھاک کر اوس سے دور جاتا تھا | تو بھی اوسکو نہ دور پاتا تھا
میرے پیچھے تھا اسکا تیر نظر | ایسا لگتا تھا جیسا تیر خطر
تب کیا مین نے اپنے دلمین گمان | رکھتا ہے یہ ضرور ارادۂ جان
کوئی صیاد ہے کہ دام دغا | ڈال کر ڈالے گا بکام بلا
اس لیے آیا ہون برائے پناہ | کہ نہین سوجھی اور جائے پناہ
تب کہا سنگ پشت نے کہ نہ ڈر | نہین صیادونکا گذر ہے ادہر
اور جو ہے مرافقت کی چاہ | تو کھلی ہے موافقت کی راہ
گر کے صحبت کے دائرہ مین شمول | کرینگی تیری دوستداری قبول
تیرے ہمدم جو ہوگا تو شامل | ہونگے ارکان دوستی کامل

آتا ہے آگے سے یہ قول چلا | بیشی دوستان کمی بلا
جسقدر دوستونکی کثرت ہے | اوسقدر آفتون کی قلت ہے
جتنی مہر و وفا زیادہ ہے | اُتنی صدق و صفا زیادہ ہے
ای خجستہ شعار نیک سمجھ | یار جو ہون ہزار ایک سمجھ
اور دشمن جو ایک ہو بسیار | کم نہین سمجھا چاہیے زنہار
دوستی کو ہزار بھی کہین کم | دشمنی کو ہے ایک بھی نہین کم
موش نے بھی کہی حکایت ایک | آشنائی کی بار عایت نیک
زاغ نے بھی سنائے اپنے کلام | دوستانہ ملائمت کی تمام
سوچا آہو نے یار ہین نیکو | ہر طرح دوستدار ہین نیکو
نیک طینت ہین پاک مشرب ہین | نیک نیت ہین پاک مذہب ہین
ملا بے اختیار اُنکے ساتھہ | ہوا آمیزگار اُنکے ساتھہ
جان و دل سے تھا مائل صحبت | آب و گل سے تھا قابل صحبت
کیا ہی وہ دوست موافق ہے | جو طبیعت سے نامنافق ہے
آہو نے اوس جگہہ قیام کیا | متصل ہی کہین مقام کیا

خبر سنجی کون اسکی یاری کرے ‏ ایسی آفت مین دوستداری کرے
جیسے جو پیل چہلے مین گر جائے ‏ کون جز پیل اوسکو باہر لائے
اور جو موش کا تہہ حال ہے ‏ لائے دلپر کسی طرحکا ملال
مت ملال اوسکو جانیو ہرگاہ ‏ رکھکے ناموس پر نظر ہر راہ
کیونکہ کسب شرف سے مرد عقیل ‏ چھوڑتا ہے جہانمین ذکر جمیل
اور اگر نام نیک پانے مین ‏ دیکھتا ہے کہ جان ہی جاتی مین
تو بھی پہلو تہی نکرتا ہے ‏ جان کے جانے سے بھی نہ ڈرتا ہے
کہ نہ فانی کو لیتا ہے جان پر ‏ بلکہ باقی کو لیتا ہے نان پر
تھوڑا دیکے بہت سا لیتا ہے ‏ کہ بہت لیکے تھوڑا دیتا ہے
تیرے ایام جو معاون ہین ‏ نیکنامی کمانے کے دن ہین
چوک مت ہوکے عاقل ایام ‏ نیکنامی ہے حاصل ایام
نہین لکھتے ہین اوسکو قسمت ور ‏ جسکی قسمت سے ہین قسمت ور
جو نکو نام و نیک کار نہین ‏ اوسکا زندونمین ہے شمار نہین
نہین مرتا ہے نیک نام کہین ‏ مرتا ہے جسکا نیک نام نہین

اور تجھے اسکی دفع کی خاطر
چاہیے کوئی حامی و ناصر

تیسرا یہ کہ اپنی تنہائی
تجکو شاید نہین پسند آئی

اِس لیے چاہتا ہے تو کہ مہام
کوئی آکر سنبھالے تیری تمام

اور مین تینون بات کی خاطر
کرکے تیاری آیا ہون حاضر

مال چاہے تو لے یہ کیسۂ زر
کچھ پس و پیش اپنے دلمین نکر

جو مدد چاہیے تو ہون مین تیار
لیکے یہ زہر کی بجھی تلوار

اور خادم جو چاہیے تو یہ کنیز
ہے پسندیدہ خو بعقل و تمیز

حکم کر حکم ہے ترا اسپر
اور اپنا سمجھ ہر اک گھر

یار یہ سنکے عذر خواہ ہوا
رفع کل دل کا اشتباہ ہوا

اسکی یاری کا اعتماد ہوا
دوستداریکا اعتقاد ہوا

آتشِ امتحان جو دکھلائی
زرِ اخلاص نے صفا پائی

جو خدا سے ہو تیرا کار درست
چاہیے تجھسے کار یار درست

یار کا کار اسطرح کر راست
کہ نکرنی پڑی اوسے درخواست

جب کسی سے نصیب خوش پھر جاے
اور آفت کے ورطہ مین گر جاے

باب احسان ہمیشہ باز رکھے | در حاجت سدا فراز رکھے
اونکی حاجت براری پر دائم | رہے خود جان نثاری پر قائم
دوستی مین جو اپنے یار کی ساتھ | دور رکھتا ہی اپنے کار کے ہاتھ
قایل دوستی نہین ہرگاہ | مائل دوستی نہین ہمراہ
اور اخبار سے ہوا ہے عیان | یار رکھتا تھا ایک بزرگ زمان
ایک شب اوس بزرگ کی گھر پر | حلقہ زن آکے جو ہوا در پر
اوسنے جانا کہ یار آیا ہے | پیش کیا ایسا کار آیا ہے
کہ یہ آیا ہے اِس زمان درنگ | ایسے اندیشہ و گمان کر کر
ایک تھیلی درم کی ساتھہ مین لی | ایک شمشیر اپنے ہاتھہ مین لی
اور ایک جاریہ کو ساتھہ لیا | مشعلہ ایک اوسکے ہاتھہ دیا
اسطرح آکے اوسنے در کھولا | یار سے ملکے اِسطرح بولا
کہ ہوے لے محب نیک خصال | تیرے آنے سے ابکی تین خیال
ایک یہ تھا کہ ہو کے کچھہ حادث | خواہش مال کا ہوا باعث
دوسرا یہ کہ کوئی خصم لعین | ہوا خواہندہ تیری جانکا کہین

گرچہ تیری طرف سے ہو اعراض | اسطرف سے نہوویگا اغماض

گو ہمیں چھوڑ دے پر چھوڑیں ہم | عہد تو توڑ دے پر نہ توڑیں ہم

جب کہی سنگ پشت نے یہ کلام | اصل اخلاص مخلصانہ تمام

موش پر اوسکا ایسا لطف و کرم | دیکھکر زاغ کو خوشی تھی نہ کم

غنچۂ خورمی شگفتہ ہوا | کہ گل ہمدمی شگفتہ ہوا

کشف سے بولا اے رفیق زمان | کس زبان سے کروں میں شکر بیان

کہ کیا تو نے اسقدر خورسند | نرکھا کوئی میرے دل پر بند

یہ خوشی پر خوشی زیادہ ہوئی | صورت غم کشی زیادہ ہوئی

نہیں کی تونے موش کی خاطر | تھوڑے اخلاق خوش کیے ظاہر

بہتر دوستان ہے جسکے سبب | دور ہوں دوستونکی رنج و تعب

جو رکھے زیر سایۂ امداد | مہر سے اپنے یاروں کو دلشاد

کرے انکی زمان زمان خاطر | رکھے انکی جہان جہان خاطر

کرے اظہار خوبی اخلاق | کہ ہو اقرار خوبی اشفاق

رکھے ایسی نظر عنایت کی | کہ ہو انکو خبر رعایت کی

فائدہ مال سے یہی ہے یہان | کہ نبی تیرے حق مین نوشتہ وہان
اور عقبےٰ کی راہ مین درکار | جیسا اسباب ہو کرے تیار
جیسا یہ آیہ کرتا ہے آگاہ | کہ پکڑتے ہین اونکو ہم ناگاہ
ناگہان آئیگا اجل کا پیک | پھر نہ کچھ کہہ سکیگا جز لبیک
اور ظاہر نہین کیا ہے زمان | جسمین واپس کرین ودیعت جان
کب تلک خواب و ناز و کچھ فزا | کیسا جاتا ہے وقت عمر ترا
ایسا ہے دہر مین قرار گل | جیسے گلزار مین بہار گل
گو نہین تجھکو پند کی پرواہ | کہ عیان خود ہے پند کی ہر راہ
خوب پہچانتا ہے نفع وضرر | نہین پوشیدہ جائے امن وخطر
پر کیا چاہتا ہون شرط وفا | جیسے واجب ہے تیرے ساتھ ادا
تیرے اخلاق نیک کی خاطر | کرتا ہون کچھ معاونت ظاہر
آج تو دوست و برادر ہے | کم نہین ہر طرح برابر ہے
جس مدارات کی ہے ہمکو توان | جو مواسات ہے نہ ہمسے نہان
اوسکے اظہار مین نکو خواہی | کرکے کرنیکی ہین نہ کوتاہی

ہو نہ خورم جو آئے کوئی شے | ہو نہ پر غم جو جائے کوئی شے
جانتے ہین حصول نقد حیات | مانتے ہین وصول نقد ثبات
اخذ اسباب جاو دانی مین | ترک سامان دہر فانی مین
ہین تجرد کے بادہ سے سرشار | ہین تعلق کے درد سے بیزار
نہ وہ کرتے ہین باب فرحت باز | بود دنیا سے بیش دل کبھی باز
نہ وہ کرتے ہین رنج کا اظہار | اسکی بے بودی کے سبب زنہار
جو یہ دنیا رہے نہ تیرے ساتھ | تو نہ کہہ کچھ نہین ہے میرے ہاتھ
ملے عالم اگر تو کیا ہے خوشی | ہیچ ہے ہیچ پر نہ چاہیے خوشی
بد و نیک جہان نہین قائم | بلکہ خود یہ جہان نہین دائم
اسکی خاطر ہے بیقراری کیون | ہیچ ہے اتنی آہ و زاری کیون
مال تیرا وہ ہے جو آگے جائے | وقت جانیکے تیرے آگے آئے
اسکو جان اپنا مال دنیا مین | ہووے جو تیرا مال عقبی مین
نیک گفتار اور نیکوکار | مال ہے جو نہ چھن سکے زنہار
پہونچے اون تک نہ انقلاب زمان | گردش چرخ سے ہے اونکو امان

دوسرے دوستی غرض کا مقام | کہ نہین رکھتی مثل برق قیام
تیسرے عشق زن کہ اوسکا زیان | ہوتا ہی تھوڑی ہی سبب سے عیان
چوتھے حسن حسین کہ اوسکا قرار | رکھتا ہے تھوڑی دنمین رو بفرار
پانچوین کو شک ثناے دروغ | کہ نہین رکھتا ہے بناے فروغ
چھٹے مال جہان کہ آخر کار | پاتا ہے معرض تلف مین قرار
اپنے مالک کے ساتھہ راہ وفا | چھوڑکر جاتا ہے براہ جفا
کیون ہے مال جہان پر اتنا غرور | بے وفا ہے نہین ہیگا ضرور
مرد دانا کو ہے نہین زیبا | بلکہ دانا سمجھتے ہین بیجا
کہ ہون کثرت سے مال کی خورم | اور قلت سے مال کے پُر غم
کیونکہ نزدیک ہمت عالی ہے | گو نہ دنیا ہے مال سے خالی
تو بھی ہے برگ کاہ سے کمتر | جاہ اوسکی ہے چاہ سے کمتر
پس بہ تحصیل نقد و مال جہان | نہین لازم لٹانا خرمن جان
ایک جو اوسکی فوت سے خفگی ہے | نہین واجب کہ دل پر آئے کبھی
جسکو اس آیہ کی اطاعت ہے | فارس عرصۂ قناعت ہے

جیسے ہو سکتا ہے نہ سگ نہار — طوق و خلخال سے کبھی عزت دار

وہ جو زندان جہل میں ہے گم — ہے گدا گو بھرے ہوں زر سے خم

جو کوئی علم سے تونگر ہے — کب نظر اسکی سیم و زر پر ہے

اور جو ہیں مسافرت کے ستم — یا وطن کی جدا حسرت کے الم

انکا بھی اپنے دلمیں لا نہ خیال — بلکہ انکے سبب سے پا نہ ملال

کیونکہ جاتا ہے جسطرف عاقل — عقل سے کرتا ہے شرف حاصل

اور جاہل وطن ہو یا ہو سفر — قدر پاتا نہیں بغیر ہنر

مین نے دیکھا ہے کرکے خوب سفر — نہیں رہتے غریب اہل ہنر

پس نہیں رہنا چاہیے بیزار — ایسے اندیشہ سے تجھے زنہار

کہ مرے ہاتھ سے گیا زر و مال — کیا تھا جمع جو برنج کمال

کیونکہ دنیا کا جو ہے مال و منال — رکھتا ہے وہ ہمیشہ سوی زوال

اور اقبال کی طرح ادبار — ہے نہیں اعتبار کا زنہار

اور داناؤں نے سنی ہے یہ بات — کہ نہ اُن چیز سے ہی امید ثبات

چلتے سایہ ہے ابر کا کہ کہیں — ایک جا ایک پل ٹھہرتا نہیں

مثل قارون نہ کر پرستش مال
گنج راحت ہے کنج مین ہمہ حال

نفس امارہ خوار کرتا ہے
کس لیے اوسکو پیار کرتا ہے

دام وو دا اور ساری مرغ ہوا
حرص سے دیکھتے ہین دام بلا

باعث خوف وحشیان ہی پلنگ
آز سے پھنسکے موش وار ہی تنگ

اس مثل سے یہ ہے مراد مطلب
کہ جو گذرا گذر گیا پر اب

کہانیکو اسقدر جو پائی خوراک
کہ نہ جان جانیکا ہے تجھے باک

اور رہنے کو ایسا پائے مکان
سردی و گرمی سے نہ آئی زیان

تو قناعت سے ہے ہر طرح لازم
نہ زیادت کا ہو کبھی عازم

ہاتھ سے جو نکل گیا زر و مال
اوسکی خاطر عبث ہے رنج و ملال

فوت دولت سی رنج دلمین نہ پا
رنج اس مردہ پر نہین ہے روا

ہر کسیکو نہ مال سے ہے شرف
بلکہ ہر جا کمال سے ہے شرف

بس ہنر جسکی ذات مین ہے بھرا
گرچہ بے مایہ ہے عزیز ہوا

جسطرح شیر قید چاہے اگرچہ
تو بھی ہیبت مین کچھ نہ آئی ضرر

جو تونگر ہنر سے ہے عاری
دیکھتا ہے مذلت و خواری

ایکدن پھرتے پھرتے پھونچی وہان
جس جگہہ تھا کبوترونکا مکان
سنکے اونکی وہ دلپذیر نوا
اور اونکی وہ پیروبم کی صدا
زور مین آئی اشتہا اوسکی
ہوگئی آز رہنما اوسکی
کچھہ پس و پیش کی نہین دلمین
کود کر پھونچی اونکی منزلمین
دیکھتے ہی اوسے نگھبان نے
اوسکے بدخواہ دشمن جان نے
گلشن ہستی سے نکالا اوسے
گلخن نیستی مین ڈالا اوسے
ابھی خوشبو مشام جرع ذرا
تھا نہ مغز کبوتران سے ہوا
پوست اوسکا اوتار اخاطر خواہ
اور کترا بصورت پر کاہ
اور کاشانۂ کبوتر پر
کیا آویختہ سر در پر
اوسکے مالک نے ایکبار اودہر
ناگہان کی جو بھر کار گذر
دیکھکر اوسکا ایسا حال ذمیم
لگا کہنے کہ اے حریص لئیم
اسقدر گوشت پر کہ تھی باقی
تو قناعت جو ہاتھہ مین لاتی
توکبھی اسطرحسے مرتی کیون
کھال کیت جسم سے اترتی یون
اے نفس تھوڑے پر قناعت کر
حرص مفسد کی مت اطاعت کر

نہ قناعت سے ہووے روگردان | ہو گدا یا نہ چار سو گردان
کہ نہ جو جسقدر ضروری ہے | اوس قدر پانی پر صبوری ہے
بلکہ چاہے کہ کچھ سوا پائے | حد انصاف مین نہ جا پائے
اور چل کر رہِ مخافت مین | پڑے گرداب رنج و آفت مین
یا ہو صحرائے غم مین سرگردان | اور ہو مورد ضرر ہر آن
آخر الامر ہووے ایسا مآل | جیسا اوس گربہ حریص کا حال
موش نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۱۶

رکھتا تھا آگے ایک مرد پہان | ایک گربہ بڑی حریص زمان
گوشت جیسا اوسے میسر تھا | جسقدر کھاتی تھی مقرر تھا
اپنی عادت سے تھی مگر لاچار | نہ قناعت سے رکھتی تھی کچھ کار
طاقت حرص و آز تھی غالب | تھی طبیعت زیادہ کی طالب
گر قناعت جو ہی بزرگی کی چاہ | جز قناعت نہین بزرگی کی راہ
کہ قناعت بزرگواری ہے | حرص اصل تباہ کاری ہے

جب سنا سنگ پشت نے یہ تمام　　تب وسی مہر سے کہا یہ کلام

تجھسا مہمان جہان پر آتا ہے　　لطف یزدان وہان آپڑتا ہے

نہ سعادت ہی کوئی ہم مقدار　　تیری صحبت کے فیض سے زنہار

اور ایسی خوشی ہے اور کہان　　جیسے تیری مصاحبت مین عیان

جیسے امداد و اتحاد کی جا　　تو مجھے ہے تجھے ہون مین بھی سدا

تا چراغ حیات سے ہے قائم　　مین ہون پروانہ کی طرح دائم

تیرے شمع جمال پر مفتون　　جیسے لیلیٰ کے حال پر مجنون

تیرے خورشید رخ پہ ذرہ وار　　جان نثاری سوا نہین کچھ کار

گرچہ تو مارے کھینچکر تلوار　　پر نہین سر پھرانے کا زنہار

اور اس فکر سے کیا جو بیان　　چند اندرز و موعظت ہین عیان

ایک یہ ہے کہ مرد دانشور　　جو چلا چاہے راہ دانش پر

اس قدر چاہے اس جہان کا مال　　کہ تزلزل نہ پاوے جانکا مال

یعنے ہووے کفاف پر قانع　　حرص کے انحراف سے مانع

اتنا چاہے کہ رفع خواہش ہو　　تا نہ خواہش سے جانکو کاہش ہو

...لمین کی تیری دوستی پیدا ہوا بے دیکھے ہی تجھے شیدا

مین نے چاہا کہ زاغ کے ہمراہ جسکی ہمراہی دلکو ہے غم کاہ

ہو کے حاضر حضور مین یکبار کرون حاصل سعادت دیدار

تا بفیضان دولت قربت دور ہو دل سے وحشت غربت

اے غریبی ہے ایک مشکل کار اسمین تنہائی سخت تر دشوار

...سخن ہر کہمین مقرر ہے کہ کسی کو نہین میسر ہے

...مثل تربت احباب پر غمی مثل فرقت احباب

...غم سے کھلنے لگا اب گل خورمی روح فزا

...شب دیجور ہوا رنج کی روز شادی کا پر نور

...مہر تمام بخت بیدار کار ہجر تمام

نشیمنا... آئی باہر کہ اب عدو ہی نہین

...سیا... اب ہون امیدوار آکے یہان

...تا ہم صحبتی سے یار...

...سے زنگ رنج...

کسکو اوسنے ہے بادشاہ کیا — کہ نہین عاقبت تباہ کیا
زن بے شرم ہے یہ بدگوہر — متمتع نہین کوئی شوہر
تخت پر اسکے کون آتا ہے — جو نہین اوسکی تیغ کھاتا ہے
اس لیے ایسی بیوفا کے لیے — ایسی پر مکر و بے صفا کے لیے
نہین الفت دکھانی ہے زیبا — بلکہ کلفت اوٹھانی ہے بیجا
فکر سود و زیان ہے کیا حاصل — غم نابود و بود ہے باطل
کیا ہی دنیا کہ اوس پہ رشک دکھائین — پاکے خوش ہون نہ پاکی شکستہ پائین
اسطرح اپنے دل کو سمجھا کر — چلدیا اوس مکان سے گھبرا کر
پھر نہ آبادی مین اقامت کی — ایک صحرا مین استقامت کی
اک کبوتر تھا میرا یار قدیم — مشفق خاص و دوستدار صمیم
اوسکی باعث سے زاغ کا دیدار — پایا مانند طالع بیدار
اوسنے ظاہر کیے ترے اوصاف — حسن اخلاق و خوبی الطاف
آئی تیری نسیم لطف و کرم — اوسکے گلزار دوستی سے بہم
ایسے اخلاق خوش مروت کے — متقاضی ہوئے محبت کے

دیکھا مین نے جو ایسا حالِ طمع — دور دل سے کیا نہالِ طمع
اور شاخِ رضا سے بار رفاہ — ہوا پا کر امیدوار رفاہ
پھر قناعت سے اپنا کام رکھا — نہ طریقِ طمع مین گام رکھا
ہوا راضی رضاے یزدان پر — ہوا تابع قضا کے فرمان پر
عاقبت مین نے اپنی دل سے کہا — کہ تو محرومِ تجربہ نہ رہا
ہوا آگاہ ان مصائب سے — دہر غدّار کے معائب سے
غایت اسکی یہ ہی جو کرتا ہون نقل — کہ نہین دیکھ سکتی دیدۂ عقل
اوسکے عیبونکو کیونکہ ہین لاچار — رکھتے ہین حرص وآز کا آزار
کہ رہی یہ نہین کسیکے یہان — ہوا ظاہر نہ اوسکا مکر جہان
ہے کسی قصر پر کتابہ کہان — جو نہین اوسکے قصد کا ہی نشان
کونسا ہے جسے اوٹھایا ہے — کہ نہین پہرا اوسے گرایا ہے
کوئی ایسا نہین لگایا شجر — کہ نہین مارا نیستی کا تبر
کس سے اوسنے کبھی کیا ہی پیار — کہ ہوئی ہے نہ عاقبت خونخوار
کسکو دولت کہین عطا کی ہے — جسپر آفت نہین بپا کی ہے

جاکے دریا مین گھر بناتا ہے
یا لڑائی مین سر کٹاتا ہے

طمع کوئی رہنما ہی نہین
بے طمع کوئی مبتلا ہی نہین

ر گی طمع سے تیرہ کنان
نور عزت ہی اوسکی آگے کہان

ہے سبک سنگی طمع بہاری
سبکو ہے باعث سبکساری

ے برادر طمع نکر زنہار
کہ طمع کرتی ہے ہر اک کو خوار

چاہے جو عمر سے ہو برخوردار
یاد رکھ سنکے تو یہ دو گفتار

چل قناعت کی راہ کے اندر
پر طمع کی نہ چاہ کے اندر

یس عجب ہی جو بہر فرحت حال
رکھتے ہین آرزوے کثرت مال

نہین آگہہ کہ حصۂ اندک ہی
بہر راحت ہے مکتفی بیشک

طمع مال جانتے ہین بہی ہا
پر طمع کے ہین تینون حرف تہی

اس سے کرنی تونگری کی چاہ
نہین ہرگز تونگری کی راہ

چاہتا ہے جو درجت رفعت
ترک اوسکا ہے رفعت درجت

وہ جو دنیا سے دل اوٹھاتا ہے
درجۂ افتخار پاتا ہے

اوسکے جی کو ہے ہر کہین راحت
جسکو اطماع کی نہین عادت

ایک چوب اوسنے کھینچکر ماری — کہ لگی میرے پاؤن پر کاری

مضطرب درد سے گیا بل مین — پھر بھری تھی وہی ہوا دلمین

نہین ٹھہرا کہ پاتے ہی آرام — بل سے باہر ادہر اوٹھایا گام

ہوا مہمان اسیطرح سرکوب — کھینچکر ماری اوسکی سر پر چوب

چوب لگتے ہی ایسا گھبرایا — اپنے سوراخ تک بجبر آیا

آکے سوراخ مین پڑا بیہوش — دلسے جاتا رہا وہ جوش وخروش

مال دنیا سے ہوگئی نفرت — پھر نہ اوسکی طرف ہوئی رغبت

نہ فقط شوق گنج دور ہوا — فقر وفاقہ کا رنج دور ہوا

کیون سہے تنگدستی کا کوئی رنج — ہے نہین تندرستی سا کوئی گنج

کہ ہے نعمت سے تندرستی نیک — لاکھ نعمت ہے تندرستی ایک

جانا سرخیل کل جفا ہے طمع — پیش آہنگ کل بلا ہے طمع

طمع دانہ جو نہ آئی پسند — کیون سوئے بند دام جاے پرند

جب تلک اس جہان مین کوئی بشر — نہ کمر سے کسی طمع کا کمر

نہین کھوئے لباس عزت کا — نہین اوڑھے پلاس ذلت کا

آخر اوس موش نے کنارہ کیا / قصد بل کی طرف دوبارہ کیا
دیکھے جا کر وہ زاہد و مہمان / بانٹا دونون نے حاصل نقصان
رکھا تھیلی مین حصۂ زر خویش / کیا تھیلی کو تکیۂ سر خویش
اور پھر بستر فراغت پر / ہوئے فرحت سے گوئے راحت بر
طمع شوم پھر ہوئی غالب / ہوئے مطلوب خویش کے طالب
کہ اگر کچھہ بھی اوس سے ہاتھہ آئے / کچھہ توانائی اسکی ساتھہ آئے
دل کو قوت ہو روح کو آرام / کچھہ تو کم ہو یہ کثرت آلام
پھر وہی یار و دوستدار عیان / ہووین خدمت کی خواستگار بجان
اور آراستہ ہو بزم طرب / اور ہر وقت تازہ عزم طرب
اتنا اس فکر مین ہوا صابر / اور طبع حریص پر جابر
کہ اونہین آکے خواب نے گھیرا / پھر تو بے صبر صبر تھا میرا
گیا آہستہ بر سر زاہد / سویا مہمان تھا پر بزاہد
وہ تھا میرے خیال مین بیدار / نہ تھا اپنے خیال مین بیکار
سنی تھی جب سے اسنے خو میری / تہ دل سے تھی جستجو میری

نہ بلا احتیاج سے ہے تبر　　بے نوائی ہے ایک درد اثر
جو ہے کچھ درد حرص کا آزار　　مرکہ اسکا علاج ہے دشوار
بس ہے بس احتیاج کا یہ زیان　　کہ کرین کچھ طلب کسی سے یہان
اور وجہ معاش کی خاطر　　مثل خود کے حضور ہون حاضر
اس سے بہتر ہی مرگ ہی ہمہ حال　　کہ کرین مثل خود کسی سے سوال
مار کے منہ سے زہر بر لانا　　شیر سے لقمہ چھینکر کھانا
ہم پیالہ پلنگ سے ہونا　　ہم نوالہ نہنگ سے ہونا
ایسا دشوار ہے نہین ہمہ حال　　جیسا بدطینتوں سے کرنا سوال
نہین اوسکی عطا مین وہ آرام　　ذلت خواست مین ہین جو آلام
کہ نہین لذت عمل سے عیان　　جسقدر شدت عزل ہی گران
ایسا ہے یک بزرگ کا فرمان　　قابل یاد سبکو ہے ہر آن
چار شے اصل سود ہین ظاہر　　لیک کم چار شے سے ہین آخر
تلخی مرگ سے بقا کمتر　　ذلت خواست سے عطا کمتر
شرم بیکار سے ہے کمتر کار　　نہ گنہ گاری سے ہے کمتر عار

بگڑے اوس سے ہر ایک کا باطن
بلکہ ہو اوسکی دشمنی ساکن

کرے حاجت نہ کوئی اوسکی روا
بلکہ جو ہو بگاڑین اوسکی ہوا

ایسی ایسی خرابی و خواری
سہتا ہے باعث طمع داری

ہے طمع داری باعث خواری
باعث خواری ہے طمع داری

یہ سخن اس جگہہ دلیل ہوا
کی طمع جسنے سو ذلیل ہوا

ہے طمع سے خرابی و ذلت
ہے قناعت سے حرمت و عزت

جب ہرے یار نے کہے یہ کلام
کہا مین نے کہ راست ہین تمام

کیونکہ مین نے بھی تھا سنا یہ کہین
کہ تبر درد مفلسی سے نہین

کہ کوئی گرچہ ایسا ہو بیمار
کہ امید شفا نہو زنہار

یا ہو فرقت سے ایسا بیچارہ
کہ ہو امید وصل بیکارہ

یا سفر مین ہو اس قدر لاچار
کہ رجوع و قیام ہو دشوار

تو بھی دردایسی درد کا جان تر
درد افلاس سے ہے آسان تر

لیکن اب مین نے آنکھہ سے دیکھا
کہ نہین وہ سنا ہوا بیجا

یہ بھی ہے آزما کے فہمیدا
چشمۂ عقل سے بدر آیا

اور جو ہو وقار سے مائل ۔ تو گران جان بتائین اور کاہل

جو زبان آوری کرے اوسکو ۔ کہین سارے کہ ہے زیادہ گو

جو رکھے مامن خموشی سے کام ۔ نفس گربا بہ سا بتائین تمام

کنج خلوت مین جو ہو گوشہ گزین ۔ کہین دیوانگی مین شک ہی نہین

جو ہو آمیز گار و خندہ زبان ۔ کہین ہے مسخرہ دریدہ دہان

ہو اگر خوش خوراک خوش پوشاک ۔ طنز تن پرور ایسے دل ہو چاک

ترندہ و لقمہ سے کرے جو بسر ۔ کرین افلاس و ممسکی مین سمر

رہے یک جا جو نا سفر کردہ ۔ تو کہین خام و سایہ پروردہ

جو سفر مین رہے تو سرگشتہ ۔ بے نصیبانہ بخت برگشتہ

جو مجرد تو تارک سنت ۔ کدخدا ہو تو بندۂ شہوت

الغرض مرد مفلس و محتاج ۔ تیر طعن جہان کا ہے آماج

چشم مردم مین اوسکی قدر نہین ۔ لیل تیرہ ہے لیل بدر نہین

بلکہ مردود ہے زمانہ مین ۔ کیونکہ بے سود ہے زمانہ مین

باوجود اسکے کچھ طمع کا اثر ۔ اوسکے دل سے کرے ظہور اگر

جو ہے پابند احتیاج کہین | اوسکو اسکے سوا علاج نہین
کہ اوٹھائے نقاب شرم و حیا | نہ رکھے کچھ حجاب شرم و حیا
رقم الحیاء من الایمان | ورق حال سے مٹے حسن آن
نہ رہے کچھ بھی زندگی کا مزا | اور ہو مبتلاے رنج و بلا
دل سے مہمان راحت و آرام | جاے جا پاے لشکر آلام
ہو چراغ اسکی عقل کا بی نور | اور فہم و فراست اوس سی دور
پھر آرام راے صائب لاے | پر نتیجہ نہ جز مصائب پاے
گرچہ ممتاز ہو امانت سے | نہ بچے تہمت خیانت سے
نہ کہین اوسکی دوستان نیک | اسکے حق مین ذرا گمان نیک
دوسرے سے گناہ پاے ظہور | اسکا الزام اوس پر آئے ضرور
کچھ کہے یا کرے بنے نادان | قول اور فعل پر سبھی تاوان
ہو تونگر کی جس صفت سے ثنا | ہو وے اوسکی مذمت اوس سے ادا
کہ جو جرات کرے تو اہل جہان | کہین ہنسکر کہ ہے شجاع زبان
جو سخاوت تو مائل اسراف | حلم سے بیحیا و عاجز صاف

سرِ توحید و حاصل عرفان — اس سے بہتر ہے اور بے امکان

عین تفرید سے ہے آب روان — کہ چھوڑتا ہے جا لٹنے گرد جہان

اور لُبِّ خزانۂ وحدت — ہے کہ حق جس پہ کرتا ہے رحمت

ہوتا ہے اسکی روح کو حاصل — تاکہ ہو ذات پاک سے واصل

فقر ہے کیمیاے کن فیکون — حدِّ تقریر آدمی سے برون

ابتدا فقر کی ہے سر کھونا — سرِ اغیار سے بدر ہونا

تن سے سر جب کے سر سے جاتا ہے — تب کہین سر مین اسکا آتا ہے سر

پر گدائی و احتیاج مدام — اصل آفت ہے اور بلا کا مقام

باعث دشمنی خاص و عام — موجب انہدام قصرِ نام

رافع پردۂ حجاب و حیا — قاطع اصل اتحاد و صفا

مجمع فتنہ و فساد و شر — اور بے اعتباری کا مظہر

سبب بے مروتی ہے کہین — موجب بے حمیتی ہے کہین

منبع آب نقص طاقت ہے — مرجع نیستی راحت ہے

سپہ سالار ذل و خواری ہے — ہر طرح اصل زیر باری ہے

اور اُسنے اسسے ہے کیا نسبت نہین اسنے اوسسے ذرا نسبت

اور اِس فقرسے ہے یہ مطلب جو حقیقت کا رکھتا ہے مذہب

چاہتا ہے نہ کوئی شئے ہر گاہ مال ہر دو جہا سنے بے پرواہ

یعنے جب کل سے دور ہوتا ہے تب وہ کل کے حضور ہوتا ہے

چھوٹ کر کل سے کل کو پاتا ہے باغ وحدت کے گل کو پاتا ہے

یہی اِس قول سے بھی ہے حاصل چھوڑی کل کو تو کل سے ہے واصل

مظہران دونون فقر کا ہے جدا اِسکا درویش اور اُس کا گدا

کام اوسکا ہے اور اِسکا اور نام اوسکا ہے اور اِس کا اور

کہ ہے درویش تارک دنیا اور متروک دنیوی ہے گدا

پھر نان جو کوئی بناہے فقیر ما ہی خاکی بنا ہے نظیر

شکل ماہی ہے لیک یم سے دور نفس امارہ کے نہ دم سے دور

فقر نان رکھتا ہے نہ فقر خدا جیسا دنیا سے ویسا دین سے جدا

نفس مردہ کو نہ طبق ہین ہیچ بندۂ حق کو غیر حق ہین ہیچ

مت سمجھہ تو کبھی کہ فقر ہے رنج گنج ہائے خدا سے فقر ہے گنج

اِس لیے اُس سے جو یہاں کا مال | کھو کے پاتا نہین وہان کا مال
جو نکوں کی موافقت چاہیے | بلکہ دل سے منافقت چاہیے
اوسکو معذور چاہیے رکھنا | طنز سے دور چاہیے رکھنا
کہا مین نے کہ چھوڑ یہ تکرار | مت فقیرون کو بد بتا زنہار
کہ بظاہر فقیر ہے محتاج | فرق پر اپنے رکھتا ہے تاج
یہ فقیری مری امیری ہے | یہ امیری مری فقیری ہے
اور رکھتا ہے دوش پہ یہ عبا | نہین محتاج ہے فقیر ذرا
حال درویش جاننا ہی محال | نہین پا سکتا انکو تیرا خیال
کہ ہے درویشی درجہ برتر | رکھتی ہے پا ہر ایک کے سر پر
فقر جوہر ہے اور ہے سو عرض | ہے شفا فقر اور ہے سو مرض
کیون تجھے فقر سے تنفر ہے | اِسکی زشتی کا کیون تصور ہے
اِسپر اوس موش نے جواب دیا | یہ بیان تو نے بے صواب کیا
فقر جو انبیا کا ہے محبوب | اور جو اولیا کا ہے مرغوب
نہین افلاس و احتیاج کبھی | جیسا ظاہر کیا ہے تو نے ابھی

کون بے منفعت کبھی جا کر — اپنے ہمجنس کا بنے چاکر

جو کسی سے نہ کوئی آس رہے — کیون کوئی اوسکے آس پاس رہے

جب درم سے تو کرتا تھا خاطر — تیری خدمت مین رہتے تھی حاضر

ہو گیا ایسا حال تیرا آج — ہو گیا ہر طرح سے تو محتاج

مرد محتاج کہتے ہین حکما — نہین پاتے ہین لذت دنیا

درجۂ آخرت سے بھی محروم — رہتے ہین ایسا ہوتا ہے مفہوم

کیونکہ کہتے ہین عارف کامل — فقر ہوتا ہے کفر سے شامل

وجہ یہ ہے کہ صرف خویش و عیال — اسکو ہے باعث حصول کلال

اسکا انجام ہے وہانکا ملال — اصل آلام ہے جہانکا ملال

اس لیے چلتا ہے رہ ممنوع — پیدا کرتا ہے رزق نامشروع

اس جگہ جیسے محنت و افلاس — سبھکے سہتا ہے ہر طرحکے یاس

اوس جگہ بھی شقاوت مین — پڑکے پڑتا ہے رنج و آفت مین

جس طرح کوئی کافر بے زر — دین و دنیا سے ہے نہ بہرہ ور

کھوئی دنیا نہ پاکے اوس سے کام — کھویا دین ہو کے کفر سے بدنام

پرجو برباد ہو زرِ گل کی | نام بھی اوسکا پھر نہ لے بلبل
اُسنے ایک موش میری خدمت مین | اور وسنے تھا زیادہ عزت مین
فخر کرتا تھا میری خدمت پر | اور مرتا تھا میری عزت پر
ایک ساعت کی بھی مری فرقت | اوسکو تھی ایک عمر کی حرمت
اتحاد و موافقت کا بیان | رکھتا تھا اِسطرحسے ورد زبان
ایسا ہون تیری عشق مین یکرو | مار شمشیر سر پہ بیشک تو
امتحاناً رہون گا پا بر جا | روبرو تیرے شمع سا ہر جا
اوسنے بھی اوس طرف سے کی جو گذر | نہ ذرا کی میری طرف کو نظر
مثل بیگانہ خود نہ آیا پاس | حق سابق کا کچھ نہ لایا پاس
مین نے دیکھا تو دلمین کری عجب | یون کہا اپنے پاس کرکی طلب
جاتا ہے میری یاد لاتا نہین | ایسا آزاد سرد جاتا نہین
کیا ہوا کیا ہوئی وہ مہر و وفا | پائی تھی جو ظہور تجھسے سدا
اوسنے ہو کر خفا کہا مجھسے | کوئی احمق نہین سولے تجھسے
اس جہان مین کہین کوئی بی آس | کبھی رہتا نہین کسیکے پاس

اور رکھتا ہون مال و زر بسیار
تب نظر آتے ہین بہت سے یار

لاف اخلاص و اتحاد و وفا
مارتے ہین سدا بصدق و صفا

لیک جب آ کے مدبری کی گرد
دیدۂ مقبلی مین کرتی ہے درد

تب عیان ہوتا ہے بوقت کار
کون ہے یار کون ہے اغیار

جو کوئی دوستی جتاتے ہین
وقت تکلیف جانے جاتے ہین

یار و اغیار کی شناسائی
بے مصیبت ہے کسکو ہاتھ آئی

جب کسی سے زمانہ پھرتا ہے
اوس سے ہر اک یگانہ پھرتا ہے

ایک دانا کا ایک صحیفہ ہے
مندرج اوسمین یہ لطیفہ ہے

کہ کیا ایک سے کسی نے سوال
کیون ہین کل دوستدار صاحب مال

بولا محبوب عام ہوتا ہے مال
اصل تحصیل کام ہوتا ہے مال

اس لیے جسکے پاس ہوتا ہے
اُسی کا سبکو پاس ہوتا ہے

اوسکی تعظیم جانتے ہین بجا
اوسکی تکریم مانتے ہین روا

لیک جب پاس سے وہ جاتا ہے
پھر نہ پاس اوسکی کوئی آتا ہے

بھرے دامن چمن مین زر سے گل
اس طرح سے کرے ثنا بلبل

کون ہوتا ہے اِنکا یار کہین | کوئی بے زر کا دوستدار نہین
کہ جو ہوتا ہے کوئی حاجت ور | تو نظر کرکے اوسکی حاجت پر
جو ثریا سے اُس پاس مدام | رہکے رکھتے ہین اوسکا پاس مدام
ہوتے ہین ہمسرِ بنات النعش | رکھکے ہر دم سر بنات النعش
کیونکہ سفلونکی دوستداری مدام | ہے غرض ہاے دینوی کا مقام
حرص نفسانی رہتی ہے غالب | ہوتے ہین اپنے نفع کے طالب
کھانا جب تک ہی نوش کرتی ہین | مثل زنبور جوش کرتی ہین
لیک ہوتا ہے وہ خراب جہان | کیسہ بھی کاسۂ رباب جہان
ترک کرتے ہین صحبتِ دائم | گویا خود دوستی نہ تھی قائم
انکو دیکھے تو اِس طریقت مین | سگ بازاری ہین حقیقت مین
دوستی استخوانسے رکھتے ہین | نہ تری جسم و جانسے رکھتے ہین
اور یہ قول ہے نہین بیجا | کہ ہے اخبار مین کہین لکھا
کہ کیا ایک سے یہ استفسار | کہ بتا کتنے رکھتا ہے تو یار
بولا یہ جانتا نہین لیکن | دیکھتا ہون کہ جب ہین اچھے دن

پر نہ بر آئی خواہش خاطر | میری خدمت سے ہو گئی ناخوش
بھولے اگلی بھلائیان میری | لگی کرنے برائیان میری
دوستداری سے میرے سیر آکر | میرے بدخواہوں سے ملے جاکر
ہوئی بینائی چشم سے جو نہان | دیکھے کتنے کمینے میں نے یہان
میرے نزدیک سے جو جاتی تھی | مثل سگ میرے ٹکڑے کھاتی تھی
گھٹتے ہین جنکی گھٹتی ہے دینار | اوسکی گھٹتی ہے ہر طرح مقدار
اس جہانمین جو ہے نہین زردار | سو نہین رکھتا ہے کہین پر یار
مرد مفلس جو کام کرتا ہے | نہین ہرگز تمام کرتا ہے
بر نہین آتی آرزو اوسکی | آبرو جاتی ہے چار سو اوسکی
آب باران جو آئے گرما مین | کبھی بہکر نہ جائے دریا مین
کیونکہ رکھتا نہین ہے کچھ امداد | اوس سے صحرا مین جاتا ہے برباد
یہ بزرگونکا کہنا ہے ہر جا | بے برادر غریب ہے ہر جا
اور جو رکھتا ہے نہین فرزند | ذکر اوسکا ہے ہر زبان پر بند
جو ہے بے خیر مفلس و بے زر | دوستونسے نہین ہے بہرہ ور

اب نہ جرأت کرے گا یہ خوان پر | اب نہ حملہ کرے گا یہ نان پر
مین یہ تقریر اوسکی سنتا تھا | سر افسوس اپنا دُھنتا تھا
ناتوانی کا تھا اثر پیدا | شجر یاس کا ثمر پیدا
بالضرورت وہانسے چلنا پڑا | اپنے سوراخ سے نکلنا پڑا
جب مصیبت پڑی مری سر پر | کہ بلیت پڑی مرے گھر پر
دیکھا مین نے کہ موش قرب وجوار | نہین رکھتے ہین میری قدر و وقار
اور تعظیم سے گذرتے ہین | جیسی کرتے تھے اب نکرتے ہین
برسانے التفاتی کا باران | بجھہ گئی نار الفتِ یاران
اور آب متابعت بدلا | کہ ہُوا گرد کبر سے گدلا
نرہی اونمین کچھہ بھی مہر و وفا | گئی میرے چمن سے مہر گیا
زر سے ہے جو یہان ہے برگ و نوا | زر نہو پھر کہان ہے برگ و نوا
وہ جو بچتا تھا میرے خوانِ طعام | کھاکے کرتے تھی اپنی عمر تمام
خوان انعام سے تھے توشہ ربا | خرمن جود سے تھے خوشہ ربا
اب بھی رکھتے تھے مجھسے ویسے ہی چاہ | اور چلا چاہتی تھی ویسی ہی راہ

سنکے اوسنے جو کچھ کہا جاکر | فوراً اوسکو دیا تبر لاکر
مین تھا اسوقت دوسرے بل مین | مضطرب انکی گفت سے دلمین
کیونکہ اوس بل مین اشرفی تھین ہزار | لوٹتا تھا جنھون پہ لیل و نہار
دلکو دیدار تھا انھون کا عجب | تھی خوشی پر خوشی طرب پہ طرب
انسے حاصل تھی راحت دل و جان | شاد رہتا تھا دیکھکر ہر آن
یاد سے انکی ہوتا تھا خورم | ایکدم بھی نرہتا تھا پر غم
کرکے پیمان جو اوسمین بین شگاف | دیکھتا ہے تو دیکھتا ہے یہ صاف
اشرفی چند مثل خورشید ان | نور صحبت سے ساری پر چندان
تھین درخشان نہ جام جم سے کم | نور چشمان عام کم سے کم
سرخ روہی و وجیہ و سکہ دار | بادشاہ عزیز مصر عیار
گھر بگڑتی تھین جنکو سردست | گھر حسینونکو کرتی تھین پابست
کلبۂ تار خواری کی مصباح | قفل دشوار کاریکی مفتاح
بولا زاہد یہی بضاعت تھی | جس سے یہ جرأت و شجاعت تھی
کیونکہ زر ہے خرد کو سنگ سیان | قوت و زور کو ہے پشتیبان

یہ مقشر ہین نا مقشر دے ۔ جو زیادہ نہ دے برابر دے

بولا کچھ تو سبب ہی لیتی ہے جو ۔ متساوی ڈھلے سے بن ڈھلے کو

اِس لیے لایا ہون یہان یہ مثل ۔ کہ مجھے کرتی ہے عیان یہ مثل

کہ ہے اس موش خیرہ کو چندان ۔ جرات و زور و تیزی دندان

کسی باعث سی اور ہے یہ یقین ۔ نقد کچھ گھر مین رکھتا ہے یہ کہین

جسکی امداد سے یہ طاقت ہے ۔ یہ جلادت ہے یہ شجاعت ہے

اسکا احوال کا شجر جو خزان ۔ دیکھتا مفلسی کی ایک زمان

یہ تری اسکی شاخ سار کار ۔ نہین رکھہ سکتی ایکدم زنہار

کیونکہ کہتے ہین وہ جو بے زر ہے ۔ مرغ بے بال اور بے پر ہے

رہ نہ بے زر ہے زر سے کار زر ۔ زر سے حاصل ہے اعتبار زر

زر سے کہتے ہین زور بہت سر ہے ۔ میرے نزدیک زور سے زر ہے

بے گمان اسکا زور ہے زر سے ۔ کہ ہے حاصل ہر ایک شی زر سے

جلد دے لاکے مجھکو ایک تبر ۔ دیکھون بل اسکا کرکے زیر و زبر

کہ سر انجام کار ہے کیسا ۔ ایسی ہمت کا یار ہے کیسا

ہوئی اس سے تسلی خاطر
لیک کچھ چانول اور کچھ تل ہین
رکھی تھی مین نے خاطر طفلان
جسکو جی چاہے صبح بلوا کر
سکی اچھی طرح ضیافت کر
ر نے جب چھڑک کے آب تاب
ن نے بیدار خواب سے ہو کر
شو سے کہ خشک ہون جب تک
ے نہین کوئی طائر
خواب ناگہان آیا
یا کہ زن ہوئی حاضر
ا ہا بناے اوسنے طعام
آپڑا اصغری کا کام
فروش سے جاکر

گھر مین کچھ اور تو نہین حاضر
دعوت چند کس کے قابل ہین
کل پکاؤن گی خاطر مہمان
اور مہمان کے پاس بٹھلا کر
فکر و تشویش سے فراغت کر
سکی آنکھون نے وہ ہوئی گرد خواب
تل رکھے آفتاب مین وہ ہوکر
کرا و نہون کی محافظت تب تک
خود گئی اور کام کی خاطر
کہین سے ایک سگ وہان آیا
ہوئی یہ حال دیکھکر نافر
گئی بازار جلد لے کے تمام
ہوا در پے روان سوئی بازار
بولی تل اپنے اوسکو دکھلا کر

اِس لیے دی ہے یہ مثال یہان | کہ تمنائے جمع مال یہان
نہین رکھتی ہے عاقبت نیکو | نہین رہتی ہے عافیت جی کو
آج کھا کل کے واسطے زنہار | اپنے دلمین نہ فکر کو دے بار
کل کی روزی ملی گی کل تجھکو | بھولے گا رب نہ ایک پل تجھکو
کیا ہی بدبخت ہے جو کوئی کہین | پیدا کرتا ہے کچھ نکوئی نہین
مال دنیا بزحمتِ بسیار | جوڑ کر چھوڑتا ہے آخر کار
جمع کرتا ہے کیون تو مال و منال | مرنے پر چھوڑ جائے گا یہہ حال
گنج قارون اگر فراہم لائے | تو بھی کیا حرص و آز کا غم جائے
مت جلا ایسی نار سینہ سوز | جلے گرمی سے جسکے سینۂ روز
جب زن میزبان نے ایسے کلام | سنے حکمت سے جو بھرے تھے تمام
ملہمِ نیک بختی سے آکر | اوسکے دل سے کہا یہ سمجھا کر
رزق اللہ سے مقرر ہے | جو مقرر ہے سو میسر ہے
پس ملائم ہوئی کہ اے شوہر | ہے سخن تیرا بے بہا گوہر
نہین اذخار مال زیبا ہے | بلکہ یہ کار فان بیجا ہے

کہ کرون آج کا یہ روز بسر — کرکے اس تیر اور کمان سے گذر

اور یہ گوشت ہا سے تازہ و تر — جیسا اب تک نہین پڑا ہے نظر

ایک گوشہ مین کرکے کل انبار — حسب حاجت چلاؤن اپنا کار

یعنی پہونچاؤن آرزو کے سہام — اپنے آماج مدعا پہ تمام

چاہیے کرنا اس ذخیرہ کو گنج — تا کہ ایام تنگی مین ہو نہ رنج

کیونکہ ہے یہ حکیمون کا ایما — چاہیے دلمین ہووے اسکی جا

کل نہ کھا کیونکہ جو جئی تا دیر — وقت پیری ہے مفلسی اندھیر

کچھ اٹھا کچھ بچا جو ہے آگاہ — ہاتھ سے کھو نہ گل کا گل ناگاہ

گرگ مغلوب حرص نے چندان — لگے تیز اپنے حرص کے دندان

کہ چبانے لگا کمان کی زہ — اور کھانے لگا کمان کی زہ

ضرب دندان گرگ سے یکبار — ہوا آخر زہ کمان کا کار

زہ جو ٹوٹی تو گوشہاے کمان — کر گئی دل پہ کار ہاے سنان

گیا مارا وہ حرص سے پابند — خوک و صیاد و آہو کے مانند

چاہتا تھا جو گوشت انکا کھا — گیا جانسے نہ گوشت انکا چکھا

لگا آہو کی ران پر آ کر وہ ۔۔۔ کہ گرا ایک مکان پر جا کر
اوسکو صیاد اُٹھا کے کاندھے پر ۔۔۔ لیچلا اُس جگہہ سے اپنے گھر
ملا ایک خوک راہ کے اندر ۔۔۔ تیز دندان ستیزہ خو تندر
ڈر کے صیاد نے چلایا تیر ۔۔۔ پھلو ئے خوک مین سما یا تیر
ہوا مجروح ہونے سے برہم ۔۔۔ نہوا اوسکا رنج دل پُر غم
کیا دندانسے اوسکے سینہ کو چاک ۔۔۔ ہوا صیاد اور خود بھی ہلاک
اسی عرصہ مین ایک گرگ وہان ۔۔۔ ہوا وارد کہین سے سیر کنان
دیکھے آہو و خوک و مرد موئے ۔۔۔ یعنے دشت فنا کے گرد ہوئے
خوش ہوا پا کے طعمۂ بسیار ۔۔۔ اور کی اپنے دل سے یہ گفتار
انقضا جب بہت سی مدت پائے ۔۔۔ تب کہین ہاتھ ایسی نعمت آئے
وقت ہے مال جمع کرنیکا ۔۔۔ اور بے فکری سے گذرنے کا
کیونکہ اسوقت سستی و اہمال ۔۔۔ دور ہے احتیاط سے ہر حال
اور اسراف محض نادانی ۔۔۔ ہے کفایت ہی مین تن آسانی
اس لیے اب صلاح حال و مال ۔۔۔ اس سے بہتر نہ کوئی ہے ہمہ حال

که وہی ہے ذخیرہ عقبیٰ ۔ ہیچ ہے یہ ذخیرہ دنیا

بلکہ ہے ایک روز جانکو وبال ۔ نہیں دیکھا ہے نیک اسکا مآل

اسپر ایک گرگ کا ہے حال گواہ ۔ جو ہوا جمع کرکے مال تباہ

پوچھا زن نے کہ کیسے ہے یہ بیان ۔ مرد بولا کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۵

ایک صیاد نے جو تھا ہشیار ۔ رکھا دام ایک دشت میں یکبار

دام سے اوسکے آہو ڈرتے تھے ۔ پا چراگاہ میں نہ دہرتے تھے

ایسی تھی اوسکی ہیبت تزویر ۔ نہ بھٹے سے نکلتی تھی نخچیر

سخت دل سخت گوشت حیلہ گر ۔ پرہنر تیز ہوش دیدہ ور

ایک آہو اسیر دام ہوا ۔ جانا صیاد نے کہ کام ہوا

بس کمین گاہ سے بجانب دام ۔ اوسکے دوڑا باحتیاج تمام

وحشت جان نے کرکے زور تمام ۔ بھاگا آہو ادہر اکھاڑکے دام

دیکھی صیاد نے یہ حالت جب ۔ کچھ نہ حاصل ہوئی خجالت تب

ہو کے خجلت زدہ سنبھالی کمان ۔ تیر مارا گیا نہ خالی نشان

ایسے مہمان کا اپنے گھر آنا | لطف ایزد کا ہے نظر آنا
کہا زن نے کہ ہر سے تیرا خیال | کس لیے ہے یہ آرزوی محال
کہ نہین اتنی دسترس تجھکو | خرچ اطفال مین ہو بس تجھکو
نہین رکھتا ہے پاس ایک درم | کہ غم سبزی و نمک تو ہو کم
رکھتا ہے ایسی دستگاہ تو ہی | رفع حاجات کی پناہ تو ہی
اسپر اک وصف یہ زیادہ ہے | میہمان داری کا ارادہ ہے
گھر مین ناداریکی یہ آفت ہے | تیرے سر مین سر ضیافت ہے
اب جو یارا ہے کچھ کمانے کا | پھر نہین زینہار پانے کا
جمع کرتا ترے زن و فرزند | تیرے پیچھے نہ دیکھین دل پر بند
نہون اورونکے آگے حاجتمند | آپ قادر ہون رفع حاجتمند
مرد نے سنکے اپنے ایسا خطاب | دیا ہمت سے اسکو ایسا جواب
بے بصیرت ہے جو کماتا ہے | نہین کھاتا نہین کھلاتا ہے
اور جو کھاتا ہے کھلاتا ہے | دولت خوش نصیبی پاتا ہے
جو تجھے اتفاق احسان ہو | کر کے زنہار مت پشیمان ہو

پوچھا زاہد نے کیسے ہے یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۴

مین جو آتا تھا راہ کے اندر | روز نے پہنا لباس شب تن پر

شب کو تنہا نہ دیکھا اپنا نباہ | ایک موضع تھا متصل سر راہ

اسمین اک میرے یار کا تھا مکان | ہوا شب باش جا کے اوسکے یہان

بعد اسکے کہ کھایا شب کا طعام | اور برخاستہ کی بزم کلام

میری خاطر بچھایا بستر خواب | کہین اوسدم نہ تھا مجھے سر خواب

لیٹا تھا پر نہ خواب آتا تھا | نہ فراز اوسکا باب پاتا تھا

تھا ضیافت کا میزبان کو خیال | گیا اٹھکر وہ اپنے پیش عیال

مجھ مین انمین نہ فاصلہ تھا بڑا | کہ فقط ایک بوریا تھا کھڑا

اس لیے انمین ہوتا تھا جو کلام | میرے سننے مین آتا تھا سو تمام

مرد بولا کہ اے زن نیکو | آرزو ایسی ہے مرے جی کو

کہ جو ہین اپنے دوستدار یہان | اقربا و عزیز و یار یہان

صبح بلوا کے میہمان کے ساتھ | متواضع ہون آب و نان کی ساتھ

کہ بھگاؤن یہ موشونکی افواج ۔ کرتے ہین ملک خوان کو تاراج
آتے ہین ایسی دہوم دہام کیساتھ ۔ لئے ہین اسنے انتقام کے ہاتھ
کوئی شے چھوڑتے نہین باقی ۔ نہین پاتا رکھی کہین باقی
منع کرنے سے یہ نہ مانتے ہین ۔ خود کو مختار خانہ جانتے ہین
مجھسے سو بھی نہ انکو رکھہ سکین باز ۔ بھر لغیا کرین جو دست دراز
پوچھا مہمان نے کھتا ہی جیسے ۔ سب کی سب ہین کہ بعضے ہین ایسے
بولا زاہد کہ سب دلیر نہین ۔ لیکن ایک ایسا ہے کہ شیر نہین
آنکھونکے آگے چوری کرتا ہے ۔ چوری کیا بلکہ زوری کرتا ہے
نہین ڈرتا کبھی ڈرانے سے ۔ لے ہی جاتا ہے آکے کھانے سے
رات دن اوسکی ہاتھ سے ہی خوان ۔ جیسا ہو صحن خانۂ ویران
بولا مہمان کہ کچھہ سبب ہے ضرور ۔ جس سے پاتی ہے یہ دلیری ظہور
جیسے اک میز بانکی زن سے یہان ۔ کرتا تھا یاری ایک مہربان
کہ نہین بے سبب یہ تیرا کار ۔ اتنا نقصان اٹھانے کا زنہار
کہ مقشر سے نا مقشر تل ۔ ہے برابر مین جا ہکر مبدل

دیتا تھا ہر طرح برائے صواب — اوسکو جو پوچھتا تھا اوسکا جواب
اور جو جو عجائبات زمان — دیکھے تھے کرتا تھا کل اوس سے بیان
تھا جو زاہد کو ہمسے خوف تمام — اس لیے وقت استماع کلام
مارتا تھا زمین پر اپنے ہاتھہ — تا کہ ہم بھاگین اس صدا کی ساتھہ
ہوا مہمان یہ دیکھکر برہم — کہ خیال اوسکا ہے سخن پر کم
اپنی بیحرمتی کا آیا خیال — ہوا خجلت زدہ بحد کمال
چونکہ یہ بات تھی ادب سی دور — برہمی اوسکی تھی عجب سئے دور
بولا اے یار درمیان کلام — دست کوبی ہے مسخرپسے مدام
میرے نزدیک ہے نہین زیبا — زاہدون سے ہے ہر کہین بیجا
میل تضحیک نامناسب ہے — عاقلون کو کبھی نہ واجب ہے
مسخریت پر جو کوئی ہے مائل — کرتا ہے اپنی آبرو زائل
بولا حاشا جو گاہے ہزل کا خار — رکھتا ہو میرے ذیل حال سے کار
یا ہوائی صفائی دلمین کہین — گرد ہزل ہووے جائی گزین
بلکہ اس دست کوبی سی زنہار — نہین اسکے سوا مجھے کچھہ کار

تھی کئی موش میرے خدمتگار — دل سے خدمت گذار یکو تیار
وہ گدا ہر سحر کو جاتا تھا — مانگ کر کھانا گھر کو لاتا تھا
کچھہ تو اوسمین سے دنکو کھاتا تھا — اور کچھہ بھر شب بچاتا تھا
جب وہ اپنے مکان سے جاتا تھا — جا کے مین اوسکی نان سے کھاتا تھا
ما بقی بانٹتا تھا یارون کو — اپنی خدمت کی دوستدارونکو
اس لیے وہ فقیر تھا دلتنگ — پیٹ پر شب کو باندھتا تھا سنگ
کرتا تھا میری دفع کی تدبیر — پر موافق نہوتی تھی تقدیر
قصد جان بار بار کرتا تھا — پر عبث تھا نہ کار کرتا تھا
ایک یار عزیز مثل جان — اوسکے گھر آیا ایک شب مہمان
کر کے پہلے ادائے رسم سلام — کیا دونون نے ملکے نوش طعام
پھر لگا یا مکالمت کا خوان — ہر طرح پر فوائد شایان
پوچھکر باعث خیال سفر — پوچھا زاہد نے اوس سے حال سفر
مرد مہمان تھا بس جہاندیدہ — سردی و گرمی زمان دیدہ
کیے تھا برسون بحر و بر کی سفر — رکھتا تھا حال خیر و شر سے خبر

کیونکہ ہے آپکا یہ نقد وصال — پھر تحصیل مدعاے خیال

تھی ازل مہربان کہ چاہا وصال — ہے ابد رہنما کہ دیکھا جمال

رہکے کچھہ روز اوس جگہہ باکام — پایا جب رنج راہ سے آرام

اور اوس جا مین جو تھی امن آباد — لشکر غم سے ہر طرح آزاد

اور صافی ہر ایک صورت سے — گرد اغیار کی کدورت سے

رہے کچھہ روز عیش و راحت سے — کھانے اور پینے کی فراغت سے

زاغ نے موش سے کیا ظاہر — جو نہو نا موافق خاطر

کشف کے حال پر عنایت کر — اور تقریر وہ حکایت کر

کیا تھا جسکے واسطے اقرار — تا ہو بنیاد دوستی پایدار

اور تیری مکالمت سے یہان — استراحت ہو ہر طرحکی عیان

کھول کر لب کلام شیرین کر — اور کر دل کا کام شیرین تر

موش نے سنگ پشت سے آخر — سرگذشت اپنی ایسی کی ظاہر

کہ ہے اے مہربان نیک سیر — شہر نادوت ہند مین مرا گھر

ایک مجرد فقیر کے گھر مین — تھی ہواے انانیت سر مین

کشف نے پوچھا اے رفیق زمان
کیا ہے حال اور اب تلک تھا کہان

زاغ نے اوس سے کل کیا اظہار
حال خود ابتدا سے تا آخر

جیسے پھنسکر کبوتران ہوا
مددِ موش سے ہوئے تھے رہا

اور تھی موش سے رفاقت کی
کھا کے قسمین بہت صداقت کی

کشف نے سُنکے کل حقیقت حال
الفتِ موش دیکھی دلمین کمال

ہوکے مشتاق دید بولا یون
دہن اشتیاق کھولا یون

بس مبارک ہے تیرا آنا یہان
خیر لاشک ہے تیرا آنا یہان

اپنی صحبت سی ہمکو رکھہ خوش کام
اے علیک السلام والاکرام

بخدا ہے یہ خوبیٔ قسمت
کہ میسر ہوئی تری خدمت

ہے کرامات طالع یاور
تیرا تشریف لانا اِس جا پر

موش بولا کہ یہ ترے اشفاق
ایسے ہین جیسے ہین تری اخلاق

شکر یہ انکا کس زبان سے کرون
قصد اظہار کس توان سے کرون

تاب خورشید حادثات زمان
نہ تھی سہنے کی میرے تن مین توان

اپ کے سایۂ کرم سے پناہ
پا کے رکھتا ہون اب امید رفاہ

تب کہونگا بہت سے مین تھوڑا | کم ہوا اور اون کے واسطے کوڑا
اسطرح ختم کر کے یہ گفتار | ہوئے چلنے کے واسطے تیار
اڑ اڑا زاغ اوسکی دُم پکڑ کے ادہر | پہونچا اوس جا تو آیا کشف نظر
پہرتا تہا انکا مستقر تہا جہان | اور تہا ہر طرف نگاہ کنان
دور سے دیکہی جو سیاہی زاغ | بگڑا ہوئی خطر سے اوسکا دماغ
گیا فی الفور آب کے اندر | چھپا ہر طور آب کے اندر
زاغ نے موش کو بحفظ تمام | دیا اوس مستقر مین لا کے مقام
اور اس سنگ پشت کو آواز | دی کہ اے میرے مشفق و دمساز
سنتے ہی آب سے نکل آیا | جوشش شوق سے اُچھل آیا
دیکہکر اپنے یار کا دیدار | کیا اظہار شادی بسیار
یار غائب پہر اپنے گہر آیا | بخت برگشتہ عہد پہ لایا
خستہ خار غم ہے کیون چندان | خوش ہئے پہر آیا وہ گل خندان
بس ملے دونون یار آپسمین | ہو گئے بے اختیار آپسمین
خیریت پرسی درمیان لائے | شکر جان بخش بر زبان لائے

وش بولا کہ اے خجستہ شعار | دوستون کا ہے انحراف نکا
انہ سوؤن گا خاک کے اندر | چادر مرگ اوڑھکر تن پر
مت یقین کر کہ چھوڑونگا تراساتھ | اور دامن سے تیرے کھینچونگا ہاتھ
میرے نزدیک کچھ کہین بہتر | تیرے دیدار سے نہین بہتر
تیری صحبت سے کوئی جاہ نہین | اوس سے دوریکی کوئی راہ نہین
توجدہر مہر وار ہوگا روان | رہونگا سایہ وار پیچھے دوان
آستین تو چلے گا جھٹکا کر | شل دامن پڑون گا مین پا پر
تا اجل پکڑے گی جیب بقا | ذیل صحبت نہ چھوڑونگا مین ترا
دولت جاودان کے دامانکو | اور امید کے گریبان کو
حیف ہے جو پکڑ کے چھوڑتے ہین | رشتہ کامیابی توڑتے ہین
اور یہ جا بھی جس جگہہ ہون مقیم | میرے رہنے کی ہے نہ جاے قدیم
بلکہ بے اختیار رہتا ہون | رنج سے بیقرار رہتا ہون
حال میرا ہے گرچہ طول و طویل | نادرات زمانہ کی ہے دلیل
ہوویگا جب کہین مقر حاصل | اور دل تیرا سننے پر ما

کیونکہ یہ جا جہان ہے میرا مقام دلکشائی مین ہے بہشت مدام

زاغ بولا ترا بجا ہے بیان ایسی ہی خوبی و فضا ہے یہان

پر سرِ شاہ راہ ہے یہ مقام آتے جاتے ہین راہگیر تمام

اسلیے آسیب کا ہے خوف و خطر پہونچے گا ایک دن ضرور ضرر

لیکن ایک مرغزار ہے اُس جا سبزہ پر بہار ہے اوس کا

ہے صفائی مین صاف روضۂ حور بلکہ جا ہے کہون جو روضۂ نور

ایسی پاکیزہ ہے ہوا اوسکی ہے صفائی ارم صفا اوسکی

محلِ صحبت و سرور عیان نہین نزدیک دور دور عیان

سبزہ تازہ ہے ساحلِ جو پر گل سے بادِ صبا ہے خوشبوتر

اور جعدِ بنفشہ ہے قائم زلفِ سنبل کے حلقہ مین دائم

رہتا ہے ایک سنگ پشت وہان میرے یار وہین بے نظیر زبان

کثرتِ طعمہ ہے وہان پیدا اور فتنہ نہ یک زمان پیدا

تیری مرضی ہو تو چلین اوس جا یہ قباحت جو ہین ٹلین اوس جا

عمر باقی کٹے فراغت سے ہر طرح کی رفاہ و راحت سے

اسنے بھی ہووے کچھ جو تیری خلاف جانکر یہ کہ یہ ہین میرے خلاف
ساحل ہستی سے نکالون انہین ورطۂ نیستی مین ڈالون انہین
تیرا ایک جز بھی ہو عدو کا یار دو عدو جان مار دو تلوار
موش نے سنکے تقویت پائی اور دلکو طمانیت آئی
اشتیاق اپنا بیشتر پایا گرمجوشی سے پیشتر آیا
شوق اوسکا نہ پہلے سے تھا کم کی ملاقات دونون نے باہم
بیٹھے فرش نشاط پر مل کر کم خوشی کا نہ تھا اثر دل پر
بہر عشرت ہورا ضیات یار کہ ہوا ہمکنار وہ دلدار
زاغ کو موش کے یہان اتر کے ایسے کچھ روز ناگہان گذرے
موش نے زاغ کی ضیافت کی جسقدر اوسکی استطاعت تھی
اور بولا کہ اے عزیز زمان اب مناسب ہے تجھکو رہنا یہان
جا کے لے آ تو اپنے زن و فرزند تا کہ تیرے دل پسند
اور ہو قرب جاودان حاصل شاہد وصل ہر زمان واصل
تیرا احسان ہو وے مبدم افزون میری ممنونی ہو نہ کم افزون

اور وو خصم یار و یار خصم ۔ اسنے بہتر ہے اعتبار خصم

اس قدر بد نہ خصم ہے زنہار ۔ جس قدر یار خصم و خصم یار

زاغ بولا کہ ما فی الخاطر ۔ ترا بالکل ہوا مجھے ظاہر

شکر ہے اب کہ جانبین حصول ۔ ہوئے مضبوط دوستی کے اصول

اور اسباب اتحاد وفا ۔ ہوئے آراستہ بزیب صفا

اسطرح پر کہ اب اوسی کو یار ۔ جانون گا جانے گا تجھے جو یار

اور سمجھونگا دوست اوسی اپنا ۔ سمجھیگا دوست جو تجھے اپنا

جو رکھے گا تری رضامندی ۔ سو رکھے گا مری رضامندی

ہے تری میرے ساتھ مین یاری ۔ ہے مری تیرے ہاتھ مین یاری

تجھسے توڑے گا اوس سے توڑونگا ۔ تجھسے جوڑیگا اوس سے جوڑونگا

خواہ ہو خویش خواہ ہو اغیار ۔ یہی پیمان ہے اور یہی اقرار

جو نہین دل سے ہو گا تیرا غلام ۔ تو پدر بھی ہے مجھکو غیر مدام

صدق الفت سے ایسی نیت ہے ۔ دور کلفت سے ایسی طینت ہے

کہ زبان ترجمان دل ہے یہان ۔ اور نگہبان جسم دیدہ عیان

کہ اگر جان بھی ہو تجھے درکار | نکرون دینے مین کبھی انکار
اور اگر بدگمانی پاتی ظہور | دل سے باہر کبھی نہ لاتی ضرور
مستقل اب ہون دوستداری مین | کہ نہین شک ہے تیری یاری مین
پر طبیعت ہی تیرے یارونکی صاف | تجھسے یاری مین میرے ساتھ خلاف
راے انکی مرے منافق ہے | نہ تری راے کے موافق ہے
اس لیے ڈرتا ہون کہ انسے کہین | کرے کوئی مرا ارادہ نہین
زاغ نے سنکے اسکا یہ اظہار | کہا یارون سے ہے مرا اقرار
کہ مرے یار کو وہ جانین یار | اور دشمن کو دشمن خونخوار
موش بولا کہ یار یار عدو | یا ہو یار عدو سے یار تو تو
دشمنونمین شمار کر اوسکا | مت کبھی اعتبار کر اوسکا
دو سے رہنا نہ چاہیے ایمن | دشمن دوست و دوست دشمن
اور کہتے ہین اس لیے حکما | کہ ہین یارون کی تین قسم بجا
یار خالص ہے اور یار یار | تیسرا خصم سے خصوصیت دار
اور ہین تین قسم خصم یہان | ایک اون تینونمین ہی خصم عیان

شل صیاد زشت طینت ہے — یار مطلب ہے زشت نیت ہے

دانہ رکھتا ہے صرف اس خاطر — کہ پھنسے اوسکو دیکھکر طائر

نہ کہ اسواسطے کہ ہو طائر — اسکو کھانے سے سیری خاطر

ہے غرض ایسی دوستی کی بنا — نہین انجام دشمنی کے سوا

ہر نفس سے ہے جو غرض ظاہر — ایسی یاری ہے دشمنی آخر

اور وہ جو براہ صدق وصفا — کرے جان عزیز خویش فدا

اپنے خویشونسے اپنا ساتھ اوٹھائے — اور ہستی سے اپنا ہاتھ اوٹھائے

فی الحقیقت ہے یار لاثانی — ہر طرح دوستدار لاثانی

جو کرے جان فدا محبت مین — سو ہے اوس سے زیادہ رحمت مین

جو زر و مال سے مدد فرمائے — لیک آفت نہ اپنی جان پر لائے

جود بالمال ہے نہ غایت جود — جود بالنفس ہے نہایت جود

ہین جوانمرد زر ہزارون ہی لیک — ہے جوانمرد جان ہزارومین ایک

گو موالات مین ہے تیرے ضرر — اور ملاقات مین ہے تیرے خطر

تو بھی ہے تجھسے دوستی کی چاہ — چلتا ہون ایسی دوستی کی راہ

ورنہ جسدم کیا تھا تونے سوال
اُسیدم سے تھا مجھکو شوق کمال

میل صحبت تھا تیرے ساتھ مجھے
اِس سے زائد کہ میری ساتھ تجھے

برق الفت یہان دمکتی ہے
تاب اوسکی وہان چمکتی ہے

کوئی عاشق نہوتا ہے عاشق
تا نہ معشوق ہوتا ہے شائق

پس نکل کر کھڑا ہوا باہر
اور ہر چارسو ہوا ناظر

زاغ بولا کہ وہ جو مانع تھا
نہ رہا اب ہے تجھکو مانع کیا

جو نہین تو ہے پیشتر آتا
اور ممنونِ خویش فرماتا

نہین جاتی ہے وحشتِ خاطر
ابھی تک ہے یہ دہشتِ خاطر

موش بولا کہ کوئی شخص اگر
نہین رکھتا ہو صرف نیک نظر

بلکہ ہو جان و مال سے حاضر
وقت پر اپنے یارون کی خاطر

بے گمان دوستِ موافق ہے
ہر طرح دوستی کے لائق ہے

اور جو کاردینوی مین ضرور
کرتا ہے یار کے لیے نہ قصور

اور ہوتا ہے مال سے حامی
متوسط ہے حال سے نامی

اور جو اپنی کار کی خاطر
رکھتا ہے اپنے یار کی خاطر

کیا ہی زیبا کسی نے ہے یہ کہا | چاہیے سنکر اپنے دلمین رکھا

یار اگر چاہتا ہے ایسا نہ چاہ | جس سے دلخواہ ہو سکے نہ نباہ

چاہ ایسا کہ تیری چاہ کرے | اور تا عمر خود تباہ کرے

کچی اینٹوں سے اُٹھتا ہی جو مکان | اُسکا باران مین رہتا ہے نہ نشان

اور مین ایسا ہون کہ میری وفا | نہین ناپایدار مثل ہوا

قابل اعتبار ہون دلسے | کہ ترا خواستگار ہون دلسے

تیری صحبت کا دلسے عازم ہون | تیری درگاہ کا ملازم ہون

کھانا پینا نہ کھاؤن گا ہرگاہ | نہین آرام پاؤن گا ہر راہ

تا نہ آئیگا اعتبار تجھے | نہ بنائیگا اپنا یار مجھے

تیرا دامن نہ چھوڑونگا زنہار | ملا ہے بعد محنت بسیار

ہوش بعجلا کہ اب تری خاطر | دوستی کے لیے ہون مین حاضر

اِس لیے اتنی بحث کی ہے بیان | کہ جو ہو تجھسے کوئی عذر عیان

تو مجھے عذر ہو حضور کی حضور | اور تو بھی نہ سمجھے مجھ مین قصور

کہ یہ تھا نرم شانہ سست عنان | نہ تھا آگاہ حال اہل زمانہ

خلق سے اپنے مہربانی کرے | دوستدار ایسے قدردانی کرے

کہتے ہین یہ کلام دانش ور | چلتے ہین جو مدام دانش پر

ہے کریموں نسے انس و ساز انکو | اور لئیمون سے احتراز انکو

کہ کریم ایکدم کی الفت پر | مرتا ہے ایکدم کی کلفت پر

اور کرتا نہین ہے کم احسان | دیکھتا ہے جو ایکدم احسان

ہوکے بیگانگی سے بیگانہ | فہم و دانش سے جیسے دیوانہ

کرتا ہے دوستداری کی خاطر | یکدلی و یگانگی ظاہر

پر لئیموں نسے مانگتا ہون پناہ | دوستی کرکے کرتے ہین نہ نباہ

اپنے مطلب کے واسطے فی الحال | بھول جاتے ہین الفت صدسال

اسی باعث سے وہ جو ہین آزاد | جنکے دل ہین صفائی سے آباد

دوستی سے نہ سیر ہوتے ہین | ہوتے ہین تو بدیر ہوتے ہین

جسطرح ظرف زر نہ ٹوٹے نخست | اور ٹوٹے تو جلد ہووے درست

اور سفلہ بدیر ہوتا ہے یار | اور دشمن بھی جلد آخر کار

جسطرح کوزۂ گلی سفے الفور | ٹوٹتا ہے نہ بنتا ہے ہر طور

بجھ گئی اوسکی نار جور وجفا | ہوا عالم ضرر سے اوسکے رہا
جان عدو نے جو دی ہوا بہتر | ایسا بد زندگی سے موا بہتر
اس حکایت سے آشکار ہے یہ | کہ نہین عاقلون کا کار ہے یہ
کہ کبھی چھوڑین احتیاط کی راہ | رکھین دشمن سے اختلاط کی راہ
گرچہ اظہار خاکساری کرے | اور سو دردناک زاری کرے
کبھی اسپر نہ اعتماد کرے | مفت جان کو نہ نذر باد کرے
ہووے جو قول خصم سے مغرور | ہو چراغ اُسکی عقل کا بے نور
خصم ہو تیرا دوستدار مگر | ایسا ہو صورت نہار اگر
زاغ بولا سنے یہ تیرے کلام | محض حکمت ہین جو کہے ہین تمام
اور کان خرد کے ایسے گہر | دوسرے آتے ہین نہ جیسے نظر
نور ذاتی سے مہر سے انور | دیکھکر چشم دل سے روشن تر
پر مروت کو تیری ہے زیبا | نہ فتوت سے تیری ہے بیجا
کہ خیال مبالغہ نکرے | احتمال مضائقہ نکرے
اور باور کرے کلام مرا | اور یارون مین اپنے نام مرا

اوسکو روباہ سنے بگڑ کے کہا — کہ نہین قابل یقین ہے ذرا
کہ کبھی تجھسا مار طول و طویل — ہوسکے ایسے توبرہ مین دخیل
مار بولا کہ جو نہو باور — بیٹھون اس توبرہ مین پھر جاکر
پھر تو یہ شک تجھے رہیگا نہین — اور آئیگا تیرے دلکو یقین
کہا اوسنے کہ جو ہو چشم گواہ — اور آجاے روے صدق نگاہ
تب تو اس بات مین کرون ارشاد — جس سے چاہو نہ غیر سے پھر داد
اور ہو راہ راستی سے نہ دور — نہ ریا و غرض کا اسمین ظہور
مرد نے کھولا توبرہ کا سر — مار مغرور شیخی مین آکر
گیا اوس توبرہ مین بی وسواس — جو تھا اوس مرد سادہ دلکے پاس
بولی روباہ دیکھتا ہے کیا — اب جو دشمن کی بند مین ہی جا
زنہار اسکو پھر امان مت دے — بھول کر طاقت زبان مت دے
خصم قابو مین تیرے آئی جہان — چھوڑ مت بھول ہی جو پای امان
مونذ کر اوسنے توبرہ کا سر — ایسا کوٹا اوسے اوسی جا پر
کہ گیا جسم اوسکا ایسا کچل — کہ گئی جان زار اوس سی نکل

پیش ایک اور بھی گواہ کرے رفع کل دل کا اشتباہ کرے

تو کرون اختیار ایسی بلا جانکر یہ کہ ہے اسیمین بھلا

تھا عجب اتفاق یہ کہ وہان ایک روباہ تھی نظارہ کنان

اور جو ہور ہا تھا انکین کلام سن رہی تھی بگوش ہوش تمام

مار نے اوسکو دیکھکر حاضر کہا اشتر سوار سے آخر

کہ اب اس سے بہی کر استصواب دیکھہ دیتی ہے تجھکو کیسا جواب

اب تک اوسنے نہین کیا تھا سوال بولی روباہ جو تھی واقف حال

کہ نہین اتنا کہ تجھے یہ عیان کہ عوض نیکی کا بدی ہے یہان

تونے کیا نیکی اوس سے کی ہے بتا کہ عوض اوسکے اب بدی ہی سزا

اوس جوان نے جو کچھہ تھا گذرا وہان کیا اوس سے بجزئی سارا بیان

بولی روباہ ہوکے تو ماہر کرتا ہے عکس ماجرا ظاہر

ہے نہین عقلمند کو زیبا کہ کہے کچھہ خلاف یا بیجا

مار بولا کہ کہتا ہے یہ بجا اور یہ تو مرے ہے پاس بندھا

جب سے اوسنے مجھے ترسا کر کیا ہے جلتی آگ سے باہر

اوسکی خدمت مدام کرتا ہون | چاہیے سو تمام کرتا ہون
جب کوئی آدمی تھکا ہارا | یہان آتا ہے دہوپ کا مارا
میرے سایہ مین ایک ساعت بھر | میل کرتا ہے استراحت پر
اور پاتا ہے ہر طرح آرام | تن سے کھوتا ہے دہوپ کی آلام
لیک جسوقت آنکھ کھولتا ہے | دیکھکر مجھکو ایسا بولتا ہے
کہ فلان شاخ دستہ کو ہے بجا | اور فلان وصلہ بیل کو ہے سزا
اتنے تختہ تنہ سے پاؤن گا | اتنے در اُسنے بھم بناؤنگا
اور جو پاس ارہ یا ہے تبر | مجھے پہونچاتا ہے ضرر ضرر
کاٹ لیجاتا ہے جو چاہتا ہے | رنج دیجاتا ہے جو چاہتا ہے
گرچہ پاتے ہین مجھسے وہ آرام | تو بھی دیتے ہین مجھکو یہ آلام
چاہتا ہون کہ سایہ سے ہون شاد | چاہتے ہین کہ مین ہون بے بنیاد
مار بولا کہ گذرے یہ دو گواہ | زخم کو چاہتا بہانہ نہ چاہ
کہا اوسنے بہت عزیز ہے جان | جان سے بڑھکر نہین عزیز یہان
اِس سے دل کا اوٹھانا ہے دشوار | ہے ہزارون نہین ایک دو کا کار

اوسکے ہاتھون نے مجھے فروخت کیا
حق خدمت تمام سوخت کیا

اب وہ لیجائیگا مجھے آکر
مار دیگا ذبح گاہ مین جاکر

کیا تھا مین نے کام نیکی کا
ایسا ہے انتقام نیکی کا

کس سے ظاہر کرون یہ حال دل
کون ہے کم کرے ملال دل

مار بولا کہ اب ہوا ظاہر
اب ہوا آمادہ زخم کی خاطر

کہا اشتر سوار نے زنہار
نہین جائز ہے حکم کا اصدار

کسی جا ایک کی گواہی پر
پس اک دوسری گواہی کر

بعد ازان چاہے جو تری خاطر
کیجیو مین ہون روبرو حاضر

مار نے پھر ادھر ادھر دیکھا
اوسی صحرا مین اک شجر دیکھا

بولا اب اوس درخت سے چلکر
عقدہ اشتباہ خود حل کر

گئے ملکر وہان اوسے پوچھا
عوض نیکی کہتے ہے تو کیا

بولا ازروے رسم آدمیان
ہے عوض نیکی کا بدی ہی یہان

اور ہے نفع کا عوض نقصان
بہر تصدیق بس ہے یہ برہان

کہ یہان مین ہون ایک پاسی کھڑا
اور آتا ہے کوئی چھوٹا بڑا

بولا آ چلکے اوس سے استفسار　　کرین تا رفع ہووے یہ تکرار

الغرض پیش گاؤمیش گئے　　پھر تحصیل کار خویش گئے

مار نے اوس سے پوچھا ہمکو بتا　　کیا ہے نیکی کی اس جہان مین جزا

بولی جو پوچھے رسم آدمیان　　تو جزا نیکی کی بدی ہے عیان

کہ تھی جسوقت میری عمر جوان　　رہتی تھی ایک آدمی کے یہان

ہر برس ایک بچہ جنتی تھی　　اور دیتی تھی شیر و روغن بھی

مجھسے چلتا تھا اسکے گھر کا کام　　مین ہی تھی اوسکو باعث آرام

اب جو پیری سے تن ہوا عاطل　　اور زایندگی ہوئی باطل

چھوڑ دی میری پرورش ساری　　بند کی تھی جو کچھ خورش جاری

نہ مری پیری پر خیال کیا　　گھر سے باہر مجھے نکال دیا

بلکہ صحرا مین لاکے چھوڑ گیا　　رشتۂ انس و وفا کے توڑ گیا

چرے کچھ دن یہان فراغت سے　　ہر طرف پھرتے امن و راحت سے

پائی پھر جسم مین توانائی　　اور کچھ فربہی نظر آئی

میرا مالک یہان پر آیا تھا　　ایک قصاب ساتھ لایا تھا

پس اسی رسم پر ہے میرا عمل　　پیروی کا اثر ہے میرا عمل

تم جو رکھتے ہو خاص و عام مان　　اپنا بازار انتقام یہان

اسمین سے جیسا مول لیتا ہون　　ویسا ہی تمکو تول دیتا ہون

اس جوان نے بہت سی کی تکرار　　نہ سنی اوس نے ایک بھی زنہار

اور بولا کہ جھٹ بتا مجھکو　　پہلے اشتر کو کاٹون یا تجھکو

بولا سنکر جوان یہ اسکی مقال　　کہ نکر اپنے دلمین ایسا خیال

نہین نیکی کی جا بدی اچھی　　بلکہ دیکھی نہین کبھی اچھی

مار بولا کہ رکھہ مجھے معذور　　کہ تمھارا ہے ایسا ہی دستور

اسی دستور پر ہے میرا کار　　ہے عبث اسمین حجت و تکرار

کہا اشتر سوار نے اے مار　　مین نہین مانتا تری گفتار

پر جو اسپر گواہ پیش کرے　　اور اثبات قول خویش کرے

یعنے ثابت کرے کہ یہ دستور　　بنی آدم کا ہے نہین مستور

تو خریدون یہ تیر از خم بجان　　اور چاہون نہ اپنی جانکی امان

مار نے آس پاس کی جو نظر　　دیکھی اک گاؤمیش چرتے ادھر

صاف ہے عقل و شرع سے مسموع ہے بدی کرنی نیکو نسے ممنوع
ایسی ہی نیکی ہے بدونکے ساتھ جز بدی ہے نہ کچھ بدونکے ہاتھ
اور اس حکم سے نہین ایمن بعض تمسے ہین بعض کے دشمن
مجھ مین اور تجھ مین اصل کینہ ہے آفرینش سے وصل سینہ ہے
ایسا ہے مجھکو عقل سے ظاہر رحم بیجا ہے خصم کی خاطر
دور اندیش و ہوشیار عقیل رکھتے ہین اپنے دشمنونکو ذلیل
درج قرآن ہے کیون نہین تجھے یاد اقتلوا الاسودین ہے ارشاد
قتل تمپر ہمارا واجب ہے چھوڑنا زندہ کب مناسب ہے
بےگمان امین کی ہے تو نے خطا نہین رکھہ سکتا مجھسے چشم عطا
زخم تجکو لگانا واجب ہے عبرت دیگران مناسب ہے
کہا اوسکو سوار نے اے مار کہ تجھے سوچنا چاہیے یہ کار
کہ کوئی کرتا ہے اگر نیکی ہے بدی اوسکے ساتھ کرنیکی
کب روا ہے کہ میرا دست وفا کرے زخمی لگا کے نیش جفا
کہا اوسنے کہ رسم آدمیان دیکھتا ہون تو ایسے ہی ہین یہان

مار بولا کہ اس سخن سے گذر
اور ایسا خیال دلمین نہ کر

کہ یہان سے کبھی نہ جاؤنگا
زخم جب تک نہین لگاؤنگا

تیرے اور تیرے اونٹ کی تن پر
ایسا ہے اعتبار دشمن پر

کہا اوسنے کہ تو یہ کہتا ہے کیا
سر احسان نہ دلمین ہتا ہی کیا

تجھسے احسان نہین کیا ظاہر
کیا نہین آگ سے کیا باہر

میرے احسان کی کیا یہی ہے جزا
حافظ جان کی کیا یہی ہے سزا

مین نی جب کی ہی تیرے ساتھہ وفا
کرتا ہے کیون تو میری ساتھہ جفا

مار بولا کہ کی ہے جو نیکی
تو نے جائے نہ کی ہے سو نیکی

فی الحقیقت ہی مہربانی کی
لیک بالعکس قدردانی کی

جانتا ہے کہ کچھہ سواے زیان
مجھسے ہوسکتا ہی کبھی نہ عیان

آدمی زاد کا ہون مین دشمن
مجھسے کوئی نہ رہتا ہے ایمن

رکھا اس بات پر نہ پاہی ثبات
چاہی میری حیات جاہی ممات

عوض اوسکا ہے رنج پہونچانا
ایسے فرماتے ہین جو ہین دانا

نیکی کرنی بد و سے ہے ایسی
ہے بدی کرنی نیکو سے جیسی

اپنے دلمین کیا یہ اندیشہ
کہ اگرچہ ہے یہ ستم پیشہ

ہے بظاہر عدوے آدمیان
رحم ہے ظلم سوے آدمیان

لیکن اب عاجز و پریشان ہے
سنے مدد ایک دم مین بیجان ہے

یہی بہتر کہ اب کرون احسان
کہ ہے احسان عنایت رحمان

تخم احسان اگر لگاتے ہین
خیر نکوی ثمر بپاتے ہین

نیزہ پر توبرہ کو لٹکایا
اور نزدیک مار پہونچایا

مار جب توبرہ ہوا حاصل
مغتنم جان کر ہوا داخل

جانکر کار خیر اوسے آخر
کھینچا اشتر سوار نے باہر

پس کہا مار سے کہ باہر آ
اور جہان چاہے تیری خاطر جا

اور اس واسطے کہ آفت سے
نکلا ہے آج تو سلامت سے

ایک گوشہ مین اپنی جا پا کر
شکر کر جان پناہ کا جا کر

پھر نکر قصد مردم آزاری
مردم آزاری ہے گنہ بھاری

بلکہ موذی خلق ہے بدنام
اس جگہہ اور اوس جگہہ بدکام

ڈر کے خالق سے خلق کو نہ ستا
راہ یہ ہے جو چاہتا ہے بچا

کہ کسی قافلہ کے لوگ وہان — چھوڑ کر جلتی ہو گئے تھے روان

ایک جھوکا ہوا کا آیا تھا — اور اوسنے سرکشی مین لایا تھا

اڑے ہر سمت جو شرار اوس سے — سارا صحرا اٹھا لالہ زار اوس سے

کہ درختان خشک تھی سوزان — ہر طرف لالہ وار افروزان

درمیان اوسکے ایک مار پڑا — سوز گرمی سے بیقرار پڑا

عاجز و تنگ جاتا تھا ہر سو — لیک مخرج نپایا تھا ہر سو

تک و دو ہر طرح کی کرنے پر — ہار کر یاس سے تھا مرنے پر

کیونکہ تھا گرمی کے سبب ہر آن — جس طرح ماہی تابہ پر بریان

آگ سے اوسکے دیدۂ خونخوار — مثل کبک کباب تھی خونبار

دور سے اوس سوار نے دیکھا — مستغیثانہ مار نے دیکھا

کہ مرے حال پر ترس کھا کر — کر رہا ایسی آگ سے آ کر

رحم اگر تیری رہنمائی کرے — کیا عجب تو گرہ کشائی کرے

وہ سوار ایسا نیک محضر تھا — مظہر رحم ذات اکبر تھا

دیکھکر اوسکی گریہ وزاری — بیقراری و سخت لاچاری

تھوڑے عرصہ مین ہوگی بیزاری | توڑے گا اپنا رشتہ یاری
آئے گا اپنی اصل حالت پر | جائیگا اپنی اصل عادت پر
جیسے آب ایک جا مین ہو کے مقیم | گو بدلتا ہے طعم و بوے قدیم
تو بھی رکھتا ہے خاصیت جبلی | کہ بجھاتا ہے آگ کو ہر جا
صحبت خصم و مار ہے نہین نیک | قابل اعتبار ہے نہین ایک
الفت خصم و دوستی پلنگ | آزمایش کیوقت لاتی ہی رنگ
اور رکھتے ہین آزمودہ کار | قول دشمن نہ مانیے زنہار
گو رکھے راہ دوستی مین قدم | اور صدق وخلوص کی بھرے دم
دوستی چاہتی ہے دشمن سے | جیسے گل چاہے کوئی گلخن سے
وہ جو سن سن کے خصم کے افسون | ہوتا ہے اوسکی بات پر مفتون
عاقبت دیکھتا ہے ایسا کار | جیسا اشتر سوار نے یکبار
زاغ نے پوچھا کیسے ہے یہ بیان | موش بولا کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۳

ایک اشتر سوار پہونچا وہان | راہ مین مشتعل تھی آگ جہان

اور جان سے لینے کا ارادہ کرے | زور سے اپنے استفادہ کرے
وہان کیونکر مصالحت ہووے | اور رفع مجادلت ہووے
جب کبھی روز و شب فراہم ہون | یا کبھی نور و سایہ باہم ہون
میری تجھسے مگر صفائی ہو | تب بھی پیش خرد ہنسائی ہو
زاغ بولا بجا ہے شکر خدا | کینہ اپنا ہے اصلیت سے جدا
اور ابنائے جنس کو ہے اگر | نہ طبیعی سے ہے عارضی ہے مگر
بغض کی گرد سے ہر آئینہ | صاف ہے میرے دل کا آئینہ
صاف ہے میرا مرات خاطر | مہر الفت کا عکس ہے ظاہر
چونکہ رکھتا ہے راہ دل سے دل | حال دل جاننا نہین مشکل
تیرا دل ہوگا میرے دل کا گواہ | کہ نہین اسمین تیرے کینہ کو راہ
صاف ہی صاف آئینہ کی مثال | نہین ہے زنگ کین و مکر کا بال
میرے دلمین کیا ہی تو نے مقام | جان سکتا ہے دل کا حال تمام
بولا کر مبالغہ بسیار | تو محبت مین کرتا ہے اصرار
مین اگر دوستی کرون تجھسے | اور تو دوستی کرے مجھسے

لیکن ایسا نہین کہ بیل کو شیر — جنگ مین کر سکے ہمیشہ ہی زیر
شیر سے بیل ہارتا ہے کبھی — شیر کو بیل مارتا ہے کبھی
اور ایسا نہین ہے یہ کینہ — تسلی نہ جس سے ہو سینہ
کہ ہے مرہم پذیر اسکا ریش — بھرتا ہے ایک روز کم یا بیش
یعنے فاتح سے فتح پاتا ہے جو — کچھ تسلی سے دلمین پاتا ہے سو
دوسری یہ کہ ہووی اوس سے زیان — ایک جانب ہی کو ہمیشہ عیان
اور ہو دوسرے کو سود سدا — نہ زیان جانب زیان کو ادا
جیسے ہے موش وگربہ کا کینہ — نہین ممکن تسلی سینہ
کہ مضرت ہے یک طرف قائم — منفعت دوسری طرف دائم
ایسا کینہ کبھی نہین گھٹتا — ڈاٹنے سے کبھی نہین ڈٹتا
گردش روزگار بھی ہر گاہ — نہ بدل سکتی ہے اوسے ہر راہ
اور نرکھتا ہے اختلاف زمان — اسکے عقدہ کو کھولنے کی توان
پس جہان ایک کا ارادۂ جان — بے سبب دوسرے سے ہووی عیان
یعنے پہونچا نہووے آگے ضرر — نہ پہونچنے کا ہووے آگے خطر

یعنے

موش بولا کہ کوئی کینہ نہین | کینۂ ذاتی سا اثر مین نہین
کیونکہ جو دو ہین عارضی کینہ | ہو تو پھر صاف ہو سکے سینہ
کہ نہین رفع اوسکا نا ممکن | دفع ہو سکتا ہے سدا ممکن
لیک جو ہووے اصل سے جا گیر | اور رکھتا ہو ہر دو سو تاثیر
اور ساتھہ اوسکے کچھہ نیا کینہ | انکا میلا کرے سوا سینہ
اور پچھلے مجادلت کے ساتھہ | ملین تازہ منازعت کے ہاتھہ
تو صفائی کینہ تا آخر | حد امکان سے ہوتی ہے باہر
ایسا کینہ ہے ہر طرح بدتر | نہین رہ سکتا ہر طرح حذر
نہین ہے ایسے آدمی کی توان | کہ صفائی کرے کچھہ اسکی عیان
اثر اوسکا ضرور ہوتا ہے | جیتے جی وہ نہ دور ہوتا ہے
سر سے اوسکا کبھی نہ سر جائے | تا نہ سر دوش سے اُتر جائے
یاد اگلو سنے ہے مجھے آتی | کہ ہے دو نوع کینۂ ذاتی
ایک اِسنے یہ ہے کہ اوسکا اثر | کرتا ہے ایک کو اونہو نسے ضرر
جیسے شیر زیان و پیل دمان | نہین ملتے کہین بغیر زیان

فائدہ کیا تجھے ستانے سے — اور کیا سیری تجھکو کھانے سے
اور ابقاے ذات سے تیرے — الفت و التفات سے تیرے
نفع ہووین گے ہرطرحکے عیان — رفع ہووین گے ہرطرحکی زیان
نہین زیبا کہ آکے دورسے مین — پھرون ناخوش تری حضوری مین
دست رد میرے سینہ پر رکھے — دہیان کچھ میرے کینہ پر رکھے
رکھکے تو ایسی خصلت نیکو — رنج پہونچاتا ہے مرے جیکو
نہین زیبا جو کوئی آئے پاس — اوسکی تکلیف کا نہ آئے پاس
رحم لائے نہ اُسکے آنے سے — پھیرے مایوس آستانے سے
نیکنامی ہے خاطر غربا — کیون نہ پھر تیرے شہر مین ہو روا
خوبی خلق ہے تری ظاہر — اس لیے جمع ہے مری خاطر
کہ مجھے اپنے لطف سے ہرگاہ — نہین محروم کرنے کا ہرراہ
اور خوشبوے مہربانی سے — اپنے الطاف و قدردانی سے
نہین رکھنے کا اسے مقام رجا — تا معطر مرا مشام رجا
کہ مسافرنوازی کا دستور — ہے نہین تجھسے مخفی و مستور

کونسا ایسا طفل راحت ہے — جسمین اب مجھکو استراحت ہے
بولا اے شوخ کہتا ہے تو کیا — جانتا ہے مگر مجھے جھوٹا
اور رد کرتا ہے کلام مرا — ہے بجا تجھسے انتقام مرا
اتنا کہہ کر اوسنے تمام کیا — اور اپنے لیے طعام کیا
پڑا وہ کبک خوش خرام نظر — جسکو باز قضا سے تھی نہ خبر
یہ مثل کی ہے اس لیے مذکور — کہ ترے لوح دل پہ ہو مسطور
کہ جو ناجنس سے ہے صحبت دار — یا نہین جسسے ایمنی زنہار
دوستی مین زیان اوٹھاتا ہے — کبک کی طرح جان گنواتا ہے
روز عمر اوسکا ہوتا ہے آخر — شب مرگ اوسکی ہوتی ہے ظاہر
ایسی ہی مین بھی ہون ترا کھانا — دوستی میری جانتا ہے جانا
کسطرح ہوگا تیرے ساتھہ نباہ — نہ طمع سے تری ملے گی پناہ
اس لیے اپنے درمیان جاری — کیسے ہو سکتی ہے رہ یاری
اور اسباب دوستی زنہار — کیسے ہو سکتے ہین کہین تیار
زاغ بولا کہ سوچ اے زیرک — اور دلمین نہ لا کبھی یہ شک

ڈوبی کشتی عمر میری یہان | گو کرے فکر ناخدا سے گمان
تو بھی ہے اوس سے مخلصی دشوار | فکر تخلیص اوسکی ہے بیکار
رشتۂ زندگی مرا ٹوٹا | دست فکر درستی سے چھوٹا
نہین ممکن کہ اب درستی پائے | اس طرح ٹوٹا کب درستی لائے
نہ وفا یار سے نہ جانسے امید | نہ زمانسے نہ آسمانسے نوید
اس طرح کرتا تھا یہ دلسی کلام | دل تھا اندوہ و رنج و غم کا مقام
باز آتا نہ جفا و ستم سے | چنگ و منقار تیز کرکے نہ کم
چاہتا تھا کہ کوئی حیلہ ہو | کبک کے کھانے کا وسیلہ ہو
لیک کبک احتیاط کرتا تھا | اور ادب سے نہین گذرتا تھا
اس لیے کوئی حیلۂ زیبا | جیسا مطلوب تھا نہین دیکھا
آخر اوسنے غضب سے اوسکو کہا | کہ بھلا کسطرح یہ ہووے روا
کہ سہو نہین تو دھوپ کے آلام | اور تو سایہ مین کرے آرام
کبک بولا کہ اے امیر زمان | شب ہے اسوقت آفتاب کہان
تاب کس آفتاب کی ہے یہان | جس سے ہین آپ بیقرار و طپان

کینۂ کبک سینہ کے اندر | باز کو لایا کینہ کے اندر
ناصح عقل جہد کرتا تھا | اوسکو تنبیہ جہد کرتا تھا
پر یہ سنتا نہ تھا بگوش قبول | جہد ناصح تھا ایک جوش فضول
قید پیمان سے ہوکے آزادہ | کبک کے کھانے کو تھا آمادہ
قصد دل کا نہ فاش کرتا تھا | کچھ بہانہ تلاش کرتا تھا
کبک نے دیکھے جو غضب کے نشان | اسکے چہرہ سے صاف صاف عیان
سرخ تھے اسکے دیدۂ خونخوار | جانا خون ریزی کے لیے تیار
بے طرح دلمین درد سہنے لگا | کھینچکر آہ سرد کہنے لگا
جانکر تجربہ عشق کو پر سود | کودا تھا بحر گوہر مقصود
نہ تھا آگہہ کہ موجین ہین خونخوار | ہووے گی اسنے مخلصی دشوار
حیف ہے پیشتر رہا قاصر | عاقبت پر نہین ہوا ناظر
ایسے ناجنس کا رفیق ہوا | بحر آفت مین اب غریق ہوا
نہوا اس کلام پر عامل | کہہ گئے ہین جو مردم کامل
غیر جنس اپنا جو مصاحب ہے | اجتناب اوس سے کرنا واجب ہے

گرچہ اوسنے بہت سے عذر کیے | پر جواب اوسنے اسطرح کے دیے
کہ اسے عاقبت کیا قائل | اور اپنی طرف کیا مائل
ہوا طرفین سے نہ کم سیلان | دوستی کے لیے نہ کم پیمان
کبک اوس درز سے بدر آیا | باز اوسکو اوٹھا کے گھر لایا
دونون آپسمین ملکے رہنے لگے | اور حالات دل کے کہنے لگے
ہوئی دو تین دن خوشی سے بسر | رہا اوس کبک کو نہ باز سے ڈر
پس دلیرانہ پیش آنے لگا | نہ ڈرا یا وخوش لانے لگا
نہین رکھتا تھا کچھہ لحاظ ادب | بولتے ہنستا تھا بغیر سبب
گوش اوسپر نہ باز کرتا تھا | باعث حلم در گذر تاتھا
گو بظاہر نہین بگڑتا تھا | کینہ سینہ مین جا پکڑتا تھا
ہوا بیمار ایک دن وہ باز | نرہی تن مین طاقت پرواز
نکلا باھر نہ آشیانے سے | رہا مجبور طعمہ لانے سے
اور جسوقت وقت شب آیا | کھانا جو کھاتا تھا نہین پایا
آتش اشتہا ہوئی غالب | قوت طامعہ ہوی طالب

تیرا سر پنجۂ غضب اثر — گر سے جان میری جسم سے باہر

یہی بہتر کہ ہو کے گوشہ گزین — رایت بندگی اٹھاؤن نہین

کیونکہ ہے بندگی شاہ زمان — بے بلا بے خطر جہا نہین کہان

جب نہین دید مہر کی طاقت — ہے مناسب یہی بہر حالت

کہ رہون اوفتادہ مثل دیوار — عکس دیوار سا پس دیوار

باز بولا کہ اے ستودہ خصال — تیرا جانا ہوا نہین ہے یہ حال

کہ نہین چشم دوستی زنہار — عیب بینی سی رکھتی ہے کچھ کار

بلکہ یارون کی خصلت بیجا — چشم یاری مین لگتی ہے زیبا

زہر یارون کا کم شکر سے نہین — عیب یارونکا کم ہنر سے نہین

مین جو چشم وداد سے ہر آن — ہون تری چال و چال کا نگران

اور ترے قول و فعل کو دائم — فرد الفت مین کرتا ہون قائم

پھر کبھی تیری گفتگو مین بھلا — کھینچ سکتا ہون کیسے خطِّ خطا

اور ترے قول و فعل پر دائم — عیب کر سکتا ہون کبھی قائم

عیب بین ہوتے ہین نہ اصلا یار — عیب بینی ہے دشمنون کا کار

دوسرا مجھکو لیچلون گا وہان | رکھتا ہون اپنا آشیانہ جہان
پاکے رہنے کو ایسی جای بلند | اور محفوظ جیسی آئے پسند
پائے گا ایسا درجۂ اعزاز | ہوگا ابنائے جنس مین ممتاز
تیسرا تیری جنس سے جوڑا | میل جسکی طرف نہو تھوڑا
لاؤنگا ڈھونڈھکر تری خاطر | با ہمہ حسن باطن وظاہر
باندھونگا اوس سے تیرا عقد نکاح | گذری گی عمر بھر بعیش وفلاح
نہ سہے گا تو آسمان کے ستم | نہ اوٹھائے گا تو زمان کی الم
تیری امید ہووے گی حاصل | ہوگا معشوق مدعا واصل
بولا وہ کبک سنکے اے سلطان | تو ہے سلطان جملۂ مرغان
طائرون پر ہے اختیار تجھے | جان ایک اپنا باجدار مجھے
جیسے ہین اور باجدار بہت | تیری قربت کے حق گذار بہت
تیری قربت نہین زیانے تھی | لیک ہے ہر طرح امان سے تہی
تیری الفت سے جو ہوا استظہار | اور صحبت سے ہووے استنصار
[illegible] ایک دن صیاد | ہووے کچھ ناموافق خاطر

میرا اور تیرا وصل ہووے مگر — سایۂ و آفتاب کا ہوا گر
چھوڑ دے تو یہ اپنی فکر محال — نہین ہے کامیابی اسکا مآل
باز بولا کہ اے عزیز زمان — اپنے دلمین ذرا ہو فکر کنان
کہ نہوتا جو مہر سے مائل — تجھسے کیون ہوتا اسطرح قائل
میرے چنگال مین نہین ہے ضرر — کہ نہو صید کوئی تجھسا دگر
اور منقار مین بھی ہے نہ زیان — کہ ہو تحصیل طعمہ کی نہ توان
پر تمنا تری محبت کی — اور خواہش تری مودت کی
متقاضی دوستداری ہے — فائدہ مند تیری یاری ہے
تجھکو بھی میری دوستی ہر گاہ — فائدہ مند ہوویگی ہر راہ
فائدہ تین تو ہین یہ ظاہر — تجھے بہر فراغت خاطر
پہلا ابنائے جنس میرے سب — میری ظل معاونت مین جب
تجھے دیکھین گے تربیت پاتا — اور ہر طرح تقویت پاتا
دست ظلم و جفا کرین گے کم — بلکہ تعظیم کا بھرین گے دم
نہ رہے گا کہین انہون کا خوف — چین سے ہر کہین کریگا طوف

اب ہوا تیرے حال سے آگاہ	تیرے فضل و کمال سے آگاہ
تیرے آواز نے کیا مفتون	شوق انداز نے کیا افزون
اور رفتار نے کیا مائل	ہوا اگلا خیال کل زائل
اب ہے دلمین امید یہ ہر آن	میری جانب سے تو نرہ ترسان
دل کو میری موافقت پر لا	آرزوئے مرافقت برلا ہا
رکھونگا ہر طرح تری خاطر	تابع خود سمجھہ مری خاطر
کہ نتیجہ ہے دوستداری کا	ایک سرمایہ سود جاری کا
اور لاتے ہین دوستی کے شجر	منفعت ہی کے تازہ تازہ ثمر
ایسے ہین اتحاد کے اشجار	بار مقصود لاتے ہین ہر بار
بولا وہ کبک سنکے ای سرور	سایۂ مہر رکھہ مرے سر پر
مجھہ مصیبت زدہ سی ہاتھہ اوٹھا	اس جہان نے نہ ایک ساتھہ اوٹھا
حال پر میرے رحم دل لاکر	کھا کسی اور کبک کو جاکر
مین کہان تو کہان کہان دیدا	یہ خیال محال ہے بیکار
میرا اور تیرا ہو وصال کہان	آب و آتش کا اتصال کہان

اِس جہان مین جو کوئی ہے یار | شجر عشرت اوسکا ہے ثمر
کبک ہی یہ رفیق خوش منظر | دیدے سے اوسکے چشم دل انو
اور خندان رخ وشکر گفتار | اور پاکیزہ روح وخوش ق
حرکات اسکے ہین پسندیدہ | سکنات اِسکے خوب سنجید
دم کو ایسے کی صحبت غم کاہ | رکھتی ہے ابتہاج کے ہمرا
دل رفاقت سے ایسے کے دائم | رہتا ہے جاے عیش تر و تا
اور سینہ کو گرچہ ہو پر غم | قرب ایسے کا رکھتا ہے خو
یار وہ چاہیے جو یاری کرے | وقت پر مل کے غمگساری کر
میرے آگے جو ایکدم آوے | میرے دل سے غبار غم جا
الغرض ہو کے دلسے یون قائل | ہوا اوس کبک کی طرف مائل
پڑی اوس کبک کی جو اسپہ نظر | خوف سے تھرتھرایا اِسکا جگ
ہو گیا ایک در زمین داخل | جو نہ تھی دخل باز کے قابل
باز نے اوسکے روبرو آکر | کہا کل حال ایسے سمجھا کر
کہ نہ تھی اب تلک مجھے یہ خبر | کہ تری ذات مین ہین ایسے

صحبتِ غیر جنس سے ہمہ حال | روح کو رہتا ہے ہمیشہ ملال
اور تو ظاہر ابھی ہے دشمن | تجھسے ہرگز نہین ہونین امین
جو کوئی بنتا ہے کسی کا یار | جان کرا اپنا دشمن خونخوار
عاقبت دیکھتا ہے وہ ایسا | دیکھا تھا ایک کبک نے جیسا
زاغ نے پوچھا کیسے ہے یہ بیان | موش بولا کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲

دامن کوہ مین تھا کبک دری | ناز سے کر رہا تھا جلوہ گری
قہقہ اوسکا چرخ مین پیچان | جان اونہین دیتا تھا جو تھی بیجان
اتفاقاً کوئی شکاری باز | آیا کرتا ہوا ادھر پرواز
اوسکی آواز نے کیا شیدا | عشق انداز نے کیا پیدا
اوسکی رفتار پر ہوا حیران | ہوا پھر مصاحبت میلان
کہا دل سے کہ دیکھتا ہون جدہر | کوئی بے یار آتا ہے نہ نظر
یار سے کسکو ہے گریز یہان | جو ہے نے یار ہے اسیر یہان
کہتے ہین ایسا صاحب اخبار | جو ہے نے یار رہتا ہے بیمار

زاغ بولا کہ اس سخن سے گذر
مجھے محروم دوستی سے نکر

کیونکہ اہل کرم سے ہے افسوس
اہل حاجت کو جانی دین مایوس

اہل ہمت کے آتا ہے جو حضور
نہین محروم جائے پاتا ضرور

آیا ہون مین تری حضور یہان
حادثات زمان سے بہر امان

کہ پڑا تیرا آستانہ نگاہ
واقعات زمان سے جای پناہ

تجھکو دیکھا ہے پھر کے سارا جہان
بجز اس در کے ہے نہ جای امان

اپنے سر کو کہین بھی رکھنی کی جا
نہین پاتا اس آستان کے سوا

اب تو اس آستانہ پر آ کر
بنا ہون خاک کی طرح چاکر

میری قسمت مین اب خدمت ہے
اسی خدمت مین میری عزت ہے

سارے جور و جفا اوٹھاؤنگا
پر یہان سے نہ اوٹھکے جاونگا

تیغ سے مارے تو ہی تو حاکم
رکھے خدمت مین تو ہون مین خادم

موش بولا کہ چھوڑ مکر و دغا
دام زرق و فریب کا نہ بچھا

مین ہون آگاہ ہر طریقت سے
کل بنی نوع کی طبیعت سے

تو جو ہمجنس ہے نہین میرا
خوف ہے دلکو بالیقین تیرا

کہ مجھے دوستی مین کر مقبول ۔ تیری خدمت مین تا رہون مشغول

رکھتا ہے دل تری طرف میلان ۔ رہتا ہے بہر دوستی حیران

حال دل تجھسے کر دیا ظاہر ۔ کہ جو کچھہ چاہے اب تری خاطر

بولا یہ التماس ہی بے سود ۔ کہ رہِ دوستداری ہے مسدود

میرے اور تیرے درمیان دائم ۔ کیسے ہوسکتی ہے پھر اب قائم

تیری بازار مین ہے سود کہان ۔ کہ فقط جانکا دیکھتا ہون زیان

ایسے سودا مین چاہیے طرفین ۔ کم سے کم ہو مسافتِ شرقین

آہن سرد کوٹ مت آکر ۔ اور نہ اُس شے کی کر طلب جاکر

ہاتھہ مین آنا جسکا ہو دشوار ۔ نہین کرتے ہین عاقل ایسا کار

کیونکہ جس شے کا ہی حصول محال ۔ جست وجو اسکی ایسی ہی جہال

کہ زمین پر جہاز رانی کرین ۔ آب پر یا فرس دوانی کرین

وہ جو کرتا ہے جست وجوی محال ۔ دیکھتا ہے خجالت اسکا مآل

بلکہ خود کو سمجھتا ہے نادان ۔ کہ نہ تھا ایسا کرنا کچھہ شایان

جا کے کر دوسرا شکار پسند ۔ کہ کرے گا یہان نہ کار کمند

پر کیا اوسنے اوس سے استفسار — کہ تجھے میرے ساتھ ہی کیا کار

اور ہے مجھکو تجھسے نسبت کیا — پھری ہے آج مجھسے قسمت کیا

زاغ نے ابتدا سے صورت حال — انتہا تک کہی تمام و کمال

اور اسکی سراہے عہد وفا — کیے تھے جو کبوتروں سے ادا

سے مینے جانا ترا کمال وفا — اور دیکھا ترا جمال صفا

آفرین ہے تری مروت پر — اور تحسین تری فتوت پر

یار ہون ایسے اعتبار کے ہون — وقت پر یار اپنے یار کے ہون

ثمرۂ دوستی نظر آیا — واقع آفت و خطر پایا

یہ مصیبت زدہ گہر آفت ہے — بچ گئے پاکے ثمرۂ رافت

یہ اگر تجھسا یار پاتے نہین — اپنے گھر زینہار جاتے نہین

تو نے الفت سے اختصاص دیا — انکو اس قید سے خلاص کیا

گو بظاہر خلاف طینت ہے — پر یہی دل سے صاف نیت ہے

کہ کرون تجھسے دوستی پیدا — کہ ہے دل بہر دوستی شیدا

اس لیے تیرے پاس آیا ہون — اور یہ التماس لایا ہون

اِس لیے ایسے شخص کی رافت — جو مدد ہوسکے گہ آفت
نہین مستغنی ہونے کے قابل — چاہیے کرنی ہرطرح حاصل
شرق سے غرب تک ہین ہم ہم — چاہیے جیسے ویسے ہین کمتر
اپنے مطلب کے یار ہین سبیار — تیرے مطلب کا ایک ہے دشوار
پس گیا در پراور دی آواز — کیا عجز ونیاز کا آغاز
کیا زیرک نے اوس سے استفسار — کون ہے اور رکھتا ہے کیا کار
کہا اوسنے کہ زاغ ہون کچھہ کام — رکھتا ہون تیری ساتھہ انجوش نام
موش تھا ہوشمند و انشور — رہتا تھا کاربند دانش پر
آزمائے تھا سخت ونرم زمان — اور اوٹھائے تھا سرد وگرم جہان
کھودے تہے اوسنے بہت سے بل — تاکہ بھاگے جو کچھہ پڑے مشکل
اور ہربل مین چند راہ نہان — جو تھین وقت بلا پناہ عیان
چارہ ہرحادثہ کا پیش وقوع — کرتا تھا بہر حفظ خویش شروع
اور ہرکار کے لیے تیار — رکھتا تھا حسب مصلحت تیار
سنی آواز زاغ کی جبدم — ہوا لرزان نہ اپنے دلمین کم

وغم و شادی مین ہے یار نہین | یار تیرا ہے زینہار نہین

موش بولا کہ آفرین ہے تجھے | پاس اخلاص بالیقین ہے تجھے

خوے ارباب فکرت ہے یہی | راے اصحاب اہلیت ہے یہی

ایسی خوئے پسند سے دائم | ہوگا دلہاے خلق مین قائم

تیری یاری کا اعتبار بہت | اور ہووین گے تیری یار بہت

رہیگی تیری کل رعایا شاد | رکھے گی تیرے ملک کو آباد

دوستی کے لیے وہی ہے بجا | ہو سکے جس سے کار ستمہ روا

الغرض اوسنے کرکے جہد بسند | کاٹے کل اوسکے دوستدار کی بند

بعد اوسکے مطوقہ کا گلا | کیا آزاد کاٹ بند بلا

ہوکے رخصت گئے کبوتر سب | گیا موش اپنے بل کے اندر تب

موش کی دستگیری و امداد | دیکھکر زاغ کا ہوا دل شاد

اوس سے یاری وہمدمی چاہی | چاہنے مین نہ کچھہ کمی چاہی

نہین کم جانا اوسکی صحبت کو | مغتنم مانا اوسکی صحبت کو

کہ مجھے بھی کبوترونکا یہ حال | کبھی پیش آئی تو نہین ہے محال

اور اگر راہ پائے دلمین زبان
کم ملے عضو ونکو امن سے نہ امان

کم جو چاکر ہون کچھ ملال نہین
کم نہو بادشہ کا بال کہین

کسنکے پا سخن مُطوِّقہ نے دیا
کہ جو آغاز کہو لنے کا کیا

پیشتر مجھکو تو ہے مجھکو یہ ڈر
کہ ندامت سے ہو گا تجھکو ضرر

اور یہ مبتلا ہے دام بلا
کم نہ دیکھین گے اژدہام بلا

نہین ہونے کے جیتے جی آزاد
صید اندوہ ہووینگے ناشاد

کیونکہ جیسا ہے تجھکو میرا خیال
انکا ہونا ہے ایک امر محال

اور جو مین بھی انکے ساتھ رہا
بچنا ان سب کا انکے ہاتھ رہا

کہ بڑہیگا اگرچہ تیرا ملال
پر گھٹیگا نہ دلسے میرا خیال

تو نہین رکھنے کا مجھے ناشاد
کریگا عاقبت انہین آزاد

ہے مروت سے تیری ایسا یقین
دیکھنے دے مجھے ہے جیسا یقین

اور کہتے ہین رہنمائے وفا
ایک یہ بھی ہے مقتضای وفا

کہ رہے ہین جو وقت آفت ساتھ
چاہیے رہنا وقت راحت ساتھ

شادی وغم مین جو ہے یار ترا
فی الحقیقت ہے دوستدار ترا

کہ بحکم خدائے رب کرام | پیشوائی انہونکی ہے مرے نام

واجب حال سے ہے تعہد حال | چاہیے ہر طرح انہونکا خیال

یہ رعیت ہین اور مین سرور | حق واجب ہے دونون کی سر پر

یہ تو حق اپنا کر چکے ہین ادا | تہا ادا کرنا جیسا انکو بجا

کہ انہین کی معاونت سے وہان | دست صیاد سے ملی ہے امان

مجھے بھی کرنا اپنے حق کا ادا | ساتھ مین انکے ہے درست و بجا

کہ اگر چھوڑون انکو بیچارہ | پیشوائی ہے میری بیکارہ

اپنا آرام چاہتا ہے جو شاہ | اور رعیت کو چھوڑتا ہے تباہ

تیرہ کرتا ہے چشمۂ شوکت | خیرہ کرتا ہے دیدۂ دولت

پھر خود تو اگر ہے راحت خواہ | ملک مین اپنے پھر نہ راحت چاہ

موش بولا کہ اے عزیز الجان | ہے رعایا مین اس طرح سلطان

جسطرح جسم مین ہے جان قائم | یا ہے دل تن کی درمیان قائم

پس بلحاظ اسکے حال کا ہے ضرور | کیونکہ جب تک نہ اوسمین آئی فتور

اور ہووے صلاح پر مائل | نقص اعضا سے تن نہو زائل

خار آفت جو کوئی کھاتا نہین | گل راحت ہمیشہ پاتا نہین
نامرادی مین ہے مراد نہان | جو سمجھتا ہے سو ہے شاد یہان
ایسے سمجھا کے کاٹنے لگا بند | صرف اوسکا اوسے ہوا نہ پسند
بولا اے مہربان مشفق خاص | پہلے کر میری دوستونکو خلاص
انکی جانب سے جمع کر دل کو | پھر مری مخلصی پہ مائل ہو
اسپر اوسنے نہ کچھ خیال کیا | نہ ذرا ترک اشتغال کیا
تب تو اوسنے مبالغہ سے کہا | کہ اگر چاہتا ہے میری رضا
اور رکھتا ہے دوستی کا خیال | تو ہی شرط وفا یہی ہمہ حال
کہ مرے دوستدارونکی خاطر | مجھسے پہلے رہائی کر ظاہر
روبرو انکے مجھکو مت شرما | مجھکو مرہون لطف خود فرما
موش بولا کہ تیری یہ گفتار | ہے نہین بے مبالغہ زنہار
نفس کو اپنے جانتا ہے ہیچ | اور حق اوسکا مانتا ہے ہیچ
اور اس نکتہ پر نہین ہے عبور | ابتدا اپنے نفس سے ہی ضرور
سنکر اوسکو مطوقہ نے کہا | کہ ملامت مری نہین ہی روا

جب اُترتی ہے آسمان سے قضا — اندہے اور بہری ہوتے ہین عقلا
ماہیان یم سے آتی ہین باہر — مرغ پھنستے ہین جال مین جاکر
یہ قضا ایسی بادصرصر ہے — کانپتی جس سے خلق تھر تھر ہے
نہین یہ قول زیرکان باطل — کہ قضا ہوتی ہے جہان نازل
ہوتے ہین عقلمند ونادان ایک — اور فرمان پذیر وسلطان ایک
زور وزر سے ٹلے نہ حکم قضا — نہین حکم قضا مین چون وچرا
سُنکے زیرک نے یہ کہا اے یار — فکر اس حال سے نہین زنہار
جسکا خیاط خواہش یزدان — سیتا ہے حکمۃ لباس جان
جیب مین خواہ گوہر دولت ہو — ذیل مین خواہ طرز نکبت ہو
عین احسان ہے محض لطف وکرم — نہین آگاہ اسکی اصل سے ہم
اور دانائے واقف اسرار — اسی معنے مین کرتے ہین تکرار
کہ نہ رکھو درد وصاف سے مطلب — لطف ساقی ہے پاتے ہین جو سب
اور اگلے بزرگون کا ہے بیان — کہ ہے راحت کی ساتھ رنج عیان
نہین پاتا ہے کوئی نوش صفا — تا کہ سہتا نہین ہے نیش جفا

دیکھی ناگاہ ایسی جاے بلا | کہ ہوے سارے مبتلاے بلا
موش بولا کہ ہے عجب بیشک | کہ جو ہے تجھسا دور بین زیرک
سو مقابل نہ ہو قضا کے ساتھ | اور روکے نہین قضا کے ہاتھ
یا نہ تدبیر کی سنبھالے سپر | اور خود سے نہ ٹالے تیر قدر
بولا سنکر مطوقہ اے یار | کہ نکر ایسا ذکر تو زنہار
جو ہین مجھسے زیادہ دانشور | اور نازان ہین اپنی دانش پر
اور افزون ہین شان و شوکت مین | زور و طاقت مین جاہ و دولت مین
سو بھی پیش قضا ہین بیچارہ | اپنی کوشش سمجھہ کے بیکارہ
اور حکم قدر اُٹھاتے ہین | نہ ذرا سرکشی دکھاتے ہین
کون ہے جو سر قضا کو جھکاے | کون ہے جو نہ حکم اوسکا اُٹھاے
حکم جو حاکم قضا فرماے | ماہی خود بحر سے ہوا پر آئے
اور مرغ ہوا زمین پر آئے | بلکہ مسکن زمین کے اندر پاے
ایسا مخلوق آتا ہے نہ نظر | کہ نہو تابع قضا و قدر
کھائین ذرات ساری پیچ اگر | روبروے قضا ہین ہیچ مگر

کیسے اس دام مین اسیر ہوا
دوربین ہو کے کیون بصیر ہوا

دیا سنکر مطوقہ نے جواب
کہ سوال ایسا ہے خلاف صواب

کون کر سکتا ہے قدر سے حذر
کہان رک سکتی ہے حذر سے قدر

کہ جو ہین ہر طرح کی سود و زیان
یا جو ہین نیکی و بدی زمان

ہین قضا و قدر کے فرمان پر
انکی ہستی ہے انکی فرمان پر

کرتا ہے کاتب رضا جو بات
ثبت صفحات حال مخلوقات

وقت پر پاتی ہے ظہور ضرور
نہین و کہلاتی ہے قصور ضرور

اوس سے ہے اجتناب بی حاصل
کیا ہی پھر اجتناب سے حاصل

تلخ و شیرین جو کردیا ہے رقم
تیری ترشی سے ہونیکا ہی نہ کم

خواہش حق نے ایک ساعت مین
ڈالا اس ورطۂ ہلاکت مین

دانہ کو ہو کے دام کے ساتر
مجھپر اور یارون پہ کیا ظاہر

گرچہ تھا دوربینی سے فارغ
اوران سکو جلدی سے مانع

پردۂ غفلت ایسا ڈال دیا
مجھے بھی اندہے کی مثال کیا

میری عقل رسا و رای رزین
رہین اسوقت پہ ٹھکانہ نہین

موش ہے ایک میرا یار یہان
نام زیرک ہے ہوشیار زمان

دوستی مین ہی اختصاص اوسے
پاس ہے دوستی کا خاص اوسے

ہے ہوادار باوفا ایسا
ہے وفادار باصفا جیسا

ہے رفیق شفیق باخلاص
ہے شفیق رفیق خاص الخاص

وہ اگر لطف سے کرے امداد
شائد اس قید غم سے ہون آزاد

کہ بجز اوسکے اور کوئی نہین
جو ہوا اسوقت آکے اپنا معین

پس یہ اوس بادیہ مین آئی جہان
اوس وفادار موش کا تھا مکان

ٹھوکا در اشتیاق کا بیشک
اور آواز دی کہ ای زیرک

سنکے زیرک مطوقہ کی صدا
نکلا بل سے کہ پھر ٹھہر نہ سکا

لیک دیکھا جو دام مین محبوس
شادمانی کی جا ہوا افسوس

چشم سے اشک غم بہانے لگا
کم نہین یم کے یم بہانے لگا

اور درد جگر سے کھینچ کے آہ
کر دیا گنبد سپہر سیاہ

دیکھتا ہون مین کیسا تیرا حال
صبر اس حال مین ہے امر محال

کس طرح مین ہون رنج سے آزاد
دیکھکر تجکو قید مین ناشاد

...کیسے اس دام مین اسیر ہوا — دور بین ہو کے کیون بصیر ہوا

...سنکر مطوقہ نے جواب — کہ سوال ایسا ہے خلاف صواب

...ن کرسکتا ہے قدر سے خدر — کہان رک سکتی ہے حذر سے قدر

...ہین ہر طرح کی سود و زیان — یا جو ہین نیکی و بدی زمان

...ضا و قدر کے فرمان پر — انکی ہستی ہے انکی فرمان پر

...ہے کاتب رضا جو بات — ثبت صفحات حال مخلوقات

...پر پاتی ہے ظہور ضرور — نہین وہ کہلاتی ہے قصور ضرور

...سے ہے اجتناب بی حاصل — کیا ہی پھر اجتناب سے حاصل

...ین جو کر دیا ہے رقم — تیری ترشی سے ہونیکا ہی نہ کم

...ت نے ایک ساعت مین — ڈالا اس ورطۂ ہلاکت مین

...کے دام کے ساتھ — مجھپر اور یارون پر کیا ظاہر

...بینی سے فارغ — اور ان سکو جلدی سے مانع

...ایسا ڈال دیا — مجھے بھی اندھے کی مثال کیا

...ا وراے زرین — رہین اسوقت پر ٹھکانہ نہین

موش ہے ایک میرا یار یہان نام زیرک ہے ہوشیار زمان
دوستی مین ہی اختصاص اوسے پاس ہے دوستی کا خاص اوسے
ہے ہوادار باوفا ایسا ہے وفادار باصفا جیسا
ہے رفیق شفیق باخلاص ہے شفیق رفیق خاص الخاص
وہ اگر لطف سے کرے امداد شائد اس قید غم سے ہون آزاد
کہ بجز اوسکے اور کوئی نہین جو ہو اس وقت آکے اپنا معین
پس یہ اوس بادیہ مین آئی جہان اوس وفادار موش کا تھا مکان
ٹھوکا در اشتیاق کا بیشک اور آواز دی کہ ای زیرک
سنکے زیرک مطوقہ کی صدا نکلا بل سے کہ پھر ٹھہر نہ سکا
لیک دیکھا جو دام مین محبوس شادمانی کی جا ہوا افسوس
چشم سے اشک غم بہانے لگا کم نہین یم کے یم بہانے لگا
اور درد جگر سے کھینچ کے آہ کر دیا گنبد سپہر سیاہ
دیکھتا ہون مین کیسا تیرا حال صبر اس حال مین ہے امر محال
کس طرح مین ہون رنج سے آزاد دیکھکر تجکو قید مین ناشاد

سنکے اوس راہ سے وہ باز آئے ‌ ‌ منہ عمارات کی طرف لائے

جب وہ صیاد کو نہ آئے نظر ‌ ‌ پھرا ہو کر اوداس پاس سے گھر

لیک تھا زاغ اسیطرح سے رواں ‌ ‌ حال تخلیص تا کہ دیکھے عیاں

اور جو تجربہ عیاں ہووے ‌ ‌ اسمین کچھ فائدہ نہاں ہووے

کہ کسی وقت کام مین آوے ‌ ‌ مرغ مطلوب دام مین آوے

اور ہو کر اس آیہ پر عامل ‌ ‌ آپ ہو نیک بختو نمین شامل

ہے وہی نیک بخت دانشمند ‌ ‌ لیتا ہے حال غیر سے جو پند

دیکھکر اور ونکا جو سود و زیان ‌ ‌ بہرہ ور ہو سو ہے عقیل زمان

سود ہو جسمین اوسکو لے ہر طور ‌ ‌ ہو زیان جسمین چھوڑ دے فی الفور

دیکھا صیاد جب گیا گھر کو ‌ ‌ کہا اون سب نے اپنے افسر کو

ہمارے خلاص کی خاطر ‌ ‌ کونسی فکر کرتا ہے ظاہر

سنکے فرمایا بعد غور و خیال ‌ ‌ اس طرح پر انہین جواب سوال

بجز یار دوستدار کہین ‌ ‌ کوئی وقت بلا ہے یار نہین

یہ ایسی سخت ہے دم کاہ ‌ ‌ چل نہین سکتے اسمین بے ہمراہ

ہوگا یہ تجربہ نہ بے حاصل — کبھی بخشے گا فائدہ کامل
تجربہ چاہیے زمانے کا — ہے کسی روز کام آنے کا
پس ہوا انکے پیچھے پیچھے روان — جیسے ہووے غبارہ بعد دخان
تھا ہوا پر مطوقہ جاتا — دام کو دوستو نسے کھچواتا
دیکھا صیاد حرص کا مارا — ہے نہین پیچھا کرنے سے ہارا
چاہتا ہے ہمارے ساتھہ آئے — تا نہ ہر ایک ہم سے ہاتھہ آئے
قوت طامعہ یہ غالب ہے — کہ ہمارا ہی دلسے طالب ہے
اپنے یارون سے تب کیا ظاہر — کہ یہ آتا ہے اپنی ہی خاطر
کمر قصد اسنے باندھی ہے — اپنی جانکے لیے یہ آندھی ہے
پاے حرص اسکو ساتھہ لائی ہین — جب تلک ہم نگاہ آتے ہین
چاہیے چلنا سوے آبادی — کہ امید اسکی پاے بربادی
یا چلا چاہیے بجانب کوہ — کہ تعاقب سے اپنے آئے ستوہ
یا ادھر ہون جدھر بہت اشجار — کہ گذر اسکی انمین ہو دشوار
ہار کر ہمت اپنی گھر جائے — ہوکے مایوس دلمین شرمائے

اور جو ہمسے ہو سکے نہ یہ بات | کہ مرجح ہو دوستونکی حیات

اور اپنی نجات اِسکے پر | اپنے دلمین سمجھتے ہو بہتر

باری سب مل کے ایسا عہد کرو | کہ ہم ہوکے ایسا جہد کرو

کہ اڑا لے چلین ہما لنسے یہ دام | اور نہ بچ جائین اس بلا سے تمام

اوسکے فرمانے کی اطاعت کی | سب نے یکبار مل کے طاقت کی

آخر اوس دام کو اوٹھا کے اڑے | زور باہم سے زور پا کی اڑے

اور صیاد دیکھکر بھی یہ حال | یہ نیچے نیچے چلا یہ کر کے خیال

کہ برابر یہ اڑ سکین گے نہین | عاقبت تھکلے گر پڑینگے کہین

جاتا تھا اونکی ہی طرف تھی نظر | کہان جاتا ہون کچھ نہین تھی خبر

زاغ صحرائی نے کیا یہ خیال | کہ ہمیشہ ہے ایسی دید محال

برسون ہی ہر طرف کو جاے نظر | تب کہین یہ تماشا آئے نظر

مین بھی اس حال سے نہین ایمن | کہ نہین کوئی شخص بے دشمن

انکے ہمراہ چاہیے جانا | آخر حال سے خبر پانا

کہ کہان کیا اخیر ہوتا ہے | کون کس کا ظہیر ہوتا ہے

ہوا انکی طرف خوشی سے دوان | کہ انہین لیکے ہووے گھر کو روان
دیکھکر اوسکو یہ ہوے بیتاب | جیسے ہوتی ہے ماہیِ بے آب
اپنی اپنی رہائی کی خاطر | عہد کرنے لگے ہر اک ظاہر
ہوا ناخوش مطوقہ بکمال | کہ ہے تم سب کو اپنا اپنا خیال
اور غافل ہوا اپنے یارون سے | ہمدمون اور دوستدارون سے
دوستی کو نہین ہے یہ زیبا | دوستون سے یہ بات ہے بیجا
دوستون کو یہ ہے مناسب حال | کہ رکھین اپنے دوستونکا خیال
اس لیے اب تمھارا کار ہی خاص | چاہنا پہلے دوستونکا خلاص
جیسا کہتے ہین آگے یار تھے دو | ایک ہی کشتی پر سوار تھے جو
ٹوٹی کشتی کنارہ پر آکر | پڑے وہ دونون آب مین جا کر
ایک ملاح تھا کنارہ پہ جو | آب مین کودا دیکھ کر انھونکو
کہ بچائے اُنھون سے ایک کی جان | پر محبت تھی انمین ایسی کہان
اسنے جسکو پکڑنے جاتا تھا | وہ ہی فریاد و غل مچاتا تھا
کہ مجھے چھوڑکر نکال اوسے | فکر میری نکر سنبھال اوسے

یہ نہین سنتے کے نصیحت و پند | اور ہووین گے بند دام مین بند
نہ ملامت کے ڈور سے ہر راہ | چاہ غفلت سے نکلین گی ہرگاہ
وہ جو بند طمع مین آتا ہے | مشکل اوس سے رہائی پاتا ہے
چاہا اوسنے کہ ہووے اوسنے جدا | ہوتا ہے پر جو چاہتا ہے خدا
کہ قضا نے پکڑ کے اس کا گلا | کھینچا اوسکو قوی بدام بلا
جا سکون کیسے ای بشیر بصیر | کھینچے قلاب سے نہ سمجھے وہ اگر
الغرض وہ کبوتران ہوا | بے بصر مثل شو گران ہوا
مسلک احتیاط سے گذرے | اور اوس چاہ دام مین اترے
نہ تھا وہ دانہ دام مین کھانا | کہ تھا قید دام مین آنا
بولا اسنے مطوقہ آخر | پھنسنے مین ڈر کیا نہ تھا ظاہر
کہ نہین ہے شتابکاری خوب | بے تانی ہے ابتدا معیوب
ہے رہ عشق پر بلا و خراب | گرتا ہے جا بجا جو آئین شتاب
متحیر بہت ہوئے سارے | رہے خاموش شرم کے مارے
نکلا صیاد گوشہ سے باہر | فرحت دل تھی چہرہ پر ظاہر

اسی مین جانتے تھے اپنی صلاح | اسی مین مانتے تھے اپنی فلاح
یک بیک اوس جگہہ کے آنے پر | پڑی انکی نظر جو دانے پر
آتش جوع زور مین آئی | مضطرب کرکے شور مین لائی
ہاتھہ سے اِنکے اختیار گیا | ساتھہ سے اِنکے اصطبار گیا
مہر سے جو بزرگون کو ہے روا | اون سبون کو مطوقہ نے کہا
کہ ہے عجلت سے احتراز ضرور | نہ تانی سے ہونا چاہیے دور
حرص سے جلد سوی دانہ نجا | بچ کہ ہے زیر دانہ دام رکھا
کہا سنکر اونہون نے کای سرور | ہے یہ فرمانا آپ کا سر پر
پر ہمین بھوکھہ نے ستایا ہے | کار جان پر ہمارے آیا ہے
بیقراری سے بیقراری ہے | جانکو تن تن کو جان بھی بھاری ہے
طاقت استماع پند کہان | عاقبت بینی ہے پسند کہان
کیونکہ ایسا بزرگون نے ہے کہا | جنہون نے ظلم بھوکھہ کا تھا سہا
گرسنہ ہوتا ہے بلا پہ دلیر | کیونکہ ہوتا ہے اپنی عمر سے سیر
سوچا دلمین مطوقہ نے تب | کہ ہے غالب ہوائے دانہ اب

پیش آئی ہے اِسکو کیسی بلا
ایسی جلد سے آتا ہے جو چلا

نہین معلوم کیا ہوا حادث
جو ہے اِس اضطراب کا باعث

کیا عجب میرے واسطے ہی اگر
باندہکر آتا ہووے اپنی کمر

تیر تدبیر رکھتا ہووے نہان
اپنی تزویر کی چڑہا کے کمان

اِسلیے ہوشیار رہیے اس جا
رہ کے دیکھون ہے قصد کیا اسکا

رکھتا ہے اپنے دلمین جو یہ نہان
دیکھون ہوتا ہی کسطرح سے عیان

پس پسِ برگ بیٹھا چھپکے وہان
ہوکی اوسکی طرف نگاہ کنان

اِسمین اوس زاغ کی نظر کے تلے
آکے صیاد اُس شجر کے تلے

ڈال کر دام اور دانہ چند
بیٹھا پوشیدہ کرکے گوشہ پسند

انقضا پر نہ کچھہ زمان آیا
ایک غول کبوتران آیا

انکا افسر تھا خوش سلیقہ ایک
نام جسکا مطوقہ تھا نیک

فہم سے تیز فہمی مین یکتا
عقل سے دوربینی مین پکا

یہ کبوتر تھے اوسکے فرمان پر
چلتے تھے سارے اِسکے فرمان پر

نہ گذرتے تھے اوسکی خدمت سے
فخر کرتے تھے اوسکی خدمت سے

تھی زمین پر جو کثرت ازہار ۔۔۔ بنی تھی صحن گنبد دوار
عکس ریحان سے اسکے زاغ کا پر ۔۔۔ دُم طاؤس سا تھا آتا نظر
ہر طرف چشمۂ آب حیوان سے ۔۔۔ ہر طرف لالہ تھے چراغ سے
کھل رہے تھے وہان بہت سے گل ۔۔۔ اُگ رہے تھے بنفشہ و سنبل
ایک پا سے کھڑا شقائق یون ۔۔۔ جام شاخ زمردین پر جون
چونکہ تھی کثرت شکار وہان ۔۔۔ آتے تھے انکے خواستگار وہان
بہر صید وحوش و قید طیور ۔۔۔ حیلہ بازی مین کرتے تھے نہ قصور
اس جگہہ ایک تھا درخت عظیم ۔۔۔ اوسکے اوپر تھا ایک زاغ مقیم
اوسکے ہر ایک ورق کی صفحہ پر ۔۔۔ معنی تھے اس اشارہ کی اظہر
کہ ہے ایمان سے دوستی وطن ۔۔۔ نہین سہتا تھا پس سفر کی محن
بیٹھکر اوس پر ایک بار نظر ۔۔۔ کرتا تھا ہر طرف کو زیر و زبر
ایک صیاد دیکھا آتا وہان ۔۔۔ کچھہ بلا اپنے ساتھہ لاتا وہان
پشت پر توبرہ و سر پر دام ۔۔۔ ہاتھہ مین چوب جلد اُٹھاتا گام
دیکھکر زاغ سخت گھبرایا ۔۔۔ لگا کہنے نہ دل کو صبر آیا

بیکسان جن کا سکۂ اخلاص
سکۂ اختصاص سے ہے خاص

یا نہال ریاض انس و وفا
تر و تازہ باآب صدق و صفا

ہوتے ہین وہ ضرور راحت روح
اور امداد بہر قبض و فتوح

ہین فوائد محبون کے بسیار
ہین منافع انہون کے بیمقیدار

ادنے یہ ہی کہ وقت خوشحالی
ہین خوشی کے وسیلۂ عالی

اور ہنگام نکبت و خواری
ہین کفیلِ رفاقت و یاری

جا کے پیدا کر اپنا یار نہین
محض بیکس ہی جسکا یار نہین

نہین دنیا کی نعمتین کم پر
ہین وفادار یار سے کم تر

دوستانِ صمیم کے مذکور
ہین بہت سی کتابونمین مسطور

انمین سے ایک ہی بہت نادر
دلربائی مین ہے بہت قادر

زاغ اور موش اور کبوتر کا
سنگ پشت اور آہوئے تر کا

رائے نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان
برہمن بولا ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۱

گرد کشمیر مرغزار تھا ایک
گویا فردوس پر بہار تھا ایک

اب اگر وقت اکتفا فرمایے — راے عالی بھی اقتضا فرمایے
تو بیان کیجئے اون محبونکا حال — جنمین اخلاص ویکدلی ہو کمال
کہ درختِ وفا سے برخوردار — ہوتے ہین کسطرح بوقت کار
نیک خواہی مین کیسے نامی ہین — خصم کاہی مین کیسے حامی ہین
کیسی جب مختلف رضا کوئی — رکہتا ہے کرتے ہین رضا جوئی
کیسی تقدیم دیتے ہین ملکر — اوسکی خواہش کو خواہش دلبر
کہا اوسنے کہ اے خدیوِ زمان — دوسرا تجہسا ہے نہ اور یہان
عدل سے تو ہے ایسا عالی بخت — گنبد نیلی پر ہے تیرا تخت
ابلقِ آسمان ہے فرمان بر — چلتے ہین مہر و ماہ فرمان پر
جاننا چاہیے کہ کوئی شے — کہین بہتر نہ دوستی سے ہے
وہ جو ہین عقلمند کامل ذات — اور دانشورِ ستودہ صفات
جانتے ہین کہ کوئی نقد کہین — مخلصون کے وجود سا ہی نہین
درجۂ برتری بھی ایک کہین — مثل تحصیل یار نیک نہین
کیونکہ سارے جوان و پیر یہان — رکہتے ہین یار سے گریز کہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیسرا باب انوار سہیلی کا

دوستون کی موافقت اور معاضدت کی فوائد مین

راے نے سنکے برہمن سی یہ حال
کہا اوس سے کہ ای ستودہ خصال

سنا مین نے یہ دوستون کا بیان
کہ ہوا ایک مفتری زمان

انکین مکر و فریب سی آخر
باعث بغض و مبدلِ خاطر

مفت اک بے گنہ تمام کیا
پر فلک نے پہر انتقام لیا

کہ وہ مکار اپنی جان سے گیا
نہ یہانسے کہ اوس جہانسے گیا

جو کوئی بوتا ہے ستم کا تخم ۔ عاقبت پاتا ہے الم کا ثمر
کیا ارشاد شیر نے صادر ۔ رکھا دمنہ کو باندھکر حاضر
کھانا پینا تمام بند کیا ۔ اور ہر طرح کا گزند دیا
بھوکا اور پیاسا درد کی مارے ۔ موا اس قید خانہ مین بار
دیکھا یہ مکر و غدر کا انجام ۔ سہکے اوس قید خانہ کی آلام
پھنسا دوزخ کے قید خانے مین ۔ رنج اعمال خود اوٹھانے مین
ظلم سے بچنا چاہیے دائم ۔ بیخ ظالم نہ رہتی ہے قائم
حمد پروردگار کی ہے بجا ۔ پرورش کرتا ہی سبھونکی سدا
پس عیان ہے جو مکر کرتے ہین ۔ عاقبت اسطرح سے مرتے ہین
جو بچھاتا ہے راہ خلق مین جال ۔ خود گرفتار ہی دیکھتا ہی مآل
شاخ نیکی سے نیک آتا ہی بار ۔ گل نہین پاتا جو لگاتا ہی خار
جان لی جب جزای نفع و ضرر ۔ نیکی بہتر سوا ہے نیکی نکر
رہ اضیا ہر کسی سے کر نیکی ۔ نیکی ہے ہر کسی سے کرنے کی
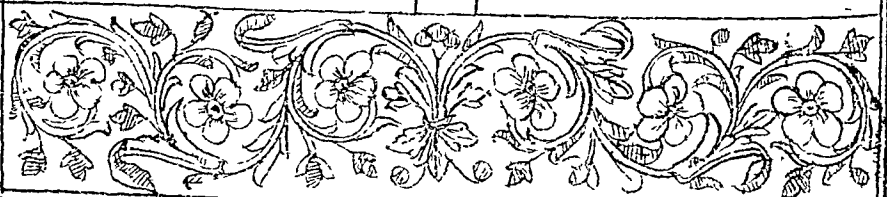
پس گیا اوسکے ساتھہ شیر کی پاس — حسب دستور کری شکر و سپاس
ماجرائے کلیلہ و دمنہ — کیا ظاہر زیادہ و کم نہ
ہوکے دربار عام مین حاضر — دی گواہی ثبوت کی خاطر
یہ خبر منتشر ہوئی تو وہان — پہونچی زندان مین تھا وہ قیدی جہان
جسکو دمنہ کا اور کلیلہ کا حال — ہوا تھا گوش زد بوقت مقال
اوسنے بھی اطلاع دی کاے شاہ — مین بھی ہون اس معاملہ کا گواہ
شاہ نے اپنے پاس کرکے طلب — پوچھا اوس سے سنا جو حال تھا سب
اوسنے ظاہر کیا تمام و کمال — تب کیا بادشہ نے اوس سے سوال
کہ تھا اوس حال سے جو تو ماہر — کیون نہ اوس روز ہی کیا ظاہر
عرض کی ایک گواہی پر زنہار — نہین پاتا ہے حکم خون اصدار
ماسوا مین نے ناروا جانا — مفت حیوان کو رنج پہونچانا
شیر کو یہ سخن پسند آیا — بہرتسکین دل بسند آیا
اوران دو گواہیونسے روا — ہوا دمنہ کے حق مین حکم سزا
اوسکو قضات نے کیا جاری — دی سباع و وحوش نے یاری
سمجھا سب نے قصاص گناہ بجا — اور دمنہ کے حق مین قتل روا

تیرا وقت غضب نرالا ہے — مرد کا آزمانے والا ہے
تیرا خورشید صیت ہی کیا کم — مہر عالم سا فاتح عالم
بادشہ کو جو تیری ہے خاطر — تجھسے مخفی نہین کہ ہے ظاہر
جو عنایت ہی پر رعایت ہے — جو رعایت ہے پر عنایت ہے
دفتر روزگار پر ہے عیان — نہ صغار و کبار سے ہے نہان
شکر اوسکا تجھے بجا ہے سدا — اسمین تقصیر ناروا ہے سدا
شکر نعمت کو کرتا ہے زائد — قول پروردگار ہے شاہد
کہ وہ نعمت زیادہ پاتا ہے — شکر نعمت بجا جو لاتا ہے
دیا سنکر پلنگ نے یہ جواب — کہ عنایت کا اوسکی ہی نہ حساب
جیسے کرتا ہی اور کی ہے سدا — نہین ہو سکتا اوسکا شکر ادا
کون سی ایسی بندگی ہی نیک — کہ ادا جس سے لاکھ سے ہو ایک
مثل سوسن ہر ایک مو ہو زبان — تو بھی شکر اوسکا ہو سکے نہ بیان
اوسکا میدان مہربانی وجود — شکر کے پاسے کرتا ہون بیہود
تو بھی پاتا نہین ہون مین پایان — کونسی بندگی ہے پھر شایان
بلکہ اب بھی جو تو بتائے مجھے — نہ اطاعت سے دور پائے مجھے

بوم سے ہو سکے ہما کا نہ کار
کرے کنجشک باز کا نہ شکار

پاوے مقصد جو ایسا پایہ بلند
کیون نہ پہونچاوے یک جہان کو گزند

یہ سخن شیر کو پسند ہوا
اور تاثیر مین بلند ہوا

اُٹھے دل مین کئی طرح کے خیال
رہی صبر و شکیب کی نہ مجال

بولا اے مادرِ شفیق زمان
کہہ سنا کس سے دمنہ کا یہ بیان

نام سے اوسکے جو کرے ماہر
قتل دمنہ مین غدر ہو ظاہر

بولی اے شیر راز کا اظہار
نہین جائز مروّۃً زنہار

خاص اوسکا جو اعتبار کرے
مثل خود اپنا رازدار کرے

جو کوئی کہکے راز اپنا کہین
کرتا ہے دوسرے کو اپنا امین

حفظ اوسکا بزرگونکا ہی کام
کہ اسی مین بزرگونکا ہے نام

کر سکتی ہون مین اتنا کار
کہ کرون جاکے اوس سے استغفار

زت دے تو کرون ظاہر
اور کرون دور فکرتِ خاطر

یہ شیر نے اجازت دی
پھر اظہار استجازت کی

ہمت ہوئی وہانسے روان
اور آئے مکان تھا اپنا جہان

نے پلنگ کو پھر یاد
آیا خاطر کی اور کیا ارشاد

اس لیے کی ہے یہ مثال بیان | تا کہ ہو آپکو یہ حال عیان
کہ دلیری اختصام کہین | رکھتی ہے نیک اختتام نہین
اور نادیدہ کی گواہی بھی | عاقبت رکھتی ہے تباہی کی
بلکہ خالی نہین خجالت سے | گو ہے پر بالیقین جہالت سے
پایا جب اوسکی بات نے اتمام | کیا کل ایک پرچہ پر ارقام
شیر کے روبرو کیا ارسال | پیش مادر پڑہا وہ سارا حال
سنکے بولی کہ اے عزیز زمان | اسی خاطر تہا اتنا جہبہ عیان
کہ یہ ملعون بدگمان ہی ہوا | مکر سے خوف یک جہان ہی ہوا
کیا عجب ملک پر مخافت لائے | اور جان ملک پر آفت آئے
کار ملک و ملک تباہ کرے | روز روشن شب سیاہ کرے
جیسے کچھ اوسنے رشتی خاطر | کی ہے دربار باشنزبہ ظاہر
جو تھا شہ کا وزیر با اخلاص | مشفق و مہربان خاص الخاص
اوس سے زائد ظہور مین لائے | شور نزدیک و دور مین لائے
کیونکہ بد نفس سے سوا ہی بدی | نہین ممکن ظہور پائے کبھی
اور جو رکھتا ہے طینت ناپاک | ہوتا ہے سخت مفسد و بیباک

یہ سخن مرزبان کو خوش آیا | امتحان طوطیون کا فرمایا
رکھا مہمانون کے حضور انکو | تین دن تک کیا نہ دور انکو
گرچہ بلخی زبان مین کی تکرار | نہ سنی ایک بات بھی زنہار
بجز ان دو کے جو سناتی تھین | کہ وہی دو انھونکو آتی تھین
پس مبرہن ہوا براہ یقین | کہ ہے اس زن کا کچھ گناہ نہین
عاقبت اسکے خون سے درگذرا | پھر غضب بازدار پر اوترا
اوسکو اپنی حضور بلوایا | ہاتھ پر باز کو لیے آیا
کہ مگر پاویگا ضرور انعام | کہ کیا ہے پسند مالک کام
یہ جہاں زن نے کہ تو نے ای مکار | کرتے دیکھا ہے مجھکو کوئی کار
جو مرے درجہ کی نہ لائق ہو | یا خلاف رضاے خالق ہو
کہا ہان مین نے دیکھا ہی اکثر | اتنا کہتے ہی باز نے اوٹھ کر
اوسکی آنکھون کو مار کر منقار | دید دنیا سے کر دیا بیکار
کہا اوسکو ہے یہ سزا زیبا | جو ندیکھے کو کہتا ہے دیکھا
ہے کسی نے بہت درست کہا | کہ بدی کے لیے بدی ہے سزا
پھوٹی بہتر جو چشم ہی بدبین | سارے بدبین ہین قابل نفرین

یہ بات ہے نہ ایسی خطا   کہ زبان آوری سے چاہے عطا

سے صادر ہوا ہے جو یہ گناہ   تو نظر آتی ہے نہ عفو کی راہ

ی تو چونکہ میرا صاحب ہے   تجھکو تحقیق حال واجب ہے

سب ہو ظاہر تمام صورت حال   اور ہو رفع دشمنی کا خیال

ت اگر کشتنی ہون مارہ   مار سکتا ہے ایکبار مجھے یہ

سنکے اوسنے کہی یہ بات   کیسے اس بات کی ہو تحقیقات

بولی ان بلخیون سے ای سردار   چاہیے کرنا ایسا استفسار

کہ انہونکی زبان مین یہ گفتار   یہ ہی دو بات کرتے ہین اظہار

یا کوئی اور بات بھی ایسی   مردم بلخ کرتے ہین جیسی

پھر جو اس امتحان سے ہو ظاہر   کہ نہین اور باتون سے ماہر

تو یقین کر کہ جو ہے انکو یاد   سو ہے اس بازدار کی ایجاد

تھی تمنا کہ مجھسے ہو واصل   یہ تمنا نہین ہوئی حاصل

چاہکر اس سے میری رسوائی   ہین یہ باتین انہونکو سکھلائی

اور اگر جانتی ہین اور بھی بات   ہے بلا اشتباہ غور کی بات

پھر مرا خون تجھے نہین ہے حرام   کیجیو بیدریغ جلد تمام

بھیجا زن نے یہ سنکے اسکو پیام | کہ اے امیر زمان بلند مقام
مار یا چھوڑ ہے ترا فرمان | تو ہی فرمان روا امر آن
لیکن اس بات مین کر اندیشہ | مار پا پر نہ جلدی کا تیشہ
کر نہ تعجیل قتل مین ہر راہ | ہون ترے اختیار مین ہر گاہ
اہل دانش سمجھتے ہین کہ سدا | فکر ہر ایک امر مین ہے بجا
خاصتہً قتل مین کہ اسمین مقصور | نہ تھی بے علاجی سے ہو ضرور
کہ اگر حکم قتل ہووے بجا | اسکا اجرا بدیر بھی ہو روا
اور بیجا ہے حکم قتل اگر | حد امکان سے ہے تلافی بدر
بلکہ رہتا ہے اوسپر اسکا وبال | تا قیامت یہی ہے اوسکا مآل
بے تامل کسیکا دل نہ ستا | تا ندامت نہووے تیری سزا
ہوا کچھ کم یہ سنکے اسکا غضب | کر کے اوس زن کو بزم گہ مین طلب
پس پردہ اوسی مقام دیا | مطلع کر کے یہ کلام کیا
کہ نہین طوطیان ہین قوم بشر | کہ سخن انکا مشتمل ہو بہ شر
کہتی ہین جو انہون نے دیکھا ہے | نہین انکا کلام بیجا ہے
کہ گواہی باز دار ہیان | ہے دلیل ثبوت صدق بیان

مرزبان نے کہا کہ انکا کلام — نہین آتا مری سمجھ مین تمام
لیکن آواز سے اونہون کی ضرور — پیدا ہوتا ہی میرے دلمین سرور
تم بگر لطف کر کے مجھسے اب — کہو انکے کلام کا مطلب
مین نے دیکھا نہین سلیمان کو — کیسے سمجھون زبان مرغان کو
تب انہون نے جو اسکا تھا مطلب — کہا سمجھا کے مرزبان سی سب
ہوا مطلب سے اوسکے جب آگاہ — شعلہ شرم مہر کا تب ناگاہ
بادہ نوشی سے اجتناب کیا — اور مہمانون کو جواب دیا
کہ عزیزو مجھے معاف کرو — تیغ تشنیع خود خلاف کرو
معنی اس بات کی نہ جانتا تھا — صرف شیرین زبانی مانتا تھا
اب جو ظاہر ہوئی حقیقت حال — رہی کچھہ عذرخواہی کی نہ مجال
نہین اس شہر کا ہے یہ دستور — کہ ہو رسوا جہان زن مستور
وہان کچھہ کھانا پینا جائز ہو — خود مرے جو عوض مین عاجز ہو
اسمین بولا وہ مرد بد خصال — مین نے دیکھا ہے بارہا یہی حال
بلکہ حاضر ہون مین گواہی کو — چاہیے جس طرح گواہی لو
نہ رہا پھر وہ صبر پر قادر — کیا ارشاد قتل زن صادر

اسنکے نغمات بے نظیر بغیر | انکی آواز دلپذیر بغیر
انکی بن عود و چنگ کی آواز | لگتی تھی اوسکے گوش کو ناساز
چند ارباب بلخ اودہر آئے | مہمان مرزبان کے گھر آئے
ایک محفل انہونکی خاطر کی | خوبی خلق خویش ظاہر کی
نہ تھا مہمان نوازی مین قاصر | ماحضر سے بخوبی تھا حاضر
طوطیان بھی وہ زیب محفل تھین | دونون گویا مفرح دل تھین
لگین دُہرانے وہی باتین وہان | رکھتی تھین پہلے سی جو ورد زبان
سنکے مہمان یہ طوطیونکی مقال | متحیر ہوئے بحد کمال
چہرہ ایک دوسرے کا تکتے تھے | پر نہ کچھہ منہ سے بول سکتے تھے
دیکھکر اوسنے انکی نا خوشی | یک بیک ایسی ایکبار بجھی
اور حیرت نے بدلی انکی طرح | اور فکرت نے روکی انکی فرح
پوچھا مہمانونسے کہ کیا ہی سبب | جس سے دلکو ہوئی یہ فکر عجب
کیا اظہار حال مین اصرار | گرچہ ظاہر کی پورشِ بسیار
ایک ذی ذہن نے جسارت کی | اور اوسی اسطرح اشارت کی
کہ مگر ان پرندون کا یہ بیان | مطلقاً تجھکو ہوتا ہے نہ عیان

مسند عیش پہ بناز و نعم　　نہ تھا دل پر کسی طرح کا الم

اسمین اوس باز دار نے آکر　　طوطیان روبرو رکھین لاکر

دونون شیرین کلام شکر خوار　　ہوئین اوس انجمن مین شکر بار

انہین دو باتو نسے جو کی تھین یاد　　لگین کرنے ہر ایک کا دلشاد

گرچہ تھا مرزبان نہ ہیچمدان　　پر سمجھتا تھا بلخ کی نہ زبان

اونکی آواز پر ہوا شیدا　　کہ تناسب تھا لفظون مین پیدا

تھی دل آویز و دلربا ایسی　　فرحت انگیز و دلکشا جیسی

بے بدل دلفریبی مین دیکھا　　لیکے دونون کو پیش زن بھیجا

کہ رکھے انکی پرورش کا خیال　　اور کرے ہر طرح تعہد حال

وہ سمجھتی تھی بلخ کی نہ زبان　　نہ سمجھتی تھی کرتی تھین جو بیان

دشمن دوست روی کی خاطر　　پرورش ویسے کرتی تھی ظاہر

حال پر اونکے یہ عنایت تھی　　کہ ہر ایک طرح کی رعایت تھی

نفس کو پال کر ہوئی بدنام　　نہین سمجھا عدو ہی یہ خود کام

الغرض ہوگئے مرزبان مائل　　طوطیان پر بدرجۂ کامل

کبھی بزم شراب مین آکر　　نہین پیتا تھا ایک بھی ساغر

خوش ہے وقت اوسکا او قسمت یار | اپنے جانان سے جو ہین برخوردار
ایسا طاؤس گلستان بہار | جان کر یہ کہ ہووے اپنا شکار
گو ہواے وصال مین ہر آن | رکہا شہباز فکر کو پران
لیک تا آشیانہ مقصود | نہین پہونچا کہ راہ تھی مسدود
جال مین اپنی پہانس اور ریند | کہ ہے عنقا کا آشیانہ بلند
بعد نومیدی مثل بدنفسان | وہ ہوا اپنی دلمین فکر کنان
کہ لگائے اوسے کوئی الزام | اور رہے ہم عصرونمین کرے بدنام
ایسا کچھہ مکر اختیار کرے | کہ فضیحت مین اوسکی کار کرے
اس تفکر مین اپنے گہر آیا | طوطیان دو خرید کر لایا
نر کہا سرمین کچہہ سر تعظیم | کیا بلخی زبان مین تعلیم
ایک کو یہ کہ دیکہا ہے اکثر | مین نے دربان کو بانوکا ہمبر
لیک کر سکتی ہون نہین ظاہر | کہ مبادا ہو رنجش خاطر
اور کیا دوسرے کو یہ تلقین | کہ یہی دیکہکر ہو نہین غمگین
ایک ہفتہ کے درمیان یہ کلام | یاد از بر کیے اونہون نے تمام
مرزبان حسب مقتضای شباب | اکیدن بیٹھا سج کے بزم شراب

بلکہ عصمت کا یہ تاثر تھا — اپنے سایہ سے بھی تنفر تھا

اور اوسکے یہان تھا اک غلام — جسکا ملک بلخ تھا اصل مقام

ناسزا نابکار بدطینت — بیحیا بدشعار بدنیت

کہ نگاہ حرام سے وہ کہین — مردم چشم روکتا تھا نہین

اور اپنے ہوائے سفلیہ سے دور — نہین کرتا تھا گردش فجور

اوس زمیندار کے یہان یہ غلام — کیا کرتا تھا بازداری کا کام

نا فزو تھا شکار مرغان پر — رہتا تھا اختیار مرغان پر

گھر مین رہتا تھا ایک روز مگر — پڑی اوس ماہ رو پر اوسکی نظر

پھنسگیا اوسکے دام الفت مین — لگا رہنے مدام کلفت مین

خوب ہی تونے انتقام لیا — پھر مرے دل کو قید دام کیا

لاکھون مرغ مبارک اسکے پر — گرے تیر نظر ترا کہا کر

ہاتھ سے جب ہوا دل آزاد — ہوا پھر وصال آمادہ

حلقہ جہد گھٹا ہٹا یا پر — وا ملاقات کا نہ پایا در

لاکھون ٹھانا کام مین لایا — پر نہین ایک کام مین آیا

اپنا ناز و نیاز پیش یار — نہین ہوتا اثر نماز نہار

حکایت ۱۰

ایک تھا مرزبان بزرگ زمان | تھی بزرگی جہانمین جسکی عیان
تھا بزرگی ذات سے معروف | اور حسن صفات سے موصوف
اوسکے آداب جانفزا تھے تمام | بے نظیری مین دلکشا تھے کلام
رکھتا تھا فہم و دانش شایان | اور ہنرہاے نغز بے پایان
اوسکی عورت بڑی شکیلہ تھی | نازنین تھی بڑی جمیلہ تھی
حسن اوسکا تھا آفت گیہان | دیکھکر جسکو تھی نظر حیران
تھی لطافت مین فتنۂ عالم | تھی نزاکت مین پھول سے کیا کم
اوسکا جان بخش لب تھا آب حیات | اور شیرین دہان تھا تنگ نبات
چہرہ آتش تھا اور عارض آب | ماہ و خورشید سے نہ تھا کم تاب
اور ابرو تھے اوسکے مثل کمان | تیر غمزہ تھے ہر طرف کو روان
جیسی تھی حسن و دلربائی مین | ویسی پاکی و پارسائی مین
باوجودیکہ تھا یہ حسن و جمال | زیب افزاے رخ تھا زہد کا خال
دیکھتی تھی کبھی نہ روی جہان | پردۂ پارسائی مین تھی نہان
آئینہ نے بھی اوسکا چہرہ کہین | تھا کبھی دور سے بھی دیکھا نہین

حکم ہوتا ہے قاضیوں کا کلام | چاہیے سہو و لغو کا نہ مقام

اور نادر یہ ہے کہ تو دائم | رہا ہے جاے عدل پر قائم

اب مری بدنصیبی کی باعث | جو ہوا ہے یہ حادثہ حادث

چھوڑ دی تو نے احتیاط کی راہ | نہ رہی اب وہ آگہی کی سی نگاہ

اپنے اور اوروں کے گمان کے سبب | دیدۂ راستی میں تیرے عجب

چھایا غفلت کا یہ رمد ناگاہ | ہو گئے ایک نیک و بد ناگاہ

رکھتا ہے تو ہر ایک کو خورم | کس لیے مجھکو کرتا ہے برغم

کون تجھسا گل بہار ہوا | کیوں مرے حق میں خار خار ہوا

اور قضات بارگاہ خرد | کار فرمای کارگاہ خرد

جنکے توقیع حکم سے ہیں رواں | سند میں علم اور ہنر کی یہاں

کہتے ہیں سکہ یقین سے اگر | نہ ہو آراستہ گواہی کا زر

کبھی بازار میں قبول کی جا | پا کے پائے نہ اپنی قدر ذرا

وہ جو اس کام میں گواہی دے | جسکی آگہ نہ ہو کماہی سے

دیکھے آخر کو بازار کا حال | جسنے بے چشمی دیکھا اپنا مآل

پوچھا قاضی نے کیسے ہے یہ بیان | کہا وہ منہ نے ایسے ہے یہ بیان

میری نسبت جو کچھ گمان ہی تمہین | اور گنہ میرا دل نشان ہی تمہین
مین سمجھتا ہون تہہ اپنا کار | نہین لازم ہے پہر مجھے زنہار
کہ تمہارے گمان سے اپنا یقین | کرون تبدیل ایک لحظہ کہین
کیونکہ ہے ناموافق فتوے | اور ہے نامطابق تقوے
باوجودیکہ تمکو ہے یہ گمان | مجھسے پہونچا ہے شنزبہ کو زیان
اور کرتے ہو ایسے ایسے مقال | اور برعکس میرے حقمین خیال
مین بھی جو اپنی قتل کی خاطر | حسب مرضی کرون رضا ظاہر
ہون معذور پیش رای صواب | اور سہنا پڑے خدا کا عتاب
کیونکہ ہی اسکی حکم سے یہ خلاف | یعنی قرآن مین ہی یہ آیہ صاف
نہ پڑو آپ سی ہلاکت مین | اوکم خرچی سے فلاکت مین
جتنا مجھکو خیال ہی میرا | دوسرون کو محال ہے میرا
آپ ہی کم ہون جب نہین شایان | دوسری کو ہون کب کہین شایان
جو نہین چاہون خاطر اغیار | اپنی خاطر مین چاہون کب زنہار
ایسی گفتار سے حذر فرما | دیدۂ کار سے نظر فرما
جو نصیحت ہے چاہیے زیبا | جو فضیحت ہی قاضی سی بیجا

اور اے دمنہ جو کرے اقرار / خالی دو خوبی سے نہیں زنہار

صفحۂ روزگار پر دائم / چھوڑیگا اپنا ذکر خوش قائم

ایک تیرے گناہ کا اقرار / ہے تری مخلصی کی خاطر یار

اور لینا ہے ملک عیش و بقا / چھوڑ کر یہ سراے رنج و فنا

دوسرے یہ ترے عذر واجب سے / اور ترے پاسخ مناسب سے

تیری اس خوش بیانی کا چرچا / کم ہوویگا شہر ہر جا

اور اہل زمانہ کو ہے عیان / تیری رای رسا و طبع روان

اور شاہد ہیں ساری دانش ور / تیری اس فہم اور دانش پر

پیش لا تو بھی اب خرد کی راہ / اور ہو اس اشارہ سے آگاہ

جیسے یہ نیکنامی میں ہو وفات / کبھی بدنامی میں نہیں ہے حیات

نیک ہی مرتا ہے جو نیک انجام / اوس سے جو زندہ رہتا ہے بدنام

بولا دمنہ کہ قاضی کو ہر گاہ / حکم کرنا نہ چاہیے ہر راہ

صرف اپنی گمان و شبہت سے / اور بے سوچے سمجھے عجلت سے

تا نہ گذرے گواہی شافی / اور تحقیق ہو نہ لے کافی

ایسا ایسا خدا کا جاری ہے / کہ گمان میں گناہگاری ہے

میر قاضی نے تب جواب دیا | اور و منہ سے یون خطاب کیا
کہ خموشی ہے کل تری خاطر | ہے گواہی صفائی کی ظاہر
لیکن اسپر ہی دل سبھو کا گواہ | کہ عیان تجھسے یہ ہوا ہے گناہ
سارے ہین تیری قتل پر مائل | ہو ذرا اپنی عقل سی سائل
انمین جینا ہے محض لاحاصل | ایسے جینے سے ہوگا کیا حاصل
اب یہان تیرے واسطے بہہ حال | ہے یہی بہتری حال و مآل
کہ کر اپنے گناہ سے اقرار | اور غفار سے کر استغفار
تاکہ گرچہ یہان اوٹھائی سزا | بارے جا کر وہان نہ پائی جزا
اور ترے مرنے مین بہر حالت | مجھے دو آتی ہین نظر راحت
ایک ہی اور ونکو بچای یہان | دوسرے آپکو بچائے وہان
وہ جو ہین اپنے وقت کی عاقل | محسنانہ ہین اسطرح ناقل
کہ جو مرتا ہے سو ہے یا بدکار | جس سے ہی ایک خلق کو آزار
یا نکوکار جسکی نیکی سے | سارے مداح رہتی ہین جی سے
جو نکوکار ہے تو نیک رہا | رنج دنیا نہ اوسکو ایک رہا
اور بدکار ہے تو ایک جہان | پاتا ہے اسکے اشتلم سے امان

کیونکہ باب مناصحت مین وزرا — ہے نے محابا ہے سنے مدار اروا

اور بے اشتباہ تیرا کلام — نہ کبھی اشتباہ کا ہی مقام

ویرمت کر شتاب ظاہر کر — نقش کا سحر ہی جو بنا ظاہر

کہا اوسنے کہ بادشاہ کہین — کرتا ہے فرق صدق و کذب نہین

نہین پہچانتا ہے سود و زیان — جنکے پہچاننے کا ہے یہ زمان

پاکے فرصت یہ دمنہ مکار — ایسا فتنہ اٹھائیگا یکبار

کہ تدارک مین اسکے راہی زیان — نہ توانا کسیکی ہوگی کہین

اور اوسکی تلافی مین اشتہر — تیغ بران بھی ہو ویگی قاصر

شیر بولا کہ آج رندا ہجا — ہو وے شاید کہ فیصلہ اسکا

پھر ہوا حکم بادشہ صادر — کہ ہوں قضات آکے پھر حاضر

ایک دربار خاص و عام کرین — کار دمنہ کا انصرام کرین

مجتمع لوگ کل صغار و کبار — بیٹھے صف باندھکر یمین و یسار

قاضی کے متعمد نے اوسکو وہان — کیا جیسا کیا تھا پہلے بیان

اور دمنہ کی بیگناہی کی — ان سبھوں نے طلب گواہی کی

ایک نے بھی نکھولی اپنی زبان — خیر و شر کا کیا نہ کچہہ بھی بیان

نہین ہے مال مجھہ اکیلے کا ‏ اوسمین سے آدہا ہی کلیلہ کا
تو ابھی جا نکال کر لے آ ‏ جو رکہا ہے سنبھال کر لی آ
تیری محنت نہ رائگان ہو گی ‏ منفعت کچھہ تجھے عیان ہو گی
اس پتہ پر جو اسکو بتلایا ‏ روزبہ اس دفینہ کو لایا
اوسنے اوسمین سے اپنا حصہ لیا ‏ جو کلیلہ کا تھا سو اوسکو دیا
اور بولا کہ تو مری خاطر ‏ رہ در بارگاہ پر حاضر
میری نسبت وہان سنے جو کلام ‏ مجھسے ظاہر کر آکے روز تمام
اس اشارہ پر روزبہ نے عمل ‏ رکہا جب تک کہ آئی اوسکی اجل
شرط ہے شرط کو تمام کرین ‏ صادق العہد اپنا نام کرین
مادر شیر نے بوقت سحر ‏ آکے پوچھا کہ کیا ہے کل کی خبر
شیر نے جو تھا قاضیون نے کہا ‏ کیا اوسکے حضور سارا ادا
سنکے یہ اوسنے اضطراب کیا ‏ اسطرح شیر کو جواب دیا
کہ جو تقریر سخت کرتی ہون ‏ تو تری ناخوشی سے ڈرتی ہون
اور چپ رہتی ہون حقیقت سے ‏ دور ہے شفقت و نصیحت سے
شیر بولا در نصیحت و پند ‏ نہ عزیزون سے کرنا چاہیے بند

روزبہ نے کہا کہ اے دمنہ   جو کلیلہ نہین رہا غم نہ
وہ جو گلزار زندگی سے گیا   دفعتہً سوے خارزار فنا
دوستداریکا دوسرون کی شجر   آب اخلاص سے ہے تازہ و تر
اس چمن مین نہ رنج کر بالکل   جو ہو پژمردہ کوئی شاخ گل
روی نسرین ہین تازہ و شاداب   جعد و سنبل ہے تازہ و بتاب
بولا دمنہ کہ کہتا ہے تو بجا   فی الحقیقت ہی ایسی تیری لقا
کہ تلافی ہے ہر خلل کے لیے   اور تدارک ہے ہر زلل کے لیے
آج ہے تو کلیلہ کے مانند   میرا ہمراز و یار دانشمند
ہاتھ لا اور اپنا یار بنا   دوستی کرکے دوستدار بنا
روزبہ نے بہت خوشی مانی   اور کی اس طرح ثناخوانی
کہ مجھے تو نے ارجمند کیا   اپنی خدمت سے سربلند کیا
تیری اس مہربانی کی خاطر   شکریہ کس زباں سے ہو ظاہر
ہے دل باوفا میرا ممنون   اور زبان ثنا مری مرہون
دونون نے دستگیر ہو کے بہم   کیے اقرار اتحاد نہ کم
کہا دمنہ نے اے محبِ نیک   ہے فلانی جگہہ دفینہ ایک

وقت آفت پناہ لائق تھا ۔ حامی و خیر خواہ صادق تھا

ہر مہم مین تھا مجھکو استظہار ۔ اِسکے اندرز و پند سے بسیار

رازداری مین وہ یگانہ تھا ۔ دل نہ تھا اوسکا ایک خزانہ تھا

رکھتے تھے لفت در راز جو جاکر ۔ کوئی آگہ نہوتا تھا پاکر

بلکہ جاسوس وقت بھی ہرگاہ ۔ نہین آگاہ ہوتا تھا ہر راہ

ہاے وہ یار مہربان من ۔ میرے سر پر رہا نہ سایہ فگن

چھوڑ کر اس جگہہ مجھے بیزار ۔ بے رفیق شفیق و بے غمخوار

اب کرون کس سے حال کا اظہار ۔ نہ رہا یار محرم اسرار

ہو سکون کیسے چارہ ساز یہان ۔ نہ رہا یار دل نواز یہان

اب نہین زندگی کا لطف رہا ۔ سو وہ اس مایۂ حیات سے گیا

جو نہوتے طرح طرح کے خیال ۔ نہ تھا مرنا مجھے کچھ امر محال

ایک لحظہ مین کرتا خود کو ہلاک ۔ اور اِس بیکسی کے رنج سے پاک

ہوا ہون ایسا مبتلاے بلا ۔ ہوا ہے جان کو جسم جاے بلا

بے مددگار مخلصی ہی محال ۔ بلکہ یہ آرزو ہے خواب و خیال

ہو کے کوئی رجا سے آوارہ ۔ ہوا بیچارہ اوسکا کیا چارہ

دوخت کرتا ہے جسکا جامۂ وم — کسی حالت مین بے طراز عدم
کو بناتا ہے یگانۂ تقدیر ہا — کہ یہ فراش خانۂ تقدیر ہا
جسکے شمع وجود کو روشن — باد آفت سے رکھتا ہے ایمن
بنا ہے جب سی گنبد دوار — اس عمارت کے واسطے معمار
نہین بے خار رنج باقی ہین گل — گلشن زندگی مین شادی کی گل
نوبہار خوشی بباغ زمان — نہین ہوتی بغیر باد خزان
مرگ شربت ہی وہ جو جیتے ہین — آب سے ایکہ وزہر پیتے ہین ہا
یہ وہ محنت ہی جو اٹھاتی ہین — ایک بار اس جگہہ جو آتی ہین
اس جراحت کا بیگمان مرہم — جز شکیبائی ہے یہان پر کم
اور رکھتے نہین یہ بیماری — جز صبوری کہین دوا کاری
داروی درد جان صبوری ہے — پس صبوری یہان ضروری ہے
ایسی باتونسے دمنہ کو ظاہر — ہوئی تھوڑی تسلی خاطر
الغرض اوسنے روزبہ سے کہا — گریہ و سوز میرا ہے یہ بجا
کہ کلیلہ تھا دوستدار نیک — ناصح مہربان و یار نیک
تھا برادر سے دوستدار سوا — راست گو اور حق گذار سوا

زور دریائے اشک بڑھنے لگا | اور یہ شعر منہ سے پڑھنے لگا

بیخ گلہائے خورمی فریاد | ہوئی باد خلاف سے برباد

حیف ہے شاخہائے عیش و طرب | نہ رہی تازہ اور بارور اب

چاہیے کرنا اے دل آہ و فغان | کہ گیا اپنا اب وہ راحت جان

چاہیے اے دیدہ روئی خون اگر | کہ گیا اب وہ اپنا نور بصر

جب کیا اونسنے رونا حد سے سوا | اور بیتاب ہونا حد سے سوا

روز مین یہ تھا دمبدم ملان | درد ہجران سے تھا نہ کم نالان

کہ کسیکو نہ تاب اصغا تھی | گویا برپا قیامت اس جا تھی

روز بہ نے اوسے نصیحت کی | تا کہ تسکین ہو کچھ طبیعت کی

کہا اے دمنہ تو تو ہے دانا | اور تیرا بخوبی ہے جانا

کہ دبیر ازل نے نام بقا | نامۂ عمر پر ہے کس کے لکھا

اور صورت نگار اہل جہان | لکھتا ہے صورت حیات کہان

کسی کی زندگی کے صفحہ پر | لیکن اس آیہ کا قلم لیکر

کہ ہے ہر چیز ہونے والی ہلاک | پر نہیں ذات پاک ایزد پاک

اور ہے کون ایسا صاحب ہنر | کہ یہ خیاط کارخانہ دہر

اور آنکھوں سے اشکباری کی | جو سے خون اپنے دل سے جاری کی
اور اوس سے کہا کہ اے دمنہ | زندہ ہون لیک دم مین ہی دم نہ
دل نہین ڈھونڈون دل پسند کہان | کیا کہون ہو رہی ہے بند زبان
دیکھا جب اوسنے روزبہ کا یہ حال | پھر شکیبائی کی رہی نہ مجال
پوچھا کیا ہے ملال ظاہر کر | جلد جو ہووے حال ظاہر کر
روزبہ نے کہا کہ اے دمنہ | غم بیان سے زیادہ ہے کم نہ
جلتا ہون سوز ہجر سے ہر دم | نہین اس ریش کے لیے مرہم
شمع سان جل رہا ہی رشتۂ جان | نہ جلن سے ہی دم زنی کی توان
وہ عزیز اس جہان فانی سے | اور غمگاہ جاودانی سے
ہوگیا عالم بقا کو روان | نہین مدخل غم و عنا کو جہان
رکھہ گیا اپنے دلپہ داغ فراق | چکھنی ہے تلخی ایاغ فراق
آہ بے یار ہو گئی دم مین | کیا گرفتار ہو گئے غم مین
ہوا اسنکر یہ آفت ناگاہ | جب وفات کلیلہ سے آگاہ
ہوا بے ہوش و بدحواس نہ کم | چھا گئی اس پاس یاس نہ کم
دیر کے بعد ہوش مین آیا | شعلۂ ہجر جوش مین آیا

ایسی تقریر کرکے نالائق — دخل کرنا تجھے نہ تھا لائق

محفل اہل فضل مین ہرگاہ — بلکہ بہتر سکوت تھا ہر راہ

ایسی کی تونے یہ سخن رانی — جان لی سب نے تیری نادانی

سنکے دمنہ سے اسطرحکا کلام — ہوئے خاموش سننے والے تمام

ایک نے بھی کھولی اپنی زبان — اور پاسخ کیا نہ اسکا بیان

آخرش قاضیون نے حکم دیا — پھر اسے قیدگہ مین قید کیا

اور گذرا تھا جیسا حال یہان — کیا جا کر حضور شیر بیان

پایا زندان مین دمنہ نے جو مقام — دوستدار کلیلہ روزبہ نام

اسطرف گذرا تو بلاکے وہان — پوچھا اوس سے کہ ہے کلیلہ کہان

کل سے پھر آیا ہے نہ مجکو نظر — کہہ اگر اوسکی ہووے تجھکو خبر

کیون نہین آیا کیا ہوا حادث — نہین آنے کا کیا ہوا باعث

مجھے کچھہ اس سے پوچھنا ہے ضرور — دور ہے اسوقت دوستی سے دور

دوست وہ ہے جو دستگیر ان ہو — جب مصیبت مین دل پریشان ہو

روزبہ سنتے ہی کلیلہ کا نام — ہوا اندوہ ورنج وغم کا مقام

کھینچی سینہ سے آہ آتش بار — کیا زندان کو جاے آتش وار

تو ہین بے فائدہ گواہ و قسم — کیون اوٹھائین ہرا فغم کے الم

کیون کسیکی کرے کوئی فریاد — اور قاضی سے چاہے جا کر داد

پر مذمت نہین ہے بد کی روا — اور مدحت نہ نیک کی ہے بجا

یہ علامات جو بوقت وجود — پاتے ہین جس کسی مین انکی نمود

نہین ہوتی کسی طرح معدوم — پس ہوا تیری بات سے معلوم

کہ نہ نیکون کو نیکی کی ہے جزا — نہ بدون کو کبھی بدی کی سزا

کیا رہا کام پھر شریعت سے — اور انصاف کی طریقت سے

مانا مین نے کیا ہے ایسا کام — جیسا اب تو لگاتا ہے الزام

لیکن ایسی علامتین ہین جہان — ایسے الزام کو جگہہ ہی کہان

ان علامات نے گرایا ہے — جرم اسکا نہ مجھپر آیا ہے

نہ سزا ایسے جرم کو ہے بجا — نہ بجا ایسے جرم کو ہے سزا

سرزنش کر نہ پھر خود روئی — نہین اوگتا ہے آپ سے کوئی

اس چمن مین جو سر اٹھاتے ہین — اوگتے ہین جسطرح اوگاتے ہین

پس ترے قول سے صفائی ہے — بند تکلیف سے رہائی ہے

تو نے بے سوچے یہ مقالت کی — کہ عیان اپنی یہ جہالت کی

تیری صورت سے ہی یہ صاف عیان | جو کجی و بدی ہے تجھہ مین نہان
کیا قاضی نے سنکے استفسار | اس سخن کا کہان سے ہی اظہار
اسکی اثبات کی سبیل ہی کیا | کیا علامت ہی اور دلیل ہی کیا
کہا کہتے ہین عالم دانا | امتحانا جنہون کا ہے جانا
ابرو جس شخص کی کشادہ ہو | راست سے چشم چپ زیادہ ہو
اور رہتے ہون بیشتر پران | جسکے اعضاے کالبد ہر آن
اور مائل ہو بینی سوے یسار | اور زمین پر نگہہ کا روی قرار
ہوتی ہے اوسکی ذات نامیمون | فتنہ و مکر و غدر سے مشحون
یہ علامات اسمین ہین ظاہر | مکتفی ہین ثبوت کی خاطر
کہا دمنہ نے سنکر اوسکی مقال | کہ ہے احکام حق مین کسکو مجال
کہ کرے کچہہ مداہنت ظاہر | یا کرے کچہہ مبالغت ظاہر
اور افعال مین ہی اسکی کہان | کبہی مکر و فساد و سہو و زیان
ہے روا جو ہو ہمسے سہو و قصور | پر خداوند سے نبایئے ظہور
یہ علامات کی ہین جو ظاہر | شاہدی ہین جو صدق کی خاطر
اور باطل سے ہو وہی حق ظاہر | یا خطا سے صواب ہو باہر

تو ہین بے فائدہ گواہ و قسم | کیون اوٹھائیں مرافعے کے الم
کیون کسیکی کرے کوئی فریاد | اور قاضی سے چاہے جا کر داد
پر مذمت نہین ہے بد کی روا | اور مدحت نہ نیک کی ہے بجا
یہ علامات جو بوقت وجود | پاتے ہین جس کسی مین اپنی نمود
نہین ہوتی کسی طرح معدوم | پس ہوا تیری بات سی معلوم
کہ نہ نیکون کو نیکی کی ہے جزا | نہ بدون کو کبھی بدی کی سزا
کیا رہا کام پھر شریعت سی | اور انصاف کی طریقت سے
مانا مین نے کیا ہے ایسا کام | جیسا اب تو لگاتا ہے الزام
لیکن ایسی علامتین ہین جہان | ایسے الزام کو جگہہ ہی کہان
ان علامات نے گرایا ہے | جرم اسکا نہ مجھپر آیا ہے
نہ سزا ایسے جرم کو ہے بجا | نہ بجا ایسے جرم کو ہے سزا
سرزنش کر نہ پھر خود روئی | نہین اوگتا ہے آپ سی کوئی
اس حسین مین جو سر اٹھاتی ہین | اوگتے ہین جسطرح اوگاتی ہین
پس ترے قول سی صفائی ہے | بند تکلیف سے رہائی ہے
تو نے بے سوچے یہ مقالت کی | کہ عیان اپنی یہ جہالت کی

اور بیمار کو بلائین کہ زو دہ — رنج بھاگے گا جیسے آگ سی دود
پوچھا اوس سی کہ یہ دوا ہی کہان — اور کس سی ملے گا اِسکا نشان
کہا دیکھی تھی یہ دواے ثمین — ادویہ خانۂ شہی مین کہین
رکھی چاندی کے حقے کے اندر — قفل زر تھا لگا ہوا اوپر
لیک اب ہے جو ضعف بینائی — نہین رکھتا ہون یہ توانائی
کہ کرون اوسکی جستجو جاکر — اور رکھون شہ کی رو برو لاکر
بولا آکر طبیب دعوے دار — اوسکا پہچاننا ہے میرا کار
اسکی ترکیب جانتا ہون نیک — بلکہ مین اپنی کام کا ہون ایک
شاہ نے اپنے پاس بلوایا — مہربانی کے ساتھہ فرمایا
کہ دوا خانہ مین ابھی جا کر — دے جو مطلوب ہی ابھی لاکر
اور شربت بناکے کرتیار — کہے جیسے یہ پیر واقف کار
وہ طبیب اپنے حال سی غافل — اوس دوا خانہ مین ہوا داخل
دیکھا اوسنے وہ حقے اوسمین مگر — حقہ ہی حقے آئے اسکو نظر
اوسی صورت سی کل کی تھی وہان — دیا تھا دوسرے نے جسکا نشان
اوسکی پہچان مین نہ آیا لیک — باہر ان حقون مین سی لایا ایک

مطلع حسن سے نہ مہر کہین | چمکا تھا جسطرح یہ مہر حسین
اور عطار نے صبا کے کہین | کھولا تھا اتبک ایسا نافہ نہین
جیسی چین اوسکی زلف کی سیہ فام | جس سے بو مانگتا تھا مشک بھی وام
نازنین دلفریب جادو وش | روے زیبا تھا ماہ کا روکش
اوسے اپنی بھتیجی کو تھا دیا | حسب دستور تھا نکاح کیا
کیا مہمان مہر ماہ مبین | اور کی زہرہ مشتری سے قرین
جو مقارن ہوئی یہ دو اختر | صدف بطن مین پڑا گوہر
اتفاقاً بوقت وضع حمل | کیا کچھہ عارضہ نے آکے خلل
دیکھکر اوسکی رنجش خاطر | لائے دانا طبیب کو حاضر
کرکے ظاہر جو کچھہ تھا رنج و ملال | کیا اوس سے معالجہ کا سوال
حال کی سنکے ماہیت ساری | جان لی اوسنے اوسکی بیماری
اور بولا کہ اس مرض کی دوا | نہین ہے دوسرا کچھہ اسکی سوا
حکما جسکو کہتے ہین مہران | چاہیے لینا اوسمین سے چند دان
کہ نہو ایک دانگ سے کم و بیش | پیس کر چھان کر ملا پیس و بیش
تھوڑا سا مشک دارچینی ملائین | اور شیرین شکر سے اسکو بنائین

اور جو ہے گناہ گار نہین — کسیکو اسپر اختیار نہین
اور اگر وہ بقدر رائے خویش — کرے کچھ جہد و جد برائے خویش
جاننا چاہیے نہ ترک ادب — جہد کرتے ہین اپنے واسطے سب
اور سوگند دیتا ہون کہ اگر — حال سے میرے ہو کسیکو خبر
تو بلا بیش و کم کرے ظاہر — نہ کسیکی رکھے ذرا خاطر
نہ صداقت سے انحراف کرے — نہ عدالت سے اختلاف کرے
کیونکہ ہر ایک بات کی خاطر — کہنے والے کو ہے جزا آخر
اور ہوتا ہے جس کسی کا کلام — کسیکے قتل و حق مین حکم تمام
چاہیے بے شمول شبہہ گمان — کرے حسب یقین خویش بیان
مجھکو جو بے ظہور رفع گمان — ڈالے گا معرض تلف مین یہان
دیکھے گا اوس طبیب کا سا مآل — جسکو علم و عمل مین تھا نہ کمال
بولے قضات کسطرح ہے یہ بات — کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ بات

حکایت ۹

ایک علم و عمل سے بے مایہ — رکھتا تھا کچھ طبیبی مین پایہ
نہ طبیبی سے تھی خبرداری — پر تھا دعوے طبیبی کا بھاری

ایسا غافل وہ آشنا سے مین — جیسے جاہل ادا شناسی مین

درمنہ ترکی جو ز ہندی کو — جانتا تھا کہ ہے بہت نیکو

اور امراض و ادوائی مین ایسا — بد بیان خوش بیانی مین جیسا

کہ رمد کو سمجھتا تھا نقرس — نہین اتنا ہی وصف اوسکا بس

کہ تھا ترکیب دوائی مین قاصر — نہ تھا مقدار طبع سی ماہر

نسخہ لکھتا تھا گرچہ کثرت سی — نہ تھا آگہ غذا و شربت سی

اوسکا رخ دیکھکر نہ بچہ بیمار — دیکھتا تھا رخ شفا زنہار

اوسنے دکان جہل کر کی جہان — کیا تھا جان کشی کا حیلہ عیان

ایک تھا دوسرا طبیب وہان — ہنر خویش سے حبیب جہان

اور مین معالجت اوسکا — اور فیض مکالمت اوسکا

نہ ہنر کی طرح سے تھا معدوم — بلکہ لوگون کو جا بجا معلوم

دم عیسی تھا اوسکو دم مین اثر — قدم خضر تھا قدم مین اثر

دور کر سکتا چاہتا وہ اگر — چرخ کا ایکدم مین درد کمر

تھا دوا کا مبدل التاثیر — تہ تھی تبدیل مین اوسے تاخیر

جو گلستا نہین جاتا ایک بھی دم — ایسا رکھتا تھا اپنا فیض قدم

ہوکے ہر روز روبرو حاضر | بے کم و بیش کل کرو ظاہر
پس ہوئی جمع کل خواص و عوام | قاضی و مفتی و امیر تمام
اور اشراف عالم و فاضل | ہوئے اوس بزم عدل مین داخل
بولا اوٹھکر وکیل قاضی تب | بادشہ کو مبالغہ ہے اب
بہر تحقیق حال دمنہ عیان | کہ دقیقہ کوئی رہے نہ نہان
اور صادر کیا ہے ایسا شال | کہ نہ جاے کسی طرف کو خیال
جب تلک اوسکی کل حقیقت حال | نہین دکھلائے گر دشک شمول
اور جو حکم اوسکی نسبت ہو | نہین لازم خلاف نصفت ہو
مرکز عدل پر رہے دائر | نہ رہ ظلم کی طرف سائر
تم مین ہر ایک کو جو ہووے عیان | چاہیے کرنا بیدریغ بیان
کیونکہ یہ ۳ فوائد معلوم | اوسکے اظہار مین نہین معدوم
پہلا امداد راستی ہے عیان | کھڑا کرنا ہے راستی کا نشان
جو اوٹھاتے ہین راستی کا علم | ہے شریعت مین اونکی قدر نہ کم
اور از روے مردمی و وفا | احترام اونکے واسطہ ہی بجا
دوسرا کھود کر بناے ستم | کرنا ظالم کو رہگرائے عدم

کار حسب رضائے خالق ہی
یار بہبودی خلائق ہے

تیسرا بچنا اہل خدعت سے
اور انکے فساد و بدعت سے

فائدہ ہے ہر ایک کو کامل
اور راحت ہر ایک کو شامل

جب ہوا ختم اس طرح یہ کلام
رہے خاموش کل خواص عوام

نہ کسی نے بھی سنکے اسکا خطاب
دیا اسکو کسی طرح کا جواب

کار دمنہ مین تھا نہ انکو یقین
کہ خطا کی ہے باصفا کی قرین

نہین چاہا کہ کچھہ بقول گمان
اوسکی نسبت کرین زبان سے عیان

کہ کہین اپنا قول ہو وقادر
اور ارشاد قتل ہو صادر

اور جو بات بے حقیقت ہو
اوس سے ہی تصفیہ شریعت ہو

دیکھی دمنہ نے جب یہ صورت حال
ہو لی دل کو خوشی بحد کمال

مثل باغ ارم شگفتہ ہوا
بل زیادہ نہ کم شگفتہ ہوا

بولا غمگینون کا سامنہ کرکے
کہ بزرگان معدلت پرور

جو مین مجرم کسی طرح ہوتا
تو مجھے باعث فرح ہوتا

آپکا رہنا اس طرح ساکت
جس سے بیجرمی ہوتی ہی ثابت

فی الحقیقت نہین ہے میرا گناہ
نہین چلتا کبھی گناہ کی راہ

ہوکے ہر روز روبرو حاضر ۔ بے کم و بیش کل کرو ظاہر
پس ہوئی جمع کل خواص عوام ۔ قاضی و مفتی و امیر تمام
اور اشراف عالم و فاضل ۔ ہوئے اوس بزم عدل مین داخل
بولا اوٹہکر وکیل قاضی تب ۔ بادشہ کو مبالغہ ہے اب
بہر تحقیق حال دمنہ عیان ۔ کہ دقیقہ کوئی رہے نہ نہان
اور صادر کیا ہے ایسا مثال ۔ کہ نہ جاے کسی طرف کو خیال
جب تلک اوسکی کل حقیقت حال ۔ نہین دکہلائے گرد شک تحمل
اور جو حکم اوسکی نسبت ہو ۔ نہین لازم خلاف نصفت ہو
مرکز عدل پر رہے دائرہ ۔ نہ رہ ظلم کی طرف سائرہ
تم مین ہر ایک کو جو ہووے عیان ۔ چاہیے کرنا بیدریغ بیان
کیونکہ یہ ۳ فوائد معلوم ۔ اوسکے اظہار مین نہین معدوم
پہلا امداد راستی ہے عیان ۔ کھڑا کرنا ہے راستی کا نشان
جو اوٹہاتے ہین راستی کا علم ۔ ہے شریعت مین اونکی قدر نہ کم
اور از روے مروی و وفا ۔ احترام اونکے واسطہ ہی بجا
دوسرا کھودکر بناے ستم ۔ کرنا ظالم کو رہگراے عدم

آیا جولان میں زہ شور کی ساتھہ — آیا دوران میں شور زور کی ساتھہ
اور سیہ نامہ دمنہ شب تار — ہوا پنہان بہ کنج ظلمت غار
پھر مظالم ہم بحضر ہوا دربار — آئے ارکل چھوٹے اور بڑے سردار
مادر شیر نے کیا تکرار — سمر نو حال دمنہ بدکار
بولی دینا ستمگران کو پناہ — ہے ستمدیدگان کو کرنا تباہ
اور ہے کرنا نکوئی کا بدسے — درگذرنا نکوئی کی حد سے
نیکی کرنی بدونسے ہے ایسی — ہے بدی کرنی نیکونسے جیسی
رکھکے جو اختیار ظالم پہ — رحم لاتا نہیں مظالم پر
یعنے ظالم کی جان بچاتا ہے — خود کو اوسکا ضمان بناتا ہے
اور قرآن میں ایسی آیت ہے — ایزد پاک کی ہدایت ہے
ظالمون کی جو کرتے ہین امداد — ایکدن اونسے کرتے ہین فریاد
نہ بدی کر نہ بد کا ہو ہمدم — نہ بدی سے کسیکی ہو خورم
دیا پھر شیر نے سوی قضات — ملتفت ہوکے حکم تحقیقات
کہ کرو جاکے کار دمنہ شتاب — خوب اوسکے عمل کا دیکھو حساب
جو ہو تصدیق کچھہ خیانت کی — یا ہو تحقیق کچھہ دیانت کی

اور بچا توبہ و انابت سے | آپکو آخرت کی آفت سے
کیونکہ تجھکو یقین ہے یہ کام | اب ہلاکت مین پائیگا انجام
چاہیے ہوکے عقل پر عامل | نکرے جان بوجھکر شامل
رنج دنیا کو رنج عقبیٰ سے | رنج صغرے کو رنج کبرے سے
کہ اوٹھائے اگر عذاب یہان | نہ اٹھائے مگر عقاب وہان
بولا اسباب مین کرونگا خیال | اور ظاہر کرونگا تجھسے مآل
ہوکے رنجور جو کلیلہ چلا | رنج تھا ساتھہ گو اکیلا چلا
پڑا بیتاب آتے ہی گھر پر | اپنے درد و الم کے بستر پر
سوز غم سے کلیجا جلتا رہا | رات بھر کروٹین بدلتا رہا
صبح ہوتے ہی اوسکا دم نکلا | دم کے ہمراہ اوسکا غم نکلا
اسطرح اوسنے پیش لی رہ خاک | لے گیا اتنی آرزو تہ خاک
لیک جب انکین ہوتا تھا یہ بیان | سوتا تھا پاس ایک دزد وہان
انکی گفتار سے ہوا بیدار | یاد کی سنکے اُسنے کل گفتار
تا کہ ظاہر کرے بوقت بیان | ہر سخن کے لیے ہے وقت و مکان
صبحدم شیر مہر زرین چنگ | بہ بیابان چرخ مینا رنگ

سفت ہوویگا تجھکو رنج و غم ۔ اور خجلت نہوگی مجھکو کم

دوسرے پھر رہائی کی صورت ۔ نہ نظر آئے گی کسی صورت

راست گفتاری ہے ترا دستور ۔ نہ کسی سے کسی جگہہ مستور

راست گوئی سے تجھکو رکھنا باز ۔ سخت مشکل ہے ہر طرح ناساز

راست گوئی کا اتنا رکھتا ہی پاس ۔ کہ ہے کل کار کی اسی پر اساس

ایسی حالت مین پھر ترا دیدار ۔ تا قیامت نہووے گا زنہار

نہ ملاقات ہووے گی تجھسے ۔ نہ کوئی بات ہوویگی تجھسے

بولا سنکر کلیلہ معصوم ۔ یہ جو تونے کہا ہوا معلوم

پر مرا حال ہے نہ تجھسے نہان ۔ کہ ہے تکلیف کی نہ مجھکو توان

نہ ہے رنج شکنجہ کی قوت ۔ نہ صعوبت کے سہنے کی قوت

نہ چھپاؤن گا وقت استفسار ۔ جانتا ہون جو کچھ ترے اسرار

نہ کبھی خویش و غیر کی خاطر ۔ کرون گا بر خلاف کچھ ظاہر

بلکہ جو کچھ ہے تیرا حال عیان ۔ کرون گا مین بغیر پیچ بیان

اس لیے یہ صلاح ہے میری ۔ اور اسمین فلاح ہے تیری

کہ کر اپنے گناہ سے اقرار ۔ جو کیا ہے نہ اوس سے کر انکار

عشق کی تنگنا سے کیا ہو خلاص | کہ ہے مسدود فکر کی رہِ خاص
کرتا ہوں میں جو فکرت نیکو | ایسا معلوم دیتا ہے جی کو
اس بھنور میں کہ در فنا کا ہے باں | ڈوبے گا میری زندگی کا جہاں
اور ہووے گا میرا ہر بقا | مغرب مرگ میں غروب نما
پر زبونی نہیں جو کھاؤں گا | تا بمقدور عذر لاؤں گا
جتنا مکر و فریب و حیلہ ہے | مجھے تخلیص کا وسیلہ ہے
اپنی خاطر جو ہے نکو خواہی | نہیں کرنے کا اوس میں کوتاہی
لیک یہ رنج ہے مجھے زائد | نہو تکلیف کچھ تجھے عائد
کیونکہ میری مرافقت تجھسے | اور تیری موافقت مجھسے
شہرۂ عام ہے نہیں مخفی | باعث نام ہے نہیں مخفی
نہ پڑے تہمت شراکت میں | کہ پڑے ورطۂ ہلاکت میں
اور دیویں اگر تجھے ایذا | تو ہے رنج زیادہ تر کی جا
کیونکہ کل حال سی ہی تو ماہر | کہیں کر دے نہ خوف سی ظاہر
ایسی صورت میں دو مخافت ہیں | یعنے عائد دو گونہ آفت ہیں
ایک یہ ہے کہ میرے ہی باعث | ہو گا تجھپر یہ حادثہ حادث

کہا دمنہ نے جانتا ہون مین
تو جو کہتا ہے مانتا ہون مین

مین نے ہی بویا ہے یہ تخم بلا
پھل چکھے اسکا اور کون بھلا

تخم جو جس طرحکا بوتا ہے
اوس سے پھل اوسطرحکا ہوتا ہے

پھلتی ہے نیکی و بدی ایسے ہی
گیہون گیہون سی جو سے جو جیسے ہی

مین نے بویا ہے تخم زہر گیا
پھر تمنا گل انگبین کی ہو کیا

اب رہا ہاتھ مین یہ کار نہین
اور کچھ اسپر اختیار نہین

نہین ممکن کہ ناخن تدبیر
کھولے ہرگز یہ عقدۂ تقدیر

اور آئینۂ خیال صواب
ہو نمایندۂ جمال صواب

مین نے اپنا قصور اب جانا
اور ہوا اپنے عیب سے دانا

کیا ہے دولت کا گوہر شہوار
پیش گرداب محنت دشوار

پہلے تھی فکر بحر بے پایان
منفعت کی امید سے آسان

لیکن اب جانا یہ کہین ہر آن
سو گہر بھی ہے نہین ارزان

پوچھا اب کیا رہ صفائی ہے
جس سے ممکن تری رہائی ہے

اور تو سوچتا ہے کیا تدبیر
جس سے تخلیص مین نہو تقصیر

کہا دمنہ نے کیا کہون اے یار
صورت مخلصی ہے اب دشوار

کہا اسنے کہ ہوتا ہے دشمن ‌‌ اور دشمن کو چھوڑنا ہین
تاب صمصام سے حذر کرنا ‌‌ اور آرام سے گذر کرنا ہے
کار کم ہمتون کمین کا ہے ‌‌ بیخرد اور کوتہ بین کا ہے
وہ جو رکھتے ہین ہمت عالی ‌‌ نہین رکھتے ہین وقت خالی
سہتے ہین ہر طرح کی دشواری ‌‌ اور اوٹھاتے ہین وقتین بھاری
گر نہین کامیاب ہوتے ہین ‌‌ ہر کہین نامیاب ہوتی ہین
گوہر مطلب ہوس کو جو گانسے ‌‌ کون لے جاے ایسے میدانسے
جسمین ہین ہر طرفسے رنج و خطر ‌‌ رکھتا ہے پا تو پھلے سر سی گذر
کہا اوسکو کلیلہ نے کامی یار ‌‌ کیون سہین ایسی محنت دشوار
جاہ و دولت کے واسطے کہ کہین ‌‌ اعتماد و بقا ہے انکو نہین
باغ دولت سے خورمی کا بار ‌‌ چاہنا چاہیے نہین زنہار
کیونکہ اس باغ کا ہے اونے بار ‌‌ انقلاب زمانۂ غدار
چاہیے تھا کہ مال و جاہ مین ‌‌ دیکھکر التفات کرتا نہین
تا نہ تو اپنی واہ کے اندر ‌‌ پڑتا آفت کے چاہ کے اندر
اور لگاتا نہ تو حسد کا شجر ‌‌ تا نہ پاتا بلاے بد کا ثمر

کوئی پوشیدہ نہ تھی اوسکی ورع | تو بھی کرتا تھا اوسکو ویسی شروع

جیسے بیمار کو ہو لیے طعام | مضطرب کرتی ہے برا طعام

گرچہ نقصان سے اوسکے ہے آگہ | کھاتا ہے حسب خواہش خاطر

ایسے کو جو مصیبت آئے پیش | سو حقیقت میں ہے بجائے خویش

چاہیے اوسمین بردباری کرے | نہ شکایت نہ آہ و زاری کرے

جو کرے تو کرے شکایت خویش | کیونکہ ہے باعث حماقت خویش

دوسرے کی نہیں شکایت ہے | جو ہے سو اپنی ہی حماقت ہے

کیا شکایت کرون کسیکی بھلا | آپ لایا ہون آپ پر یہ بلا

کہا اوسنے کہ ہے وہی عاقل | جو ہے اس اشارہ پر عامل

جو کسی کام کا کرے آغاز | ہووے انجام پر نظر انداز

جو کسی جا لگایا چاہے شجر | چاہیے پہلے دیکھے اوسکا ثمر

تا نہ کردار سے پشیمان ہو | اور نہ گفتار سے پریشان ہو

کیونکہ ہوتی ہے آخرش بانی | وہ پشیمانی اور پریشانی

دشمنون کے لیے شماتت کی | دوستون کے لیے ملالت کی

پہلے ہی کام مین جو کی ہے خطا | پھر پشیمانی سے ہے فائدہ کیا

مین بھی اس چوری مین پھنسا جاتا ... یون سخن گوئی کی نہ جا پاتا
نہ کہا تھا یہ تجھکو اے غافل ... کہ ہین اسطرح کہہ گئے عاقل
کہ وہ پھلے اجل سے ڈرتا ہے ... جو سعایت کا پیشہ کرتا ہے
مطلب اس سے نہ بے حیاتی ہے ... اور نہ اس تن کی بے ثباتی ہے
بلکہ یہ ہے کہ آتی ہے آفت ... زندگی گو بناتی ہے آفت
کرکے امید عیش کی کاہش ... پیدا کرتی ہے مرگ کی خواہش
ایسی جیسی ہے تجھکو پیش آئی ... دیکھکر تجھکو مجھکو پیش آئی
بیگمان ایسی زندگی کیا ہے ... مرگ ہے نام زندگی کا ہے
ہو جہان ایسی دل فگار بلا ... مرنا جینے سے لاکھ بار بھلا
کہا ومنہ نے اے رفیق زمان ... تونے تو حق جو تھا کیا تھا بیان
اور شرط مناصحت بھی بجا ... چاہیے جیسے مجھسے کی تھی ادا
لیک غالب تھی حرص دولت و جاہ ... خواہش نفس سے تھی رائے تباہ
اس لیے تیرے دوستانہ کلام ... نہین پاتے تھے میرے دل مین مقام
گرچہ پوشیدہ تھا نہ مجھسے یہ حال ... کہ مرے کام کا برا ہے مآل
بلکہ ہے سر بسر خطر سے بھرا ... نہ خطر بلکہ ہے ضرر سے بھرا

یہ مشقت یہ آفت دل و جان
اور یہ رنج قید و بند گران

کسی حالت مین اسقدر نہ ہی شاق
جس قدر ہے ترا یہ درد فراق

سوز ہجران سے جلتا ہون ہر دم
دست افسوس ملتا ہون ہر دم

کب ترے رنج سے با کی تاب نہین
نار غم سے جگر کباب نہین

کب ترے ہجر مین ہے درد نہین
میرے چہرہ کا رنگ زرد نہین

کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار
اب کہ پہونچا ہے اس جگہہ پر کار

سخت گوئی مری نہین بیجا
بلکہ ہے تیرے حال کے زیبا

ابتدا ہی سے تھا مجھے ظاہر
کہ ترا ایسا ہوویگا آخر

اس لیے تجھکو پند کرتا تھا
گرچہ تو ناپسند کرتا تھا

ضعف دانش سی اپنے مستظہر
خود پسندی سے تو تھا متکبر

عاقبت جو کہا تھا پیش آیا
جو نہ اوس وہم سنا تھا پیش آیا

کہا تھا تجھسے اوسطرف کو نہ جا
کہ کبھی ہوگا مبتلاے بلا

نہین مانا گیا ہے تو اوس جا
دیکھتا ہے نتیجہ اب اوسکا

مین اگر پہلے سے تری خاطر
ہوتا اندز و پند مین قاصر

اور تنبیہ مین خطا کرتا
حق الفت نہین ادا کرتا

سہل ہے لعل توڑنا لیکن — جوڑنا پھر ہے اسکا ناممکن

تیغ تندی سے جو چلاتا ہے — دانت سے پشت یا چباتا ہے

مادرِ شیر و شیرنی یہ کلام — جب کیا اس جگہہ پر ایسے تمام

ہوکے رخصت گئی ہر ایک وہان — رکھتے تھے اپنی خوابگاہ جہان

پھر جو زندان مین دمنہ کو لاکر — رکھا زنجیر و طوق پہنا کر

تب کلیلہ کو سوز اخوئیت — اور تقاضائے شفقت صحبت

لایا اسپر کہ جاکے دیکھے وہان — کیا پڑی آفت آکے دیکھو وہان

جاکے دیکھا تھا مبتلائے بلا — طوق زنجیر مین تھی گردن پا

یک بیک اوسنے اشک باری کی — جوے اندوہ دلسے جاری کی

اور بولا کہ اے برادر من — کیسے دیکھون یہ تجھپہ رنج و محن

بے تری کیا ہے زندگی کا مزا — بے ترے زندگی ہے سخت سزا

بے ترے ہے یہ زندگانی کیا — تو نہووے تو شادمانی کیا

تو تو کہتا ہے درد ہجران سے — شاہ بھی سکتا ہے نگہبان رہ

دمنہ بھی سخت دل بجھانے لگا — درد دل اس طرح جتانے لگا

مجھکو بھی ہجر یار و دل بستہ — رکھتا ہے جان فگار و دل خستہ

کہ نصیحت ہو شاہ کو حاصل
اور وہ فکر لاحقہ باطل

ورنہ اس سی نہین کسیکا زیان
جو نہین چاہین اوسکا رہنا نہان

شیر بولا کہ اے بزرگ نشان
مجھکو اسکام مین ہے شبہہ عیان

رفع اوسکا نہووے گا جب تک
نہین تعجیل کرنے کا تب تک

تا کہ اورونکے نفع کی خاطر
میرا نقصان کہین نہ ہو ظاہر

اور خوشنودی خلائق مین
نہ پڑون بحر قہر خالق مین

خوب جب تک نہووے گی تحقیق
اور اوسکے قصور کی تصدیق

نہین کرنے کا قتل مین اقدام
تا ندامت نہ اوسکا ہو انجام

کرکے جلدی مین شنزبہ کا کار
اب پشیمانی کی اٹھاتا ہون بار

میرے نزدیک ہی یہ رای صواب
کہ کرون اشتباہ سی نہ خراب

اونکو جو ہین خرد ور کامل
اور کفایت شعار یکے عاقل

اور جسوقت تک جمال یقین
پردۂ شک سی رو نما ہو نہین

نہ کرون کوئی حکم مین صادر
گرچہ مین ہر طرح سی ہون قادر

نہون اس قول سی خلاف پذیر
کہہ گئے ہین جو اگلے صاف ضمیر

جب گنہ پر کسیکی جاے نظر
کر تامل سزا مین جاے نظر

ہے حسد ایسا درد جسکی دوا | نہین دیکھی نہین سنی کسی جا
جو حسد کرتے ہین سو ہین حیوان | نہین انسان مگر دد و شیطان
ہے حسود آدمی کا گرچہ عدو | ہے عدو اپنا خوب دیکھے جو تو
نہ حسد سے ہے کوئی درد بتر | اس سے رہتا ہے درد ہی مین بشر
اپنی شادی سے وہ ہو گیا خرم | رہتا ہے اور ونکے سے جو پر غم
رنج ہے جسکو غیر کی راحت | راحت خویش اوسکو ہے آفت
اسی غصہ سے رہتا ہی پر غم | کہ فلانا ہے کس لیے خورم
یہ مثل اس غرض سے کی ہی بیان | کہ ہو اچھی طرح تجھے یہ عیان
کہ حسد کی ہے نیک راہ نہین | کہ حسود اپنا نیک خواہ نہین
رکھتا ہے خود سے دشمنی اتنی | سوچ رکھے گا غیر سے کتنی
جانتا ہون کہ دمنہ کا جو ہی حال | ہے حسود ونکی دشمنی کا مآل
مادر شیر بولی اے فرزند | تو جو کہتا ہے راست ہے ہر چند
لیک تیرے مقر تو نہین کہین | مین نے خود یہ حسد ہی دیکھی نہین
اور نہ اب تک کہین کیا ہی گمان | کسی مین یہ طریق زشت بدان
غالباً اوسکی قتل پر مائل | صرف اسواسطے ہی سیکا دل

ہے بجا اوسکو جو عقوبت ہا ہوا — رنج ہو درد ہو صعوبت ہو
ہے چنگ سد عذاب میں کچھ دن — سہتے تکلیف و رنجش ممکن ہے
جب تلک مرغ اوسکی روح کا صید — ہووے اس آیہ کو ہو دام میں قید
کاے محمد یہ سب ہو کر معلوم — ملک الموت کرتا ہے معدوم
پس ولائی نخست کو یہ سزا — کہ یہ جہہ کیا اُسے اُسی جا
پاس اسکے جو کچھ تھا چھین لیا — اور اوسی بادیہ نشین کیا
کیا بے زاد و توشہ اوسکو رہا — اور اپنے حضور یوں سے کہا
نہیں چاہیے کسی سے گر نیکی — نیکی اوس سے نہیں ہو کر نیکی
جس شجر کو نہ کار بر سے ہو — کاٹنا چاہیے تبر سے سو
اور وہ دوسرا حسود جو تھا — سر کیا اوسکا اوسکی تن سے جدا
کیا اوسکو غم حسد سے رہا — کل کو اوسکے خیال بدسے رہا
اور دیا تاب آفتاب میں ڈال — ملکے اوس تیسرے حسودکو رال
ایک مدت اسی طرح رہا — عاقبت نقد جان خود کھویا
ایسی تینوں نے ہے سزا پائی — حسد خویش کی جزا پائی
اور ہیں ایسا کہہ گئے کامل — قول پر جنکے لوگ ہیں عامل

مین نہین چاہتا کہ مجھسے بھی ‖ کرے کوئی کسیطرح نیکی

پھر بھلا دوسرے کی کیا بنیاد ‖ دیکھکر جسکو مین ہوون ناشاد

میرے آگے تمھارا کیا ہے حسا ‖ دعوے تم دونون حاسدونکا ہی

ہوا حیران یہ سنکے شہ چندان ‖ دست حیرت رکھا تہ دندان

اور الواح حال پر مسطور ‖ دیکھکر انکے آیۂ مشہور

کہ یہ کہتے ہین آدمی سے حسد ‖ نہین انسے زیادہ تر کوئی بد

کہا مینے سنا تمھارا کلام ‖ اور اسی سے یہ زہر ہے تمکو حرام

اور ہر ایک کو بجا ہے سزا ‖ بلکہ ہر ایک کی سزا ہے بجا

جو کیا چاہتا نہین احسان ‖ کہ ہوا احسان سی خوش کہین انسان

ہے بجا اوسکے واسطے یہ سزا ‖ کہ نکوکاری کی نپائے جزا

نعمت ایزدی سے ہو محروم ‖ اور دارین مین رہے مغموم

جو نہین چاہتا کوئی انسان ‖ کسی انسان سے کچھ کرے احسان

اوسکی نسبت یہی سزا ہے بجا ‖ جلد قید وجود سے ہو رہا

بار غم اوسکے دوش جان بنی اٹھائین ‖ ایکدم اوسکو اس جہان سے اوٹھائین

جو نہین چاہتا کہ کچھ احسان ‖ کرے اوس سے کہین کوئی انسان

کیا سبب ہے کہ تم جھگڑتے ہو — اور آپسمین تینون لڑتے ہو
جیسا کچھہ حال تہا او نہو نکا وہان — کیا تینون نے راست راست بیان
کہ ہین ہم تینون حاسد معروف — صفت حاسدی سے ہین موصوف
چھوڑا ہے اس سبب سی اپنا وطن — اور اٹھاتے ہین یہ سفر کے محن
یہان بہی پیش آیا ہی وہی حال — اور ظاہر ہے وہ ہی شکل ملال
کار ہے اضطرار مین آخر — اضطرار اپنی کار مین ظاہر
چاہتے تھے کہ کوئی داور آئے — حکم تقسیم زر ہمین فرمائے
شکر حق ہے کہ کرتے تھے جو طلب — سو ہی آکر ملا ہے آپ سے اب
دیا شہ نے یہ سنکے انکو مثال — کہ کہو اپنے اپنے رشک کا حال
تا کہ معلوم اوسکی ہو مقدار — اور علی قدر حکم کا اصدار
عرض کی ایک نے کہ ای سلطان — مین نہین چاہتا کہ کچھہ احسان
کسیکے حال پر کرون ظاہر — اور وہ ہو مرفہ الخاطر
دوسرا بولا تو ہے نیک سیر — اور رکھتا نہین حسد کا اثر
مین نہین چاہتا کہ کوئی بشر — رکھے احسان کی کسی پر نظر
تیسرے نے کہا کہ تم کوئی — نہین رکھتے حسد کی نیکوئی

جب یہ جانا کہ تینون ہی ہین حسود
پایا ہم جنسی نے انہومین وجود

ہوکے اظہار حال سے غم کاہ
چلے آگے کو تینون ہی ہمراہ

ایکدن درمیان راہ نظر
آیا افتادہ ایک بدرۂ زر

تینون بالاتفاق آئے ادہر
اور بولے کہ آؤ بانٹین یہ زر

اوریہین سے معاودت کرکر
خوش رہین جاکی تھوڑی دن گہر پر

پر حسد انگاز ور پر آیا
اور تینون کو شور پہ لایا

فائدہ دوسری کا کرکے نظر
کوئی راضی نہ تہا کہ بانٹین وہ زر

متحیر تھے یہ بھی تھی نہ توان
کہ اوسے اوفتادہ چہوڑین وہان

ایک دن اور ایک رات وہان
بہوکے پیاسے رہے نزاع کنان

نہ کہا کھانے پینے سونے سی کام
توبھی تکرار یہ ہوئی نہ تمام

کار دنیا ہے ایسا بے سامان
ایک دریا ہی جو ہے بے پایان

اسکی خاطر پڑے ہوئے ہر آن
سہتے ہین درد جو ہے بیدرمان

دوسری روز وقت صبح وہان
آیا جو تہا وہان کا شاہزمان

پہرتا پہرتا شکار کی خاطر
ساتھہ تھی کچہ سوار بہی حاضر

دیکھکر تینون حاسدونکو وہان
پوچہا ہو کون کیون ہو آئے یہان

تین کس گھر سے جو چلے ہمراہ | باتین کرتے ہوئے گئے کم راہ

پوچھا چھوٹے نے اسنے جو تھا بڑا | کیون وطن چھوڑنا ہے تمکو پڑا

مجھسے ظاہر کرو کہ کیا ہے سبب | جو اٹھاتے ہو یہ سفر کے تعب

ہوا آرام خانہ کیون بھاری | کیا پڑی ایسی آگے دشواری

ایک بولا کہ رہتا تھا مین جہان | ایسے حالات دیکھتا تھا عیان

کہ نہین دیکھہ سکتا تھا ہرگاہ | اور حسد تنگ کرتا تھا ہر راہ

آتش رشک یہ سلگتی تھی | کہ مرے تن بدنین لگتی تھی

آخرش ایسا اشتعال دیا | ہو کے مجبور یہ خیال کیا

کہ کرون چند روز جا کے سفر | کہ یہ نادیدنی نہ آئے نظر

دوسرا بولا مجھکو بھی یہی غم | رکھتا تھا مضطرب وطن مین ہم

تب بڑا بولا مجھکو بھی یہی خار | رکھتا تھا بیقرار لیل و نہار

تم بھی دونون ہو میرے ہی ہمدرد | نہ تھا اس دردسے مجھے کم درد

سوے صحرا اسی سے آیا ہون | رو بصحرا اسی سے لایا ہون

راست کہتا ہون تمسے یہ گفتار | کہ نہین دیکھہ سکتا ہون زنہار

کہ کوئی جس جگہہ ہون مین حاضر | مے پیے اور مین رہون ناظر

کو نہ تعجیل کا ہے نیک اثر ۔۔۔ عمل خیر مین ہے نیک مگر
شیر بولا مقربون کا دل ۔۔۔ ہوتا ہے بغض و کینہ کی منزل
رکھتے ہین سینہ مین حسد کا خار ۔۔۔ ہے دل آزاری ایسے بد کا کار
رکھکے بایکدگر حسد کی نظر ۔۔۔ دیکھتے ہین ہر ایک عیب و ہنر
جو کسی مین ہنر زیادہ ہے ۔۔۔ تو حسد کا اثر زیادہ ہے
رکھتے ہین اوس سی دشمنی دائم ۔۔۔ سیکڑون عیب کرتے ہین قائم
دمنہ مین ہین طرح طرح کی ہنر ۔۔۔ اور رکھتا ہے میرے پاس مقر
کیا عجب ہوکے متفق حاسد ۔۔۔ رکھتے ہین کچھہ ارادۂ فاسد
مجھہ سے کچھہ اسکی بدسگالی کرین ۔۔۔ اور جا اسکی اس سی خالی کرین
مادر شیر نے کہا کہ یقین ۔۔۔ کبھی اس بات پر ہی مجھکو نہین
کہ حسد اسطرحکا ہو غالب ۔۔۔ کہ کسی تن کی جان کا ہو طالب
بولا جب جلتی ہے حسد کی نار ۔۔۔ کرتی ہے خشک و تر مین یکسان کار
جیسے اون تین حاسدونکی فعال ۔۔۔ اسکی تصدیق کو ہے نیک مثال
اوسنے پوچھا کہ کسطرح ہی یہ بات ۔۔۔ کہا اوسنے کہ اسطرح ہی یہ بات

حکایت ۸

تاکہ قاضی کرین تفحص حال ‌‌ اور تفحص کا جیسا ہووے مآل

کرین اوسکی حضور آگے بیان ‌‌ نرکہین اوسمین کچھہ دقیقہ نہان

یعنی ظاہر کرین جو کچھہ ہو راست ‌‌ ہووا ور بار بعد ازان برخاست

مادر شیر آئی عزلت مین ‌‌ اور بولی جو دیکھا فرصت مین

کاے عزیز زمان بلند اقبال ‌‌ سنتے تھے آگے دمنہ کا احوال

اب محقق ہوا کہ ہے چالاک ‌‌ شوخ و عیار ہے بڑا بیباک

بلکہ اعجوبۂ زمانہ ہے ‌‌ موجد حیلہ و بہانہ ہے

کہے گا کب تلک دروغ کلام ‌‌ کہ ہین در اصل بے فروغ تمام

کرے گا کب تلک یہ نغز بیان ‌‌ اور مکر و فریب اپنے نہان

ڈہونڈہتا ہے یہ مخلص باریک ‌‌ روز روشن کو کرتا ہے تاریک

دیگا جو بادشہ مجال سخن ‌‌ ابھی دکھلائے گا کمال سخن

کرے گا ایسے حیلہ ہا ظاہر ‌‌ ایسے ورطہ سے ہووےگا باہر

گرچہ شاہ و سپاہ کی راحت ‌‌ قتل مین اسکے ہے بہر حالت

ایسے مفسد کا مارنا ہے بھلا ‌‌ سر بد اسنے اُتارنا ہے بھلا

اسکو کچھہ فرصت جواب نہ دے ‌‌ اسکی بدذاتی کا حساب نہ لے

شاذ و نادر ہین ایسے خدمت گار / جو ہین زی اعتماد و لائق کار
برسون ہی رہتا ہے یہ مہر جہان / جب بدخشان مین اور یمن مین تبان
تب کوئی سنگ نیک اصل کہین / بنتا ہے لعل اور عقیق ثمین
مادر شیر نے جو اسکا کلام ؎ / دیکھا پاتا ہے شہ کی دلمین مقام
ڈری دلمین کہ یہ کلام دروغ / ظاہر ار کہکے راستی کا فروغ
شیر کے دلمین کارگر ہووے / جہد تحقیق بے اثر ہووے
اور شیرین زبانی باطل / کرے تفتیش حال سے غافل
شیر سے بولی کاے عزیز زمان / تیری خاموشی سے ہے صاف عیان
کہ سخن اسکا ہے تمام درست / ہے نہین اورون کا کلام درست
اور مجھکو نہین تھا ایسا یقین / کہ تو با وصف فہم و رای زرین
سخن حق جو ہی سنے گا نہین / اور باطل سے حق چنے گا نہین
اور اسکی فریب کی باتین / ہون گی تیرے شکیب کی باتین
جب سنی مرغ ہرزہ گو کا غل / کب پسند آئے نغمۂ بلبل
ایسا کہتی ہوئی بخشم تمام / گئی اوٹھکر وہان سے سوے مقام
شیر نے حاضرونکو حکم دیا ؎ / کسکے زندان مین اوسکو قید کیا

عاقبت دلکو یہ ہوا ہے یقین | کوئی اس سی کہین بچا ہی نہین

جو سرای فنا مین آیا ہے | شربت مرگ اوسنے پایا ہے

اور لباس ہلاک پہنا ہے | خاک ہی زیر خاک رہنا ہے

کسکو اس چرخ پرستم نے یہان | رکھا ہے زیر آفتاب امان

کہ نہین کی ہے اوسنے اُسکو عطا | مثل صبح نخست تہوڑی بقا

جامہ خیاط وقت نے نہ سیا | کسیکا جسکو پہر قبا نہ کیا

اور اگر مین ہزار جان کہتا | اور کچہہ ایسا بہی گمان رکھتا

کہ ہے کچہہ سود بادشہ ظاہر | ہونے مین اون ہزار کی آخر

ایکدم مین نثار کرتا یہان | اور سمجھتا نکو کی دو جہان

تجہسا جانان کرے جو خواہش جان | کسکو جان دینے مین ہوئی کاہش جان

پر بجا ہے کہ شاہ نیک سیر | رکھے اس کام کا اخیر نظر

کیونکہ ہر گز بغیر تیغ نگاہ | نہین رکہہ سکتے ملک کو کسی راہ

اور باطل خیال سی زنہار | نہین لازم ہے قصد خدمتگار

مارے گا تو اگر بہت سی یار | تو رہے گا اکیلا آخر کار

بندہٗ کار بار کہین | کسیکو ملتا زنہار نہین

سوچا اوسنے کہ یہ غضب کیا ہے
کیون بہانہ کیا سبب کیا ہے

میرا آنا مگر پسند نہین ہے
کیا ہے آنا اگر پسند نہین ہے

ندیا کچھ جواب گھر آکر
اور کل حال کی خبر پاکر

دی غلام اور لڑکی کو وہ سزا
جو انہونکی قصور پر تھی بجا

اور چادر کو چاک چاک کیا
بلکہ بالکل جلا کے خاک کیا

صحبت یار سے کنارہ کیا
نہ کبھی رخ ادہر دوبارہ کیا

جو وہ زن جلد کار ہوتی نہین
بندہ سے ہمکنار ہوتی نہین

صحبتِ دوستدار کھوتی نہین
رنج فرقت سے زار ہوتی نہین

شجرِ جلدی جو لگاتا ہے
سو ندامت کا بار کھاتا ہے

اس لیے لایا ہون یہان تمثال
کہ رہے بادشاہ کو یہ خیال

کہ مرے کام مین شتاب نہو
تا کہ پہر دلکو اضطراب نہو

خوف سے یہ کلام کرتا نہین
مرنے سے مین مدام ڈرتا نہین

گو کہ ہے مرگِ خواب نا مرغوب
اور آرام ظاہرا نا خوب ہے

ایکدن تو ضرور آئے گا
بھاگنے سے نہ دور جائے گا

ہین بہت اوسکی ہاتھ سے بھاگے
پر نہین بچکے جا سکے آگے

یہ بہانہ کیا کہ دیکھوں گا — اور ابھی آکے اُلٹے دیدونگا

لیکے اور اوڑھکے اسی سر پر — گیا اوس محو یار کے در پر

اوسنے جانا کہ یار آیا ہے — شوق بے اختیار لایا ہے

کہ تھی چادر پڑی ہوئی تن پر — دوڑ کر آئی لیگئی اندر

جوش الفت ہوا بحدِ کمال — یار و اغیار کا رہا نہ خیال

ایسا بیگانہ آشنا مانا — جلدبازی مین جو نہ تھا جانا

حسب معمول اوسکی خاطر کی — شفقت عاشقانہ ظاہر کی

تن دیا وصل مین ہوئی واصل — گیا بوس و کنار بھی حاصل

کامیاب اوس سے یون غلام ہوا — اوسکی چادر سے اسکا کام ہوا

لوٹ کر اسجگہہ سے گھر آکر — اوسکی دختر کو پھیر دی چادر

اسمین نقاش اپنے گھر آیا — شوق دیدار یہ اثر لایا

چاک کر کر لباس صبر و قرار — اوڑھی چادر گیا بخانۂ یار

زن تاجر تو غرق تھی اوسپہ — آتا دیکھا جو دور سے اٹھکر

دوڑی بیتاب شوق کے مارے — اور کہنے لگی کہ اے پیارے

خیر تو ہے کہ تھا ابھی آیا — ابھی تو تھا گیا ابھی آیا

شمع ساں رکھتا ہوں دل بریاں / اوسکے کوچہ مین رات بھر گریاں

ہوں کبھی سوز درد سے بریاں / اور کبھی درد ہجر سے گریاں

زن بازارگان بھی تھی مضطر / دیکھکر اسکو مرتی تھی آہ وپر

ہاتھ سے اپنا کھو دیا تھا دل / دفتر عقل سمجھی تھی باطل

گئی سینہ سے میرے اب دل و جان / اے شکیبا کہ یہ ہی تیرا مکان

کیا طرفین جذب عشق نے زور / دیدۂ اختیار کر دی کور

رہے دل دل سے ملکے کیا باہم / کی ملاقات ملکے آپس میں باہم

نگی دلالہ کی بھی کچھ پرواہ / شوق نے جو دکھائی آ کر راہ

آنے جانی کی راہ صاف ہوئی / دور کل گرد اختلاف ہوئی

بارے زن بولی جیمین آتا ہے / کہ تو ہر روز آتا جاتا ہے

اور نور جمال سے پرنور / کرتا ہے میرا کلبۂ دیجور

سہتا ہے تو توقف ناساز / کہ گہرا ہمکے دیتا ہے آواز

اور کبھی بہینکتا ہے توکہنکر / ہے ترا آنا ہوتا ہے اندر

اس لیے تو جو فکر فرمائے / اور کچھ کام اپنا دکھلائے

یعنے اظہار عقلمندی کرے / اور کچھ کار نقشبندی کرے

ایسا تہا اوسکا کلک چہرہ کشا | کہ تہا اورو نگار رنگ چہرہ ربا
ساری صورت گران ملک چین | روبرو اوسکے مانتے تہے چین
کیا بناتے مصوران خطا | رنگ آمیزی مین نشان خطا
رنگ آمیزی مین تہا وہ استاد | رنگ آمیزی کرتا تھا ایجاد
وقت کا اوستاد کامل تہا | اپنے فن کا وہ ایسا عامل تھا
آب پر نقش کہینچتا تھا یون | پیشتر باد کہینچتی ہے جون
بلکہ وہ اس طرح کا یکتا تھا | کہ صفائی سے کہینچ سکتا تہا
رات کا نقش دنکی تختہ پہ | جیسی زلف ورخ بت دلبر
کہنچتا تھا جو لوح صورت پہ | نقش صورت سے رہتا تھا حکمبر
ہوئی اونمین معاشقی ظاہر | یعنے طرفین عاشقی ظاہر
ملک دل پر جوان کے جو آکر | ہوا سلطان عشق زور آور
اور جو تھے اوسکے جائے پناہ | لشکر شوق نے کی آکے تباہ
اسکا کل ملک دین و دل چھینا | سخت بیچارہ کو ہوا جینا
عقل و ہوش و حواس تھے بیکار | زاہدون کی طرح تھا شب بیدار
اور تھے اوسکے دیدۂ بیدار | ابر نیسان سے اشک حسرت بار

مثل اوس زنگی دیکھتا ہے مال | کیا ہے بندہ کو جسنے یہ خیال
شیر نے پوچھا کیسے ہے یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت

تھا کہین آگے ایک سوداگر | مالور تھا بہت سے تھے چاکر
ایک زن رکھتا تھا پری پیکر | عیب سے جسکا تھا بری پیکر
ماہ سا رخ تھا اور مشک سے بال | تھے خجل چشم سے ختن کے غزال
دیدۂ چرخ نے بھی آگے کہین | دیکھا تھا ایسا آفتاب نہین
مادر دہر نے بھی ایسی حسین | کوئی دختر کبھی جنی تھی نہین
اسکا رخسار مثل روز وصال | تھا درخشندگی مین خور کی مثال
تھی دراز ایسی اوسکی زلف سیاہ | کہ شب ہجر مانگتی تھی پناہ
تھا جمال اوسکا مثل مہر عیان | چشم نرگس سے تھی کرشمہ کنان
تھی کمان ابرو اور تیر نظر | سینہ اونچا تھا اور پتلی کمر
تھی عذوبت مین گل شکر سے | نرمی مین گل کے برگ تر سے بہ
ایک نقاش تھا وہان ساکن | تھا یہ بازار گان جہان ساکن
ضرب دستی مین بے نظیر زمان | نقش بندی مین دلپذیر جہان

جو کوئی دوسرا کری وہی کام ‌ ‌ ‌ عمر بھر مین بھی کر سکے نہ تمام

کہا اوسکو سیاہ گوش نے تب ‌ ‌ ‌ نہ ترے مکر سے ہے اتنا عجب

حیف اب تیری قیل و قال سے ہے ‌ ‌ ‌ موعظ و نکتہ و مثال سے ہے

کہا واجب ہین اب نصیحت و پند ‌ ‌ ‌ جا گزین ہون اگر بگوش پسند

اور بیشک یہی ہے وقت مثال ‌ ‌ ‌ آئی جو سنے مین بگوش خیال

مادر شیر بولی اے غدار ‌ ‌ ‌ تجھسا کوئی نہ دیکھا ہے مکار

ابھی تک رکھتا ہے وسیلہ خاص ‌ ‌ ‌ مکر و تزویر ہے برائے خلاص

بولا جو نیکی کا بدی ہے ثمر ‌ ‌ ‌ واقعی انتقام خیر ہے شر

حق خدمت کیا ہے مین نے ادا ‌ ‌ ‌ وعدہ موعظت کیا ہے وفا

شہ کو ظاہر ہے کوئی کرکے قصور ‌ ‌ ‌ یون نہین بول سکتا اوسکے حضور

ظالم جائز رکھے کا مجھپہ اگر ‌ ‌ ‌ نہ رہے گا بغیر پہونچے ضرر

جو مرے باب مین کریگا شتاب ‌ ‌ ‌ نہ تانّی سے ہوکے فائدہ یاب

تو پشیمانی کھائے گا آخر ‌ ‌ ‌ جیسا ہے اس مقولہ سی ظاہر

جو شتابی سے کار کرتا ہے ‌ ‌ ‌ آپکو شرمسار کرتا ہے

جو کوئی کام مین ہے مستعجل ‌ ‌ ‌ اور ہے صبر سے نہ مستعمل

ایک بولا نہ ہے یہ اسکا بیان | بہر تعظیم بادشاہ زمان

اپنی آفت سے چاہتا ہے بچا | کر کے تقریر دلپذیر ادا

دمنہ بولا کہ گو سنا ہے بتا | مہربان جو ہے مجھ پہ مجھ سے سوا

کسکو میرا ہے اس طرح کا خیال | مجھکو میرا ہے جسطرح کا خیال

وقت حاجت جو اپنی ہی خاطر | نہیں کرتا ہے جہد و جد ظاہر

اوسکی یاری کا اعتبار نہیں | اوس سے کوئی امیدوار نہیں

نہیں کر سکتا ہے جو اپنا کار | کر سکیگا نہ غیر کا زنہار

قول تیرا ہے عقلمندی سے دور | بلکہ در اصل حق پسندی سے دور

تیری نادانی صاف ظاہر ہے | حد دانش سے صاف باہر ہے

مت کر ایسا کبھی تو دل میں گمان | کہ رہے گا یہ حال شہ سے نہان

بلکہ بعد از تامل و افکر | تیری صحبت سے ہوویگا نافر

جانے گا جو تری نصیحت ہے | در حقیقت تری فضیحت ہے

کیونکہ کرتی ہے اسکی رائے اکدم | کار عمری کو ایک شب میں تمام

اور کرتی ہے اوسکی فکر سلیم | منتشر ایکدم میں فوج غنیم

ایسی ہے اوسکی رائے تیز روا | کرتا ہے کام ایکدم میں روا

وقت تحقیق ہووے جو مذکور — بادشہ کے حضور ہو مذکور
بعدہ جیسا مقتضائے داد — رائے عالی مین ہووی ہو ارشاد
کہ نہون قتل قول دشمن پر — خون ناحق نہ آوے گردن پر
مرنے کے ڈر سے ہے نہ یہ تقریر — پر مرا خون نہووے دامنگیر
شیر بولا خلاف عدل نہین — مین نے ابتک دیا ہی حکم نہین
اب بھی نصفت کی راہ سی زنہار — منحرف ہونے کا نہین ہرگاہ
پر جو صادر ہوا ہے تجھسے قصور — تو سزا جو بجا ہے ہوگی ضرور
فرع دہر مین جو بویا ہے — وہی آخر کو اوس سے رویا ہے
عرض کی ہے نہ میرا یہ پیشہ — کہ ہو اس چوری کا کچھ اندیشہ
یہ وسیلہ ہی آشکار کہان — کہ ہو کچھ آرزوے کار کلان
دست تحصیل میرا ہے کوتاہ — کیا بڑی درجہ کی ہو دلکو چاہ
اور ہے عدل بادشہ ظاہر — اور مین فیض عدل سی باہر
ہے یقین اپنے عدل سی ہمراہ — نہین محروم رکھنے کا ہرگاہ
اپنے انصاف کا ہے جسکو پاس — ہووے اسکی حضور کسکو یاس
حق سے جوہر عدل پیدا ہے — غیر عدل اوس سے کب ہویدا ہے

مجھسے ہوتا جو کوئی جرم عیان
کبھی آتا نہ بار گھر مین یہان

اپنی ہی جھونپڑی مین ہتا پڑا
پا شکستہ امیدوار بلا

یا اجازت اس آیہ سے پاکر
کہ کرو سیر ارض پر جاکر

کبھی خود پر نہ یہ بلا لاتا
کسی اقلیم مین چلا جاتا

کہ یہ میدان زمین کا ہی بڑا
کیون رہے تنگ ایک جا ہی پڑا

مادر شیر بولی اے دمنہ
کیا تو نے مبالغہ کم نہ

صرف اسواسطے کہ تیرا یہ حال
ہو تحقیق سو ہے امر محال

چاہتا ہے اگر رہائی تو
پیشتر اپنی کر صفائی تو

بولا مین بھی صفائی چاہتا ہون
نہین خالی رہائی چاہتا ہون

بے صفائی اگر بچون گا یہان
پیش داور مگر بچون گا کہان

پس نہین چاہیے سزا سے بچا
جو گنہگار ہون سزا ہے بجا

لیک ہین میرے بدسگال بہت
ہے انھون کا مجھے خیال بہت

اس لیے چاہتا ہون مین یہ بات
کہ ہو تفویض میری تحقیقات

ایسے کو جو امین و عادل ہو
یار حق ہو نہ یار باطل ہو

کرے تحقیق نیک نیت سے
خوف یزدان سے نیک طینت سے

بلکہ جام جہان نما ہے یہان ۔ شکل راز نہان سدا ہے عیان
سارے اسرار کنفکان ہین عیان ۔ کیا پھر اسرار ہر زمان ہین نہان
اور مین جانتا ہون رای رزین ۔ جیسی ہے شہ کی دوسریکی نہین
جو کرے دور پردہ ہای گمان ۔ اور دیکھے یقین کا روی نہان
چونکہ ہے شہ کا مراۃ فرمان ۔ پاک خواہش کی زنگ سے ہر آن
جو سزا مین ہوا تفحص حال ۔ تو صفائی مری نہین ہے محال
بلکہ ہوگا جمال صدق عیان ۔ میرا مانند نور مہر بیان
راز چھپ سکتا ہے کسی کا کہان ۔ پیش رای منیر شاہ زمان
سنکے یہ شیر بولا اے دمنہ ۔ اسمین تفتیش ہوویگی کم نہ
اور تحقیق ہوویگی ہر راہ ۔ جس سے زائد نہو سکے ہرگاہ
جہد تفتیش صدق ہوگا کمال ۔ کھینچون گا اس خمیر سے مین بال
تجکو معلوم ہے کہ راز سبکا ۔ سکتا ہون تیری خرد سے بتا
عرض کی اس لیے مبالغہ ہے ۔ کہ میرے باب مین مغالطہ ہے
نے گنہ کو گنہ لگایا ہے ۔ جھوٹھہ ہے وہ جو کچھہ جتایا ہے
جتنی تحقیق ہوویگی وافر ۔ میرا اخلاص ہوویگا ظاہر

اپنی سازش سی دلمین ہین ترسان — راست گوئی سے میری ہین لرزان
سچ ہے سچ تلخ لگتا ہے سبکو — کیا کرون پر شعار ہے اب تو
سچ کہا جس سے ہو گیا دشمن — ہے خموشی ہی ہر طرح احسن
ایسے اہل نفاق ہین کیا کم — متفق ہونگے بیگمان باہم
ہر طرف سی کرینگے یہ جوشش — کرینگے میرے خون مین کوشش
مجھکو پہلے نہین تھا یہ ظاہر — کہ نصیحت کا ہوگا یہ آخر
کہ مری زندگی سے شاہ زمان — ہوگا رنجور اور فکر کنان
جب کیا ختم دمنہ نے یہ کلام — وقت دربار ہو چکا تھا تمام
تب کیا شیر نے یہ حکم روان — بھیجیے اسکو قاضیونکے یہان
تا کہ تحقیق اسکا حال کرین — اور ہر طرح کا خیال کرین
کہ قصورات مین سیاست کے — اور امورات مین عدالت کے
بی گواہی و حجت و برہان — جاری کرنا نہ چاہیے فرمان
دمنہ بولا کہ کونسا داور — داد گستر سے ہے زیادہ تر
اور قاضی ہے منصف ایسا کہان — جیسا ہے عدل بادشاہ زمان
شکر حق ہے کہ بادشہ کا ضمیر — صاف ہے صاف آئنہ کی نظیر

تو نے ہی کینہ سے جلائی آگ / لوگونکے سینہ مین لگائی آگ

دمنہ بولا کہ شاہ کو ہے عیان / بلکہ اورونسے بھی نہین ہی نہان

کہ نہ تھی مجکو گاو سے کلفت / بلکہ اوس سی بہت سی تھی الفت

اور وہ بھی اگرچہ تھی قوت / اور مرے دفع کرنیکی فرصت

رکھتا تھا میرے حال پر شفقت / بلکہ میرے خیال پر رحمت

اور مین بھی حضور شاہ زمان / نہ تھا بیقدر و عز و جاہ جہان

کہ اسی وجہ سے حسد کرتا / پھر تخریب و قصد بد کرتا

لیک تھی شاہ کو نصیحت کی / عرض کی تھی جو کچھ حقیقت تھی

دیکھے تھے اپنی آنکھ سے آثار / یعنے تبدیل یافتہ اطوار

گو مجھے اسمین کچھ نہ تھا مطلب / پر مناسب تھا بلکہ تھا انسب

جاننا شاہ کا حق انعام / اور کرنا درستی سے اعلام

گاؤ کے غدر و قصد کا جا کر / کہ خبردار ہو خبر پا کر

اور ظاہر جو کچھ کیا تھا کلام / شہ نے تحقیق کر لیا تھا تمام

بلکہ لیکر دلائل کامل / ہوا تھا اپنی راے پر عامل

اب جو تھے شنزبہ سے ہم گفتار / اور تھے اس معاملہ مین یار

اور شاہون کا بہتر اخلاق — جو ہے دراصل زیور اخلاق
صرف یہ ہے کہ ہووین جو لائق — نیک خوئی مین اور وسینے فائق
اونکی ہر وقت تربیت فرمائین — بلکہ ہر وقت تقویت فرمائین
اور جو کوئی ہووین زشت خصال — نہو جنکو حق نمک کا خیال
کرین اونکو خراب خستہ و خوار — چاہیے گل ہو گلستان نہ خار
گلبن فرد نیک حال سدا — رکھین تازہ بآب لطف و عطا
جو دل آزار خار سا ہو سدا — اپنے گلشن مین اوسکو دیوین جا
ا در شیر نے یہ سنکے کہا — تو جو کہتا ہے ہے درست و بجا
لیک برعکس حال ہے تیرا — نہین ایسا خیال ہے تیرا
ہے یقین ان امیرونکی جبکو — گاؤ تھا شہ کا خادم جنکو
باوفا اور نیک طینت تھا — باصفا اور نیک نیت تھا
اور مشہور عام ہے یہ بات — تیری ہی باعث ہوا اذن اسکا رات
تونے ہی ہیزم سعایت سے — ہرزہ صرصر عنایت سے
تش اپنے حسد کی روشن کی — کہ جلا اوسکی ہستی کا خرمن
ور تو ہے ہی باعث افشا — کی بنا تونے فتنہ و شر برپا

اس مثل سے ہے یہ غرض میری | کہ مگر چشم دل کہلے تیری
اور معلوم ہو کہ اہل یقین | کرتے ہین خدمت ملوک زمین
آنے جانے مین زینہار کہین | انکے در پر ہے شرم و عار نہین
آتے جاتے ہین کل کیار یہان | کون ہے تو جو ہو شمار یہان
دمنہ بولا کہ کہتا ہے تو بجا | خدمت شاہ کرتے ہین فقرا
لیک کرتے ہین مصلحت کے لیے | یعنی اورونکی منفعت کے لیے
پھر بھی کرتے نہین ہین بد الہام | اور الہام مین ہے کیا الزام
ایسی خدمت کی ہے نہین بانی | غرض دنیوی و نفسانی
اوس سے ہوتی ہے جسکی یہ عادت | کسکو ہے اعتراض کی طاقت
پر انہین جو ہین ہم سے بیمایہ | ہوتا ہے کب نصیب یہ پایہ
اعتبار رکہتی نہین حق شایان | کیسے ہون ایسے پایہ کے خواہان
اور تو کہتا ہے کہ یہ سلطان | ہین حقیقت مین سایۂ یزدان
مین بھی تسلیم کرتا ہون یہ مگر | یہ صفت رکھتے ہین وہ نیک سیر
ہون رہ راستی مین جنکے کار | نہ طریق دروغ مین زنہار
نہ غرض سے کبھی اوٹھاتے ہین | نہ کبھی بے محل گراتے ہین

پھر عقیدت نے پایا دلمین مکان | اور ہوا پھر کا سب شیخ روان
شیخ نے ہو کے اس سبب بدگمان | کہا آہستہ سے یہ راز بگوش
کاے برادر کبھی بحال گدا | کرتا ہے اعتراض کا نہ روا
نہ کرون خدمت خدیو زمان | تمسے مظلوم کو ملے نہ امان
تب تو یہ بات اوسنے پہچانی | کہ تہا وہ اعتراض نادانی
جو ہے اہل کمال سے ظاہر | ہے ضرر کے خیال سے باہر
کیونکہ اہل کمال کی خواہش | خواہش حق مین رکھتی ہے کاہش
اس لیے خواہش خدا ہے ضرور | شیخ کامل سے پاتا ہے جو ظہور
گرچہ فعل اسکا ہی خلاف کہین | خواہش حق سے ہی خلاف نہین
مصلحت اوسمین ہے کوئی ظاہر | گرچہ ظاہر مین ہم نہین ماہر
خضر نے کاٹا اس پسر کا گلا | خلق کیا جانے اسکا حال بھلا
اور توڑی جو کشتی دریا مین | سو درستی ہین اوس سی ہر جا مین
جس جگہہ ہووے جوڑ توڑ کا ہاتھ | کیا قباحت ہے توڑ جوڑ کے ساتھ
ایک کا جو بدن سے توڑی سر | سیکڑون کے بدن سے جوڑے سر
لے جو کامل تو خاک بھی ہو زر | زر بھی ناقص جو لے ہو جا کنکر

حکم اوسکے پکڑنے کی خاطر | کیا تھا سخت شاہ نے صادر
بلکہ تاکید تھی جو آئے ہاتھہ | پہونچے سے اسکا کاٹا جاے ہاتھہ
اس لیے اسکو شحنہ نے پکڑا | اور بزنجیر و بند سے جکڑا
اور بہیجا سوئے سیاست گاہ | ہوا بیجرمی سے شفاعت خواہ
حال جو اپنا تھا کیا ظاہر | کون سنتا تھا کسکو تھی خاطر
لیکے جلاد کارد خون خوار | ہاتھہ کے کاٹنے کو تھا تیار
اسی عرصہ مین احتشام کے ساتھہ | شیخ بھی آئے دہوم دہام کے ساتھہ
گئے اوس حلقہ مین جہان وہ فقیر | تھا میان ہجوم خلق اسیر
پوچھا کیا حال ہے کیا ظاہر | ہوکے حال فقیر سے ماہر
کہا شحنہ سے یہ ہمارا ہے | بندۂ آستان ہے پیارا ہے
اسپہ یہ اتہام ہے بیجا | جو ہے یہ انتظام ہے بیجا
باز اس سے رکھو تمہارے ہاتھہ | چھوڑ دو آنے دو ہمارے ساتھہ
چوم کر پاے اسپ شیخ آخر | شحنہ نے عذر خواہی کی ظاہر
اور درویش سے بھی عفو خطا | چاہ کر پھر اوسی مہم مین لگا
وہ گدا جو تھا زیر دار بلا | دست جلاد بیوفا سے بچا

یہ فقیری ہے یا اسیری ہے | جب اسیری ہے کیا فقیری ہے
حیف ہے میرا اس جگہہ آنا | رنج و تکلیف راہ کی پانا
وہ جو رکھتا ہے بادشہ کا خیال | اور رکھتا ہے اسکے ساتھہ مقال
راہ نیکی دکہاے گا مجھے کیا | فائدہ اوس سے آوے گا مجھہ کیا
آرزو تھی مروں بزیر قدم | خاک خود کو کروں بزیر قدم
حیف یہ آرزو ہوئی نہ تمام | اتنی محنت کی کچھہ بہی آئی نہ کام
الغرض ہوکے اسطرح قایل | ہوا بازار کی طرف مائل
ہوکے محروم استفاضت مین | کہ نہ تھی کورہ ریاضت مین
اسکی کچھہ تاب معرفت حاصل | بلکہ جو تھا سنا سو تھا باطل
اسکی نقد زمانہ پر بدظن | کم عیاری ہی کا تھا سکہ زن
نہ تھا آگہ خیال سے اوسکے | متنفر تھا حال سے اوسکی
جاتا ہے تو کنارۂ یم پر | کیا خبر کیا گذرتا ہے ہم پر
غرق ہین ایسے بحر کے اندر | آب ہی سر سے پا تلک تن پر
جاتا تھا اور خیال تھا بیجا | شحنۂ شہر نے اوسے دیکھا
بہاگا تھا ایک چور زندانسے | ملتا تھا اوسکی صورت و شانسے

تھے محب کل عراق کے عرفا | ہون خراسان کی جسطرح ظرفا

تھے فدا صادقان ترکستان | جسطرح عاشقان ہندوستان

ماورالنہر سے کوئی درویش | اعتقاد اوسکا دلمین کہکر بیش

کھینچکر رنج ومحنت بسیار | چلا بارے بخواہش دیدار

بکیان جب تلک بپای طلب | کوئی کہائے نہ خارہای تعب

کتنا ہی شوق کے چلائی ہاتہہ | گل مقصد کبہی نہ آئے ہاتہہ

سہے بلبل اگر نہ رنج کے خار | کبہی دیکہی نہ وصل گل کی بہار

کاٹ کر ساحت پر آفت ویاس | پہونچا اس پیر کے مکانکی پاس

خاک بوسیِ آستانہ کی | دولت نیکیے زمانہ لی

جاکے دروازہ مکان تہا جہان | حلقۂ شوق کہٹکہٹایا وہان

خادم خانقاہ نے آکر | اطلاع اوسکے حال سے پاکر

کہا اوس سے کہ تہوڑی دیر یہان | کر توقف کہ وہ شریف زمان

گئے ہین خدمت شہنشہ مین | آتے ہوونگے ہوونگے رہ مین

انکے آنے مین اب نہین ہی دیر | کہا دلسے کہ کیا ہے یہ اندہیر

ہے فقیری مین جسکا ایسا نام | اوسکو ہے بادشاہ سے کیا کام

ظاہر اس آیہ سے ہے عزت شاہ — کہ ہے آدھا سلوک خدمت شاہ

اسی سے اگلے گوشہ گیر یقین — جو خداوند دھر کے تھے امین

کرتے تھے بادشاہوں کی خدمت — خلق کی جان بچانیکی خدمت

کہ گرفتار ظلم کی خاطر — صورت مخلصی کریں ظاہر

اور اس حال کے مناسب حال — پیر روشن ضمیر کی ہے مثال

پوچھا دمنہ نے کیسی ہے یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت

ملک پارس میں ایک شیخ کہین — بندۂ حق تھا اور مرد یقین

فارس عرصۂ ولایت تھا — ذرۂ نور بے نہایت تھا

تھا کرامت کے ملک کا سرور — اولیا زمانہ سے بہتر

اوسکی ترکی کلاہ کا بالا — چرخ بالا سے تھا سوا بالا

تھا ولایت میں بادشاہ پناہ — ترک کونین کی تھی سر پہ کلاہ

ہوکے ملک ازل سے خوش دوران — وہ تھا ملک ابد میں سیر کنان

کہتے تھے اوس زمان کے خاص عام — پیر روشن ضمیر اوسکا نام

تھی کرامات اسکی شہرۂ عام — اور مشہور عام اسکے مقام

جو بلا میرے سر پر آئی بجا
ہے بجا میرے سر پر آئی بلا

جب کیا دمنہ نی یہ حال بیان
ہوئے حیران جمیع خورد و کلان

شیر بہی اوسکی خوش بیانی سے
اور تاثیر خوش زبانی سے

متامل ہوا بجد کمال
کہ کرے کیسے اس ہم مین خیال

اور دمنہ کو کیسے دیوے جواب
کیسے اوسکے عمل کا لیوے حساب

اسکا خادم سیاہ گوش تہا ایک
صاحب عقل و فہم ہوش تہا نیک

شہ سمجہتا تہا اپنا خاص وسے
تہا خواہ نہین اختصاص اوسے

دیکہا اوسنے کہ سنکے یہ گفتار
ہوئے حیران اہالی دربار

ایک بہی رکہتا ہے نہ تاب و توان
کہ کرے دمنہ کا جواب عیان

اس لیے اسکی سو خطاب کیا
اور اوسے اسطرح جواب دیا

بد سمجہتا ہے خدمت شاہان
نہین پہچانی عزت شاہان

کہ خداوند واجب التعظیم
انکو عزت کا دیتا ہے دیہیم

ہے گواہی مین آیت قرآن
شاہ عادل ہے سایۂ یزدان

نہ مذمت انہون کے ہے شایان
تو نہین جانتا ہے ای نادان

کہ مقدم ہے عدل ساعت بہر
شاہ کا عمر بہر کی طاعت پر

مئے شوکت کا بہرہ سرور ہوا — جادۂ عدل سے بھی دور ہوا

ایکدن ایک کو رعایا سے — نہ دیا حکم قتل کا جا سے

یعنی قتل اسکا غیر واجب تھا — اسکا یہ حکم نامناسب تھا

قتل کروا کے اسکو پچھتایا — اور پھر وہ تلافی پر لایا

ورثہ پیش بادشاہ گئے — پھر مقتول دادخواہ گئے

شاہ نے سنکے انکی صورت حال — دیا قاضی کو تصفیہ کا مثال

قاضی نے دیکھکر ہدایت خاص — کیا زاہد کے حق مین حکم قصاص

گو وہ لایا شفیع خود بسیار — اور دیا مال و زر کا بھی اقرار

لیک کچھہ بھی نہ کارگر آیا — نہ صفائی کار پر لایا

کرکے خالق کی ترک طاعت کو — کی تھی مخلوق کی اطاعت جو

پڑا گرداب موت مین آکر — اپنے اعمال کی سزا پاکر

نعمت دنیا ساتھہ سے کھوئی — دولت عقبیٰ ہاتھہ سے کھوئی

یہ مثل مین نے جو بیان کی ہے — اپنی بدقسمتی عیان کی ہے

چھوڑ دی محراب طاعت یزدان — اور آیا بدرگہ سلطان

نرہا مین خدا کے فرمان پر — اور ہوا بادشہ کا فرمان بر

شعلۂ اشتیاق و دید جمال — پھر ہوا مشتعل بحد کمال
اسمین صوفی صبح نے آکر — ڈالا سجادہ نور کا لاکر
پیش محراب آیۂ قرآن — جسکا یہ ترجمہ ہے بے نقصان
قسم اوس صبح کی جو ہے پر نور — جس سے روشن ہے بحر و بر تا دور
اور صوفی شب سیاہ لباس — جسکی دوری سے نور پر ہے اساس
ہوا خلوتکدہ مین اپنے نہان — جیسا مضمون اس آیہ کا ہے عیان
قسم اوس لیل کی جو ہے دیجور — نور جسکے حضور سے ہے دور
آسمان نے جو پہنا خلعت نور — پردۂ شب کیا زمین نے دور
آئے اوسکے حضور خاص و عام — پھر لگا کرنے سلطنت کا کام
حکمرانی جو آگئی گھر مین — باد نخوت سما گئی سر مین
بھولا وہ رات کی پشیمانی — ہوا متروک لطف یزدانی
رات بھر دل سے رہتی ہے یہ مقال — کہ کرون ترک صبحدم یہ خیال
لیک جب صبح ہوتی ہے تو ہوا — اوسکی ہوتی ہے میرے دل کو سوا
الغرض سلطنت کے سارے امور — لگا کرنے وہ آپ اپنے حضور
امرا سارے کر دیے معزول — جنہین کرا لئے عہدۂ معقول

وقت شبگیر جب ہوئے بیدار ہوئے چلنے کے واسطے طیار
کرکے تیار چلنے کو گھوڑا لگا نابینا ڈہونڈنے کوڑا
اتفاقاً وہان پڑا تھا مار اثرِ سردیسے پڑا لاچار
ایسی تن مین فسردگی تھی عیان ہلنے جُلنے کی تھی نہ تاب و توان
لیا اندہے نے جانکر کوڑا اور کوڑا اوسی جگہہ چھوڑا
اپنے کوڑے سے پایا نرم و نکو خوش ہوا ہاتھہ آیا نرم و نکو
خوشی کے مارے اسقدر بہولا اپنا کوڑا جو کھویا تھا بہولا
مرد بینا کو وقت نور سحر ہاتھہ مین اوسکے مار آیا نظر
غل مچایا کہ پھینک اسے ای یار یہ نہ کوڑا ہے مار ہے خونخوار
اوسنے سوچا یہ چاہتا ہے لیا میرا کوڑا جو ہے خدا نے دیا
کہا اوسنے کہ کیا ہے یار خطا جب کرے آفریدگار عطا
کیا کرون یہ ہے کار دولت و بخت پاتے ہین دوستدار دولت و بخت
کھویا ہے مین نے تازیانہ خویش حق نے بخشا ہے اوس سے بہتر و بیش
تو بھی ہوگا زمانہ بہتر مہ پائیگا تازیانہ بہتر مہ
ہنسکر اوسنے کہا کہ اے بہائی چاہتا ہے یہ حق ہمراہی

دست خواہش سوی خوان نہ بہر	لاکہ اس لقمہ مین ملا ہے زہر
کہا اوسنے کہ اے رفیق زمان	اپنے دلمین کبہی نہ لا یہ گمان
آمد و رفت گفتگوے وراہ	ہے مخل میرے حالمین نہ ذرا
جیسے کرتا تہا بندگی رب کی	کرتا رہتا ہون ویسی ہی اب بہی
کہا اوسنے ابہی نہین ہی خیال	نفس امّارہ کا ہے زور کمال
چشم بینائی کا ہے پوشندہ	اور برعکس راے کوشندہ
لیک جب دیکہیگا یہ حال اپنا	اور پہچانیگا مآل اپنا
ظاہر اکہائیگا پشیمانی	نہ پشیمانی کام ہے آنی
پہلے کر کر جو پیچہے پچہتاے	اوسکا پچتانا کام کیا آے
کرتا ہون تیرے حال پر جو خیال	مثل اوس بی بصر کے ہے تیرا حال
جانکر جسنے مار کو کوڑا	دہر ناپائدار کو چہوڑا
پوچہا زاہد نے کسطرح ہی یہ حال	کیا مہمان نے اسطرح ہی یہ حال

حکایت ۵

ایک تہا کور ایک تہا بینا	قسمت کور مین نہ تہا جینا
ناگہان آکے ایک صحرا مین	اُترے وہ دو نون ایک ہی جا مین

شب ہوئی کم ہوا ہجوم عوام — اوسنے زاہد سے تب کہا یہ کلام
کہ کدہر آگیا ہے تیرا خیال — اور بدل کیون گیا ہی تیرا یہ حال
تیری صورت جواب ہی آگی نہ تہی — یہ ضرورت جواب ہی آگے نہ تہی
تیرا ہر وقت تہا خوشی کا زمان — وہ زمان اب کہان وہ وقت کہان
اوسنے ہرچند اعتذار کیا — اور بخبیہ برروے کار کیا
لیکن ایسا سخن نہ لایا درست — محک عقل پر جو آیا درست
اوسکو مہمان نے تب کہا کہ یار — مین سمجہتا ہون یہ تری گفتار
نفس امّارہ کا بہانہ ہے — حیلہ جوئی مین جو یگانہ ہے
ورنہ تیرے کلام کا حاصل — نہین اسکے سوا کہ تیرا دل
ہوا ہے مائل منال جہان — اور خواہان جاہ و مال عیان
ہوکے تجہہ سا بلند قدر ہما — رکہے گا کب تک استخوانکی ہوا
حیف ہے ہوکے ایسا ہمت دار — سایہ افگن ہے بر سر مردار
اب تجرد کے ذیل سے اے مرد — جہاڑ غیرون کے ساتہہ کی یہ گرد
اور توکل کے جیب سی جا کر — سر تفرید اپنا کر باہر
اور نہ پہونچا بکام خواہش جان — لقمہ زہر اشتہاے جہان

اب لگا پینے شربتِ خواہش ۔ اور لگا پانے لذتِ خواہش

بھولا دل سے عبادت یزدان ۔ کھوئی جو کی تھی طاعتِ یزدان

ہے سرِ ہر خطا محبت دھر ۔ نہین ہرگز بجا محبت دھر

کوس دولت سنے جو گوشہ نشین ۔ پھر کبھی دیکھے ذوق گوشہ نشین

اوسکی تدبیر نیک ورے آرسا ۔ دیکھکر ملک کو مفید سوا

ملک داری کے بندوبست کا کام ۔ شاہ نے اوسکے ہاتھ سونپا تمام

اب تلک اوسکو تھا فقط غم نان ۔ ہوئی پیدا اب آکے فکر جہان

پیشتر چاہتا تھا جو کملی ۔ اب جو اقلیم بھی لی تو کم لی

جس چمن مین شگفتہ تھے گل نان ۔ آئی اوسمین خزان گئی وہ بہار

ایک درویش آیا اوسکے یہان ۔ ہم عبادت تھا اسکا ایک زمان

رہتا تھا اوسکے ساتھ شب بیدار ۔ متضرع بخدمتِ غفار

دیکھکر اوسکا اس طرح کا حال ۔ کہ تھے سابق سے مختلف اعمال

تار حسرت نے یہ کمال کیا ۔ ساحت دلمین اشتعال دیا

آب حیوان نہین رہا ہی یہان ۔ خضر فرخندہ پے گیا ہے کہان

سینہ گل ہے گلستانمین فگار ۔ کہان جاتی رہی وہ بادِ بہار

شب ہوئی کم ہوا ہجوم عوام / اوسنے زاہد سے تب کہا یہ کلام
کہ کدہر آگیا ہے تیرا خیال / اور بدل کیون گیا ہی تیرا یہ حال
تیری صورت جواب ہی آگی نہ تھی / یہ ضرورت جواب ہی آگے نہ تھی
تیرا ہر وقت تہا خوشی کا زمان / وہ زمان اب کہان وہ وقت کہان
اُسنے ہر چند اعتذار کیا / اور بخیہ بر روے کار کیا
لیکن ایسا سخن نہ لایا درست / محک عقل پر جو آیا درست
اوسکو مہمان نے تب کہا کہ یار / مین سمجھتا ہون یہ تری گفتار
نفس امّارہ کا بہانہ ہے / حیلہ جوئی مین جو یگانہ ہے
ورنہ تیرے کلام کا حاصل / نہین اِسکے سوا کہ تیرا دل
ہوا ہے مائل منال جہان / اور خواہان جاہ و مال عیان
ہوکے تجھہ سا بلند قدر ہما / رکہے گا کب تک استخوانکی ہوا
حیف ہے ہوکے ایسا ہمت دار / سایہ افکن ہے بر سر مردار
اب تجرد کے ذیل سے اے مرد / جہاڑ غیرون کے ساتھہ کی یہ گرد
اور توکل کے جیب سی جا کر / سر تفرید اپنا کر باہر
اور نہ پہونچا بکام خواہش جان / لقمۂ زہر اشتہاے جہان

اب لگا پینے شربتِ خواہش — اور لگا پانی لذتِ خواہش
بھولا دل سے عبادت یزدان — کھوئی جو کی تھی طاعتِ یزدان
ہے سرِ ہر خطا محبتِ دہر — نہین ہرگز بجا محبتِ دہر
کوس دولت سنے جو گوشہ نشین — پھر کبھی دیکھے ذوق گوشہ نشین
اوسکی تدبیر نیک ورے ارسا — دیکھکر ملک کو مفید رسا
ملک داری کے بند و بست کا کام — شاہ نے اوسکے ہاتھ سونپا تمام
اب تلک اوسکو تھا فقط غم نان — ہوئی پیدا اب آکے فکرِ جہان
پیشتر چاہتا تھا جو کملی یہ — اب جو اقلیم بھی لی تو کم لی
جس چمن مین شگفتہ تھے گل نار — آئی اوسمین خزان گئی وہ بہار
ایک درویش آیا اوسکے یہان — ہم عبادت تھا اسکا ایک زمان
رہتا تھا اوسکے ساتھ شب بیدار — متضرع بخدمتِ غفار
دیکھکر اوسکا اس طرح کا حال — کہ تھے سابق سے مختلف اعمال
نار حسرت نے یہ کمال کیا — ساحت دلمین اشتعال دیا
آب حیوان نہین رہا ہی یہان — خضر فرخندہ پے گیا ہے کہان
سینۂ گل ہے گلستا نمین فگار — کہان جاتی رہی وہ بادِ بہار

آرزوے بزرگی و کروفر — لے گئی حد امینت سے بدر
ہو گئی مطرح نظر پستی — گیا دل سے خیال درویشی
ہوا مغرور دولت دنیا — رہا محروم شوکت عقبے
کسکو یہ دلفریب جادوگر — نہین گم کر گئی راہ کے اندر
کون اوسکے فریب مین آکر — نہین پیتا فریب کا ساغر
ہے یہ دنیا زن فریبندہ — حسن نعمت سے اپنے زیبندہ
شیر مردون کو اپنی الفت مین — ڈالتی ہے کمند کلفت مین
بلکہ یہ ایک زال ہے غدار — خوشنما بدسگال ہے مکار
کہ بچاہ بلا گراتی ہے — مثل بیژن یہ جسکو پاتی ہے
اسکا رستم بدست زال ستم — اسکا بیژن بچاہ درد و الم
مصر مین اسکے نیل جور و جفا — متلاطم ہے صبح و شام سدا
اسکے یوسف کو ہے نہ چین ذرا — پیرہن رکھتا ہے لہو سے بھرا
اوسکا موصل رہ فراق مین ہے — اسکا موعد گہ نفاق مین ہے
سر ہر بادشہ ہی اوسکی سرا — خون ہر دل ہے اسکا بحر رضا
پیتا تہا وہ ہر ایک ساعت جب — روز شورابہ ریاضت کو

چھوڑکر پیروی نفس و ہوا | ہوا پابند اقتضاے رضا
خدمت پیر مین یہ تھا یکبار | ہوتی تھی قسم قسم کی گفتار
اسمین کچھ دادخواہونکی آواز | دور سے آئی کان مین ناساز
پیر زاہد نے اونکو کرکے طلب | پوچھا ہر ایک کی درد دلکا سبب
اور جو حکم تھا مناسب حال | کہا سلطان سے بعد غور و خیال
ہوکے اس بات سے بہت شاکر | ایسی خواہش کی شاہ نی ظاہر
جو اجازت ہو بعض بعض زمان | ہووے دیوان دادخواہ یہان
تاکہ پائین مقدمات عوام | صورت فیصلہ بجلدی تمام
اور ہو آپ کو ثواب عظیم | ہادی خیر خیر مین ہے سہیم
پیر نے اوسکی بات کو مانا | اور جو امر مصلحت جانا
ہر مہم مین اوسے جتانے لگا | وہ خوشی سے عمل مین لانی لگا
آخرش بیشتر وہانکے مہام | متعلق ہوئے اوسی سے تمام
دن بدن اوسکے ہاتھ کار چڑہا | ملکی و مالی اختیار بڑھا
رفتہ رفتہ ہوا دولت و جاہ | بہری دلمین زیادہ تر ہوی چاہ
اوسکی اوقات مین خلل آیا | ذکر و اوراد مین زلل آیا

چاہیے اوس سے تو حذر فرما　　عالم باقی پر نظر فرما

چاہ عقبی کہ اوسکا ذرہ ایک　　سو جہان سے زیادہ ہے نیک

چاہیے جہد تا کہ اے غافل　　اوسکا ایک ذرہ ہو تجھے حاصل

بادشہ نے اوسے کہا کاے پیر　　ملک عقبی ہو کسطرح تسخیر

کہا اوسنے کہ اے شہ شاہان　　اوسکی تدبیر ہے بہت آسان

جو ہین مظلوم انکی کر امداد　　جو ہین محروم انکی سن فریاد

چاہیے جو شاہ راحت آخر　　چاہیے راحت رعایا کی خاطر

وہی خوش سوتا ہے بزیر گل　　جس سے سب لوگ سوتے ہین خوشدل

وہ جوانی و بخت سے برکھاے　　زیر دستون پہ جو نہ سختی لاے

ایسے ہین بادشاہ دین پرور　　بازوے دین سے گوہر دولت بر

جب یہ اوس پیر نے نصیحت کی　　دل شہ مین رکھی ودیعت سے

اور کیے اوسکے گوش ہوش مین پر　　ایسے اندر رکھے پہ قیمتی در

شاہ نے سنکے یہ نصیحت پند　　اعتقاد ولی کو دیکھا دوچند

پایا دست ارادت اپنا نہ سست　　دامن ہمت اوسکا پکڑا درست

اوسکی خدمت مین اوٹھ کے آگا　　اوسکی باتون سے فیض پانے لگا

تھا صلاح و سداد سے مشہور | جیسا نزدیک ویسا ہے تا دور
چہرہ پر نور بندگی تھا مبین | مہر تابان سے کم نہین تھی جبین
آتے جاتے تھے مردم بسیار | بہر دیدار میمنت آثار
جتنی افزونی ارادت تھی | آمد و رفت کی زیادت تھی
تھا وہان ایک بادشاہ زمان | یار درویش و نیک خواہ جہان
تھا ہواے شہی سے آزادہ | اور رضاے خدا پر آمادہ
رہتا تھا پیرو نبی و ولی | حضرت مصطفے کے جیسے علی
نیک خوئی و نیک کرداری | ہے گدائی سے شاہی مین پیاری
پیر گوشہ نشین کی سنکے خبر | ہوا دلمین کچہ اس سخن کو اثر
کہ امیرونمین ہے وہی برتر | جو ہو حاضر فقیر کے در پر
اعتقاد دلی زیادہ کیا | اوسکی خدمت سے استفادہ کیا
اور کی اوس سے اوسنے استدعا | وہ نصیحت جو شاہ ہونکو ہی بجا
کہا اوس پیر نے کہ بادشہا | ہین خداوند خلق کی دو سرا
ایک فانی ہے نام ہے دنیا | ایک باقی ہے نام ہے عقبی
مقتضی ہے یہ ہمت والا | نہو فانی کا چاہنے والا

گرچہ دیتا ہے انکو سو گالی
تو بھی دیتے ہین درجۂ عالی

چاہیے رو چاہیے گا نہین پروہ
ایسے ہوتے ہین ہر کہین پر شاہ

پیشتر سے مجھے مناسب تھا
بلکہ لازم تھا اور واجب تھا

کہ نکرتا مین شاہ کی خدمت
چھوڑکر اپنا گوشۂ خلوت

خدمت شہ ہے آتش سوزان
نہین کرتا یہ خواہش سوزان

نہ کی قدر فراغت لائق
اور چھوڑی عبادت خالق

اور مخلوق کی اطاعت کی
فی الحقیقت بڑی حماقت کی

جیسے زاہد نے جو تھا گوشہ نشین
اور ہوا جاکے بادشہ کا امین

پوچھا اوسنے کہ کیسے ہے یہ بیان
کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۴

ایک زاہد تھا گوشہ گیر یہان
کرکے ترک تعلقات جہان

تھا پہننے کو ایک پشمینہ
کھانا کھانے کو ایک شکینہ

اور سارے تکلفات سے دور
جو سمجھتے ہین اہل دہر ضرور

تھا گریبان کشتیٔ غم سی ستوہ
ہوا تھا معتکف بدامن کوہ

تھا تنعم سے تن جدا یہ رکھا
تھا قناعت سے دل گیا یہ رکھا

وہان جائز نہین ہے ظلم و ستم — عدل و انصاف پروری ہے ہم

نہ وہان نیکی کی بدی ہے جزا — نہ عقوبت ہے بندگی کی سزا

اوسکے احکام مین نہ عدل سوا — ہے کسیکو مجال دخل ذرا

عدل ایزد بے سے ہے جو ایک نمط — اور نہ گاہے رضا ہے گاہی سخط

ظلم اور سہو ہین یہان معلوم — لیک یہ دونون ہین وہان معدوم

بیشتر ہوتی ہین خلاف مدام — کار خالق سے کار خلق تمام

نہ کبھی دیکھتے ہین بالاطلاق — صورت اتفاق و استحقاق

کہ کبھی مجرم سزا قابل — کرتے ہین نیکی کی جزا حاصل

کبھی نیکان لائق انعام — پاتے ہین بد سرشتون کا انجام

اور کبھی ناصحان نیک سگال — پاتے ہین خائنان بد کا مآل

کہ ہے احوال مین انہونکے ہوا — اور افعال مین انہون کے خطا

اور اقوال مین انہون کے دغا — اور اعمال مین انہون کے ریا

خیر و شر انکے ساتھ ہے یکسان — جیسا ہے نقد ویساہی نقصان

جو کوئی دہر کے خزاین کو — سونپی لاکر انہونکے خازن کو

مانین اسکا نہ ایک جو احسان — اور کرین دوسرے سے سو احسان

اب تو اپنے قیام گاہ کو جا — تا کہ تجویز ہووے اوسکی سزا

مادرِ شیر نے خرام کیا — راستہ جانب مقام لیا

شیر نے بعد فکرت بسیار — کیا اپنے امیرون کا دربار

اپنی مادر کو بھی بلایا وہان — اور کیا پھر دمنہ حکم روان

لاکے جسدم اوسے کیا حاضر — کیا اعراض شیر نے ظاہر

ہوا مشغول فکر دور و دراز — دیکھا دمنہ نے دربلا کا ہے باز

اور باب رہائی ہے مسدود — اور راہِ صفائی ہے مفقود

پوچھا آہستہ ایک ندیم سے تب — کیون اکٹھے ہوئے ہین آج یہ سب

ایسی کیا بات ہے ہوئی حادث — جو ہے تشویش شاہ کا باعث

مادرِ شیر بولی سنکے یہ بات — باعث فکر شہ ہے تیری حیات

حال سے تیرے ہو گیا ماہر — تیری بد ذاتی ہو گئی ظاہر

شنزبہ شہ کا تھا رفیق شفیق — نیک خو باوفا خلیق و لئیق

اِسکی بے واسطے شکایت کی — شاہ کی بھی نہین رعایت کی

مکر تیرا گیا نہ بیکارہ — مفت مارا گیا وہ بیچارہ

ایسے مفسد کا قتل واجب ہے — چھوڑنا زندہ نامناسب ہے

عفو و احسان بتاتے ہین بہتر — اور مذہب بناتے ہین بہتر
اس لیے سالکون کو بالتخصیص — اسی مذہب کی کرتے ہین تحریص
لیک جس جرم کا اثر تا خیر — نکرے کرنے مین اگر تاثیر
اور لوگون کو کچھہ خطر پہونچاے — نہ خطر بلکہ کچھہ ضرر پہونچاے
ایسے مجرم کو ہے عقوبت بہ — عفو کیا چاہیے صعوبت بہ
اس گنہ پر ہوا جو اس سے عیان — نفس باد شہ کو پہونچا زیان
اور دامن جو اب تلک تھا پاک — اب ہوا لوث غدر سے ناپاک
نہین ہوگی سزا اگر کامل — ہووینگے دوسرے بشر عامل
جتنے ظالم ہین زور پائین گے — اپنی حجت مین زور لائین گے
نہین سمجھین گے یہ گناہ گناہ — رسم جاینگے سارے خواہ مخواہ
پس یہان عفو غیر واجب ہے — اور اغماض نامناسب ہے
اور جیسا ہے حکم آیۂ خاص — کہ درازی زندگی ہے قصاص
چاہیے کرنا کچھہ تدارک کار — در گذر نا نچاہیے زنہار
جو کہے تجھسے خلق کا بدخواہ — مار اسکو کہ ہے ترا بدخواہ
شیر بولا کہ مین نے جان لیا — راست ہی تو نے جو بیان کیا

مطلب اسکا یہ ہی کہ ظاہر ہے
دوسرے ہی کو جو راز دار کرے
جو کوئی اپنا بار اوٹھا نہ سکے
تو ہی جب اپنا راز دار نہیں
دوسرے یہ کہ راز کا اظہار
پر اگر اس سی حق عیان ہووے
اس لیے تجھسے رکھتا ہون رے جا
مہربانا نہ میری خاطر کر
نہ سکے صاف اگر بیان فرما
نہین لا سکتے گر عبارت مین
کہا اوسنے کہ جو کرے اقرار
جسنے اس فتنہ کو جگایا ہے
اور نہ پائیگا وہ کینے زنہار
رکہا ہے جسنے عقل کا دیدہ
گرچہ جو عارف معارف ہین

ورنہ تحرم خود اسکی خاطر ہو
نہو ناخوش جو آشکار کرے
کیا عجب غیر تاب لا نہ سکے
کیا عجب ہو جو تیرا یار نہین
گو نہین خالی عیب سی زنہار
رافع عیب بیگمان ہووے
کہ نہین مہربان ہے تجھسے سوا
حق جو تو نے سنا ہے ظاہر کر
تو کنایہ ہی سے عیان فرمائے
مت پس وپیش کر اشارت مین
کہ سزا پائے گا وہ بدکار
اور یہ شور و شر مچایا ہے
وو سیہ نامہ عفو کا دیدار
راہ صدق وصواب نادیدہ
راہ حق الیقین کی عارف ہین

ہووے یہ مملکت تجھے میمون
اور اقبال نیک روز افزون

بجز اخلاص کیا گناہ کیا
چاہتا ہے جو تو تباہ کیا

ایسا مین نے کیا ہے کام نہین
جسکا ہوا ایسا انتقام کہین

سنکے یہ اوسکو بادشہ نے کہا
کہ ہے افشاے راز بھاری خطا

شاہ نے تیرا اعتبار کیا
اور تجھے اپنا راز دار کیا

تجھے اظہار اسکا لازم تھا
پرورش یافتہ ملازم تھا

جب نہین اوسکی راز داری کی
مجھے امید کیا ہے یاری کی

ہمدم سیوفا سے دوری ہے
محرم پر دغا سے دوری ہے

اوسنے ہر چند بیقراری کی
عجز دکھلایا آہ وزاری کی

پر نہ کچھہ بھی اثر کیا ظاہر
سر کی افشا سے سر دیا آخر

فایدہ یہ مثال لانے سے
ہے یہ شہ کو خیال آنے سے

کہ نہ اچھا ہے راز کا اظہار
اسکا حاصل نہ نیک ہی زنہار

راز مردم جو کرتے ہین ظاہر
خیر بدہی دیکھتے نہین آخر

جو زبان اپنی راز دار رکھی
تیغ سر سے ترے نہ کار رکھے

شیر بولا کہ اے شفیق زمان
وہ جو کرتا ہے اپنا راز عیان

تھوڑے عرصہ مین انقلاب زمان ہوا ایسا کہ بدلا رنگ جہان
دور نے اپنا طور دکھلایا طور نے اپنا دور دکھلایا
چمن شاہی سے ہوای بہار گئی آئی خزان بجاے بہار
جو برادر تھا وقت کا سرو گل بخت اوسکا ہوگیا ابتر
ہوا خشک اوسکی زندگی کا نہال دی گل برگ کامرانی کی ڈال
چلی باد بہار ایسی کہان جسکے پیچھے نہ کیا خوف خزان
رکھے امید پرورش کی سدا مادر دہر کے کنار سے کیا
اسکی الفت کا اعتبار نہین کیا ہوا جو ہے ایک بار کہین
نہ رہا جب وہ شاہ عالی بخت ہوا اِس سلطنت کا خالی تخت
تب بیاری طالع بہتر بیٹھا اوسپر برادر کہتر
فرق پر رکھہ کے تاج شاہی کا داد بخشی و جان پناہی کا
چمن سلطنت مین بار دگر ہوا پیدا شگوفہ دار شجر
ہو گی فرمان روائی پر قادر پہلا ارشاد جو کیا صادر
پھر قتل رکابدار کیا جسنے تھا راز آشکار کیا
کھولی بیچارہ نے زبان نیاز کاے شہ کامگار بندہ نواز

اور مری جانکی پاسبانی کر | خود کو حقدار قدردانی کر
شرط خدمت جو شہریار نے کی | اپنے ذمہ رکابدار نے لی
بڑی تاکید سے کیا پیمان | درمیان دیکے دین اور ایمان
پرا بھی پہونچا تھا نہ منزل مین | کیا بے مہری نے وطن دلمین
چہرۂ حال پر دغا کی رقم | کھینچکے کھینچا بیوفائی کا دم
چھوڑ دی شاہراہ صدق و صفا | رکھا صحرای مکر و غدر مین پا
ہمدمانہ زمانہ سے مت مل | چاہیے اُنسے کم لگانا دل
کیونکہ اس گلشن جہان مین کہین | بوے الفت ہی ہمدمان مین نہین
راز اپنا جو مین نے دلسے کہا | کیا کہون کیسا کیسا رنج سہا
خوب ہوتا جو ہوتا پہلے یقین | کہ کوئی محرم اس جہان مین نہین
پاکے موقع رکابدار آخر | پیش بدخواہ شہ ہوا حاضر
کردیا سارے حال سے واقف | بادشہ کے خیال سے خائف
اوسنے بالفعل قدردانی کی | ہوا ممنون مہربانی کی
کیا اظہار عزت و اکرام | دیا اقرار بخشش و انعام
کرکے تدبیر نیک ورای بجا | اپنی بہائی کے دست زر سے بچا

اس گلستان کی سونہ آئی کبھی
آئے تو اوسکی بو نہ پائے کبھی

اور دل بھی جو ہووے گا ظاہر
گنج اس نقد راز کی خاطر

نہین پائی ذرا خبر اسکی
ایسی کوشش ہو بے اثر اسکے

رکھونگا جا نہین تیرا راز نہان
جیسے رکھتا ہون اپنے جسم مین جان

شاہ نے کرکے آفرین بسیار
کیا اسطرح راز کا اظہار

کہ برادر سے اپنے ترسان ہون
دلمین دن رات اوس سے لرزان ہون

حرکات اوسکی ہے ضرر سے بھری
سکنات اوسکی ہے خطر سے بھری

دعوے دشمنی زیادہ ہے
میری جانکا اوسے ارادہ ہے

چاہتا ہے مجھے ہلاک کیا
تخت شاہی سے زیر خاک کیا

جب سے یہ بات اوسکی جانی ہے
مین نے بھی اپنے دلمین ٹھانی ہے

کہ کرے جب تلک مجھے نہ ہلاک
مین کرون تب تلک اسے تہ خاک

پہلے اوس سے کہ کچھ ضرر پہونچائے
اوسکا سنگ جو راہ سے جائے

ہمین مملکت مین مثل خار
پھر نہ پہونچائے کچھ مجھے آزار

کسکا کتا ہے روبہ کم زور
کہ ہو شیر درندہ سے ہم زور

تجکو لازم ہے اسکا رہ نگران
اور جو دیکھے مجھسے کہہ ہر آن

ایکمدت سی دلکو ہے یہ چاہ کہ کبھی ہووے میری چشم کو راہ
تاکہ جانو کہ کون رہوار ہے انھین رکھتا ہے تیزی رفتار ہے
حسب فرمان اٹھائی اوسنی عنان کیا شہ نے بھی اپنا اسپ روان
ہوئی جسدم شکارگاہ سے دور اور پھرا ہیون کی راہ سے دور
شاہ نے روکا اپنا تیز روان اور کیا اس طرح پراوس سے بیان
کہ غرض میری آنی سے اس جا اور تجھے ساتھ لانے سے اس جا
نہین اسکے سوا کہ ایک خیال باعث اضطراب دل ہے کمال
اوسکے اظہار کا ارادہ ہے نہین محرم کوئی زیادہ ہے
لیک اس شرط پر کہ اور بشر پائی اس دل کی حال سے نہ خبر
شرط خدمت بجا کے اوسنی کہا عمر افزون ہو تیری بادشہا
مہر گردون سوار چاکر ہے وقت لیل و نہار یاور ہو
گرچہ ہین ذرۂ حقیر و کمین آپکو اسقدر سمجھتا نہین
لیک جب مہر شفقت والطاف سایہ افگن ہوا ہے سر پر صاف
جانتا ہون کہ فضل باری ہے ایسی دل کو امیدواری ہے
کہ نسیم صبا بھی جو ہے یہان رازدان بہار باغ جہان

وہ جو کہوتا ہے اپنے ہاتھہ سی سر — آپ کھوتا ہے اپنی ساتھہ سے سر
ہے خرومند و نکا یہ قول بجا — سر نگہہ رکہہ جو چاہے سر کو رکھا
تو نے شاید رکابدار کا حال — نہین ابتک سنا بگوش خیال
کہ سر بادشہ نہ ضبط کیا — اپنے سر کو بلا سے ربط دیا
شیر نے پوچھا کسطرح ہی یہ حال — کہا اوسنے کہ اسطرح ہی یہ حال

حکایت ۳

عہد سابق مین بادشاہ تہا ایک — کل رعایا کا خیرخواہ تہا نیک
ہر طرح اوسکی سلطنت کا ستر — زیور عدل سے تہا زیب پذیر
ہر طرف ظلم کی شب دیجور — اوسکی نور نگاہ سے تہی دور
تہا فریدون حشم سی جاہ سی جم — تہا سکندر سے مقبلی مین نہ کم
مثل دارا پناہ عالم تہا — حق تو یہ ہے کہ شاہ اعظم تہا
ایکدن یہ شکار کی خاطر — گیا تہا اپنے شہر سے باہر
پہرتے پہرتے وہان گیا ہر گاہ — تہا جہان سے قریب تر خرگاہ
تہے جو ہمراہ اوسکے خدمتگار — سب لگے کرنے اپنا اپنا کار
کہا اوسنے رکابدار کو تب — آتو دوڑائین راہوار کو اب

یا یہ باعث ہے کہ مجھسے ڈرتا ہے
معرفت تیری کا عرض کرتا ہے

متوقع ہون مہربانی کر
ظاہر اسکو جو ہے نہانی کر

شفقت مادرانہ واجب ہے
جو نصیحت کرے مناسب ہے

راز کہہ مجھسے مین ہون محرم راز
نا زمت کر کہ مین ہون اہل نیاز

مادر شیر نے یہ سنکے کہا
کہ ترا کہنا ہے درست و بجا

لیکن اظہار راز مین و ضرر
آتے ہین بالضرور مجھکو نظر

ایک ہے اوسکی دشمنی ظاہر
کیا ہے جسنے راز سے ماہر

دوسرا سنکے یہ شعار کہین
کرین گے کوئی اعتبار نہین

پھر نہ کوئی کہین کہے گا راز
ہم کلامی سے بھی رہیگا باز

دوستدار اوس سے ہوونگے نافر
بلکہ دشمن بھی سمجھینگے کافر

نہ جگر سوزی راز پوشی ہے
بیم بدخواہ سے خموشی ہے

وہ جو رکھتا ہے اپنا راز نہان
نہین رکھتا بلا کا باز وہان

حقہ نیستی مین گرانان
نرکھے راز کے گہر پنہان

ایکدن راز سر اٹھاتا ہے
اپنے مظہر کا سر اڑاتا ہے

اور اخبار سے ہوا ہے عیان
بعض داناؤن کا ہے ایسا بیان

اور کرتی غبار رنج ضرور — دل فرزند ارجمند سی دور
شیر بولا کہ عالمون کو بیان — گوش زد ہین کئی طرح سی بیان
بعضے بہر حفاظت قائل — کہ نہو کچہہ ضرر اوسے حاصل
منع کرتے ہین راز کا افشا — بلکہ بہتر سمجھتے ہین اخفا
بعضے بہر فلاح خاص وعام — بہر سود و صلاح خاص وعام
اوسکا افشا سمجھتے ہین بہتر — نہین اخفا سمجھتے ہین بہتر
جو کرے قصد قتل با ایمان — اور بیوجہ چاہے اسکی جان
کرے یہ حال ایک سے ظاہر — کرکے تاکیدا خفا وافر
بلکہ لی اوس سی سخت قسم — کہ کرے اختفا مین جہد نہ کم
اور وہ اوسکی جان کی خاطر — ہو وے اس راز دار مین قاصر
یعنے اوس بے گناہ کو ناگاہ — کرے اوسکے ارادہ سے آگاہ
نہ ہے دنیا مین کچہہ خطا اوسکی — نہ ہے عقبے مین کچہہ سزا اوسکی
بلکہ اوس حال مین خرد ہے گواہ — راز پوشیدہ ہے شریک گناہ
اور ممکن ہے جسنے دی یہ خبر — چاہتا ہے ہو درمیان سے بدر
اس لیے تجہکو ذمہ دار کیا — آپکو اوس سنے برکنار کیا

تو نے اس باب مین جو ہو جانا — یا سننا چاہیے وہ سمجھانا
تجھکو منظور دل ہے میری فلاح — کہہ جو نزدیک تیرے ہو وہ صلاح
کہا اوسنے اوسے کہ ای فرزند — کیا کہون رکھتی ہون زبان پر بند
بہرے ہین دلمین گوہر اسرار — ہے زبان پر خموشی کی مسمار
کچہہ خبر پائی ہے مگر اظہار — اوسکا جائز نہین مجھے زنہار
اور کچہہ حال ہے ہوا مسموع — لیک اعلام اوسکا ہی ممنوع
کیونکہ بعض مصاحب دربار — ہوئی ہین مجھکو مانع اظہار
اور اخفا مین ہے کیا اصرار — اس سے افشا مین اوسکی ہون لاچار
اور کہتے ہین صاحب اخبار — دل پاکان ہے تربت اسرار
مین نے پیر مغان سے پوچھی یہ بات — کہ بتا مجھکو کیا ہے راہ نجات
مانگ کر اوسنے ایک ساغر مے — کہا مجھسے کہ رازپوشی ہے
تو سمجھتا ہے رازکا اظہار — نہین خالی ہے عیب سے زنہار
اور افشاے سر آدمیان — رکھتا ہے لاکلام نقص زیان
اور تاکید کرتے ہین علما — کہ ہے اس خوف سے اجتناب بجا
ورنہ جو جانتے ہون حال نہان — بے کم و بیش کرتی سارا بیان

کہ جو کچھہ اتہام ہو ثابت | اور جرم اوسکے نام ہو ثابت
ہووے لوگون کو میرا عذر عیان | اور اونکی زبان سے مجھکو امان
اسقدر پاتا ہون صفائی سوا | اوسکی اور اپنی بیوفائی سوا
شنزبہ تھا خرد و معروف | اور خوئے پسند سے موصوف
ایسے پر تہمت حسد کیا آئے | نیک ہو اوس سے کار بد کیا آئے
نہین ممکن ہوا ہو وہ حاسد | اور کیا ہو ارادۂ فاسد
جس سے آتا مقابلہ کے لیے | ہاتھہ اٹھاتا مقاتلہ کے لیے
میری اوسپر بہت رعایت تھی | شفقت و رحمت و عنایت تھی
اسمین بھی کچھہ کمی نہ آئی تھی | بلکہ افزونی ہی دکھائی تھی
پھر عداوت کا کیا سبب ہوتا | جو تالف کی جا غضب ہوتا
چاہتا ہون کہ اب بجہد کمال | کرون تحقیق کل حقیقت حال
نہ دقیقہ طریق لائق سے | چھوڑون تحقیق کی دقائق سے
گو یہ حسرت نہین ہے جانی کی | وہ مسرت نہین ہے آنیکی
کچھہ تو دل کو قرار آئے گا | اور سزا نابکار پائے گا
اور ہووے گا میرا عذر قبول | اور پھر نکلے نہ کوئی گرد فضول

اور چمکانے سے خرد کا نور ۔ ظلمت اشتباہ ہوتی دور

تو پشیمانی کیون اٹھاتا آج ۔ کیون گل خورمی لٹاتا آج

کام آہستگی سے کر دائم ۔ ہو نہ اسپ شتابی پر قائم

چاہیے کرنا کام نرمی سے ۔ نہین لازم مدام گرمی سے

شمع گرمی سے ہے فروزندہ ۔ خویش و پروانہ کی ہے سوزندہ

صبر ہے دافع پریشانی ۔ نہین صابر کو ہے پشیمانی

صبر کنجی ہے بند کی خاطر ۔ نہین نادم جو ہوتا ہے صابر

اسنے پاسخ دیا کہ اے مادر ۔ ناگہان میرے نفس زور آور

غلبہ میری ہوش پر لایا ۔ دیگ غصہ کو جوش پر لایا

جل گئی گرمی سے بنائے حلم ۔ جہل غالب ہوا بجائے علم

اب تدارک نظر نہین آتا ۔ ڈہونڈتا ہون اثر نہین پاتا

ہے تاسف نتیجہ آج اسکا ۔ جز تغافل نہین علاج اسکا

بلکہ سب سے بڑی یہ شامت ہی ۔ ہر طرف بارش ملامت ہی

کرتے ہین مجھکو بے وفا مشہور ۔ اور خونخوار پر جفا مشہور

جسقدر اہتمام کرتا ہون ۔ گاؤ پر اتہام دھرتا ہون

پہلے تو بھولتا بھی تہا اے یار — لیکن اب بھولتا نہین زنہار

کہہ نہ طنزاً کہ بھول جا مجھکو — بھول سکتا تو بھولتا تجھکو

جہت انتظام ملک اگر — دیکھتا ہون نہین کوئی اہل ہنر

ناصح مخلص و شفیق لائق — مخلص ناصح و لائق شفیق

روبرو بہ آکے شنزبہ کا خیال — کرتا ہے مجھسے اسطرح کے مقال

خادم نیک و باوفا و امین — مجھسا کوئی بھی ملنے کا ہی نہین

جب سنا اوسنے شیر سے یہ بیان — کہا کا اے نوربخش درۂ جان

غلبہ رکھتا ہے جو نور یقین — ظلمت اشتباہ و شک مین کہین

نہ دل پاک کی شہادت سے — ہے شہادت کوئی افادت کے

سخن شاہ سے بغیر گمان — بیگناہی شنزبہ ہے عیان

قتل اوسکو کیا ہے بے برہان — بے حصول یقین و بے نقصان

کیا عجب فی بغرض نے صادق بیان — کیا ظاہر ہر خلاف عیان

جس سے دل کو ہے یہ پریشانی — اور حد سے سوا پشیمانی

اگر اوسمین جو کچھ کیا تہا بیان — جانب شہ سے ہوتی فکر عیان

کھینچکر دست جبر سے جو عنان — روکا جاتا غضب کا اسپ دوان

بیضرورت کسی سے بھی ہرگاہ — جمع رکھہ اپنے دلکو تو ہر راہ

تب کیا اوسنے اوسکے آگی بیان — جو سنا تھا اونہونے اوسنی یان

جو کلیلہ نے تھی ملامت کی — اور دمنہ نے تھی ندامت کی

اور اقرار جو کیا تھا عیان — کیا تفصیل وار سارا بیان

مادر شیر اوس سی سنکے یہ حال — متعجب ہوئی بحد کمال

دوسرے دن گئی جو شیر کے پاس — حسب عادت تو پایا اوسکو اوداس

پوچھا اے نور چشم کیا ہی سبب — کیون تری جیکو ہی یہ رنج و تعب

کیون ہوا ہے یہ تیرا بدر ہلال — کیون ہوا ہی یہ تیرا سرو خلال

کس سبب سی یہ بیقراری ہے — کس لیے اتنی آہ و زاری کی

شیر بولا یہ رنجش خاطر — جز غم شنزبہ نہین ظاہر

اوسکے اخلاق یاد آتے ہین — بیمثالی کی داد پاتے ہین

مجھے کرتے ہین ہر زمان نادم — ایسے مل سکتے ہین کہان خادم

گو مجھے آرزوے دوری ہے — ذکر اوسکا بہت ضروری ہے

بھولنا چاہتا ہون مین لیکن — بھولنا اوسکو ہے نہین ممکن

تیرے ہی جانکی کھاتا ہون مین قسم — بھولتا ہون نہ تجھکو ایک بھی دم

ہے بلاشبہ خام تیرا خیال ۔ اور رکھتا ہے تو یہ فکر محال

بولا وہ منہ کہ ایسا حال نہ تھا ۔ کا حذرِ مکر کا خیال نہ تھا

یا دغا و فریب کی شامت ۔ مجھسے پوشیدہ ہووے یکساعت

یا سخن چینی کی قباحت حال ۔ یا غرضمندی کی کرامت حال

میری نظروں سے ایکدم تھی نہاں ۔ بلکہ جیسے تجھے مجھے تھی عیاں

لیک تھی میرے دلکو خواہش جاہ ۔ اور کچھ مال دنیوی کی بھی چاہ

اور حسد تھا بدرجۂ کامل ۔ جس سے اس بات کا ہوا عامل

اب نہین اوسکا ہاتھ مین چارہ ۔ ہے تدارک کی فکر بیکارہ

نہ ہی ہے ہدایت تدبیر ۔ کیا کرون غیر شکایت تقدیر

جب سنا اوس پلنگ نے یہ کلام ۔ اور کیا گوش ماجرا یہ تمام

گیا نزدیک شیر کی ماکے ۔ کہا شرط ادب بجا لاکے

کہ ملا ایک حال ہے اللہ ۔ بیضرورت نہ اسکا ہو افشا

ملکہ ایسا عہد فرمائے ۔ اور اخفا مین جہد فرمائے

خانۂ دل سے تب کرون باہر ۔ جو سنا ہے سو سب کرون ظاہر

اوسنے کہا کر قسم کیا اقرار ۔ کہ کرونگی نہ اوسکا مین اظہار

اپنے دیدار سے نرکھہ مہجور گر نہ رنج فراق سے رنجور

مجھکو در باب شعر نہ اے یار کر ملامت نہ اسقدر زنہار

کار رفتہ جو یاد لاتے ہین اپنا دل آپ ہی دکھاتے ہین

اور فکر ایسے کار کی خاطر جو تدارک کے حد سے ہے باہر

ہے خیال محال مین داخل ہے خیال محال لاحاصل

یہ سر فاسد اپنے سر سے نکال شاد ہو یا کے شادمانی حال

کہ عدو اپنا اس جہان سے گیا باعث رنج اپنی جان سے گیا

ہو گئی اپنے آرزو کی ہوا حسب دلخواہ گرد شک سی صفا

ساقی بخت نے شراب مراد بھرے جام رجا مین بادل شاد

روے اقبال پر امید کے در ہر طرف سے کشادہ آئے نظر

غنچۂ آرزو شگفتہ ہوا روبرو چار سو شگفتہ ہوا

ساقیا می پلا نہ خصم سے ڈر وہ گیا اور آیا رشک قمر

اوسنے پاسخ دیا کہ اے بی عار شرم آتی نہین تجھے زنہار

گرچہ تو نے رکھا نہ پاس وفا اور کی منہدم اساس صفا

ابھی تک دعوی فراغت ہے اور امید عیش و راحت ہے

کل سباع و وحوش مین تکبیر | کی بلند آتش فنا و شرر

اور اندیشہ ہے مجھے ہمہ حال | دمبدم تجھکو پہونچے اسکا وبال

اور تو ہووے مبتلای بلا | ہر زمان ہر طرف سی جاے بلا

کھینچتا ہے جو ظلم کی تلوار | آپ ہی اپنا ہوتا ہے خونخوار

جانتا ہون کہ اہل پیشہ اگر | پائین گے تیرے اس عمل سی خبر

نہ کہین گے کبھی تجھے معذور | بلکہ تیری مدد سے ہونگے دور

بلکہ سب جانکی ہوینگے طالب | تیرے برعکس ہوینگے غالب

تیری صحبت سی مانگتا ہون پناہ | اب نہین تیرے ساتھہ میرا نباہ

کہہ گئے ہین بزرگ و دانشور | یہ سخن لکھا چاہییے دل پر

صحبت بد سے بچ کہ بد ظاہر | کرے ناپاک گرچہ ہو طاہر

آفتاب اتنا اونچا ہے رخشان | ذرہ ابر کرتا ہے پنہان

مجھسے مت رکھہ تو اختلاط سوا | رکھونگا تجھسے احتیاط سوا

اب مری دوستی ہی تجھسی محال | ہمنشینی ہی تجھسے خواب و خیال

کہا دمنہ نے کاے عزیز زبان | قابل دوستی ہے اور کہان

یاری جو تیرے ساتھہ توڑونگا | کون ہے جسکے ساتھہ جوڑونگا

تھوڑے ہی ہوئی نہین کل حقیقت حال | جیسی ہی ویسی ہی ہی تمام وکمال
کرونگا حسب خواہش خاطر | بعد تحقیق شاہ سے ظاہر
کوئی تحقیق کا دقیقہ کہین | رکھون گا پردۂ خفا مین نہین
کرون گا باہر اختفا سے یہ حال | کرتے ہین جسطرح خمیر سے بال
شیر نے سنکے اسکا یہ پیمان | پایا کچھ اپنے دلمین اطمینان
چونکہ اب وقت رہگیا تھا تنگ | ہوکے رخصت چلا مکانکو پلنگ
پہونچا ناگاہ راہ کے اندر | خانۂ دمنہ وکلیلہ پر
دیکھا کرتے تھے بحث آپسمین | رہتے ہین وقت بحث کیا بسمین
ہر دو جانب سی تھا سوال وجواب | ہر دو جانب سے تھا خطاب وعتاب
پہلے سے اوسکو بدگمانی تھی | اب یقین کی یہی نشانی تھی
اس سے نزدیک تر اونہو نگیا | پس دیوار رہکے سننے لگا
کہہ رہا تھا کلیلہ اُسکو | کہ بڑا چین اب ترے جی کو
تو نے بیشک کیا یہ کام بڑا | دین و دنیا مین اپنا نام بڑا
شیر کو نقض عہد پر لایا | بدگمانی کے جہد پر لایا
کیا منسوب اسے خیانت سے | نرکھا کام کچھ امانت سے

کہ تلافی اوسیکو ہے حاصل | راے وتدبیر مین جو ہے کامل
طاس رخشندہ مین ہی مور جہان | چارہ تدبیر ہے نہ زور وہان
مصلحت اب یہ ہے کہ شاہ زمان | چھوڑ دے یہ بیخودی وآہ وفغان
رکھے تدبیر پر بناے کار | راے صائب سے چاہئے استظہار
کرے تحقیق شنزبہ کا حال | کہ کھلے قلب وخالص اعمال
سچ ہے حال اوسکا جو سنا پایا ہے | تو سزا چاہیے سو پایا ہے
اور برعکس اگر سنا پایا ہے | یعنے کچھ افترا لگایا ہے
تو سزا مفتری کو واجب ہے | درگذر کرنی نامناسب ہے
اور کہتے ہین سارے دانشور | دفع کرنا ہی بد کا ہے بہتر
شیر بولا کہ عقل ور دستور | تو ہی اس سلطنت کا ہی مشہور
تجھے معلوم ہے کہ مجھکو سدا | ہے تری راے نیک راہ نما
اور تری فکر دور بین ہمہ آن | ہادی جلب سود ودفع زیان
جیسا ہو مقتضاے راے رسا | لا کسی طرح اس مہم کو بجا
فکر صائب کی دستیاری سے | کھینچ اس چاہ بیقراری سے
تب کیا اوسنے شیر سے اقرار | کہ کرونگا ضرور مین یہ کار

اره و باره کو نه غم تهوڑا | سر افسوس و مسند ہم چہوڑا
قبت آپکو تمام کیا | اپنی خواہش کو انصرام دیا
س روایت سی ہے فقط یہ غرض | کہ لگایا ہے خود کو خود یہ مرض
یک ہے شہ نے بے ثبوت گناہ | ایک ارکان سلطنت سے تباہ
ور رہے ہین نہین سنبھالتا ہے | نہ سران سپہ کو پالتا ہے
امیرون کی قدردانی ہے | نہ غریبون پہ مہربانی ہے
ہ جو مارا گیا نہین آنا | محض بے فائدہ ہے پچتانا
یک باقی قدیم خدمت گا | خدمت شہ سے رہتے ہین بیکار
شیر بعد تأمل بسیار | بولا ہے باصواب یہ گفتار
یکہ ہے سربسر ہوا خواہی | نہین بہتر مگر ہوا خواہی
یک در باب شنزبہ ظاہر | ہوئی ہی مجھسے کچھ خطا صادر
سلیے اسکے واسطے ہمہ حال | ہی تلافی کا رہتا دل کو خیال
یہی باعث ہے بیقرار ہیگا | یہی باعث ہے آہ و زاری کا
رض کی اس پلنگ نے کہ شاہ | روز افزون ہو عمر و دولت و جاہ
لب تلافی اوسے میسر ہے | جسکا دل رنج و غم سے مضطر ہے

اور لاکر فریب کیسا بکار ۔ کرتی ہون لسنے ایک فرغ شکار
ہو لی یہ کہکے وہ ادہر کو روان ۔ چہوڑا افتادہ پوست پارہ ہان
دیکہکر اپنی یہ نصیحت و پند ۔ دل روباہ مین نہ فائدہ مند
ہوکے اوس سے شغال بیگانہ ۔ ہوا راہی بجانب خانہ
آئی اس درمیان مین ایک زغن ۔ طعمہ جو ہر طرف نگاہ فگن
دیکہا اوسنے وہ پوست پارہ وہان ۔ کیا جاندار مردہ اوسنے گمان
نیچے آئی باشتیاق تمام ۔ چنگ مین لے گئی وہ پارہ خام
ابہی روبہ نہ پہونچی تہی جا کر ۔ نزد مرغان غلام نے آکر
چوبدستی جو کہینچکر ماری ۔ لگی روبہ کے ہاتہ پر کاری
ہوکے لاچار وحشت جان سے ۔ دست بردار صید مرغان سے
پہری مجروح و خستہ حال تباہ ۔ پارہ پوست بہی پڑا نہ نگاہ
مستغیثانہ دیکہا سوے سما ۔ دیکہی پران زغن بروے ہوا
لیے تہی پنجہ مین وہ پارہ پوست ۔ اور کہتی تہی طنز سے کای دوست
داؤ آیا تہا بازی ملتی ضرور ۔ لیکن الٹا چلے تو کس کا قصور
ہاتہہ ان مرغون کی نہ آنے سے ۔ اور وہ پوست پارہ جانے سے

حال تیرا ہے مثل حال حمار — طلب دُم مین جسکو تہا نہ قرار
دُم نہین پائی گوش بہی کہوئے — گوشت کے ساتہہ ہوش بہی کہوئے
روبہ نے پوچہا کسطرح ہی یہ حال — کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ حال

حکایت ۲

ایک بے دُم حمار آگے یہان — تہا غم بیدُمی سے فکر کنان
راہ دُم خواہی مین قدم زن تہا — تہا طلب گار دم نہ دم زن تہا
نرہا اختیار کے اندر — گذرا ایک کشت زار کے اندر
ایک گوشہ مین بیٹہا تہا دہقان — ڈور کر اوسنے کاٹے دونون کان
خر مسکین نے کرکے خواہش دم — مفت اپنے کیے دو گوش بہی گم
حد سے باہر جو کوئی رکہتا ہی گام — اوسکا ایسا ہی ہوتا ہے انجام
حرص کے مارے کچہہ نہ ہوش رہا — اوسنے غصہ مین کہا کے جوش کہا
ایسا اوس یارہ کا خیال نہین — کہ کسیکو ہو یہ مجال کہین
کہ کسیطرح مجہکو سمجہا کر — کرے اوسکے خیال سے باہر
دیکہتا رہ کہ کیسے حیلہ سے — کیسی چالاکی کی وسیلہ سے
رات مین جاتی ہون اور آتی ہون — ایک اچہا سا مرغ لاتی ہون

ہمت عالی ہے کہ مجھے مانع ۔ پارۂ پوست پر ہون جو قانع
اور چھوڑون یہ گوشت فربہ ۔ جو ہے خوش طعم تازہ و تربہ
کہا اوسنے کہ اے حریص خام ۔ عالی ہمت رکہا طمع کا نام
اور شرہ محض ناسترگی ہے ۔ تجھے دیباچہ بزرگی ہے
اور اس بات سے نہین ماہر ۔ ہے بزرگی فقیری مین ظاہر
اور راحت سدا قناعت مین ۔ دیکھتا ہون ہر ایک حالت مین
نفع درویشی مین میسر ہے ۔ جو کسیکو یہان میسر ہے
اے خدا مجھکو بخش درویشی ۔ چاہے انعام مین اگر بیشی
ہے عمل بہتر اس اشارت پہ ۔ رزق مقسوم پر قناعت کر
اور مت پھر کبھی بگرد فضول ۔ تا نہ معنی اس آیہ کے ہون حصول
کرے کوشش جو بہر لا حاصل ۔ ایسی کوشش سے ہووے کیا حاصل
رزق ہر ایک کا مقرر ہے ۔ اور اوسکا زمان مقرر ہے
لاکہہ کوشش کرے کوئی لیکن ۔ بیشی و پیشی ہے نہین ممکن
اس فضولی سے تیری ہی یہ خطر ۔ کہ مبادا ہو تیرا حال بتر
پارۂ پوست ہاتہہ سے جائے ۔ اور آرام ساتھہ سے جائے

چاہتا ہون یہی مین لیل و نہار کہ کرون ایک کو انہو مینسے شکار
لیک زیرک ہے پاسبان انکا پاس رکہتا ہے ہر زمان انکا
اسطرح پر کہ وہم کا صیاد صید ہر نوع مین جو ہے استاد
خوف سے اوسکے گاہ انکا جمال لا نہین سکتا ہے بدام خیال
اور نقاش فکر بہی ہر گاہ نہ کہین کہینچ سکتا ہے ہر راہ
لوح تخئیل پہ بکلک خیال نقش ایسا جو ہووے انکی مثال
کرتا ہون اس ہوس مین عمر تمام شام کو صبح اور صبح کو شام
مغتنم جان تو یہ پارۂ پوست اور چہوڑ اس ارادہ کو اے دوست
دوست جو تیرا ہے دل اوسمین لگا اور ہر ایک سے دل اپنا ہٹا
سنکے روباہ نے کہا اوسکو کہ سن اے یار باوفا خوشخو
جب تلک پا سکے جو جاے بلند کر حضیض کمینگی نہ پسند
بامرادی کی جسکو ہو طاقت نامرادی کی کیون سہے آفت
گلشن ایمنی سے عیش کی گل چن سکے تا کہ اپنے ہاتہہ سی گل
کس لیے خار زار محنت مین پا رکہے اور پڑے مشقت مین
رکہہ سکے پا جو تخت عزت پر کیون کرے جادہ خاک ذلت پہ

دیکھتا ہون تجھے پریشان دل | کیون پریشانی ہے تجھے حاصل ہے
کیا ہے اس فکرمندی کا باعث | ہوا ہے کوئی واقعہ حادث
بولی تو دیکھتا ہے یہ طائر | کرتے ہین اپنے حال سی ظاہر
لحم مرغان ہے چاہتے ہو جو | رب کا احسان ہی چاہتے ہو جو
اور اس آیہ کے ہین معنی عیان | چاہتے ہو سو ہی اسی مین نہان
روح ہے سر بسر مجسم پر | ایسی پاکیزہ روح ہے کمتر
مدتون بھوک کی سہی ہے بلا | اور دیکھا ہے اوسکا جور و جفا
آج گنجور رزق نے مجھکو | بخشا ہے پوست کا یہ پارہ جو
اسکی بخشش کا اقتضا یہ ہے | دعوے جذب اشتہا یہ ہے
ہمت نیک کام مین لاؤن | انمین سے ایک کام مین لاؤن
گوشت سے اوسکی پاؤن خط نبات | زندگی مین اوٹھاؤن خط حیات
تلخ ہے میرا عیش یار اگر | اپنے لب سے دکھائے کار شکر
لطف سی میرا کام شیرین ہو | فیض سے اوسکا نام شیرین ہو
کہا اوس سے شغال نی ہیہات | کہتی ہے تو یہ کس طرح کی بات
ایک مدت سے رہتا ہون طالب | شوق گیرائی رکھتا ہون غالب

حکایت ۱

ایک روباہ طمع کی خاطر / اپنے سوراخ سے ہوئی باہر

لگی کرنے ہر ایک طرف گلگشت / تا پنچی پاسے حرص سی کل دشت

ناگہان آئی بوے روح فزا / تازگی لائی بوی روح فزا

گئی اوسکی طرف تو کیا دیکھا / پارہ ایک پوست کا پڑا دیکھا

جسکو کوئی سباع لایا تھا / چھوڑکر چرم گوشت کھایا تھا

چشم روباہ ہو گئی روشن / آگیا جسم مین گیا جو بن

مرچکا تھا کہ آگیا جانان / تن مردہ مین آگئی کیا جان

روبہ اس پوست پارہ کو لیکر / ہوئی واپس وہاں سے اپنے گھر

ہاتھ جب آئے دلربا اچھا / گوشہ خلوت کا ہے سدا اچھا

ایک وہ دیکھا راہ مین تھا وہان / چگتے تھے تازہ مرغ جہان

تھا محافظ انہون کا ایک غلام / جسکا زیرک تھا خاص وعام مین نام

ہوا روبہ کو گوشت تر کا خیال / اور مرغون کے مغز سر کا خیال

ہوئی اُس پوست پارہ سی غافل / ہوئی اون مرغونکی طرف مائل

اسی عرصہ مین ایک شغال وہان / آیا اور بولا اے رفیق زمان

یاد سے تیری مین نہین غافل — نام سے تیرے رہتا ہون شاغل
خفیہ ہر ایک سی ملاقاتین — کرتا تھا اور سنتا تھا باتین
ایک شب ایک پلنگ سی یکبار — ہوئی اس طور کی جو کچھ گفتار
درد دل اپنا آشکار کیا — آشکار اپنا اضطرار کیا
کہا اوسنے کہ اے شہ عادل — فکر اوس کام مین ہے کیا حاصل
جسکے ذیل تلافی سے ہر راہ — دست تدبیر تیرا ہے کوتاہ
بلکہ دیوانگی مین ہے داخل — نہین کرتے کبھی جو ہین عاقل
عقل سے دور ہے تدارک کار — حد امکان مین ہو نہ جسکا مدار
اور بزرگون کا ایسا ہے ارشاد — ہے بزرگ زمان سے مجھکو یاد
تیر جائے تو پھر منگا سکیے — تو جو جائے تو پھر نہ لا سکیے
چاہے جو ایسی چیز کو پانا — جسکا مشکل ہو ہاتھ مین آنا
کبھی اوسکے نہ ہاتھ مین آئے — بلکہ جو ہووے ہاتھ مین جائے
جیسے کی ایک روبہ نے ظاہر — آرزو ایک مرغ کی خاطر
پارۂ پوست ہاتھ سے کھویا — باعث تقویت اوسے جو تھا
شیر نے پوچھا کسطرح ہے یہ حال — کہا اوسنے کہ اس طرح ہی یہ حال

دست افسوس زیر دندان تہا — لب عشرت نہ گاہ خندان تہا

کہینچکر آہ کہتا تہا یہ کلام — کوئی بہی اسطرح کا کرتا ہے کام

دلمین چبہتا تہا فکر کا یہ خار — کہ کیا جلد کس لیے یہ کار

اور اس سوچ سے تہا رنج کمال — کہ کیا کیون نہ اس مہم مین خیال

سو ہنی اپنی عنان بدست ہوا — بہول کی عقل سے خلاف چلا

اب سمجہتا ہون لیک فائدہ کیا — کیون کیا اور کہٹا زائدہ کیا

ایسے گذرانے اوسنے کچہ ایام — فکر و تشویش و رنج سین ناکام

اوسکے غم سے تہا کل سباع کو غم — اور رعیت کو سخت رنج و الم

ہوا خالق کا یہ کلام مبین — خلق رکہتی ہے اپنے شاہ کا دین

سارے اوس بیشہ مین پشیمان تہے — زندہ مانند مردہ بیجان تہے

سوختہ دل تہی میری آہ سی کل — جیسے ہون داغدار لالہ کے گل

بیشتر یاد آتی تہی جی کو — شنزبہ کی جو خدمت نیکو

ہوتا تہا اوسکا درد و غم افزون — اور پریشانی کا ستم افزون

شیر جب ہوتا تہا بہت غمگین — پاتا تہا اوسکے ذکر سے تسکین

اوسکا ہی حال سنتا تہا دائم — تب مزاج اوسکا رہتا تہا قائم

تب یہ تدبیر ہی تلافی کی — نہ سنی عرض کچھ معافی کی

بلکہ اوس نے بغرض کو دیکے سزا — جیسی اوسکے قصور کو ہو بجا

اور اورونکو ایسی عبرت ہو — نہ کبھی اس طرح کی ہمت ہو

اور آئندہ احتراز کریں — باب تغزیر خود نہ باز کریں

کھود اوس بیخ کو جو لائی خار — پال اوس پیڑ کو جو لائے بار

بجھا اچھا چراغ عالم سوز — تا نہ سوزان ہی اوس سی عالم روز

شیر و دمنہ کی کل حقیقت حال — اس بیان کے لیے ہے نیک مثال

کہ ہوا اوسکا جب فریب عیاں — اور افساد و شر رہا نہ نہاں

اوسکو ایسی سزاے واجب دی — اور ونکو عبرت مناسب دی

وا ہوئی چشم اعتبار جہان — ہوا یہ آیہ سب کو ورد زبان

دیکھکر تم سزا کی شدت کو — صاحب چشم ہو تو عبرت لو

اور اس ماجرا کی صورت حال — اس طرح پر ہے سن بگوش خیال

جب کیا گاؤ شیر نے آخر — ہوئی تعجیل رنجش خاطر

ہو نکے نادم ہوا ملامت گو — پر کبھی تھی نہ کچھ ندامت کو

رکھتا تھا سر بزانوی حسرت — تھی ملامت کی دمبدم کثرت

اوسکی پر مکر باتون نے تاثیر | ایسی کی شیر مین بلا تاخیر

رکن دولت عبث تباہ کیا | نقص شوکت نہین نگاہ کیا

اب مجھے اے حکیم روشن راے | راے روشن جو اقتضا فرماے

آخر کار دمنہ ظاہر کر | اس حقیقت سے مجھکو ماہر کر

کہ پھر اس شیر نے کی کیا تدبیر | دمنہ کو کسطرح سے دی تعزیر

ہوا دمنہ سے بدگمان کیسے | ہوئی اوسکی دغا عیان کیسے

اور اوسنے بچاؤ کی خاطر | کیا مکر و فریب کیا ظاہر

پہونچا انجام کار اوسکا کہان | کہا اوسنے کہ اے خدیو زمان

ملک اور دین تیری پناہ مین ہو | مشعل عقل تیری راہ مین ہو

حزم و دانش کا اقتضا یہ ہے | دوربینی کا مقتضا یہ ہے

کہ سلاطین کسی سے سنکے کلام | کرین اندیشہ کا نہ دل کو مقام

تا نہ گذرین دلائل کامل | نہون اوسپہ کسی طرح عامل

سن شہ اہل غرضکی کوئی مقال | تا نہ پیچھے سے پاے رنج و ملال

جب کسی ذی غرض کا کوئی بیان | ہووے مقبول بادشاہ زمان

اور کچھہ قول و فعل نا زیبا | اوس سے آئین ظہور مین بیجا

اور اوسکا نہال بدکاری　　اور تخم دروغ گفتاری
جیسا تہا ویسا اپنا لایا بار　　گیا مارا قصاص مین لاچار
عاقبت مکر کی ہے نامحمود　　آخرت غدر کی ہے نامسعود
سر شر مین شریر ہووے تباہ　　جیسے کژدم نپای خانہ کی راہ
چشم نیکی بدی سے ہے بیجا　　نہین حنظل سے بار رز دیکھا
مت سمجھ جو خزان مین بوئی ہین تخم　　کبھی گندم اٹھائے وقت درو
ہے یہ استاد سے مثل ظاہر　　بد نکر دیکھے گا بدی آخر
دونون عالم مین وہی نیکی پائے　　جس سے خلق خدا کو نیکی آئے
راضیا ہو سکے اگر نیکی　　اپنی بدخواہ سے بھی کر نیکی

دوسرا باب بدکارونکی سزا پانی اور عاقبت کی بلا اوٹھانی مین

رائے بولا کہ اے نکو فرجام　　سنا احوال ساعی و نمام
جسنے مخفی کیا الیقین کا جال　　کر کے پیدا دغا سے شک کا خیال
اور راہ وفا سے مالک کو　　راہ صدق و صفا کی سالک کو
پہیر کر بے وفا کیا مشہور　　کیا بدعہد و پرجفا مشہور

نکلے شرق رجا سے صبح ظفر ۔ شب سودائے خصم آئے بسر

جان اس فتح کا سر فرمان ۔ صفحۂ روزگار پہ ہر آن

زینت روزنامۂ اقبال ۔ جس سے اعزاز و فخر ہے ہر حال

بخت نیک آج ہے نوید رسان ۔ جس سے نیکی کی ہے امید عیان

دل تہا اس دن کا خواستگار مدام ۔ جان تہی اسکی امیدوار مدام

اے خدیو زمان پناہ جہان ۔ عفو اوس شخص پر رواہی کہان

جس سے رہتا ہے دلکو خوف و خطر ۔ نظر آتا ہے جانکو نقص و ضرر

دشمن ملک ہو اگر محبوس ۔ محبس گور مین نہین افسوس

انگلی ہے زیب دست و آلۂ کار ۔ لیک جب ہووے زخم خوردۂ مار

باقی اعضا کو حفظ ہو حاصل ۔ اسلیئے قطع کرتے ہین عاقل

نہ جراحت سمجھتے ہین اوسکو ۔ بلکہ راحت سمجھتے ہین اوسکو

کیا کرے خصم جس سے آئے یاد ۔ چاہیے اوسکے مرنے پر ہو شاد

جب یہ تقریر سننے مین آئی ۔ شیر نے کچھہ طمانیت پائی

پیر زمانہ نے گاؤ کا انصاف ۔ لیا آخر کو انتقام صاف

اور دمنہ نے بعد رسوائی ۔ اپنی اعمال کی سزا پائی

دشمن بدسگال خاک ہوا　　ہوکے خاک اورونکی خوراک ہوا

صبح امید لیکے تیغ ظفر　　ہوئی رخشندہ نوربخش نظر

روز اعدا بہ نکبت ظاہر　　ہوا شام غروب مین آخر

بولا یاد آتی ہے میرے جی کو　　شنزبہ کی جو خدمت نیکو

صحبت نیک و دانش صائب　　اور کفایت شعاری و اجب

مجکو آتی ہے بے طرح رقت　　رنج لاتی ہے بے طرح رقت

بیگمان تھا سپہ کی پشت پناہ　　تھی رعیت کو اوسکے دم سے فراہ

بازوے سلطنت کی قوت تھا　　عاقل و نیک و ذی مروت تھا

گیا جس سے تھا کار ملک روان　　اور جس سے قرار ملک عیان

کہا دمنہ نے شاہ کو ہر گاہ　　رحم اسپر نچاہیے ہمراہ

کیونکہ تھا وہ نمک حرام بڑا　　کہ اگرچہ دیا تھا کام بڑا

اور اتنی بڑی عنایت تھی　　کہ ہر ایک بات مین رعایت تھی

تو بھی رہتا نہین تھا شکر گذار　　رکھتا تھا حیلۂ و فریب بسی کار

ایسے کے مارے جانے پہ ہی بجا　　کہ خداوند کا ہو شکر ادا

اور اس فتحیابی پہ ہو کھلا　　باب شادی و شادمانی سدا

مجھسا کوئی وفا و خدمت مین
دیکھ ہر چند ہے نہ قسمت مین

بے سبب کوئی مارتا ہے یار
خاص مجھسا جو ہووے خدمتگار

خصم ہے جان مجھکو تو اے یار
خصم کو ایسا مارتے ہین زار

صورت غم تھی روبرو قائم
بدلا گریہ سے خندہ دائم

سوز ہجران سے گرمی ذاتی
تھی ترقی ہی دمبدم پاتی

دست ہجران نے تیرے اے دلدار
بوئے ہین میرے دلمین غم کے خار

خار دل مین لگے ہین گل ایسے
دیکھون اب لاتے ہین گل کیسے

دمنہ نے شیر کی پشیمانی
دیکھکر چہرہ دور سے جانی

تھی اثر اوسکے چہرہ پر ظاہر
جنسے ظاہر تھی رنجش خاطر

یار کے ساتھ کرکے قطع کلام
گیا اور بولا بعد عرض سلام

تخت اقبال ہووے جائے شاہ
آسمان ہووے متکائے شاہ

دولت و جاہ دیرپا ہووے
سر بدخواہ زیر پا ہووے

فکر و اندیشہ کا سبب کیا ہے
بعد مرگ عدو تعب کیا ہے

اس سی خوشتر ہے کونسا ہنگام
کہ ہے فیروزی جنگ کا انجام

شاہ فیروز فتحمند ہوا
دور دلسے سرگزند ہوا

شیر نے اوسکا کار کر ڈالا
خاک پر اوسکو مار کر ڈالا

لیک جب پنجہ بلا سے
کیا محروم اسے سلامت سے

اور دندان کا تیشہ صاف کیا
اسکی ہستی سے بیشہ صاف کیا

ہوی ٹہنڈی کچہہ اسکی نار غضب
نکلا کچہہ دلسے اوسکے خار غضب

متامل ہوا لکہا دل سے
ہوکے عاقل ہون کم نہ جاہل سے

حیف ہے مین نے کی ہی کیسی بہول
کیا بے سوچے شنزبہ مقتول

باوجود تمیز و فہم و ذکا
نہین معلوم ہے مجہے یہ ذرا

کہ لیا ہے یہ مینے خیر کا دم
یا یہ مینے رکہا ہے شر کا قدم

اور حال اسکا جو سنایا تہا
حال اصلی تہا یا بنایا تہا

بار سستی راے کے باعث
ہوا مجہپر یہ حادثہ حادث

کہ کیا خود کو مبتلاے عنا
خود رکہا اوسکو زیر پاے فنا

کون کرتا ہے یار کو آحسر
مین ہون کافر جو کرتا ہی کافر

رکہکے سر زانو ندامت پر
اپنی حق مین ہوا ملامت گر

کہ عبث مین نے جلد بازی کی
فکر سے کیون نہ کارسازی کی

روبرو اسکے شنزبہ کا خیال
آکے کرتا تہا اسطرحکی مقال

یل جو نیم من سے ہی نہ سوا
طفل وہ من کو سکتی ہے نہ اٹھا

یا بازارگان نی سنکے جواب
کرنہ اس بات مین کچھہ استعجاب

و من آہن کو موش کھا ہی جہان
طفل کو کیون نہ چیل اڑالے وہان

سوچا مردا مین نے حال ہی کیا
بولا اس بات سے ملال نہ پا

مین کھایا ہے موش نے آہن
کہا او سنے کہ اے شفیق من

ر ابھی طفل ہے یہان ہی کہین
لے گئی ہے اڑا کے چیل نہین

یر آہن میرے حوالے کر
مین ترا طفل جاؤن گا دیکر

مثل لایا ہون تری خاطر
تا کہ یہ بات ہو تجھے ظاہر

رکھتے مالک کا جو لحاظ نہین
کیا رکھے اونکا لحاظ کہین

یعنے مالک سے جو فریب کرے
اورونکے ساتھہ کیا شکیب کرے

بنی مالک سے تو نے کی ہی دغا
نہ ہی اورونکو امید وفا

خوب روشن ہوا میرے جی کو
ہے بدی سے ترے حذر نیکو

ر سے تیری احتراز ہے نیک
تیری صحبت کا در فراز ہے نیک

یک بختی تری جدائی ہے
تجھسے دوری ہی مین بھلائی ہے

یسی تقریر ہو رہی تھی یہان
پھری تقدیر شنزبہ کی وہان

مثل مہمان جو آئے گہر میرے — لطف ہے جا ہین چشم و سر میرے
کہا اوسنے کہ آج تو اے یار — مجہکو گہر پہ ہے کچہ ضروری کار
کل مگر صبحدم تری خاطر — بالضرور آکے ہوؤن گا حاضر
ہوا یون کہکے اوسکے گہر سے بدر — اور چرا لے گیا ایک اسکا پسر
اپنے گہر مین اوسے رکہا پنہان — نہین واقف ہوا کوئی انسان
گیا گہر اوسکے صبحدم اوٹہکر — بولا وہ رنج و درد سے مضطر
کہ مجہے رکہہ معاف ای مہمان — ہجر فرزند سے ہون مین بیجان
کل سے مستور ہو گیا ہے کہین — چشم سے دور ہو گیا ہے کہین
جا بجا ہے منادی کروائی — پر ابہی تک نہین خبر آئی
مثل یعقوب مین ہون نالہ کنان — اپنے یوسف کا کسسے پاؤن نشان
کہا بازرگان نے اسکو تب — کل مین جاتا تہا تیرے گہر سے جب
دیکہا تہا ایک طفل جیسا کہا — تیرے دروازہ پر تہا کہیل رہا
اسکو ایک چیل لے گئی آکر — رویا ہر چند خوب چلا کر
کہا اوسنے کہ اے خرد سے دور — کیون یہ بیہودہ کرتا ہے مذکور
کس لیے اتنا جہوٹہہ کہتا ہے — جہوٹہہ کا اتہام سہتا ہے

دور اندیشی سے رکھا آہن ہا | اپنی ایک یار کے یہان سومن
کہ اگر کچھہ ضرورت آئی نظر | رفع کی اوس سے صورت آئی نظر
بیچکر اسکو بہی اپنا کار چلائے | رنج و تکلیف روزگار ہی نہ پائے
بعد چندے جو کام تہا کر کر | آیا واپس سفر سے وہ گہر پر
اپنا آہن اسے ہوا درکار | مانگا جاکر برا بانت دار
اوسنے آہن کو بیچ کہایا تہا | ایسا کچھہ کام پیش آیا تہا
ایک کوٹھے مین اسکو لیجاکے | اور ایک کونہ اوسکا دکہلاکے
کہا آہن ترا رکہا تہا یہان | بل ہے جو ہونکا یہ نہین تہا گمان
جب تلک اس سے مین ہوا آگاہ | چوہے آہن کو کہا گئے ناگاہ
کہا اوسنے کہ سچ ہے یہ گفتار | شوق آہن ہے موش کو بسیار
اور اس نرم و چرب لقمہ پر | اوسکے دندان بہت ہین طاقتور
طعم آہن ہے موش کو معلوم | مثل یہ لو وہ راحت حلقوم
خوش ہوا سنکے یہ وہ مرد امین | کہ مری بات پر یہ لایا یقین
چاہیے کرنی اسکی مہمانی | تا نہ تزویر جائے پہچانی
پس کہا اوسکو اے محب زمان | آج مہمانی کر قبول یہان

کہ نہ اپنا پرایا پہچانون ۔ اور سود و زیان نہین جانون

نیک و بد کا نہ امتیاز کرون ۔ چشم تمییز خود نہ باز کرون

بولا سنکر کلیلہ دانا ۔ یہ جو کہتا ہے میرا ہے جانا

کہ نہین تو ہے اسقدر جاہل ۔ کہ نہ ہو فرق نیک و بد حاصل

لیک رکہتا نہین غرض کا غبار ۔ دیدۂ دل کو تیرے لائق کار

کیا عجب جب غرض کا آئی خیال ۔ دوستدارونکا دلسے جائی خیال

اور توجیہ ناموجہ ہزار ۔ بعد بہر صفائی لائے بکار

جیسے درباب شیر شنزبہ اب ۔ کیا ہے تونے مکر و عذر عجب

پہر بہی رکہتا ہے دعوی پاکی ۔ آفرین دیکہہ اپنی بیباکی

ہے مثل یارو نسے تری ایسی ۔ ایک بازارگان کی تہی جیسی

جسنے ایک شہر مین کیا مذکور ۔ بلکہ ہر ایک جا کیا مشہور

سو من آہن کو موش کہائی جہان ۔ کیا عجب جیل طفل اڑائی وہان

پوچہا دمنہ نے کس طرح ہے یہ حال ۔ کہا اوسنے کہ اس طرح ہے یہ حال

حکایت ۲۹

تہوڑی پونجی سے ایک تجارت گر ۔ کہین جانے لگا تجارت پر

جیسی اس باغبان کی عادت تھی — ایک دن اوسنے استراحت کی
خواب غالب تھا سو گیا آخر — خرس تھا اپنے کام پر حاضر
مکھیون نے کمال زور کیا — سر خفتہ پر آکے شور کیا
خرس ہر چند انہین ہٹاتا تھا — لیک منہ پر ہی اسکے پاتا تھا
جو اودہر سے ہٹائی جاتی تھین — تو اودہر سے چڑہائی لاتی تھین
عاقبت ہوکے خرس نی برہم — ایک پتھر نه بیس من سے کم
اس کمانسے که مارتا ہون مگس — مارا اس سوتے پر که مر گیا بس
مکھیون کو مگر نه پہونچا اثر — اس لیے کہہ گئے ہین اہل خبر
که بہر حال خصم دانشور — دوست نادان سے ہوتا ہی بہتر
خصم دانا جو جان کا ہی خواہان — بہتر اوس دوست سی جو ہی نادان
یه مثل مین نے جو کہی ہے یہان — اس سے یه بات تجکو کی ہی عیان
که مجھے تیری دوستی کی سبب — بجز اسکے نہین ہے فائدہ اب
که کسی روز ہووے فرق تلف — یا جگر ناوک بلا کا ہدف
صحبت ابلہ دیگ ہی خالی — که درون خالی ہے برون کالی
تب کہا دمنہ نے اوسی اے یار — ایسا نادان نہین ہون مین تمہار

جنسیت کے سبب ہوئی مائل ۔ انسیت کی سبب ہوئی قابل
ذرہ ذرہ ہے جنس کا خواہان ۔ کاہ کا جیسے کہربا خواہان
جو ہین ناری سو نار کے جاذب ۔ جو ہین نوری سو نور کے طالب
صاف کو چاہتے ہین صاف نگاہ ۔ درد کو چاہتے ہین سینہ سیاہ
باطلون کو پسند باطلی ہے ۔ عاقلون کو پسند عاقلی ہے
فانیون کو ہے فانیون سے پیار ۔ باقیونکو ہے باقیون سے کار
باغبان نے جو کچہہ ملاوٹ کی ۔ خرس نے بہی نہ کچہہ کہجاوٹ کی
ایک اشارہ مین اسکے ہاتہہ آیا ۔ باغ کے اندر اوسکے ساتہہ آیا
پائے کہانے کو میوہ ہای نفیس ۔ ہوگیا اوسکا دوستدار انیس
بیخ الفت نے پایا استحکام ۔ گئی وحشت ہوا زیادہ رام
باغ مین دونون رہتے تہے بہم ۔ وصل سے یکدگر کے تہے خرم
باغبان کرتے کرتے اپنا کام ۔ تہک کے جسوقت کرتا تہا آرام
خرس اسکے سرہانے آتا تہا ۔ بیٹہکر مکہیان اڑاتا تہا
ایسے اظہار شفقت خاطر ۔ کرکے کرتا تہا دوستی ظاہر
مین نہین چاہتا کہ کوئی مگس ۔ رکہے بوسہ کی تیری لب سی ہوس

یکطرف کو تھی خربزہ کی بہار
سبز خط زرنگار طرفہ عذار

جیسے ماہ تمام جلوہ کنان
چرخ فیروزہ رنگ سے ہو عیان

خربزہ سبزہ زار کے اندر
گویا اثمار خلد سے بہتر

سبز خط تھا نہ خط مین تھا کوئی ہو
مشک بو تھا نہ مشک مین تھی وہ بو

اسکو ہر بیر سے تھا انس کمال
نے پدر کا تھا نے پسر کا خیال

نہ تصور تھا اپنے بھی تن کا
رہا کرتا تھا باغ مین تنہا

تنگ تنہائی سے ہوا آخر
سخت تنہائی سے ہوا نافر

ترو تازہ ہو ہر طرح گلزار
کیا لگے اوسکا دل جو ہو نہ یار

بس تفرد سے تنگ ہوئی دشت
ایک دن وہ گیا پے گلگشت

سیر کرتا تھا ایک بیابانمین
تھا کسی کوہ کے جو دامن مین

مثل طول امل تھا جسکا کران
نظر ناظرین سے دور و نہان

ناگہان ایک خرس بدسیرت
زشت صورت کریہ و بدنیت

ہوکے تنہائی کے سبب لاچار
متلاشی دوست و دلدار

کوہ سے نیچے کی طرف اُترا
اوسکی نظروں مین بے شرف گذرا

دونون رکھتے تھے ایک سا ہی مرض
رکھتے تھے دونون ایک سی ہی غرض

دیکھکر اوسکو مہر ماہ وشان
ہوتی تھی عاشقونکو دلمین عیان

مہر سے زرد ہے ماہ سی مین
مثل بہ بجنبہ آہ سے مین

گوے نارنج مثل گوئی زر
تھی عیان سبز پتونکے اندر

جسطرح ہو عیان خور انور
چرخ فیروزہ رنگ کے اندر

اور سنہری ترنج خوشبو دار
تھا درخشان طلاے مجمر وار

اوسکی خوشبو سے باغ تھا خوشبو
فرحت افزا تھی اسکی کیا خوشبو

لب دلبر سے نار خندان تھی
کل حریفون کی آب دندان تھی

نہ تھے دانہ انار کے اندر
سارے ہیری تھی نار کے اندر

کرون ظاہر جو وصف شفتالو
ہووے شیرین وتر ترا تالو

ابھی لب ہے نہ لب کی ساتھہ لگا
مزہ اوس سے دہن کی ہاتہہ لگا

وصف انجیر بے نظیر عیان
آپ والتین سی نہین ہے نہان

ایسا حلوا عنایت رب تھا
قند و خشخاش سے مرتب تھا

اوسکا انگور ایسا تھا پر نور
وصف قرآن مین جسکا ہے مسطور

یعنے دانہ زمین مین بویا
تخم انگور بھی کیا رویا

سبز پتونمین آبلے سے پڑے
جیسے پتونمین ہیری ہووین جڑے

ایسا آراستہ تہا روے زمین | جیسا آراستہ ہو روے حسین
ایسی خوشبو بہری تہی اسکی ہوا | جیسے عنبر فروش کی ہو سرا
کثرت بار سے ہر ایک شجر | پیر کی طرح تہا خمیدہ کمر
تہی مزہ دار ایسی شیرین بر | تہی بہشتی بروں سے شیرین تر
میوہ ہر دو فصل تہی بسیار | تہی نہایت لطیف ولذت دار
کرتا تہا اوسکا سیب تازہ بہار | ذقن دلبران سا دل کو شکار
رنگ زیبا و بو فرح افزا | دل فریبی کی تہی طرح افزا
ذقن یار سے ملی تہی مثال | باغ مین سیب سرخرو تہی کمال
شاخ پر سیب تہی مثال چراغ | دکہین روشن تہی کیا نہال چراغ
اور امرود شاخون پر تہی یون | کوزے آب حیات کی ہون جون
یا معلق صراحی شربت ہہ | نگرڑے کس کی نہ دیکہکر نیت
سنکے حلواے تازہ و بے دود | ہوتی ہما یہ خواستگار سود
وصف امرود مین بن آئی نبات | کہ معلق تہی کوزہ ہاے نبات
یہ بہی پہنے عباے مو ایسی | صوفی شب خیز زرد رو جیسے
غبار ابداع سے ہوے باہر | گرد آلودہ چہرہ تہا ظاہر

خلق کو جب نہ کھول سکیے در | بیٹھیے اپنے گھر ہی کے اندر
دوستِ نیک کیجیے حاصل | بد نہین دوستدار کیے قابل
ایک عاقل سے یاد ہے یہ کلام | ہووے رحمت روان پر اوسکی مدام
وہ جو بیدانشون کا ہوتا ہی یار | انکی یاری سے جلد ہوتا ہی خوار
وہ جو نا اہل سے کرے یاری | اور رکھے امید غمخواری
دیکھے آخر کو اپنا ایسا حال | دیکھا اوس باغبان نے جیسا حال
پوچھا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان | کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲۸

کہتے ہین ایک باغبان تہا کہین | دوسرا اوسیا کاروان تہا نہین
عمر گذرانی تہی زراعت مین | باغ گلزار کی عمارت مین
رکہتا تہا ایک باغ خلد نشان | تہا زمین پر نشان خلد عیان
دیکھکر اوسکی نزہت اشجار | چشم شداد اشک حسرت بار
اور اوسکی طراوت ازہار | چشم رضوان مین اشک سی تہی خار
تہے درخت ایسے سبز سبز وہان | جیسے طاؤس ہووین جلوہ کنان
اور گل رنگ رنگ ظاہر یون | تاج کاوس کی جواہر جون

رہکے سر آسمان پہ رکہتا ہی — بلکہ پا فرقدان پہ رکہتا ہی

حق نعمت تمام بہول گیا — کیا تہا تیرا مقام بہول گیا

نہ خدا سے نہ خود سے شرمایا — اپنی منعم سے اتنا شرلایا

نہ خدا سے نہ خود سے ہی تجہی شرم — اور نہ لوگون سے ہے تجہے آزرم

بہاگون ایسی سے مین جو کوس ہزار — عاقلون کی حضور آئے نہ عار

اور چہوڑون جو ایسی صحبت کو — کبہی دانا کو نہین نہ ذلت ہو

بلکہ بخشین گی اسقدر مجہکو — نہین کہتا ہون بے یقین تجہکو

چہوڑ اسکو جو یار صوری ہے — ناموافق سے اچہی دوری ہے

دیکہکر جسکو دل ہو مسرور — چاہیے رہنا ایسے سے بس دور

صحبت نیک جیسی ہی نافع — صحبت بد ہے نفع کی دافع

جتنا ہے اوسمین سود آئین زیان — اور سود و زیان کی حد ہی نہان

صحبت بد ہے لیک زود اثر — جلد ہی کرتی ہے نمود ضرر

اس لیے جو ہے عاقل کامل — کرے ایسے سے دوستی حاصل

جو خردمند و نیک خو ہووے — نیک روز ہی وراست گو ہووے

اور کرے اجتناب اوس سے جو — ہووے کذاب و خاین و بدخو

آگے بہی تجھسے ڈرتا رہتا تھا | تجھسے اغماض کرتا رہتا تھا
اسطرح پر ہین کہہ گئے عقلا | نہین اچھی ہے صحبت جُہلا
انسے لازم ہے احتراز مدام | گرچہ کرتے رہین بناز مدام
اور مناسب ہے خدمت عقلا | بلکہ واجب ہے خدمت عقلا
کیونکہ اہل فجور کی صحبت | مار کی تربیت ہے بے شبہت
کرے ہرچند کوئی خاطر مار | زہر ہی ہاتھ آئے آخر کار
اور ہوتی ہے صحبت ابرار | جیسا ہوتا ہے طبلۂ عطار
گرچہ کچھ بھی نہ اس سے ہاتھ آئے | بوے خوش تو مشام مین جائے
مثل عطار کہ پہلو سے | جامہ خوشبو ہو تیرا خوشبو سے
کب تک آتشکدے سے جیسے لہار | دیوے گا ہرطرف سے دود و شرار
تجھسے اے دمنہ کیا امید وفا | نہ رہا اپنے بادشہ سے صفا
جسنے تجکو عزیز و نامی کیا | ایسا ذی عزت و گرامی کیا
کہ یہان اوسکے ظل دولت مین | مثل خورشید شان و شوکت مین
پا کے ہمعصرون مین رفیع مقام | لاف رفعت تو مارتا ہے مدام
اور اوسکی ملازمت کے سبب | عتبۂ آسمان مثال پر اب

تیسرے دوستداری کا دریا — تب تلک پاک وصاف ہی ہر جا
جب تلک کوئی ساعی ونمام — نہیں کرسکتا درمیان اقدام
لیک دو دوستوں میں جس جا پر — کوئی مفسد دخیل ہوا آکر
وہان امید دوستی ہے محال — ہستی دوستی ہی خواب وخیال
مانا اب مرگ کا ٹل جائے — پنجۂ شیر سے نکل جائے
لاکھ عجز ونیاز دکھلائے — اور خوشامد کے ساتھہ پیش آئے
نہین ممکن کہ صلح پیدا ہو — اور صدق وصفا ہویدا ہو
شیر مائل ہوا اوسکی صحبت پر — متوجہ ہوا اوسکی قربت پر
ہووے بالفرض باب الفت وا — دغدغہ جائے گا نہ کلفت کا
ٹوٹے رشتہ تو جوڑ سکیں ضرور — پر گرہ درمیان سے ہووی نہ دور
بولا دمنہ کہ شیر کی خدمت — چھوڑ کر لون جو گوشۂ عزلت
اور صحبت سی تیری کام رکھون — اور باہر کہین نہ گام رکھون
پھر تو مجھسے برا نہ مانے گا — اور مجھکو برا نہ جانے گا
سنکر اوسنے اسی کہا یہ کلام — بجز اب رکھون جو تجھسے مین کام
مین نہین خوش ہون تیری صحبت سے — بلکہ نافر ہون تیری قربت سے

بلکہ کچھ مار کو مزیت ہے — یعنے تجھہ پر اوسے فضیلت ہے
کیونکہ ہے یکزبان سی زہر عیان — دوسرے مین ہے زہر مہرہ نہان
پر زبان مین ہے تیرے زہر مگر — زہر مہرہ کا کچھہ نہین ہی اثر
اور کرتی ہے جس کسیکی زبان — حق یار اپنین زہر مہرہ عیان
اور کرتی ہے زہر جو پیدا — کسی دشمن کے حق مین تو ہی جا
ہے کسی عقل ورنے فرمایا — سن اگر سننے مین نہو آیا
زہر و تریاک رکھتی ہے یہ زبان — وہ عدو کو یہ یار کو ہے عیان
دمنہ بولا خفہ نہو ایسا — شاید اپنین ہو آشتی پیدا
اور بنیاد دوستی قائم — ایسی ہو جاے جیسی تہی دائم
کہا اوسنے کہ اب ہی ایسا خیال — کل محالات سے ایک امر محال
تین شے تین شے بغیر قرار — رکھتے ہین بعد ازان نہین زنہار
پہلے ہے آب چشمہ کا میٹھا — جب تلک بحر مین نہین لے جا
جب ملا بحر مین مٹھاس نہین — ملتے ہی جاتی ہی مٹھاس کہین
دوسری ہے نصیحت خویشان — تا نہون درمیان بداندیشان
جب بداندشش درمیان آئے — خویشو مین دوستی کہان پائے

دوزبانی و دورخی کا شجر
بو یا ہے لائے گا یہ کیسا ثمر

بولا دمنہ کہ اے بزرگ زمان
اس مرے دورخی سی کیا ہی یہ زیان

گل رعنا ہے دورخی سے عیان
زینت و زیب بوستان جہان

اور مری دوزبانی سے کیا ڈر
دیکھا ہووے گا تونے ہر جا پر

دوزبانی سے منشیون کا قلم
منتظم مال و ملک کا ہے نہ کم

دیکھ شمشیر ہوتی ہے یک رو
اوسکا خون خواری کا رہے ہر سو

اور شانہ جو رکھتا ہے دو زبان
رکھتا ہے فرق دلبران پہ مکان

وہ جو یکرو ہے ویکزبان ہے یہان
جا و وان پاک گوہری سی عیان

مثل شمشیر رہتا ہے خونخوار
غیر خونخواری ہے نہ اوسکا کار

جو ہے شانہ سا دورخ و دو زبان
رکھتا ہے سبکے سر پر اپنا مکان

کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار
میرے آگے نہ اتنی شیخی مار

نہین ہے ایسا تو گل دو رو
چشم روشن ہو دیکھکر جو کو

بلکہ تو ہے وہ خار دل آزار
جز ضرر کرتا ہے نہین کچھ کار

اور نہ تو ایسا کلک ہی دوزبان
دیوے جو اطلاع حال زمان

بلکہ تو مثل مار ہے دوزبان
نہین رکھتا سوائے زہر زیان

اس مثل سے ہے یہ میرا مطلب / کہ ہوا آگاہ اوس سے خلقت سب

کہ نہین نیک مکر کا آخر / چاہیے رہنا مکر سے نافر

وہ جو رکھتا ہے مکر کی بنیاد / اپنی بنیاد کرتا ہے برباد

مکر ہے مار جسکے دو سر ہین / دونون مین طرح طرح کی زہر ہین

ایک کرتا ہے خصم کو جو ہلاک / ایک مالک کو رکھتا ہے تہ خاک

کہا دمنہ نے اے محب کرام / رکھا ہے تو نے مکر رائے کا نام

عذر تدبیر کو دیا ہے لقب / تو نے کیسا سمجھ لیا ہے عجب

مین نے تدبیر سے کیا ہے کام / خوبی رائے سے دیا ہے نظام

کہا یہ کہنا ہے نہین جائز / عقل و تدبیر مین ہے تو عاجز

بلکہ ہے تیری عاجزی ایسی / نہ بیان ہو سکے کبھی جیسے

اور ایسی ہے بد دلی تیری / حرص دنیا مین غافلی تیری

کہ ہے عاجز سدا زبان بیان / کب کوئی کر سکے پھر اسکو عیان

تیری تدبیر و رائے کا حاصل / یہ ہے جو دیکھتا ہے اے غافل

دیکھہ حالت ولی نعمت کی / کس طرح کی ہی اسکو محنت دی

سوچ اسکا وبال کیا ہوگا / عاقبت تیرا حال کیا ہوگا

پس طلب کرکے ہیمہ بسیار — گرد اس پیڑ کے کیا انبار

ہوئی ہر سمت سے جو شعلہ زنان — اٹھا اس خام کے جگر سے دہوان

رہا کچہہ دیر صابر اور خموش — پہونچی نوبت بجان مچایا خروش

قاضی نے پیڑ سے کیا باہر — اور کی استمالت خاطر

پوچہا اوس سے کہ کیا ہی راز نہان — کیا اوس آڑہ جلے نے سارا بیان

قاضی نے سنکے اصل حال تمام — کہا اوسنے جو تھے خواص و عوام

حال صدق صفاے خورم دل — کہ نہین اوسکے کام مین کچہہ غل

اور ظاہر کیا تمام و کمال — نابکاری بتینر ہوش کا حال

کہ یہ ہے بے صفا و بد طینت — سر بسر پر دغا و بد نیت

اوسمین وہ پیر مکر کی مورت — دیکھکر اپنی مکر کی صورت

آیا تنگ اپنی زندگانی سے — ہوا راہی سراے فانی سے

اس جگہہ جل کے نار دنیا مین — جلا جا کر وہ نار عقبے مین

بیٹا پاکر ہزار عز و ادب — لے گیا لاش کو برنج و تعب

یمن صدق و صفا سے خورم دل — بچکے اسکی دغا سے خورم دل

اپنا زر لے کے اپنے گھر آیا — حسب دلخواہ کام بر لایا

ایسی قرآن مین ایک آیت ہے | مال واولاد ایک آفت ہے
درگذر اوسنے کی مروت سے | نرکھا کام کچھہ فتوت سے
کرلیا ایسے کام کو منظور | تہا جو عرف اور شرع سے منفور
اسی شب جو تہی تیرہ ودیجور | جاکے اوس پیڑ مین ہوا مستور
صبح قاضی مہر روشن راے | ہوا تخت فلک پہ جلوہ نماے
روز روشن سے دزدی شب تار | ہوئی ظاہر عوام پر یکبار
قاضی باچند یار خوش خاطر | ہوا اوس پیڑ کے تلے حاضر
اور بہی چند لوگ آئے وہان | باندہکر صف کہڑے ہوئی نگران
قاضی نے روبروے کار کیا | حال طرفین آشکار کیا
اور پوچہا کہ اصل ہے کیا راز | آئی ناگاہ پیڑ سے آواز
نقد کو لے گیا ہے خورم دل | ظلم ہے تیز ہوش پر مغفل
متحیر بہت ہوا قاضی | نہوا اس گواہی پر راضی
عقل سے سمجھا کوئی ہے انسان | درمیان اس درخت کی پنہان
لیک بے راے وفکرت صائب | کبھی ظاہر نہوگا یہ غائب
راز اوسکا جو ہو نظر سی نہان | ہووے آئینہ خرد سے عیان

اوسکے غم سے کرے گا تجکو رہا — پھر نہ دیکھے گا اوسکا جور و جفا

غوک نے جاکے کی یہی تدبیر — ناموافق نہ اس سے تھی تقدیر

اسطرح پاکے مکر سے یارا — اوسنے خونخوار مار کو مارا

روز دو تین ہی ہوئے تھی بسر — ہوا راسو کو شوق بار دگر

کہ اسی طور سے شکار کرے — صید ماہی سے صید مار کرے

پس اوسی راہ سی چلا خوش و شاد — پہلے جو ناپی تھی بیاسے مراد

پر جو پایا نہ ماہیون کو وہان — غوک کہایا بجملہ بچگان

بہیڑیہ سے بچا یا گو مجکو — عاقبت دیکہا بہیڑیا تجکو

مین نے جو تجسے یہ حکایت کی — درحقیقت ہے یہ ہدایت کی

آخر مکر ہے گرفتاری — پر نہین بے ندامت و خواری

رکھہ نہ صحراے مکر و حیلہ مین پا — دیکھے گا آپ کو بدام بلا

بٹیا بولا کلام کر کوتاہ — دی نہ اوسمین مبالغہ کو راہ

گو ہے اس کار مین ضرر اندک — فائدہ ہے زیادہ تر بے شک

پر بیچارہ کا ہوا دم بند — باعث حرص و الفت فرزند

چھوڑ کر راستہ دیانت کا — راہ بیچا ہوا خیانت کا

ہے ہر ایک گل وہان نگار نگ — جاتی ہے نکہت انکی تا فرسنگ
سو ورق وا کیے ہے دفتر گل — لالہ کف پر لیے ہے ساغر مل
ہے شمیم شمال عنبر بیز — سارے اطراف ہین عبیر آمیز
ایسی منزل جو ہاتھ آتی ہے — آپ سے کس سی چھوڑی جاتی ہے
کب بہشت برین جو پاتا ہے — جا کہ اوس سے دل اُٹھاتا ہے
کیا ہی زیبا مکان ہے کوی مغان — کب خردمند چھوڑے ایسا مکان
کہا خرچنگ نے کہ فکر نہ کر — گرچہ دشمن ترا قوی ہے مگر
مکر سے اسکو مار سکتے ہین — شیشہ مین دیو اتار سکتے ہین
دانہ مکر کام مین لائین — مرغ زیرک کو دام مین لائین
بولا وہ دیکھکر کتاب حیل — کیا ہے تونے کیسا مسئلہ حل
اور کیا چارہ سوچتا ہے بتا — دور ہو جس سے اسکا جور و جفا
کہا اوسنے کہ راسوئے خونخوار — ہے فلانے جگہہ سکونت دار
جنگ جو اور تند خو ہے بہت — تندخو اور جنگ جو ہے بہت
مچھلیان چند ڈال کر کے شکار — اسکی منزل سے تا بمنزل مار
راسو کرتا ہوا انہون کو طعام — کریگا جاکے مار کو بھی تمام

ملتی ہے اسکو بارے اوسکی سزا
مگر رہتا نہین بغیر جزا

دل مین ڈرتا ہون تیرا مکر کہین
ہووے مانند مکر غوک نہین

پوچھا بیٹے نے کسطرح ہی یہ چال
باپ بولا کہ اسطرح ہے یہ چال

حکایت ۲۷

رہتا تھا غوک ایک مار کے پاس
دشمن جسم و جان شکار کے پاس

جب وہ بیچارہ بچہ لاتا تھا
مار خونخوار بچہ کہاتا تھا

اور اوسے اونکے ہجر سے ہر آن
آتش غم مین رکہتا تھا بریان

ایک خرچنگ اسکا تھا غمخوار
کہا جاکر کہ اے موافق یار

سوچ تدبیر کچھہ مری خاطر
رکہتا ہون خصم غالب و قادر

نہین سہہ سکتا اسکے جور و جفا
نہین رہ سکتا جاکے دوسری جا

کیونکہ وہ جا جہان ہے میرا مکان
دل کشائی مین ہے نظیر جنان

ہر زمانہ مین ہر طرح خوش ہے
دلکش و پر فضا و غمکش ہے

وہ ہے ایک مرغزار مینا رنگ
روضۂ مینو سا ہے رنگا رنگ

ہے نسیم اوسکی دل کشا ایسی
عطر ساز زلف دلربا جیسی

گل صد رنگ ہے شگفتہ وہان
سبزہ بیدار آب خفتہ وہان

بو یا ہے حیلہ کا تخم اوس جا — بخش سکتا ہے تو ہی بر اوسکا

حصر ہے تیرے لطف پر یہ کام — لطف سے تیرے نیک ہی انجام

تو اگر مہربانی فرمائے — ہاتھ اتنا ہی اور زر آئے

عمر باقی کٹے فراغت سے — بچین افلاس و غم کی آفت سے

باپ بولا کہ اے خجستہ شعار — متعلق ہے مجھسے کونسا کار

کہا اوسنے کہ اس شجر کا میان — اسقدر ہے کھلا کہ اسمین نہان

ہووین دو تن کبھی نہ آئین نظر — چشم تحقیق سے بھی دیکھین اگر

آجکی رات تو وہان جا کر — رہ جگہہ اسکے درمیان پا کر

صبح قاضی کرے گا آکے سوال — دیجیو شاہدی موافق حال

باپ بولا کہ اے پسر زنہار — کر نہ مکر و فریب کا اظہار

خلق پر گو فریب پائے اثر — خالق خلق پر نپائے مگر

جانتا ہے وہ سارا حال ترا — ہے عیان اسکو بال بال ترا

گرچہ تو خلق سے چھپائے گا عیب — نہین چھپنے کا پیش عالم غیب

گو چلے مکر تر اپیش ورا — اوسکے آگے نہین چلیگا ذرا

بیشتر حیلہ دیکھا ہے ہمہ حال — ہوتا ہے حیلہ والے ہی کو وبال

قاضی نے تیز ہوش سے پوچھا | کہ ثبوت اسکا رکھتا ہے تو کیا
کہا اوسنے کہ ایہا القاضی | تجھے ایزد رکھے سدا راضی
متمتع ہو عمر سے اپنے | متوقع ہو عمر سے اپنے
کہ سجل درازی سے ہر آن | ہے یہان تیری عمر کا فرمان
نہین شاہد ہے اس شجر کے سوا | دفن جسکے تلے وہ زر تھا کیا
ہے خداوند سے امید تمام | بخشیگا اس شجر کو زور کلام
اور وہ دیوے گا گواہی صاف | کہ ہے سارق یہ مرد بے انصاف
کہ اکیلا ہی لے گیا کل زر | کر گیا مجکو یاس سے مضطر
قاضی اس بات سے ہوا حیران | خانۂ عقل خود کیا ویران
بعد تقریر و صحبت بسیار | کیا ہے دو فریق نے اقرار
کہ سحرگاہ قاضی منصف | ہووے جا کر شجر سے مستکشف
دی گواہی اگر موافق حال | کرے صادر اسیطرح کا مثال
وہ شریک عقیل گھر کو گیا | اور جو حال تھا پدر کو کہا
راز خود کرکے پردہ سے باہر | اوسنے اوس پیر کو کیا ظاہر
کہ ترے اعتبار پر ہے وہان | دیا ہے پیڑ کو گواہ نشان

اس سے غافل تہا محض ناآگاہ | نقد کل خرچ کر دیا ناگاہ
جب نہ کچھہ نقد اسکے پاس رہا | آکے عاقل سے بے ہراس کہا
آتو اس پیڑ کے تلے جائین | اور کچھہ اس دفینہ سے لائین
کہ ہون تکلیف خرچ سے بیزار | اور تکلیف خرچ ہے بسیار
کچھہ تجاہل سا کر کے اسنے کہا | نیک ہے خوب تجکو یاد رہا
اور وہ دونون ملکے آئے وہان | دفن زیر شجر تہا نقد جہان
ڈہونڈہا ہر چند لیک پایا نہین | جو رکہا تہا سو ہاتہہ آیا نہین
جیب غافل پکڑ کے دانشور | بولا ہے توہی لے گیا یہ زر
کہ تجہی کو یہ حال تہا ظاہر | اور کوئی نہ اس سے تہا ماہر
اوسنے گرچہ ہزار کہائی قسم | ایک بہی پر نہ کار آئی قسم
اوسنے ہر چند اضطرار کیا | اسکے دلمین ذرا نہ کار کیا
نہین سمجھا کسیطرح آخر | ہوئی حاکم کے روبرو حاضر
کیا غافل پر اپنا دعوی پیش | مرد عاقل نے حسب خواہش خویش
کیا احوال مدعا ظاہر | کیا بالعکس ماجرا ظاہر
کر کے کل حال اصل کا اظہار | کیا غافل نے دعوی انکار

تاکہ فکر اسکی اپنے دل سے جائے
اپنا حصہ جو ہاتھہ اپنے آئے

جسطرح چاہین اسکو خرچ کرین
وقت حاجت نہ اپنا خرج کرین

دیا عاقل نے سنکے اسکو جواب
کہ ابہی بانٹنا نہین ہے صواب

مصلحت یہ ہے جسقدر ہو ضرور
اسقدر لینے مین کرین نہ قصور

رکہین باقی کو ایک جا محفوظ
اور یہ قاعدہ رکہین ملحوظ

جب کبہی جسقدر ضرورت ہو
لینے کے پیچہے یہ ہی صورت ہو

تاکہ ہون دور تر ہر آفت سے
اور نزدیک تر سلامت سے

سنکے ایسا فسانہ و افسون
وہ خرد سے تہی ہوا مفتون

جو کہا اوسنے اسنے مان لیا
اوسکی تزویر پہ نہ دہیان کیا

کچہہ لیا جسطرح ہوا مذکور
رکہا باقی کو ایک جا مستور

کیا ایک پیڑ کے تلے مدفون
کہ رہے چشم غیر سے مصئون

دونون پہر آئے شہر کے اندر
گئے ہر ایک اپنے اپنے گہر

جب مشعبد فلک نے روز دگر
کہولا صندوق مکر وحیلہ کا در

وہ شریک سیہ دل و مکار
تہا جسے دعوے خرد بسیار

صبح اس پیڑ کے تلے سے زر
کہود کر لے گیا کل اپنے گہر

ایک کرتا تہا عقل سے دائم — لا کہہ نیرنگ آب پر قائم
وہ جو کرتے تہے گوش اسکا کام — کہتے تہے تیز ہوش اوسکا نام
اور تہا ایک ایسا ہیچمدان — نہین پہچانتا تہا سود و زیان
فکر دنیا سے کچہہ نہ تہا اوسی کام — لوگ خورم دل اسکا کہتے تہی نام
مل کے دونون چلے تجارت پر — عقل اور جہل کے اشارت پر
منزلین قطع کرتے جاتے تہے — دم محبت کا بہرتے جاتے تہے
ملا ناگاہ راہ کے اندر — دونون کو ایک بدرۂ پر زر
اونہون نے اوسکو مغتنم جانا — ملتوی رکہا آگے کو جانا
کہا اس تیز ہوش نے اے یار — سود دنیا تو ہے ابہی بسیار
لیکن اب چاہیے کہ قانع ہون — بیش خواہی سی خود کو مانع ہون
کیون سفر کی زیادہ آفت پائین — بال بچون مین چلکے راحت پائین
بہر زر کب تلک کرے گا سفر — غم بڑہائے گا زر بڑہے گا اگر
جام چشم حریص ہووی نہ پر — بے قناعت صدف مین ہو نہ ہی در
بیٹھی یہ بات اسکے بہی دلمین — لوٹ کر پہونچے ایک منزل مین
بولا غافل کہ آتو اب یہ زر — دونون اسمین بانٹ لین ملکر

رہے بے برسے کوہ پر نہ سحاب　　گو تاثر نہ سنگ میں کرے آب

دیا سنکر کلیلہ نے یہ جواب　　میں نہیں بند کرتا پند کا باب

لیکن اسواسطے ہے دلکو ہراس　　مکر پر تیرے کام کی ہی اساس

اور خودرائی سے ہے کار تجھے　　اور خودکامی سے نہ عار تجھے

اچھی ہوتی نہیں وہ استعداد　　رہتی ہے جسکے ساتھہ استبداد

آخرش کھائے گا پشیمانی　　نہ پشیمانی کام ہے آنی

دست افسوس سے چبائے گا　　نار حسرت سے دل جلائے گا

لیک کچھ فائدہ نہ پائے گا　　مرغ رفتہ نہ ہاتھہ آئے گا

آخر اس کام کا نہیں ہے بھلا　　جسکے مکر و فریب پر ہے بنا

جیسا یارے شریک دانا پہ　　پڑا تھا اتفاق یہ آکر ہا

کہ عیاں اس سی مکر و حیلہ ہوا　　اسی کے مرنے کا وسیلہ ہوا

اور جو تھا شریک غافل کا　　ہوا مطلب سی راستی سی دوچار

پوچھا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان　　کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲۶

کہتے ہیں دو شریک تھے عاقل　　ایک تھا اور دوسرا غافل

جہد و کوشش سے کسکو ہی یہ امید
کہ کلاغ سیہ ہو باز سفید

اوسنے دیکھا کہ بات سنتی نہین
گیا نزدیک اُترکے انکی وہین

تا کہ اچھی طرح سنائے پند
اوسنے کار عبث کرائے بند

بندرون نے اسے کیا محصور
اور کیا اوسکے جسم سے سر دور

میرا بھی تیرے ساتھہ ہی یہی حال
گرچہ کرتا ہون اپنی دلمین خیال

اپنی اوقات کرتا ہون ضائع
کہکے سو بات کرتا ہون ضائع

تیرے دل پر نہین کرینگے اثر
میرے حق مین کبھی کرینگے ضرر

نہین سنتا جو پند کہتا ہے
تو عبث کیون گزند سہتا ہے

کہا چڑہ مرکب سعادت پر
پہونچے تا منزل ارادت پر

نہین سنتا ہے جاتا ہی اسی راہ
جانے دے آپ تھک کی ہوگا تباہ

دمنہ بولا کہ اے سترگ زمان
سنتا ہو نہین کہ کل بزرگ زمان

خوردون کی ساتھہ موعظت مین مدام
نہین کرتے ہین ترک کوئی کلام

چاہیے اہل فضل کو دائم
رکھی شرط مناصحت قائم

کہے اندرز و پند جو جانے
گو کوئی مانے یا نہین مانے

پند اپنا کسی سے تو نہ چھپا
گو ہوئی مین مستمع سے خطا

چاہتے تھے یہ باغ کے مرغان　　سیخ پر ہوتی آگ سے بریان

اپنا سر دہی سے دیکھکر نہ بناہ　　سارے بیچارہ ڈہونڈتی تھی پناہ

ہر کسیکو تھا اپنا اپنا خیال　　ہر طرف کو دوادوش تھی کمال

ناگہان دیکھی راہ کے اندر　　ایک نے اوفتادہ وانو رہا

اس گمان سے کہ یہ گمان ہے نار　　لائے چن چن کے لکڑیان بسیار

رکھکے گرد اسکے پہونکتے تھے مگر　　اس سے ہوتا نہ تھا کچھہ انکین اثر

ایک مرغ ایک پیڑ پر تھا وہین　　انکو کہتا تھا ہے یہ آگ نہین

نہوئے اوسکی بات پر مائل　　اور نہ چھوڑا وہ کار بے حاصل

اسمین ایک اور مرغ نے آکر　　کہی یہ بات اسکو سمجھا کر

کہ عبث اتنی جد و جہد نکر　　تیرے کہنے کا انہین ہے نہ اثر

نہین مانینگے تیرے کہنے سے　　باز آ ایسے رنج سہنے سے

ابتدا سے جو رکھتے ہین ادبار　　دیکھتے ہین نہ مقبلی زنہار

جو نصیحت انہین سکھاتی ہین　　تیغ پتھر پر آزماتے ہین وہ

کار تریاک زہر سے کیا آئے　　اثر مہر قہر سے کیا آئے وہ

بد نہاد اصل مین ہے جو کوئی　　رکھہ نہ اوس سے امید نیکوئی

مجھکو ہے تیرے ساتھہ شفقت تام | اس لیے تجھسے کہتا ہون یہ کلام
لیک ظاہر ہے میری مشعل پند | کیا سیہ بخت کو ہو فائدہ مند
تیرے دلسے حسد کی ظلمت جہل | ہے مٹانا نہ نور پند سے سہل
آب زمزم سے بھی نہو اجلی | ہو سیہ جسکے بخت کی کملی
حال میرا ہے تیرے ساتھہ ایسے | ایک مرغ ایک مرغ سے جیسے
کہتا تھا رنج بیہودہ مت سہہ | اور سخن اپنا ایسون سے مت کہہ
جو نہین دلسے سننے پر مائل | کیا نتیجہ ہوا اوسے حاصل
پوچھا دمنہ نے کسطرح ہے یہ حال | کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ حال

حکایت ۲۵

کہتے ہین ایک کوہ کے اندر | رکھتے تھے اپنا ماوا کچھہ بندر
اور گذرانتے تھے اپنا زمان | کھاکے تازہ گیاہ و میوہ وہان
ناگہان آئی ایک شب دیجور | سیہ کارون کے قلب سی بےنور
بہاگا پہلے سے لشکر گرما | زور لایا یہ لشکر سرما
صرصر زمہریر کے مارے | اپنے تن سے ٹھٹھر گئے سارے
چاہتا تھا غضنفر گردون | کہ کرے پوست جسم پر وارون

تیری خواہش یہ ہے کہ جاوین تمام | اور تو ہی رہے مدار مہام

تجھی پر شاہ اعتبار کرے | اور تجھسے صلاح کار کرے

ایسی خواہش ہے محض نادانی | اور بے فہمی کی فراوانی

کہ نہین رہتے ہین مقید شاہ | نہ کسی پر کسی طرح ہرگاہ

درجہ ہے بادشاہی کا ایسا | رتبۂ حسن دلربا جیسا

ہووے دلبر زیادہ تر نازان | ہووین جتنے زیادہ تر خواہان

ایسے ہی بادشاہ بھی چاکر | اپنی خدمت مین کثرتاً پاکر

دوسرے چاکرونکا ہے خواہان | ایسا ہے بادشاہونکو شایان

اس لیے یہ جو تیری چاہت ہے | مظہر غایت بلاہت ہے

کہہ گئے ہین جو تھے دقائق سنج | کہ حماقت کی ہین علامت پنج

پہلے ہے اپنی منفعت پہ نظر | دوسرونکو اگرچہ پہونچے ضرر

دوسرے بے عبادت قادر | رکھے امید نیکیِ آخر

تیسرے عورتوں سے کرنا پیار | کرکے تندی وسختی کا اظہار

چوتھے لے احتمال رنج ومحن | کسی سے سیکھنا دقائق فن

پانچوین بے وفا و بے یاری | چاہنی لوگون سے وفاداری

ایک ہے علم بے عمل ظاہر
دوسرا زر نہ خیر کی خاطر

تیسرے اوس بشر کی یاری جو
خوبی تجربہ سے عاری ہو

چوتھی شے جو ہے منفعت سے دور
بردباری ہے مصلحت سے دور

پانچوین صدقہ ہے بلا نیت
اور چھٹے زندگی ہے بے صحت

گرچہ ہو شہ بذات خود عادل
رنج و آزار پر نہو مائل

اور ہو اسکا وزیر بدنیت
محض ناپاک اور بدطینت

فائدہ اسکے عدل و رافت کا
روکے ایسا وسیلہ آفت کا

کرکے خوف تعرض بدخواہ
کوئی جا یا نہ جا سکے پیش شاہ

جس طرح آب صاف شیرین ہو
اور اوسمین نہنگ پر کین ہو

کوئی کتنا ہی پیاسا ہووے مگر
وہان جانے سے دلمین لائے خطر

تا لب آب آیا تشنہ وہان
فائدہ کیا نہ پینے کی ہے توان

کہا دمنہ نے اے نکوکردار
مجھے اس کار سے نہ تہا کچھہ کار

بجز اسکے کہ پہر بہی غرض قبول
خدمت بادشاہ مین ہو حصول

کہا اوسنے کہ اچھے خدمت گار
کافی و نیک نیت و ہشیار

جسقدر مل سکین غنیمت ہین
بارگاہ ملک کے زینت ہین

وہ جو بدخواہ یا ہے بدکردار — نہ سعادت کا پاتا ہے دیدار
جو مضرت کی بوتا ہے اشجار — نہین پاتا ہے منفعت کی بار
کہا دمنہ نے سنکر اسکو واہ — مین ہون شہ کا وزیر نیکوخواہ
اسکے گلزار حال مین دائم — شجر پند کرتا ہون قائم
کہا اوسنے کہ اُکھڑے ایسا شجر — جسکا یہ پہل ہو آتا ہے جو نظر
اور جس پند کا ہو یہ حاصل — نہین گفت وشنود کے قابل
اس ترے قول سے ہی کیا حاصل — آپ جسپر نہین ہے تو عامل
علم جو بے عمل سراسر ہے — بے عسل موم کے برابر ہے
اور گفتار جو ہے بے کردار — ایک شجر ہے بغیر برگ و بار
کون اس سے طعام پاتا ہے — یہ جلانے کے کام آتا ہے
علم جسمین نہین عمل کا نشان — کالبد ہے مگر نرکھتا ہے جان
ہے شجر علم اور عمل ہے ثمر — ہین ثمر کے لیے لگاتے شجر
بے ثمر شاخ سے ہے کیا حاصل — وہ فقط ہے جلانے کی قابل
اگلے داناؤن نے کیا ہے رقم — صفحۂ وقت پر بکلک کرم
کہ یہ چھہ شئے بغیر فائدہ ہین — اس لیے جس جگہہ ہین زائدہ ہین

ایسی خصلت منافقون کی ہے — ممسک و ناموافقون کی ہے

دوسرے وہ جو کرتے ہین الا — نہین لاتے زبان پہ اصلا

آدمیت کی یہ علامت ہے — آدمی ہے جو ایسے عادت ہے

تیسرے وہ جو کہکے کرتے ہین — دوسرے قسم سے اترتے ہین

اہل دنیا کی ایسی عادت ہے — وہ جو رکہتا ہے باسعادت ہے

چوتھے وہ جو نہ منہ سے کہتے ہین — اور نہ کرتے ہین یونہین رہتے ہین

ایسی عادت ہی پست ہمت کی — نہین مٹتی ہے پستی قسمت کی

تو ہے اونمین جو کہکے کرتے نہین — صدق سے دور رہکے ڈرتے نہین

زیور فعل سے کلام کہین — کرتے آراستہ مدام نہین

خالی پایا ہے مین نے تیرا کلام — زینت جوہر ہنر سے تمام

شیر تیرے کلام مین آکر — پڑا ہے ایسے کام مین جاکر

ہوا ایسا کہ اسپر آفت آئے — اور اس ملک پر مخافت لائے

ہو رعایا مین شور شر برپا — ہو عیان آفت و خطر ہر جا

ہووے نقصان مال و جان ظاہر — اور تیرے لیے زیان آخر

کہ مبادا یہ سارا انکا نکال — تیری گردن پہ لائے اپنا وبال

کرون تھوڑی سی تیرے آگے بیان ‏ ‏ اور کچھہ قول و فعل تیرے عیان

گرچہ دریا سے ہووےگا قطرہ ‏ ‏ اور ہووے گا کوہ سے ذرہ

تاکہ تو جانے کیا کیا تونے ‏ ‏ کی دغا اور کی خطا تونے

ہے کسی مین ترا شمار نہین ‏ ‏ تیری ہستی پر اعتبار نہین

کہا دمنہ نے اسکو اے بہائی ‏ ‏ عمر تمیز جب سے ہے پائی

مین نہین جانتا ہون مین کبہی ‏ ‏ کیا ہے کام یا ہے بات کہی

کہ نہین کرنا اسکا واجب تہا ‏ ‏ یا اوسے کہنا نامناسب تہا

پر اگر کوئی عیب مجہہ مین عیان ‏ ‏ تونے دیکہا ہے رکہہ نہ اسکو نہان

کہا اوسکو کلیلہ نے کاے یار ‏ ‏ ظاہرا تجہہ مین عیب ہین بسیار

ایک یہ ہے کہ عیب سی ہے بہرا ‏ ‏ پر نہ آگاہ عیب سے ہے ذرا

دوسرا یہ کہ تیرا قول سدا ‏ ‏ ہے ترے فعل سے خلاف و سوا

اور کہتے ہین بادشہ کو ہین ‏ ‏ اس سے بڑہکر کوئی خطر ہی نہین

کہ ہوا اوسکی وزیر کی گفتار ‏ ‏ ناموافق بہ نسبت کردار

اور ہین چار قسم اہل جہان ‏ ‏ باعث قول و فعل خویش عیان

ایک جو کہتے ہین نہ کرتے ہین ‏ ‏ اپنی بدنامی سے نہ ڈرتے ہین

اور معمار راے سے کیا کام | لیا ہے جو رہا ہے بے آرام
جس لیے تونے اتنی سختی کی | چھوڑکر راہ نیک بختی کی
تو نہین جانتا کہ راے درست | ہے شجاعت سے مرتبہ مین نخست
کیونکہ تدبیر نیک وراے رزین | جرات و مردی سے ہے بڑہکر کہین
کام وہ عقل سے بر آتا ہے | جو نہین فوج سے سر آتا ہے
پر نہین میری دلکو استعجاب | مجھے معلوم تہا ترا اعجاب
تو ہے مغرور عقل و راے خویش | روبرو تیرے کس کی جاے ہے پیش
اور دنیا کی جاہ پر مفتون | جس طرح حسن لیلے پر مجنون
جاہ دنیا سراب سا ہی فقط | اعتبار اوسمین آب سا ہی غلط
لیکن اتبک نہین کیا ظاہر | کہ مگر تو ہوا آپ سے باہر
ہو وہی بیداری خواب نخوت سے | ہوشیاری شراب غفلت سے
پر رکھا حد سے اب قدم باہر | اب غرور سے ہوا نہ کم باہر
دمبدم جاتا ہے ضلالت مین | ہوش کم آتا ہے ضلالت مین
وقت ہے اب جو تیری نادانی | جو نہین اب تلک تری جانی
اور دلیری و تیرگی تیری | بے تمیزی و خیرگی تیری

تیسرا یہ کہ بے ظہور خطا
چاہتا ہے تو شنزبہ کی سزا

ہوا ہے اوسکے خون کا خواہان
اور ہے انتقام سے نادان

چوتھا یہ ہے کہ خون اسکا مدام
تیری گردن پہ ہوگا تا بقیام

کیونکہ وہ بے گناہ تیرے سبب
مارا جاویگا تھوڑی دیر مین اب

پانچوان یہ کہ سارے خورد و کلان
نہ رکھین گے ملک مین نیک گمان

سمجھین گے اپنے گھر کو جای محن
کرین گے خوف سے جلای وطن

چھٹا یہ ہے سر سپاہ سباع
جو بہر حال ہے پناہ سباع

کر دیا تونے عرصہ تاراج
دوسرے کی کہین نہون محتاج

ساتوان یہ کہ اپنی لاچاری
تونے ظاہر کی ضعف سی ساری

اور وہ دعوے بھی کیا تہ تمام
کہ کرونگا ملاطفت سے یہ کام

اوس سے نادان کوئی زیادہ نہین
سوتے فتنہ کو جو جگاکے کہین

اور ہو ممکن ملایمت سی جو کام
چاہے سختی سے کرنا اسکو تمام

دمنہ بولا نہین سنا ہے مگر
ایسا بھی کہہ گئے ہین بعضے بشر

ہو سکے عقل سے نہ کار جہان
بنے دیوانہ ہوشیار و ہان

کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار
کیا ہے تونے عقل سی کیا کار

دونون جانب سی دیکھی ایسی نشان
کیے تھے بیحیا نے جیسے بیان

کیا دونون نے جنگ کا آغاز
ہوا جوش خروش کا در باز

دیکھکر انکا یک دگر یہ نزاع
منتشر ہو گئی وحوش و سباع

کوہ کو بھاگے بعضے وحشتناک
بعضے مخفی ہوئے تہ خاشاک

دیکھکر یہ کلیلہ نے آخر
کیا دمنہ سے اسطرح ظاہر

آتش فتنہ کی فریب سی تیز
اور کی تونے درمیان سے گریز

بارش سا اٹھا سکے نہ بٹھا
جو اٹھائی ہے تونے گرد بلا

اے خرد سے تہی نظر فرما
اپنے اس کام سے مگر شرما

کوئی کرتا ہے اسطرح کا کام
جسکا ہے سر بسر برا انجام

کہا دمنہ نے اے نکو فرجام
کیا برا تونے سمجھا ہی انجام

کہا وسنے کہ ہفت گونہ ضرر
تیرے اس کام مین ہین آتے نظر

پہلا ازنمین یہ ہے بغیر سبب
دیئے مالک کو اپنے رنج و تعب

پیش لایا یہ محنت جان کاہ
یہ عنا و مشقت جان کاہ

دوسرا یہ کہ اپنے مالک کو
راہ صدق و وفا کی سالک کو

کیا بدعہد و بے وفا موسوم
بہر اخذ منافع موہوم

فضل سے اوسکے ایسا مشکل کام
ایسی آسانی سے ہوا انجام

یہ تھا مسرور اس بیان سے یہان
پر مکافات کے زبان سنے زمان

گوش دانا مین کرتا تھا تکرار
دمبدم یہ کلام عبرت آر

خوش ہے تو پاکے زلف یار اگر
خوش رکھے تجکو روزگار اگر

پس گئے دونون مل کے سوے شیر
گاؤ بھی آیا روبروے شیر

گاؤ پر شیر کی پڑی جو نظر
دُم و منہ نے کم کیا نہ اثر

ہوے مشتعل سے غصہ سے مردم
لگا پھٹکارنے زمین پہ دُم

اور غرانے پیسکر دندان
روز دیکھا جو قہر کا چندان

گاؤ سمجھا کہ ہے مرا آہنگ
بگڑا ہے بگمان کچھ اسکا ڈھنگ

خدمت شہ نہین ہے کم مایہ
مار اور شیر کا ہے ہمسایہ

جو کوئی انکے پاس رہتا ہے
نہ کبھی بے ہراس رہتا ہے

کہ اگرچہ وہ ایک خفتہ ہے
اور یہ دوسرا نہفتہ ہے

پر کسی دن وہ سر اٹھاتا ہے
پھاڑ کر منہ یہ کھانے آتا ہے

خدمت بادشہ نکر زنہار
ہوگے سنگ و سبو سے آخر کار

اسی اندیشہ مین تھا افتادہ
جنگ کے واسطے تھا آمادہ

شنزبہ نے کہا کہ مین ہر راہ
نہین لڑنے کا پیشتر ہر گاہ

تا نہ ناشکرونمین گنا جاؤن
اور نہ دنیا مین نام بد پاؤن

لیک وہ ہوگا میرا عازم جب
سمجھونگا حفظ نفس لازم تب

بولا دمنہ کہ تو جو جاے وہان
اور غضبناک اسکو پاے وہان

اپنے خود کو نہ روک سکتا ہو
سیدھا ہو ہوکے دم پٹکتا ہو

شعلۂ خشم چشم سے روشن
ایسا ہو جیسا دیدۂ دشمن

جان رکھتا ہے تیرا قصد ہلاک
چاہتا ہے بنایا اپنی خوراک

شنزبہ نے کہا جو یہ آثار
پائین اس سے ظہور کے انوار

دور ہو بیگمان حجاب گمان
چشم دلکو رخ یقین ہو عیان

اسکا مکر و فریب ہو ظاہر
اور ظاہر ارادۂ خاطر

دمنہ خوش خوش ہوا و ہانسے وان
گیا پیش کلیلہ خندان زنان

بیخبر د غم سے اورونکی خورم
آخر کار ہوتا ہے پر غم

پوچھا اوسکو کلیلہ نے اے یار
کیا ہوا پہونچا کس جگہہ پر کار

کہا دمنہ نے اے نکو اندیش
کرتا ہون شکر بخت وقت خویش

حمد پروردگار بے پرواہ
ہوئی حاصل فراغت دلخواہ

اوس سے کل مرغ تقویت پاکر | پہونچے دریاے ہند پر جاکر

کم نہین تہا یہ لشکر طائر | تہے محاسب حساب مین قاصر

کیا قیاس انکا کرتے اہل قیاس | اسکی عظمت سے پاتے دلمین ہراس

سب کے سب تہے دلاور و خونخوار | سب کے سب تہے بہادر و جرار

خود و جوشن تہی اونکے بال و پر | چونچ اور پنجہ نیزہ و خنجر

ہوئی مخبر صبا جو ہے ہر آن | موج دریا کی سلسلہ جنبان

ہوا اسنکر وکیل یم مجبور | پایا خود کو نہ اوسکا ہم مقدور

آیا پیش عجز و انکسار کے ساتہ | نہ کیے اسنے کارزار کے ہاتہ

بچہ طیطو کر دیے واپس | اپنی کوشش سے کرلیے وہ اوس

اس مثل سے یہی غرض ہے یہان | کہ اگرچہ نہ خصم مین ہو توان

کیسا ہی ہو حقیر و زار مگر | تو اسے ایسا اعتبار نہ کر

کہ کرے جیسا خورد سوزن کار | نکرے نیزہ طول قد زنہار

گرچہ ہوتی ہے چہوٹی سے اخگر | کرتی ہے کل جلا کے خاکستر

اور کہتے ہین آزمودہ کار | ایک دشمن سے کم ہین یار ہزار

تہوڑے ہین دوستی کو صدہا تن | دشمنی کو بہت ہے ایک دشمن

[illegible] جو دل بردا — سہو ہجر انکا انکی دل پہ بار
[illegible] جاؤن اپنے گھر — نار غم سے جلاؤن اپنے پر
[illegible] تھا درد والم — یا کرون جست وجوے راہ عدم
[illegible] خستہ حال ہوئے — درد و غم سے شکستہ بال ہوئے
[illegible] کے اور پر مارے — آگے سیمرغ کے گئے سارے
[illegible] ظاہر کیا جو تہا احوال — اور کہا کاے شہ بلند اقبال
[illegible]وے گا ہماری غمخواری — تو رہیگی یہ تیری سرداری
[illegible]عیت کو دے جو امن و امان — ہے وہی اونکا بادشاہ زمان
[illegible]ور جو رکھتا نہین ہمارا خیال — دور کرتا نہین ہمارا ملال
نہین زیبا ہماری سلطانی — اور لے گا ہماری سلطانی
جو ہین کمزور اونکی یاری کر — بھول مت اپنی زور داری پر
اوسنے کی اون سبونکی دلداری — اور ہمراہ لی سپہ بہاری
چلا رفع فساد کی خاطر — یعنے طیطوی کی داد کی خاطر
بادشاہی کے ہین یہ ہی معنی — جان پناہی کے ہین یہ ہی معنی
جب رعیت کی یہ رعایت ہو — کب خدا سے نہین حمایت ہو

اوس سے کل مرغ تقویت پا کر — پہونچے دریاے ہند پر جا کر

کم نہین تھا یہ لشکر طائر — تھے محاسب حساب مین قاصر

کیا قیاس انکا کرتے اہل قیاس — اسکی عظمت سے ہی پاتے دلمین ہراس

سب کے سب تھے دلاور و خونخوار — سب کے سب تھے بہادر و جرار

خود و جوشن تھے اونکے بال و پر — چونچ اور پنجہ نیزہ و خنجر

ہوئی مخبر صبا جو ہے ہر آن — موج دریا کی سلسلہ جنبان

ہوا اسنکر وکیل یم مجبور — پایا خود کو نہ اوسکا ہم مقدور

آیا پیش عجز و انکسار کے ساتھ — نہ کیے اسنے کارزار کے ہاتھ

بچے طیطو کے کر دیے واپس — اپنی کوشش سے کر لیے واپس

اس مثل سے یہی غرض ہے بیان — کہ اگرچہ نہ خصم مین ہو توان

کیسا ہی ہو حقیر و زار مگر — تو اسے ایسا اعتبار نہ کر

کہ کرے جیسا خورد سوزن کار — نکرے نیزہ طول قد زنہار

گرچہ ہوتی ہے چھوٹی سے اخگر — کرتی ہے کل جلا کے خاکستر

اور کہتے ہین آزمودہ کار — ایک دشمن سے کم ہین یار ہزار

تھوڑے ہین دوستی کو صد ہا تن — دشمنی کو بہت ہے ایک دشمن

بخت اوسکا تہا باری اوس سی پہرا | لب جو کہولے تو آکے نیچے گرا
تب بطون نے کہا نہین مانا | ہے رسولون کا کام پہونچانا
کام ہے دوستونکا سمجہانا | نیک بختونکا دہیان مین لانا
نیک اندیش پند دیتے ہین | دوست خویش پند لیتے ہین
گرچہ ہے میرا پند نیک مگر | تو ہے بدبخت اس سے ہے نہ اثر
اس مثل سے یہ فائدہ ہے عیان | دیتے ہین پند دوستدار جہان
جو نہین سنتا ہے بگوش خیال | چاہتا ہے وہ آپ اپنا زوال
جا ہکر چاہتا ہے بند بلا | کب سمجہتا ہے پہر پسند بلا
جو نصیحت نہ لاے خاطر مین | سو پشیمانی کہائے آخر مین
طیطوے نر نے تب کہا جو بیان | کیا تونے ہوا الجو بی عیان
لیک مت ڈر رکہہ اپنی جاکو نگاہ | دل قوی رکہہ سمجہہ خدا کو پناہ
وہ جو ڈرتے ہین کام پاتے نہین | بزدلہ بہی ہین نام پاتے کہین
اصل یہ بات ہے وکیل یم | نہ کریگا مری رعایت کم
نر نے اصرار جب کیا ایسے | وہین پر مادہ نے رکہے بیضے
بچے جب بیضون سے ہوئی باہر | لے گیا بحر موج مین آکر بہا

پہ تجھے چاہیے جواب نہ دے — اُنکے کہنے کا کچھ حساب نہ لے

کشف بولا کہ مین ہون فرمانبر — رہونگا مین تمہارے فرمانبر

رکھونگا مُہر خاموشی لب پر — نکرونگا نظر بہی ان سب پر

گیا یونان مین ایک پیر کی پاس — پوچھا کا اے عقلمند تیز قیاس

آدمی کے لیے ہے کیا بہتر — بولا خاموشی ہے سدا بہتر

وہ بطین لائین جا کے ایک لکڑی — درمیان اسنے دانتونسے پکڑی

دونون جانب پکڑ کے مستحکم — اسکو اوپر اٹھا کے وہ جسدم

چلین اُڑتی ہوئی ہوا مین اودھر — ہوا ایک گاؤن پر انہونکا گذر

گانون کے آدمی ہوئے حیران — دیکھکر انکا اسطرح طیران

دائین بائین سے سب ہوئی حاضر — ہوے حال عجیب کے ناظر

کہتے تھے دیکھو یہ بطین کیونکر — جاتی ہین سنگ پشت کو لیکر

ایسا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حال — تھا تعجب انہین بحد کمال

جسقدر اُنکا تھا زیادہ زور — کرتے تھے جا بجا زیادہ شور

کشف کچھ دیر تو رہا خاموش — عاقبت دیگ شرم لائی جوش

بولا مجھکو کوئی نہ دیکھ سکے — کور ہو جو کوئی نہ دیکھ سکے

تم ہی سوچو تمہارا ذہن وذکا　　چارہ سازی مین ہر طرح ہی رسا

ہون خیالِ فراق سے مضطر　　ہجر کے درد شاق سے مضطر

پھر ہمہ کار چاہیے دل چست　　ہو دل سست سی نہ رای درست

تب بطون نے کہا کہ سن اے یار　　اسی عرصہ مین تجھسے کتنی بار

دیکھی ہے خفت وسبک سنگی　　پر نہ کچھہ پختگی و یک رنگی

کیا عجب کہنے پر کرے نہ عمل　　اور عائد ہو اس سے کوئی خلل

کہا اوسنے کہ یہ کلام ہے کیا　　بر خلافی سے مجکو کام ہے کیا

خاصتہً جب کہو کچھہ ایسا کلام　　جو ہو میرے لیے مفید تمام

نہین نادان کہ انحراف کرون　　اپنے حق مین کبھی خلاف کرون

یا جو اپنے لیے کرون اقرار　　اسکے ایفا مین ہو خطا زنہار

عہد کرتا ہون عہد سے نہ پھرون　　اسکے ایفا کے عہد سے نہ پھرون

بولین یہ شرط ہے کہ ہم جب ان　　تجھے لیکر ہوا پہ ہون پران

بات کوئی نہ بولیو زنہار　　بلکہ منہ بھی نہ کھولیو زنہار

گرچہ دیکھین گے جو خواص وعوام　　کہین گے ہنسکے واہیات کلام

طعنہ وتشنیع واشارت سے　　گہ کنایت سی گہ حقارت سے

ہے معیشت مری نہین ممکن | نہ ملے آب اگر مجھے ایک دن
مقتضا ہے یہ اگلی الفت کا | فکر و طعمہ مار کلفت کا
مجھے بھی لیچلو رفاقت مین | چھوڑ مت جاؤ ایسی حالت مین
قصد جانے کا جو کیا ایجان | بعد جان خاک ہے تن بیجان
تب بطون نے کہا اسے اے یار | اے رفیق یگانہ و غمخوار
رنج ہجر وطن نہین اتنا | تیرا رنج فراق ہے جتنا
ہر زمان دل کو رنج دوری ہے | رنج دوری سے کب صبوری ہے
جس جگہہ ہم یہان سے جائینگے | شاید آرام و عیش پائینگے
پر تری یاد آئیگی جبدم | زور یہ لائیگی سپاہ غم
چشمۂ عیش ہوویگا تیرہ | دیدۂ بخت ہووے گا خیرہ
ہمکو تیری مصاحبت کی سوا | اور تیری موافقت کے سوا
نہ تمنا نہ آرزو ہے ذرا | منتظر دل نہ چار سو ہے ذرا
پر ہمین سیر ارض ہے مشکل | خاصتہ جب ہو دور کی منزل
اور ہے سیر ہوا تجھے دشوار | کس طرح ساتھ ہو سکو اے یار
کشف بولا کہ اسکا بھی چارہ | کیا کرے میری رائے ناکارہ

که یه کیا بات تم سناتے ہو — کس لیے مجکو چھوڑے جاتے ہو
بے تمہارے رہونگا مین کیونکر — ہجر کے غم سہونگا مین کیونکر
بے تمہارے یہ زندگی ہی حرام — تم نہین پہر ہے زندگی سے نہ کام
بے تمہارے یہ زندگی کیا ہے — مرگ ہے نام زندگی کا ہے
جب نہین ہے وداع کی طاقت — کب سہونگا فراق کی آفت
نہوا ہے ابہی وہ سرو روان — میری چشمو نسے دور اور نہان
تو بہی دوری کے دہیانسے ہر آن — رہتا ہون بید کی طرح لرزان
دیا سنکر بطون نے اسکو جواب — ہمکو بہی ہے نہ درد ہجر کی تاب
خار خار مفارقت سے جگر — ریش ہے بلکہ ریش سے ہے بتر
شعلہ ہجر دلمین جلتا ہے — لخت دل چشمو نسے ابلتا ہے
لیک کیا کیجیے کمی آب — دمبدم ڈرسے کرتی ہی بیتاب
کیا عجب ہی ہماری خاک بقا — ہو وے کچھ دن مین نذر باد فنا
اس لیے ترک کرکے اپنا وطن — چاہتے ہین سہا سفر کے محن
کون چھوڑے خوشی سے کوئی یار — کون ہو وے بہشت سے بیزار
کشف بولا نہین ہے تمسے نہان — مجھے بے آبی سے سوا ہے زیان

ناخن غم سے چہیلا چہرۂ حال
پارے دلمین چہپا یا خار ملال

کیا درد مفارقت پیدا
کیا رنج مہاجرت پیدا

کون سا مال اس جہان مین ہے
نہ یہ غارت زمان مین ہے

خوش ہے ہمی جام وصل یار سے جو
پیچہے سے ہجر کا خمار نہو

لقمہ اس خوان پر آکے کہاتا ہے جو
سنگ دندان کے نیچے پاتا ہے سو

آگیا اوسمین توڑا پانی کا
جو وسیلہ تہا زندگانی کا

کہ وہی تہا انہونکی وجہ معاش
خوش گذرتی تہی تہی فکر تلاش

بطون نے دیکہی جو یہ صورت حال
کیا ترک وطن کا دل مین خیال

ہے سفر اوسکے واسطے خورم
جو رہے گہر مین فکر سے پر غم

گرچہ اچہا نہین ہے رنج سفر
اچہا ہے رنج ہے وطن مین اگر

دونون آخر کو بادل پرغم
اور باہر دو دیدۂ پرنم

آگے اس سنگ پشت کی آئین
لفظ رخصت زبان پر لائین

کہ ہو چشم بد زمان بے نور
آج کرتی ہے ہمکو تجہسے دور

کیا کہین جو دیے ہین اوسنے ستم
کیا کہین جو دیے ہین اوسنے الم

ہو اور دو فراق سے نالان
دست افسوس یکدگر مالان

نہین حاصل ہے تجکو اتنی مجال — چاہے جو اوسکے ساتھہ جنگ و جدل
وہ جو کنجشنگ ہوکے بازی کرے — بہر تاراجی ترک و تازی کرے
اس تصور سے تو کنارہ کرے — مامن بچینہ آشکارہ کرے
مان میری نصیحت نیکو — تا نہو رنج پیچہے سے جی کو
جو نہین سنتا پند نیک سگال — عاقبت اوسکا ہوتا ہی وہی حال
جب ہوا ایک کشف کا یکبارے — نرکہا جنسے یا دیند یارے
پوچہا نر نے کہ کیسے ہے یہ بات — کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بات

حکایت ۳۴

کہتے ہین ایک تہا کہین تالاب — مثل آئینہ صاف جسکا آب
تہا صفائی مین ایسا صاف ضمیر — ہوتا تہا ہر کسی کا عکس پذیر
تہا عذوبت مین مثل آب نبات — گویا نہر بہشت و عین حیات
دو بطا اور ایک سنگ پشت وہان — اسمین رکہتے تہے اپنا اپنا مکان
ہمجواری سے دوستدار ہوئے — دوستداری سے غمگسار ہوئے
عمر ہے خوش جو گذرے یاروں مین — دم ہے غمکش جو گذرے یاروں بن
گردش روزگار نے ناگاہ — حادثہ سے کیا انہین آگاہ

بیضہ رکھنے کے واسطے وہ مکان
چاہیے کچھ نہووے خوف جہان

کہا نر نے یہی ہے جائے خوش
ہر طرح پر فرح فراغکش

اس نے مان اس مکان سی جا نہین کہان
چاہیے تو یہان ہو بیضہ نہان

کہا مادہ نے اسجگہہ ہے خطر
چاہیے کرنا اس جگہہ سے حذر

کہ جو دریا کی لہر آویگی
اپنے بچون پہ قہر لاویگی

مفت جاویگی محنت ایام
رنج لاویگی محنت ایام

اوسکی تدبیر کیا ہے نر نے کہا
چاہیے تجکو اسقدر نہ ڈرا

ہین نہین سوچتا وکیل یم
میری جانب سے ایسا ہو بیم

کہ کرے اپنے دلمین یہ جرأت
کہ کرے کچھ ارادہ حرمت

اور اگر ایسا زور پر آوے
میرے بچون کو غرق کر جاوے

اوس سے لے سکتا ہون نہین اپنی داد
ایسی جو کچھ دونون تلک کری یاد

چرخ الٹاؤن جو خلاف چلے
کیا ڈرون اوس سی گو خلاف چلے

کہا مادہ نے اپنی حد سے سوا
تجکو جانا کبھی نہین ہے سزا

پیش دانا وہ مرد دانا ہے
جو کہے جسقدر توانا ہے

بدلا لے گا وکیل دریا سے
پاویگا زور اتنا کس جا سے

لطف سے جب مراد بر آئے — کس لیے دل کو قہر پر لائے
اور کم رو خصم کو زنہار — نہ کبھی جانیے ضعیف و خوار
کہ اگر زور سے نپائے دست — مکر و تزویر سے کرائے پست
کیونکہ تزویر سے جو آگ جلائین — اب تدبیر سے بجھانے نپائین
ہے نہین زور شیر تجھ سے چھپا — زور و قوت ہے اسمین تجھسی سوا
اس لیے اوسکی دشمنی سی ڈر — فکر خود شیر افگنی سے کر
وہ جو دشمن کو خوار جانتا ہے — اور ہیچ اوسکا کار مانتا ہے
آخرش کھاتا ہے پشیمانی — سہکے سو طرح کی پریشانی
ایک طیطو سے جون وکیل یم — نہین نادم ہوا تھا دل مین کم
پوچھا اوسنے کہ کسطرح ہی یہ حال — بولا دمنہ کہ اسطرح ہے یہ حال

حکایت ۲۳

کہتے ہین ہند مین لب دریا — رہتی ہے ایک قسم کی چڑیا
ہند کے رہنے والے خاص و عام — کہا کرتے ہین اوسکا طیطو نام
لب دریا قریب آب کہین — انکا ایک جفت تھا مقام گزین
وقت بیضہ قریب آیا جب — کہا مادہ نے اپنے نر سے تب

جیسے دنیا مین ہوتے ہین بدنام — ویسے عقبے مین ہوتی ہین بدکام

تو بھی ہے حفظ مال وجان زیبا — کہ کہین ہے لکھا ہوا دیکھا

جو مرے جان ومال کی خاطر — سو ہے داخل شہید ونمین اے حر

ہے اگر میری موت شیر کے ہاتھہ — مرنا بہتر ہے نام وننگ کے ساتھہ

نیکنامی سے مرنا ہے بہتر — نام دنیا مین کرنا ہے بہتر

زندگی نام جاودانی ہے — مرگ انجام زندگانی ہے

کہا دمنہ نے مرد دانشور — ہووے بادی نہ جنگ کے اندر

جنگ مین ابتدا نکر ہرگاہ — ابتدا اِسکی ہے بتر ہر راہ

ہے خیال اسکا انسب والزم — بادی جنگ ہوتا ہے اظلم

تا بمقدور ارتکاب بلا ہو — پیش دانا کبھی نہین ہے روا

بلکہ دانا ملاطفت کے سبب — نہین سہتے مناقشت کی تعب

لطف سے پیش آتے ہین دائم — دشمنی دل مین رکھتے ہین قائم

جنگ سے آپکو بچاتے ہین — پاکے موقع اوسے گراتے ہین

ہے غضبناکی سے فریب اچھا — ناشکیبی سے ہے شکیب اچھا

آتش افشانی ہے نہین اچھی — آب افشانی ہے کہین اچھی

گوشت تیرا ہے خوش گوار بہت　　اور طبیعت کو سازگار بہت

تیری خدمت پر آفرین ہے ہزار　　تیری ہمت پر آفرین ہے ہزار

اپنے مالک کے کام آتا ہے　　دین و دنیا مین نام پاتا ہے

نہ کیا کچھ بھی اپنی جانکا پاس　　پر رکھا مالک زمانکا پاس

ہین جوانمرد زر ہزارون لیک　　پر جوانمرد جان ہی لاکھونمین ایک

مل کے پھر سب نے اسکا چارہ کیا　　دم نہین مارا پارہ پارہ کیا

اس لیے مین نے یہ کہی ہے مثال　　تاکہ ہو تجکو آشکار یہ حال

کہ غرض مندونکا فریب مدام　　خاص جسوقت متفق ہون تمام

نہین رہتا ہے بے اثر ہرگاہ　　کرتا ہے کچھ نہ کچھ اثر ہر راہ

کہا دمنہ نے مجھسے کر تقریر　　سوچتا کیا ہے دفع کی تدبیر

شنزبہ نے دیا یہ سنکے جواب　　کہ ہے تدبیر اب خلاف صواب

اب ہے تدبیر صرف جنگ و جدال　　مرنا یا مارنا بحرب و قتال

مارنا تو نہین میسر ہے　　کہ وہ مجھسے کہین قوی تر ہے

بلکہ ہے داخل گنہگاری　　جنگ مالک سے جرم ہے بھاری

جب بزرگون سے خورد لڑتے ہین　　نہین اٹھتے ہین ایسے پڑتے ہین

کہ تو آئے مری طرف خندان — اور مارے ان اعضا مین دندان

یار بولے کہ آفرین ہے تجھے — پیش مالک نہین نہین ہے تجھے

محض اخلاص ہے کلام ترا — شفقت خاص ہے کلام ترا

گوشت تیرا خناق زا ہے مگر — زہر سے کم نہین ہے اسکا اثر

گرگ نے سنتے ہی قدم کھینچا — عوض زائد سے اپنا دم کھینچا

وہ شتر جو دراز گردن تھا — طول قد بے مہار کودن تھا

ہے بزرگون کا یہ سخن برحق — طول قد والے ہوتے ہین احمق

بولا بعد از ادائے شکر و ثنا — کاے بزرگ زمان پناہ ورا

کھولتا ہے سمائے فیروزی — تجھے دروازہ ہائے فیروزی

اسی درگاہ کا مین پالا ہون — اسی درگاہ کا سنبھالا ہون

مین اگر ہون سزای مطبخ شاہ — اور مرے گوشت سے ملے جو رفاہ

جان سے خدمت گذار ہون ہر دم — بندۂ جان نثار ہون ہر دم

چھوڑ کر جاؤن کوہی یار کہان — جان نچا ہون جو آئے کار بجان

متفق ہو کے دوسرون نے کہا — تو جو کہتا ہے سو ہے عین وفا

یہ ہی زیبا ہے یہ ہی لازم ہے — کیون نہو باوفا ملازم ہے

تجھے کہانے سے ہوگی کیا سیری | گنتی ہے کس حساب مین تیری
زاغ تو کرکے اس سخن کو گوش | نیچا سر کرکے ہو رہا خاموش
تب شغال اسطرح سے کہنے لگا | کاے رسول اجل بوقت وغا
لے اگر دیکھلے ترے اعمال | تیرے پنجہ سے نامۂ آجال
مدتونسے بظل دولت وجاہ | میرا آرام سے ہوا ہے نباہ
تاب خورشید رنج آئے نہین | کوئی تکلیف مین نے پائی نہین
لگ گیا ہے جو آکے آج یہان | ماہ آرام کو خسوف زیان
جانتا ہون کہ پہر یہ ماہ نہان | مطلع حال سے مرے ہو عیان
مجہے کہائے تو تہوڑے راحت آئے | چاشت کی فکر سے فراغت پائے
دوسری بولی یہ جو تونے کہا | درحقیقت ہی تیرے فرط وفا
پر ترا گوشت ہے بہت بودا | اور ہے ہر طرح مضرت آر
نہ بڑہائے کہین یہ رنجش شاہ | اوسنے بہی سنکے کرلی نیچے نگاہ
گرگ نے آگے بڑہکے کہولی زبان | کاے مبارک نہاد شاہ زمان
ہو خداوندگار یار ترا | رو رہی جا عدو شکار ترا
مین بہی کرتا ہون خود کو تجہہ پر فدا | اور رکہتا ہون دلمین ایسی جا

پس ہر اک ہم مین سے کرے ظاہر
آج کی کہا چاشت کو ہون مین حاضر

دوسرا اوسکا دفع فرمائے
تا نہین نوبت شتر آئے

اسطرح پر وہ مارا جاویگا
پہر کون کو کچہہ ضرر آویگا

آخرش تینون ملکے پہونچے وہان
اونٹ بیچارہ تہا مقیم جہان

بات جو کچہہ تہی پہلے ٹھہرائی
تینون نے اوسکے آگے دوہرائی

چونکہ تہا وہ غریب سادہ دل
ابنکے افسانہ پر ہوا مائل

کیا منظور جو انہون نے کہا
نہین سمجہا کہ ہے یہ صرف دغا

انکے ہمراہ پیش شیر گیا
کی ادا سب نے رسم شکر و ثنا

زاغ بولا کہ اے شہ خوشنام
جیسا خوشنام ویسا خوش کام

جاودان کامرانی ہو حاصل
مطرب شادمانی ہو واصل

تجھے اس دہر مین بہر حالت
صحت ذات عالی ہے راحت

آج ہے بادشاہ کو تکلیف
سو جہتی ہے نہ صورت تخفیف

گوشت سے میرے ناشتہ فرمائین
آتش جوع انطفا پر لائین

سنکے یہ عرض دوسرون نے کہا
ہے اگرچہ یہ تیری عرض بجا

پیٹ تجھے کہانے سے ہے حاصل کیا
گوشت تیرا ہے کہانے قابل کیا

اور رکھہ نقض عہد کی بہی راہ | مل ہی جائیگی وقت پر دلخواہ
جس سے آئے نہ غدر کا الزام | بادشہ کو میان خاص وعام
اور ملے فاقہ کے ستم سے امان | اور نہو جوع کے الم سے زیان
سنکے یہ شیر نے جھکایا سر | کہا یاروں سے زاغ نے جاکر
کہ کیا مین نے شیر سے مذکور | بعد انکار کرلیا منظور
اب ہی بہتر چلین شتر کی یہان | اور کرین اسطرح پر اوس سے بیان
کہ ہے یہ شیر زخم سے رنجور | ماسوا درد جوع سے مجبور
ہمنے اوسکی پناہ صولت مین | خوش بسر کی ہے جاہ و دولت مین
آج وقت آیا ہے شفقت کا | مقتضا ہے یہی مروت کا
کہ کرین جان و تن فدا اوسپر | اور ظاہر کرین وفا اوسپر
ورنہ جانینگے قاصر خدمت | اور مانینگے کافر نعمت
آئے گی اپنی بات مین خامی | دین و دنیا مین ہو گی بدنامی
پس مناسب ہے اب نہ دیر کرین | شکر انعام پیش شیر کرین
اور ظاہر کرین کہ خدمت شاہ | ہمسے ہو سکتی ہے نہ خاطر خواہ
بجز اسکے کہ جان نثاری کرین | جان نثاری سے حق گذاری کرین

وقت تنگی کے واسطہ ہے شکار | اب نہ آیا تو پھر کب آئیگا کار

اوسنے فرمایا ہوکے غصہ ناک | پڑے ان دوستونکے منہ پر خاک

رکھتے ہین یہ فقط نفاق و دغا | نہ مروت نہ مردمی نہ وفا

بے وفا ہین یہ سارے اہل زمان | پر جفا ہین وفا ہے انمین کہان

سگ ہے بہتر نہ گربۂ مکارہ | صید کرتی ہے خوان سے پھر بار

توڑنا عہد کا روا ہے کہان | اور قتل اوسکا جسکو دی ہو امان

جو لگایا ہے ایک بار شجرہ | کاٹنا اوسکا اختیار نکر

کاٹنا اوسکا تیرا کام نہین | کٹے گا اوس سے تیرا نام کہین

زاغ بولا کہ مانتا ہون مین | یہ سخن خوب جانتا ہون مین

لیک ہین ایسا کہہ گئے حکما | کہتا ہون جیسا کہہ گئے حکما

کرین ایک اہلبیت پر جو فدا | ایک جان کو روا ہے وقت بلا

اور ایک اہلبیت کا گہ شہر | ہے روا قتل ایک قبیلہ پر

اور ایک شہر پر جو ہو عاجز | قتل ہے ایک قبیلہ کا جائز

اور قتل ایک شہر کا ہے روا | ہر یک شاہ مبتلاے بلا

کیونکہ کل ملک کے لیے ہے پناہ | اوس سے مل سکتی ہی کئی کو رفاہ

سو خیانت پسند ہے خائن | اپنے مالک کے ساتھہ بد باطن
دین و دنیا مین ہوتا ہے مردود | اوس سے خالق خدا ہی ناخوشنود
پڑے جس شخص کی خیانت خو | اوسکی دین داری بے دیانت ہو
سکۂ مردمی دیانت ہے | قلبی مردمی خیانت ہے
زاغ بولا کہ کوئی حیلہ اٹھائین | شیر کو باہر اسکے عہد سے لائین
تم اسی جا رہو کہ جاتا ہون | ایک ساعت مین اُلٹا آتا ہون
پس ہوا اس جگہہ سے آپ روان | آیا تہا شیر اوفتادہ جہان
شیر نے پوچھا کیا خبر لایا | کہہ کہین تو شکار اگر پایا
عرض کی اے ملک کسیکو توان | بہوک سے چلنے پہرنے کی ہے کہان
اور آنکہو مین اتنی تاب نہین | کہ نظر سے ہون کامیاب کہین
لیکن ایک وجہ سوجھی ہے دلکو | جو رضا بادشہ کی حاصل ہو
سب کو حاصل ہو راحت وافی | اور مل جاے نعمت کافی
شیر بولا بیان مفصل کر | جو ہے دلمین عیان مفصل کر
تا کہ ہون اصل حال سے آگاہ | تیرے دل کے خیال سے آگاہ
کہا یہ اونٹ اجنبی ہے یہان | اور نہ کچہہ فائدہ ہے اوس سے عیان

شیر بالطبع تھا سخی و کریم — اپنے بندوں کے حال پر تھا رحیم

جیسے ہوتے ہیں بادشاہ وقت — اپنے خدام کے پناہ و وقت

دیکھکر انکا تنگ جوع سے حال — متاثر ہوا بحد کمال

بولا گو درد ہے مجھے بسیار — پر تمہارا یہ رنج ہے دشوار

دیکھو آؤ قریب کوئی شکار — کروں چل کر ابھی درستی کار

تینوں اوسکی حضور سے آکر — جمع ایک گوشہ میں ہوئی جاکر

لب بتزویر تینوں نے کھولے — متفق ہو کے اسطرح بولے

اس شتر کا وجود زائد ہے — نہ ملک کو نہ ہمکو فائدہ ہے

نہ اوسے ہمسے کچھ محبت ہے — نہ ہمیں اوس سے کچھ مروت ہے

اب چلیں ملکے شیر کے نزدیک — اور اس بات کی کریں تحریک

کہ اوسے مار کر چلائے کام — کٹیں دو تین روز با آرام

اور کچھ ہم بھی فائدہ پائیں — لیتے جو کچھ ہو زائدہ پائیں

ایسی تقریر سنکے بولا شغال — کہ کبھی دل میں لاؤ مت یہ خیال

کہ اوسے شیر نے امان دی ہے — اپنی خدمت میں جا بہاں دی ہے

بادشہ سے جو عذر کروائے — یا اوسے نقض عہد پر لائے

پوچھا جو کچھ تھا اوسکے آنے کا حال | اور پھر اوسکے رہنے جانیکا حال

کہا اے بادشاہ والا جاہ | دن بدن ہو ترا دو بالا جاہ

پہلے تھا اپنے کار کا مختار | کرتا تھا چاہتا تھا جو کچھ کار

پایا اس بارگاہ مین اب بار | کیا ہے خود اختیاری سوا کار

اب جو ایما ہو ہے اسمین صلاح | ہے مرے واسطے اوسیمین فلاح

جانتا ہے صلاح تو جسکو | دے جو اچھی لگے ترے جی کو

شیر بولا جو چاہے تیرا دل | میری صحبت مین تو ہو داخل

ہے چراگاہ تیری یہ بیشہ | چر خوشی سے بغیر اندیشہ

ہوا یہ سنکے وہ شتر دل شاد | اور اس بیشہ مین ہوا آباد

آب و چارہ بغیر اندازہ | پاکے کچھ دن ہوا بدن تازہ

ایکدن شیر جاکے بہر شکار | ہوا ایک پیل مست سے دوچار

دونون مین جنگ ہوگئی بہاری | لگے کچھ زخم شیر کو کاری

ٹوٹا مجروح و خستہ و دلریش | پڑا مجبور غم بگوشۂ خویش

گرگ زاغ و شغال جو دائم | خوان احسان سے اوسکے تھے قائم

ہوئے درماندہ بہوک کے مارے | آئے ناخواندہ بہوک کے مارے

کیونکہ جسوقت چند اہل جفا　　کرکے باالاتفاق مکر و دغا
ہون کسیکی ہلاک پر مائل　　بیگمان فتحمندی ہو حاصل
پاسے اپنے درآئے بیچارہ　　جان بدن سے برآئے بیچارہ
جسطرح پرکہ گرگ و زاغ و شغال　　کرکے آپسمین اتفاق کمال
ہوئے جان شتر کے جو طالب　　آئے اوسپر فریب سے غالب
پوچھا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان　　کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲۲

رکھتا تھا ایک شیر بہر شکار　　زاغ و گرگ و شغال خادم کار
سیہ چشم و درندہ و مکار　　تینون چالاک و جابر و عیار
ایک بیشہ تھا اونکی جای قیام　　سو تھا واقع قریب شارع عام
وہان ایک کاروان کا اشتر بار　　ماندگی کے سبب رہا لاچار
بعد چندے جو آئی تن مین توان　　لگا ہر سمت چرنے پھرنے وہان
ناگہان شیر سے ہوا دوچار　　رہا آزادی سے نہ اوسکو کار
نہ تھی اوسکے مقابلہ مین توان　　نہ تھا جز بندگی علاج وہان
عاجزانہ بہت اطاعت کی　　شیر نے اوسکو استمالت دی

ایسی ہے انکی صحبت و مدت — جیسی ہے انکی کوشش و محنت

جو ہون شورہ زمین مین تخم انداز — یا کہین گوش کر مین اپنا راز

یا لکھین روے آب پر اشعار — تازہ و دلربا و فرحت آثار

یا فزونی نسل کی خاطر — عشق تصویر سے کرین ظاہر

یا تمناے بارش باران — رکھکے ہون گرد باد کی خواہان

بادشاہون سے کیا وفا جوئی — سرو سے میوہ پاتا ہے کوئی

لذت نیشکر نہ بید سے آے — آب ہر چند جوے خلد سے پاے

کہا دمنہ نے چھوڑ ایسے کلام — اور کر بہر خویش فکر تمام

کہا اوسنے کہ کیا کرون تدبیر — اور کیا سوچون حیلہ و تزویر

جانتا ہون مین شیر کے اخلاق — مانتا ہون مین شیر کے اشفاق

نہ بدی کی ہے کوئی میری ساتھ — چاہتا ہے نکوئی میرے ساتھ

لیک جو اوسکے پاس رہتے ہین — سخن بیم و یاس کہتے ہین

چاہتے ہین مجھے ہلاک کیا — چاہتے ہین شمول خاک کیا

ہے اگر ایسا حال بدآئین — تو ترازوے زیست کا شاہین

مائل کفۂ فنا ہی ہوا — نہ سوے پلۂ بقا ہے جھکا

بو سے مردار سے وہان آکر
پڑا حفرہ کے درمیان جاکر

دام کی اور گرنے کی آواز
سنکے صیاد نے کیا انداز

کہ وہ روباہ دام مین آئی
قصہ کوتاہ کام مین آئی

حرص کے مارے کچھ نہین سوجھا
بے دھڑک آکے حفرہ مین کودا

کودتے ہی پلنگ نے جانا
مجھسے چھینیگا یہ مرا کھانا

جست کی اسپر اور شکم پھاڑا
پارہ پارہ کیا نہ کم پھاڑا

موا صیاد حرص کا مارا
دام آفت مین پھنس کے بیچارا

اور روبہ رہ قناعت سے
بچگئی بیخبر ہلاکت سے

فائدہ یہ ہے اس مثل سے عیان
کہ طمع ہے سبھونکو آفت جان

اوس سے آزاد رہتا ہے بندہ
اور بندہ ہر ایک سرافگندہ

سر سے زائد کلاہ لاتا ہے
سو عبث دردسر اٹھاتا ہے

اشتہا سے زیادہ کھاتا ہے
مفت درد شکم اٹھاتا ہے

شتربہ نے کہا کہ ہوگئی بھول
خدمت شیر کرنی تھی نہ قبول

نہین پہلے کیا تھا مینے قیاس
کہ وہ خدمت کا ہی نہ قدرشناس

حق صحبت جو مانتے ہین نہین
قدر خدمت جو جانتے ہین نہین

گو معطر ہے جسطرح کوئی باغ / بوے جیفہ سے آرزو کا دماغ
پر مشام خرد مین بھی کچھہ اثر / کرتی ہے اوس سے آکے بوئے خطر
نہین وہ کام کرتے ہین عقلا / جسمین ہوتا ہے احتمال بلا
بلکہ جسکام مین ہو کچھہ بھی خطر / چاہیے عاقلون کو اوس سے حذر
دیکھتے ہین اگر ہراس کہین / جاتے ہین بھولے سے بھی پاس نہین
جس جگہہ پر کھنچا ہو خط خطر / جہد کرتا کہ اوس سے ہووے بدر
مانا مردہ کوئی پڑا ہے وہان / لیک ممکن ہے ایسا بھی تو گمان
کہ کوئی دام ہے زمین مین یہان / اور صیاد ہے کمین مین یہان
اس سے ہی سر طرح حذر بہتر / اور ہر نوع درگذر بہتر
جہان دو کار پیش آئین مگر / گو بنا نیک ہے نہو یہ خبر
جسمین ہووے مظنۂ نقصان / جان اوسکو حرام تو ہر آن
اور جسمین نہووے خوف و ضرر / کر اوسے پر کرے قیام اگر
ایسا روباہ نے خیال کیا / سر جیفہ سے انتقال کیا
بچی اس ورطۂ ہلاکت سے / لے گئی جان خود سلامت سے
اسی عرصہ مین اُترا ایک پلنگ / کوہ سے دست نو رجوع سے تنگ

بھرے جس سر مین آز کا سودا | کھاے حسرت کی ٹھوکرین سوجا
بیشتر حرص و آز کی بندی | چشم بینش سے ہوتے ہین اندہی
منفعت کی امید مین آکے | چاہ نکبت مین پڑتے ہین جاکے
جیسے صیاد کا سپئے روباہ | رشتہ زندگی ہوا کوتاہ
پوچھا اوسنے کہ کیسے ہی یہ بیان | کہا دمنہ نے ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۲۱

ایک صیاد بیشہ مین یکبار | ایک روباہ سے ہوا دوچار
تھی وہ چالاک ہرطرف کو دوان | بہر تفریح طبع بازی کنان
خوش لگے اوسکو اسکے جسم کی بال | کہ اگر بیچیے تو ہے قیمتی مال
قوت طامعہ ہوئی غالب | ہوا سوراخ روبہ کا طالب
اس لیے ہوکے پیچھے پیچھے روان | اسکے سوراخ کا لگایا نشان
ایک حفرہ بنایا پیش در | خاک ڈالی بچھاکے گھاس اوپر
اور اوپر رکھا کوئی مردار | چھپکے بیٹھا امیدوار شکار
ہوئی روباہ گھر سے جو باہر | بوے مردار آئی اوس جا پر
بر لب حفرہ آکے ٹھیرے وہان | اور ہوئی اپنے دلمین فکر کنان

کیا کرون مینے خود کیا یہ کار
نحوو کیے کا علاج ہے دشوار

تھوڑے پر جو نہین قناعت لاے
اور سر مین سر زیادت لاے

ایسا ہے جیسا طالب الماس
کوہ الماس کی جو پہونچے پاس

جون بلندی پر اوسکے جاے نظر
وصلۂ اکبر اوسکو آئے نظر

سمجھے جس وصلہ کا زیادہ ثمن
اسکے خاطر سے ہے زیادہ محن

آخرش پہونچے جاکر اسکے پاس
جس سے قیمت کی ہو زیادہ آس

لیک پھر آنا اوسکا ہو دشوار
ریزے الماس کی چبھین جون خار

ہووین خونبار اوسکے پا لنگر
چلے ہر بار آدھر اودھر لنگکر

تو بھی وہ مرد غرق حرص و ہوا
رکھی اس حال سے خبر نہ ذرا

لاجرم رنج و غم سے مرکے وہان
بنے آخر خوراک جانوران

بیش خواہی کا ہے نتیجہ ضرر
نفع چاہے تو بیش خواہی نکر

بولا و منہ کہ کہتا ہے تو بجا
مجھے بھی یہ کلام اچھا لگا

کہ بلا جس کسی پر آتی ہے
اسکو حرص و ہوا ہی لاتی ہے

حرص مت کر ہے آفت دل و جان
منفعل رہتا ہے حریص جہان

بند ہے زنجیر حرص مین جو گلا
کٹی آخر بہ تیغ رنج و بلا

سنکے یہ بات شنزبہ نے کہا | مینے کچھہ دن ہے طعم نوش چکھا
اب ہے ہنگام زخم نیش ستم | بعد شادی ضرور ہوتا ہے غم
عیش و راحت مین گذرے کچھہ ایام | محنت و رنج کا ہے اب ہنگام
دیکھا کچھہ روز مینے لطف وصال | ہجر کا بہی تو دیکھا چاہیے حال
بگمان میری موت آئی ہے | جو یہان مجکو گھیر لائی ہے
جو نہین ہوتا ایسا بد انجام | تہا مجہے قرب شیر سے کیا کام
کہ وہ ہے کہانے والا مین کہانا | ہرگز اس جا مجہے نہ تہا آنا
کیون پڑا آکے اس مخافت مین | کیون ہوا مبتلا اس آفت مین
وصل کی کس لیے کی مینے ہوس | دور سے دیکھہ لینا تہا اوسے بس
مجکو تقدیر بے بہی میری | اور اے دمنہ دہدہی تیری
لائین اس ورطۂ ہلاکت مین | متحیر ہون اپنی حالت مین
دست تدبیر ہے یہان کوتاہ | نہین ممکن تلافی دلخواہ
چہوڑ دی پہلے احتیاط کی راہ | اب رکھون کامیابی کی کیا چاہ
مینے بے سوچے کیا خیال کیا | ایسی آتش کو اشتعال دیا
کہ ابہی پہونچا ہے نہ اوسکا دہوان | گرمی غم سے جلتی ہے میری جان

کہ نہین ہمسر قضا و قدر | جو لڑون یا کرون مین انسے حذر
نہین کرسکتا ہون کچھ اسکے سوا | کہ رکھون اپنے سر پہ حکم خدا
سر ہمارا ہے آستان خدا | جو گذرتا ہے سو ہے اوسکی رضا
بولا دمنہ کہ ہے یہ دلکو یقین | بلکہ تحقیق سے ہوا ہے مبین
کہ جو کچھ شیر نے کیا ہے خیال | تیری نسبت سو ہی نہین ہمہ حال
باعث بدبیانئ بدخواہ | یا ترے فضل و علم سے ہر گاہ
یا جہانبانی کی رعونت سے | بلکہ ہے قلب کی خشونت سے
کیونکہ ہے بےوفائی مین مشہور | نہین صدق و صفائی مین مشہور
مکر و تزویر مین ہے لاثانی | تکیہ اس پر ہے محض نادانی
کہ ہے جبار بے علاج عیان | سخت مکار و بدمزاج عیان
اسکی صحبت ہے ابتدا مین نیک | پر نہین دیکھی انتہا مین نیک
دیتی ہے ابتدا مین آب حیات | دیتی ہے انتہا مین زہر ممات
گویا وہ ایک نقش دار ہے مار | ظاہر آراستہ بہ نقش و نگار
پر ہے باطن مین ایسا زہر بھرا | کہ ہو تریاک سے نہ سود ذرا
سر سے پا تک ہے ریو و رنگ و فریب | نہ وفا ہے نہ صدق ہے نہ شکیب

جیسا مضمون اس آیہ کا ہی فاش نہین جز نیکی بدی کا پاداش

اس لیے تجھسے کرتی ہون یہ عیان کہ اسی پیڑ کے تلے کہ جہان

تو کھڑا ہے گڑا ہے ایک گھڑا نہین ابتک کسی کو دیکھہ پڑا

پر ہے زر سے اکھاڑ کر اوسکو اپنے مصرف مین خرچ کر اوسکو

کھودی دہقان نے وہ جگہہ تو وہان دیکھا بلبل کا تھا درست بیان

بولا اے عندلیب ہی یہ عجب مجھے بتلا کہ اسکا کیا ہے سبب

دیکھا تو نے گڑا بزیر زمین دام کیونکر زمین پہ دیکھا نہین

کہا اوسنے کہ تو نے جانا نہین اور سنا ہے یہ قول دانا نہین

کہ قدر ہوتی ہے جہان نازل ہے حذر سے نہ کچھہ وہان حاصل

نہین لڑ سکتے ہین قضا کے ساتھہ یہ توان رکھتے ہین قضا کے ہاتھہ

جب قضا کرتی ہے صدور کہین چشم بینا مین رہتا نور نہین

نہ کوئی اسکو ٹال سکتا ہے اور نہ خود کو سنبھال سکتا ہے

مت پھرا دست سے تو دست قضا زور ہے تیرے دست مین نہ ذرا

ہے قدر سے حذر نہ فائدہ مند کرے جو کچھہ قضا کر اسکو پسند

اس لیے کی ہے یہ مثال بیان کہ ہو اچھی طرح یہ حال عیان

ہوے سیر و تماشہ سی محروم | رہے اس کنج قید مین مغموم

کرے دن رات گریہ و زاری | سمجھے اس زندگانی کو بہاری

مین بہی درد فراق سی ہر دم | سہون اس غمکدہ مین غم پر غم

تو بہی اے عندلیب کر زاری | ہے اگر تجہکو کچہہ سر یاری

کیونکہ مین اور تو ہین عاشق زار | گریہ و زاری عاشقونکا ہے کار

کہا بلبل نے در گذر اس سے | سوچ کچہہ دلمین کر خدر اس سے

مینے ایک پہول کو ستایا ہے | یہ مکافات اسکا پایا ہے

کہ پڑی ایسی قید کے اندر | کہ ہوے بار پر میرے تن پر

تو جو ایک جان کو دیتا ہی آزار | تیرا کیا حال ہوگا آخر کار

ہے قیاس یہ گنبد گردان | ناظر نیکی و بدی ہر آن

نیکی کرتا ہے نیک کی خاطر | اور بدی بد سے کرتا ہے ظاہر

اس سخن نے اثر کیا پیدا | دل دہقان مین دفعتہً ایسا

کہ اسے قید سے کیا آزاد | ہوئی دل شاد بلبل ناشاد

پہر آزادی شکر کرکے ادا | پیر دہقان سے شاکرانہ کہا

کیا ہے تونے کام نیکی کا | چاہیے انتقام نیکی کا

لُٹ گیا پھول رہگیا تھا خار
اُٹھ گیا گنج رہگیا تھا مار

اوسکا یہ کار دل کو خار ہوا
بسطرح رنج و اضطرار ہوا

دام مکر اِسکی راہ مین ڈالا
اسکو دانہ کے جاہ مین ڈالا

اسطرح اوسنے اسکو صید کیا
اور ایک پنجرہ مین قید کیا

تب زبان اوسنے کھولی طوطی وار
اور دہقان سے ایسی کی گفتار

کہ مجھے تونے کیون کیا ہی بند
کیون ہے تکلیف سی مری جو پسند

جو تو مائل ہے میرے نغمہ پر
رہتی ہون تیرے باغ کے اندر

بلکہ رکھتی ہون آشیانہ یہان
کہین جاتی نہین ہون ایک زمان

اور جو گذرا ہے کچھ اور خیال
اس سے آگاہ کر مجھے ہمہ حال

پیر دہقان نے کھینچی آہ سرد
اور اوسکو کہا بحسرت و درد

کب تلک ماریگا جفا کے سہام
نہین رہنے کا اے رقیب مدام

رکھیگا اسکو کب تلک مستور
اے نقاب ایکدن تو ہوگا دور

نہین آگاہ کیا ہے ستم
کیسا کیسا مجھے دیا ہی الم

فرقت دلربا سے کتنی بار
تونے پہونچایا ہے مجھے آزار

انتقاماً یہی ہے تیری سزا
کہ تو یار و دیار سے ہو جدا

تر و تازہ کہ ہم مثال نہ تہا ۔ کامرانی کا بہی نہال نہ تہا
شجرِ شادمانی سے برتر ۔ سرفرازی مین سرو کا ہمسر
ہر سحر اسپر ایسا کہلتا تہا گل ۔ شاذ رنگت مین ویسا ملتا تہا گل
تازگی مین تہا گلرخون کا عذار ۔ تہی نثار اسپہ گل گلون کی بہار
عشق رکہتا تہا اس سے وہ دہقان ۔ اور یہ شعر پڑہتا تہا ہر آن
کچہہ تو کہتا ہے زیرِ لب یہ گل ۔ نالستی بار بار ہے بلبل
حسبِ معمول آیا بارے وہان ۔ دیکہی ایک عندلیب نالہ کنان
کہ رخِ گل سے رخ رگڑتی تہی ۔ عشقبازانہ کچہہ جہگڑتی تہی
اسکے اوراق کرتی تہی ہر بار ۔ منتشر مار مار کر منقار
دیکہہ پاتی ہے عندلیب جو گل ۔ کہوتی ہے اختیار ہاتہہ سے کل
دیکہی جب گل کی یہ پریشانی ۔ ہوئی دہقان کو سخت حیرانی
پہٹا دستِ الم سے جیبِ قرار ۔ دامن دلمین اسکے رنج کی خار
دوسرے دن بہی دیکہا جو یہی حال ۔ اسکے دل کو ہوا زیادہ ملال
ایک داغِ فراق تہا کہایا ۔ نہ مٹا تہا کہ دوسرا پایا
تیسرے دن بہی جو گیا اوس جا ۔ دیکہا پہر ظلم جان گزا اوسکا

کرے جس آگ کو قضا روشن ۔ بہونگے فکر و فریب کا خرمن
جب خداوند ہر طرح قادر ۔ اپنا کچہہ حکم کرتا ہے صادر
میں غفلت سی دیدۂ عاقل ۔ نور بینش ہی کرتا ہے عاطل
ہوتی ہے بس رہ رہائی نہان ۔ جیسا اِس آیہ سے ہی صاف عیان
ہووے جسدم کہین قدر نازل ۔ چشم بینا سے ہو بصر زائل
جب قضا و قدر کرین اصدار ۔ وہ بہی ہون کور و کر جو ہین ہشیار
تونے دہقان و عندلیب کا حال ۔ سنا شاید نہین بگوش خیال
پوچہا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان ۔ کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۲۰

ایک دہقان کا ایک تہا گلزار ۔ تر و تازہ بہشت سا گلزار
تہی ہوا اوسکی مستقیم بہار ۔ مستفیض اوس سے تہی نسیم بہار
روح افزا شمامۂ ریحان ۔ تہا معطر کن مشام جان
باغ کیا گلشن جوانی تہا ۔ گل نہ تہے لطف زندگانی تہا
عشرت انگیز بلبلون کی نوا ۔ راحت آمیز عطر سبزہ ہوا
ایک جانب تہا ایک درخت گل ۔ رکہتا تہا خوبیٔ بخت گل

ہے بزرگون کا منصفانہ کار — ہے کمینون کا کار کار جفا
جسکے دل مین کرے نہ رحم مقام — دیوے پشمینہ کو حریر کا نام
بولا دمنہ کہ ہوتا ہے یہ گمان — بدسگالون نے کچھ جڑی ہے وہان
لیکن اسکار کا مآل ہے کیا — اوسکی نسبت ترا خیال ہے کیا
کہا اونے کہ جو ہے قسمت یار — نہین پہونچے گا کچھ ضرر زنہار
پر اگر اور ہے رضائے قضا — ہووے گا جو ہے مقتضائے قضا
پیش جائیگا انکا مکر و فریب — نہین کچھ ہاتھ مین علاج شکیب
پیش تقدیر کیا چلے تدبیر — نہین تدبیر سے ٹلے تقدیر
کہا دمنہ نے چاہیے کہ عقیل — دور اندیشی کی نچھوڑے سبیل
کیونکہ جو مرد عاقل وہشیار — رکھتا ہے عقل پر بنائی کار
عاقبت اپنا کام پاتا ہے — کام پر فتح تام پاتا ہے
کیا کرتی ہے عقل کار وہان — نہین حکم قضا خلاف جہان
اور حیلہ ہے اوس جگہہ کاری — نہین ہے جس جگہہ قدر جاری
برخلاف قضا ہے کیا چارہ — حیلہ عکس قدر ہے ناکارہ
قید تقدیر سے کسیکو کہین — مکر و تزویر سے رہائی نہین

ہین بلا مجھکو میرے علم و ہنر / جیسے روبہ کو پوستین مور کو پر

ہے ہنر میرا عیب ورنہ آج / خاک سے کیا گہر سے پاتا تاج

چونکہ ہین بے ہنر یہان بسیار / اور اہل ہنر ہین کم مقدار

اور انہین عداوتِ دائم / بالطبیعت ہے پہلے سے قائم

حکم کثرت سے لاتے ہین غلبہ / ذی ہنر پہ وہ پاتے ہین تغلبہ

انکے افعال ہین اگرچہ خوب / کرتے ہین وہ گناہ سے منسوب

ذکر کرتے ہین یون امانت کا / کسی خائن کی جون خیانت کا

اس طرح پر ہمیشہ فضل و کمال / باعث اکتساب دولت و مال

ہوکے پہلے سبب عداوت کے / پہر سبب بنتے ہین شقاوت کے

چشم بدخواہ پہونچیو کہ ہنر / آتا ہے مثل عیب اسکو نظر

اور اسی باب مین ہے فرمایا / ہے کہین میرے سننے مین آیا

جب کسی سے ہنر عیان ہووے / بے ہنر اوس سے سرگران ہووے

تنگ اتنا کرین بجان آوے / تا ہنر مین کہین زبان آوے

ہے نہین عیب جو ہو نہین انصاف / جیسا ان شعرونسے عیان ہے صاف

چشم انصاف ہو اگر بینا / در نظر آوے ہو اگر بینا

توبھی جو بھنتا دیکھتا کوئی باز
گرد انکے نکرتا پھر پرواز

مین فقط بھاگتا ہون کوٹھون پر
تو نظر آتا صرف کوھون پر

یہ مثل مینے جو بیان کی ہے
یہ حقیقت تجھے عیان کی ہے

چاہتی ہین جو خدمتِ شاہان
سو سیاست سی انکی ہین نادان

خو خبر رکھتے ہین سیاست سی
نہین رکھتے ہین صبر و راحت سے

جو ہین نزدیک رہتے ہین حیران
جانتے ہین سیاستِ سلطان

بولا دمنہ کہ ہے یقین ایسا
جیسا کہتا ہے ہے نہین ویسا

عظمت ملک داری سی ہی نہین
نخوت گامگاری سے ہے نہین

تیری نسبت جو یہ ہوا ہی خیال
کیونکہ ظاہر ہے تیرا فضل و کمال

اور کہین کوئی بادشہ ہر گاہ
اہل دانش سے ہے نہ بے پرواہ

کہا اوسنے کہین یہ فضل و کمال
نہووے ہووین وجہ رنج و ملال

تیز تگ اسپ کو ہنر ہے سدا
ہوتا ہے باعث ملال و عنا

شجرۂ میوہ اپنی شاخ و ثمر
باعث میوہ کہوتا ہے اکثر

بلبل اپنے ہنر سے ہے محبوس
محبس قفس مین بصد افسوس

رنج طاؤس ہے اوسی کا جمال
جس سی برکندہ ہوتے ہین پر و بال

تجھکو پہنچاتے ہین بلا تکلیف ۔ روز پہنچاتے ہین بلا تخفیف

گھر ترے واسطے بناتے ہین ۔ سردی و گرمی سے بچاتے ہین

راتدن رکھتے ہین نگہبانی ۔ قدر اوسکی نہین ہے پہچانی

کیونکہ جسدم پکڑنے جاتے ہین ۔ بہاگتا ہی مدام پاتے ہین

داہین یا باہین آگے یا پیچھے ۔ بام سے بام پر ڈراجی سے

نہین پہچانتا ہے حق نمک ۔ اپنے منہہ سے دلمین لاتا ہی شک

مین اگرچہ ہون وحشی طائر ۔ توبہی کچہہ دن جو کرتی ہین خاطر

اور دیتے ہین ہاتھہ سے کہانا ۔ چاہتا ہون نہ ساتھہ سے جانا

صید پر بھیجتے ہین جاتا ہون ۔ صید لے کر شتاب آتا ہون

دور بہی کرتا ہون اگر پرواز ۔ آتا ہون سنتا ہون اگر آواز

مرغ آموختہ جو جاتا ہی دور ۔ آیہ کہتی ہی آتا ہے بحضور

سنکے اسکو خروس نے یہ کہا ۔ یہ ترا کہنا ہے درست و بجا

بہاگنا میرا تیرا پہر آنا ۔ اس سبب سی ہے کیا نہین جانا

کہ نہین تونے دیکہا ہی یک آن ۔ بازکو ہوتے سیخ پر بریان

مینے مرغان خانگی اکثر ۔ بہنتے دیکہے ہین تابہ کے اوپر

کہ عطوفت ہے برسون کی کمتر	اس عقوبت سے جو ہو ساعت
شاہد تی مسکن الخاطر	بحث باز و خروس ہی ظاہر
پوچھا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان	کہا اونے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۹

ایک باز ایک خروس سے یکبار	لگا کرنے مباحثہ بسیار
کہ تو بد عہد و بے وفا ہے بڑا	نہ نظر تجھسا دوسرا ہے پڑا
کہ ہے تجھسے نہین یہ حال چھپا	اصل اخلاق محسنہ ہے وفا
اور ایمان وفا مین ہے پنہان	کہتے ہین حسن عہد ہے ایمان
بلکہ غیرت بہی چاہتی ہے یہی	کہ نہین کیجیے بیوفائی کبہی
کتا بہی جو وفا مین نامی ہے	بے وفا مردسے گرامی ہے
سنکے اس مرغ خانگی نے کہا	مجہہ مین کیا دیکہی ہے کمی وفا
اور توڑا ہے کونسا پیمان	جس سے تونے لگایا یہ بہتان
بولا یہ بے وفائی ہے ظاہر	رکہتے ہین آدمی تری خاطر
چاہکر دل سے تجہکو پالتے ہین	تیری تکلیف ساری ٹالتے ہین
آب وہ دانہ جو ہے مدحیات	بلکہ جس سے حیات کو ہی ثبات

سہل ہے قعر بحر مین پڑنا — اور نہنگان بحر سے لڑنا
سہل ہے لب سے چوسنا سم مار — دشمن جان آدمی خونخوار
پر ہے دشوار خدمت شاہان — سخت بسیار قربت شاہان
کیونکہ انجام انکا جانا ہے — اور انکا نہین ٹھکانا ہے
کبھی خوش رہتی ہین کبھی ناخوش — کوئی خدمت سے انکی ہو گیا خوش
جانتا تھا کہ خدمت شاہان — رکھتی ہے خطرہ ہای بے پایان
اور کہتے ہین بعضے دانشمند — انکی خدمت ہے آگ کے مانند
کیونکہ امیدوارونکا مسکن — کرتی ہے نور جود سے روشن
لیک جب چلتی ہے ہوائے قہر — جلتا ہے اوس سے سارا آخر شہر
عقل کامل بھی دیتی ہے تمثیل — مثل آتش ہے بادشاہونکا حال
کہ کوئی جتنا پاس جاتا ہے — اُتنا اوسنے ضرر اوٹھاتا ہے
پھر بھی جو لوگ اُسنے رہکر دور — دیکھتے ہین انہونکا جلوۂ نور
انکی گرمی سے ہوتے ہین نادان — منفعت اسنے ہوتی ہین خواہان
لیک در اصل مین نہین ایسے — اپنے دل مین سمجھتے ہین جیسے
جو سیاست سے ہوتے ہین آگاہ — منکشف انکو ہوتا ہے ناگاہ

رائے سے اسکی دی ہی رای خلاف | یہ خطا ہے اگر نہ کی ہو معاف

یعنے سمجھا ہو شائد اپنی ہتک | اور دلیری کا ولمین لایا ہو شک

باوجود اوسکے مجھسے کچہہ ظاہر | نہوا اوسکے نفع سے باہر

اور اسپر بہی اسکا رعب و شکوہ | نہین ہونی دیا خفیف و ستوہ

اور دربار عام مین بہی کبہی | نہ کسی طرح کی ہے بے ادبی

اوسکی تعظیم کا رکہا ہے خیال | رکہکے توقیر پر نظر ہمہ حال

پہر بہلا کس طرح سی ہووی گمان | کہ اطاعت سے دشمنی ہو عیان

یا نصیحت سبب ہو نفرت کا | یا خرابی نتیجہ خدمت کا

کیا رکہین اس جگہہ امید شفا | باعث درد جس جگہہ ہو دوا

اور جو یہ ہے حقیقۃً ہے نہین | ہوتا ہے میری دلکو صاف یقین

نخوت سلطنت ہے اسکا سبب | ثروت مملکت ہی اسکا سبب

کہ ہو میری طرف سے رنجیدہ | ہو پسندیدہ ناپسندیدہ

کہ تحیر کا مقتضا یہ ہے | اور عظمت کا اقتضا یہ ہے

کہ ہون بالطبع ناصحون سی نفور | چاپلوسون کو آنے دین بحضور

اسی باعث سی کہتے ہین عقلا | محترز سنکے رہتے ہین عقلا

شاہ ہرموز نے بغیر سبب
ملک یزد نے سب مجھے دیکھا
تو بھی اوسنے نہ مہربانی کی
کار شاہان اسی طرح کا ہے
ہووے رزاق انکا یار مدام
شنزبہ نے کہا جو یہ نفرت
کسی صورت سے میرا پاوے قرار
نہین امید ہو گی دیکھکے شاد
کیونکہ جو خشم کا سبب کچھہ ہو
اور جو ہووے سبب خدا سے پناہ
یا دغا سے بدل دیا ہے مزاج
مین جو کرتا ہون اپنے دل مین خیال
کیونکہ بہتان کا کچھہ ٹھکانا نہین
مجھہ مین اور شیر مین جو ہے حائل
ہان مگر بعض جا بوقت صلاح

کیا ہے دیکھے مجھہ پہ لطف عجب
مینے کی اوسکی مدحت زیبا
اور نہ کچھہ میری قدردانی کی
نہین پایان اسی طرح کا ہے
بخشے توفیق نیک کار مدام
ہے اوسے میرے ساتھہ بے علت
نہین ناپے گا راہ جای قرار
میری چشم امید روے مراد
معذرت سے مٹا سکین اوسکو
نہین کچھہ اوسکی تدفیعہ کی ہے راہ
اوسکا بھی ہاتھہ مین نہین ہے علاج
دونون حالت مین ہے تلافی محال
انتہا ہے فریب جانا نہین
اس سے ہو نہین نہ جرم تیر قائل
دیکھکر چشم دل سے اوسکی فلاح

اور جو کچھ شیر سے کیا ہی بیان
میری نسبت تو بہر بحکم زمان

سنے سے بدگمانی آتی ہے
جہوٹہہ بھی سچ سی پائی جاتی ہے

نہ ہوئی ہووے ماہیت ظاہر
ہوئی ہووے کراہیت ظاہر

ایسا ہو سکتا ہے نہین ہے عجب
کہ ہے اور ونکے تجربہ کا سبب

پرہے اور ونمین اور مجہہ مین فرق
اتنا جتنا میان غرب و شرق

یا ہے جتنا میانِ لیل و نہار
یا میان خزان و وقت بہار

جانیے اپنی سی نہ حالت نیک
گرچہ املا مین شیر و شیر ہین ایک

دو نون زنبورین بیتی کہاتی ہین
ایک نیش ایک نوش لاتی ہین

کہاتے ہین دونون آہو ایک غذا
ایک دی خون ایک مشک سدا

دمنہ بولا کہ شاید اس خاطر
شیر تجہہ سے نہین ہوا نافر

بلکہ ہے بادشاہون کی عادت
متلون فراجی ہر ساعت

کبہی بے حق کو خاص کرتے ہین
صاحب اختصاص کرتے ہین

درجۂ اعلا پر بڑہاتے ہین
رتبۂ بالا پر چڑہاتے ہین

کبہی حقدار کو گراتے ہین
بے سبب خاک مین ملاتے ہین

نہین رکہتے خیال خدمت کا
چہین لیتے ہین مال قسمت کا

جس طرح بط نہ آزمودہ کار ہو — ہوئی وہ ہوکے بین آگی مضطر و خوار

پوچھا دمنہ نے کسطرح ہے یہ حال — کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ حال ہے

حکایت ۱۷

سنجھی ایک بط نے ماہی دلخواہ — آب مین تھی جو روشنائی ماہ

پکڑا چاہا تو ہاتھ آئی نہین ہے — جیسی سمجھی تھی ویسی پائی نہین

چند بار اسنے امتحان کیا — آخرش دل مین ایسا جان لیا

کہ ہے اس صید آب سے حاصل — تشنہ کو جو سراب سے حاصل

نہین تقریح طبع کچھ اسکو — دیکھ جائے خراب جا کر جو

چھوڑا کرنا شکار ماہی کا — اور کام اپنی سر براہی کا

پھر کبھی ماہی پر جو جاتی نگاہ — جانتی تھی ہے روشنائی ماہ

کبھی اسکا ارادہ کرتی نہ تھی — جو کیا کم زیاد کرتی نہ تھی

بلکہ کرتی تھی یہ سخن تکرار ہے — کہہ گئے ہین جو اگلے واقف کار

آزمائے کو آزماتا ہے — سو پشیمانی ہی اٹھاتا ہے

ہوا اس تجربہ سے یہ حاصل — کہ ہوئے اپنے کام سے عاطل

بھوکی مرتی تھی صید کرتی نہ تھی — عمر آرام سے گذرتی نہ تھی

میرے نزدیک ہی تجھے لازم
جلد ہو چارہ سازی پر عازم

کہ مگر کوئی حیلہ ہاتھہ آئے
ایسے ورطہ سے مخلصی پائے

سنا اوسنے جو دمنہ سے یہ کلام
سوچے قول و قرار شیر تمام

بولا اے دمنہ ہی یہ بات محال
کہ کرے شیر اسطرح کا خیال

ہوئی ظاہر کوئی خطا ہی نہین
راہ خدمت سے پھسلا پاہی نہین

بات تیری بھی جانتا ہون صحیح
خیر خواہی بھی مانتا ہون صریح

غالباً لوگون نے بنائی ہی بات
الٹی پلٹی اسے سنائی ہے بات

کرکے مکر و فریب کی تقریر
کر دیا ہے مزاج اوسکا تغیر

مشتعل کی ہے اسمین نار غضب
ہوتا ہے حاسدون کا کار عجب

اسکی خدمت مین چند نالائق
ہین جو ہین نکتہ چینی مین فائق

متفنی و خائن و غدار
فتنہ انگیز و پر شر و بدکار

بارہا انکو آزمایا ہے
جیسا کہتا ہون ویسا پایا ہے

وہ کہین اور ونکے لیے جو کلام
کرے باور جو سچ سمجھکے تمام

تو کرے صحبت بدانسے ضرور
حق نیکان مین بدگمانی فتور

بدگمانی سے گم ہو راہ صواب
ہووے پیدا نتیجہ ہائے خراب

جلد کر اصل حال سے آگاہ | اور اپنے خیال سے آگاہ

چہوڑ مت پند دوستانہ ایک | کہہ جو کچھ سمجھے دوستانہ نیک

تب کہا دمنہ نے بہ رنج و ملال | سنا ہے ایک معتمد سے یہ حال

کہ زبان پر ہے شیر کی آیا | کہ ہے اب شنزبہ میں جی آیا

ہوا ہے موٹا تازہ کہا کر خوب | اس جگہہ آب و چارہ پا کر خوب

اوسکی خواہش نہیں یہاں چندان | اور ہونا نہونا ہے یکسان

اسکے تن سے بناؤنگا کہانا | وحشیون کو کہلاؤن کا کہانا

کرونگا بارے سبکی مہمانی | جیسا ہے مقتضاے سلطانی

جب کیا مینے یہ سخن مسموع | جو ہے آئین عدل سے ممنوع

جانتا ہون دلاوری اسکی | مانتا ہون بہادری اوسکی

ظلم بہی اسکا آشکارا ہے | روک سکنے کا کسکو یارا ہے

آیا ہون تیرے پاس اس خاطر | کہ کرون جو سنا ہے سو ظاہر

تا یقین آوے عہد پر میرے | شک نہین آئے جہد پر میرے

نہ مروت مری نہان ہووے | بل فتوت میری عیان ہووے

مین جو کہتا ہون ہے حقیقت حال | خواہ لے اوس سے پند خواہ ملال

ایسا کہتے ہین خدمت شاہان | مثل دریا ہے بے سروپایان
ایسے پر خوف بحر کے اندر | جو ہے نزدیک تر پریشان تر
شیخ سعدی نے بہی ہے فرمایا | تیرے سُننے مین ہووے گا آیا
نفع دریا مین ہے بہت لیکن | ہے سلامت کنارہ پر ممکن
شنزبہ نے کہا کہ تیرے مقال | سنکر آتا ہے دلمین ایسا خیال
کہ کچہہ ایک رنجشہ سی پایا ہے | کچہہ ہراس اس سی دلمین آیا ہے
کہا دمنہ نے بہر خود لے یار | نہین کہتا ہون تجہہ سے یہ گفتار
اپنی خاطر نہین مجہی غم ہے | خاطر دوستان مقدم ہے
یہ ملال وکلال ہے ظاہر | میرے دلکو فقط تری خاطر
دوستی مجہہ مین اور تجہہ مین عیان | ہوئی ہے جس طرح نہین ہی نہان
عہد وپیمان جو باندہی ہین باہم | آچکے ہین ظہور مین کیا کم
اس لیے آگے کرتا ہون ظاہر | وہ جو ہوتا ہے نیک وبد صادر
نہین رکہتا ہون تجہہ سے پوشیدہ | خواہ دیدہ ہے خواہ نیوشیدہ
شنزبہ سنکے بیقرار ہوا | کم نہین دل کو اضطرار ہوا
بولا اے یار مہربان میرے | اے وفادار قدردان میرے

شنزبہ نے کہا کہ اے دمنہ ہے یہ گفتار مشتبہ کم نہ
کہہ مفصل کہ فہم میں آئے مستمع کو نہ وہم میں لائے
چاہیے بات صاف روشن ہو اصل مطلب جو ہو مبرہن ہو
تاکہ ہو اوس سے فائدہ کامل نہو محروم فائدہ عاقل
کہا دمنہ نے اسکو ہے چھہ چیز نہیں ممکن کہ ہووین بے چھہ چیز
نہ ہے دنیا کا مال بے نخوت نہ اطاعت ہوا کی بے محنت
بے بلیت نہ صحبت زن ہے حرص بے غرق کا مسکن ہے
صحبت بد نہ بے ندامت ہے خدمت شہ نہ بے مخافت ہے
مے دنیا سے کون ہے میخوار نہیں بیباک و مست و بد اطوار
نہیں برلاتا ہے سر عصیان جب طلسم و غضب سے ہر آن
کون جو در پے ہوا جائے اپنے اوپر نہیں بلا لائے
کون ہے جو ہے زن سے ہم صحبت نہیں رنج و محن سے ہم صحبت
کون ہے کر کے جو طمع داری دیکھتا ہے نہ عاقبت خواری
کون ہے ہو کے جو بد عہد کا یار نہیں کھچتا تا دل میں سو سو بار
کون ہے وہ جو کر کے خدمت شاہ نہیں ہوتا بلا میں پھنس کے تباہ

بولا دمنہ کہ صورتاً تہا دور
پر نہ تہا تجہسے باطناً مہجور

دیکہتا تہا سدا بچشم خیال
فرحت افزاے دل یہ تیرا جمال

اپنے اس سینہ کی زمین مین سدا
بوتا تہا تیرا تخم مہر و وفا

دل سے جان کی طرف بنائی ہین در
تجہسے پوشیدہ کی ہے تجہپہ نظر

کنج تنہائی تہا مقام میرا
تہی دعاگوئی تیری کام میرا

جس سے یہ دولت و سعادت کی
یہ ترقی ہر ایک ساعت کی

اب بہی ایسا ہی شغل ہے قائم
اور ہووے گا ایسا ہی دائم

گاؤنے پوچہا ایسی تنہائی
کیا سبب ہی کہ ہے پسند آئی

کہا اسنے کہ جب کوئی انسان
مالک دم نہو سکے یک آن

بلکہ ہو دوسرے کا فرمان بر
یعنے رکہتا ہو زیر فرمان سر

بے خطر ایک دم نرہتا ہو
کم خطر کے الم نہ سہتا ہو

جان و تن سے ہو جاودان لرزان
ہر سخن سے ہو ہر زمان ترسان

کیون نہین چاہے گوشۂ غزلت
کیون نہین ہووے تارک صحبت

فتنہ و شر زمان ہے یہان
بہاگ اس جا سے جو ہی پا مین توان

جو نہین ہے تو چہوڑ یہ صحبت
اور پکڑ ذیل گوشۂ غزلت

سوچا اب پاس گاؤ کے جاؤن | اوسمین بهی نار غصه بهڑکاؤن
درمیان دو کے جنگ هی آتش | هے چغل خور سخت هیزم کش
لیک دلمین ڈرا که جانا وهان | باعث بدگمانی هوگا یهان
اس لیی عرض کی که اے سلطان | جو نهو میرے جانے مین نقصان
تو ملاقات شنزبه سے کرون | اور کچهه بات شنزبه سے کرون
تاکه جو حال اسکا هووے عیان | اس سے دون اطلاع آکی یهان
شیر نے دفعتًا اجازت دی | نه تامل سے کچهه هدایت لی
دمنه مغموم و مضطرب سا وهان | آیا تها شنزبه مقیم جهان
کی سلام و دعا کی شرط ادا | اوسنے تعظیم کی تهی جیسی بجا
پیش آیا بڑے تلطف سے | اور پوچها بڑے تالف سے
کس طرح پر تها اور کهان پر تها | بار غم تیرا میری جان پر تها
یا درکهه میری یاد کرتا نهین | دیدے اپنے شاد کرتا نهین
ایک مدت سے یه جو دیدے هین | تیرے دیدار کے ندیدے هین
نهین اس گهر کے زیب وه بالکل | تیرے باغ مصاحبت کی گل
تو نهین کرتا یک نفس مری یاد | کرتا هون مین نفس نفس تری یاد

تا یقین گنہ نہو کامل | نہ حقوق اونکے کیجیے باطل
جو نہین رکھتے ایسا اندیشہ | اپنے پا پر لگاتے ہین تیشہ
راہ چلتے ہین بیوفائی کی | بے دیانت کی بے صفائی کی
شرع سے دور عقل سی ہی خلاف | شاہ سے حکم بے گواہی صاف
ہے قضا وار حکم اسکا روان | گاہ لیتا ہے گاہ دیتا ہے جان
دمنہ بولا کہ حاکمون کو کہین | بہتر از فہم خود گواہی نہین
جب وہ مکار روبرو آئے | نظر غور اسپہ فرمائے
رخ ناخوش سی اسکا خبث نہان | نہین چھپنے کا صاف ہوگا عیان
صورت آدمی ہے مرآت دل | ہے نہین دل کا دیکھنا مشکل
اسکی بد باطنی کا یہ ہے نشان | متفکر سا آئے گا وہ یہان
پیش و پس اس و چپ نظر کرتا | اپنے سایہ سے بھی حذر کرتا
حق نعمت کا کچھ نہو گا خیال | مستعد ہوگا بہر جنگ و جدال
شیر بولا بجا ہے تیرا بیان | جو نظر آئے مجکو ایسے نشان
رہ حق سے ہٹے گا شک کا غبار | اور گمان کو یقین سی ہوگا کنار
دیکھا دمنہ نے اسکی نار غضب | میرے دم سے ہوئی فروختہ اب

اور کہکر کلام ناز یبا
سیکڑون گردنین کٹاتی ہے
دیکھین چشم خرد سے تو ہو عیان
تا نہ بازار گفت مین لائین
نے کہے ہوتا ہے نہ کوئی کلام
پھر کہا جاتا ہے تو اونے کلام
ای شہ نامدار والاجاہ
اور جانے گا یہ حقیقت خویش
کیا عجب ہے جو زور مین آوے
فتنہ انگیزیان کرے پیدا
ور ارباب احتیاط سدا
عیان جرم کی سزا ہو نہان
ے نزدیک ہے یہ رای بجا
ے پنہان کیا ہے یہ عصیان
لا بلا ثبوت قصور

پر شرو نے زمانہ و بیجا
پا بہ پند گران پہنساتی ہے
کہ سخن ہے متاع سود و زیان
نہ مضرت نہ منفعت پائین
باعث رنج و غم کسیکو مدام
پھر گویندہ حیف کا ہے مقام
ہوگا اس حال سے جو وہ آگاہ
اور سمجھیگا یہ فضیحت خویش
جنگ جو یا نہ شور مین آوے
کینہ جو ہے نہان کرے پیدا
کب روا جانتے ہین ایسی سزا
یا نہان جرم کی سزا ہو عیان
ہو چھپے جرم کی چھپی ہی سزا
دیوین اسکو سیاست پنہان
اپنے نزدیکون کو نہ کیجے دور

لیک جب اوسکا کردیا اظہار
پہر تدارک کا کرنا ہے دشوار

کیونکہ کہہ سکتے ہین نہین جو کہا
نہ چہپا سکتے ہین کہین جو کہا

جب دہانے سے سخن برآتا ہے
یا کمان سے خدنگ جاتا ہے

وہ نہین الٹا ہاتہہ مین آتا
یہ نہین الٹا ساتہہ مین جاتا

اور کہتے ہین جو زبان پر آئے
بیگمان عرصۂ زبان پر آئے

ہین بزرگ زمانہ یون قائل
کہ زبان ہے یہ ترجمانِ دل

دل ہے فرمان روای ملک بدن
جوہر گنج ہستی ہے یہ سخن

جب تلک درج نطق مین ہی نہان
اور مہرِ خموشی اسپہ عیان

تب تلک گلشن حیات مین گل
فرحت و عافیت کے کہلتے ہین گل

پاتے ہین گل فراغ و عیش کے بار
نہین کہاتے ہین رنج و طعن کے خار

پہ کہلے گل جہان بلاغت کا
چہکے بلبل جہان فصاحت کا

ایسا ہوسکتا ہے کہ بوے کلام
بخشے کچہہ تازگی قلب و مشام

یا صداع و زکام کا ہو سبب
راحت و رنج عام کا ہو سبب

کیونکہ ہووے اگرچہ بستہ زبان
نکتہ دلپذیر کرکے بیان

کرتی ہے حل مسائل مشکل
کرتی ہی سننے والونکو خوشدل

ایک پیدا ہوا ہمین درد جہان ‏ بے اکہاڑے ہوئے شفا ہے کہان

اور کہانا جو معدہ مین ہی بدلے ‏ اوسکا جو معدہ مین سہی جاوے نکلے

اور دراصل ہے ممد حیات ‏ کہ اسی سے حیات کو ہی ثبات

معدہ مین کرتا ہے فساد جہان ‏ بجز اخراج ہے علاج کہان

جس سے دل خوش نہو نکال اوسے ‏ مثل جان بہی جو ہو نہ پال اوسے

نہ گیا بے اثر دم دمنہ ‏ کہ کیا شیر مین اثر کم نہ

بولا ہون شنزبہ سے اب نافر ‏ نہین کرنے کا اوسکی اب خاطر

اسکی صحبت سے دلکو آوے عار ‏ اب ملاقات اوس سے ہے دشوار

یہی بہتر ہے بہیجکر پیغام ‏ کرون اس حال سے اوسی اعلام

کہ یہان سے کہین چلا جاوے ‏ اپنا منہ پہر مجہے نہ دکہلاوے

ڈرا دمنہ کہ شنزبہ کو اگر ‏ صورت حال خود سے ہوگی خبر

فوراً آکر صفائی کرلے گا ‏ میرے حقمین برائی کردے گا

ہوویگا میرا مکر و حیلہ عیان ‏ نہین پہر بچنے کا وسیلہ عیان

بولا اے بادشاہ ذی مقدور ‏ ہے یہ تدبیر مصلحت سے دور

کوئی جبتک نہ بات کہتا ہے ‏ کہنے کا اختیار رہتا ہے

شیر بولا کہے جو تونے کلام ہوئی جاگیر میرے دلمین تمام
جانی تیری مناصحت کی صفا نہین آمیزش غرض ہے ذرا
پر مرے دلکو آتا ہے یہ خیال کم نہ افسوس لاتا ہی یہ خیال
کہ اوسے مینے ارجمند کیا علم تقویت بلند کیا
کل امیرونمین چاہا ہے اوسکو محفلونمین سراہا ہے اوسکو
ذکر عقل و امانت واخلاص کیا ہے بارہا بذات خاص
برخلاف اوسکے جو کرونگا عمل جاہلون کے لیے بنونگا مثل
مجھے دانا نہ جانے گا کوئی بات میری نمانے گا کوئی
کسیکو سرفرازی بخشے اگر تا سکے پایمال اسکو نہ کر
بولا دمنہ ہے راے صائب یہ اور تدبیر ہے مناسب یہ
کہ کسی دوست سی ہو ظاہر اگر کسی حالت مین دشمنی کا اثر
یا کرے کوئی خاص خدمت گار نخوت و مہتری کا کچھہ اظہار
جلد کام اس سی اپنی ہاتھہ مین لاے اسکی صحبت سی دامن اپنا اٹھا
پہلے اوس سی کہ وہ لی چاشت کا کام اسکی خاطر بنای طعمہ شام
گو پرانے رفیق ہین وندان اور ہین اسنے فائدے چند

اور مرے ماہ چہرہ میمون پہ
جسکو حاصل ہو فوق گردون پہ

تیغ کش ہو جو مہر سا آکر
ہووے زائل زوال خود پاکر

جو تہیدست مایہ داری کرے
لنگ سا ہے جو راہواری کرے

بیٹے جس صید کو کیا ہے بڑا
میرے ہاتھونسے چاہتا ہے پڑا

وہ منہ بولا نہ چاہیے بھولا
یہ سمجھکر کہ چاہیے بھولا ہٹ

کہ مین غالب ہون وہ ہے میرا اطعام
اکیلا ہم مین کریگا اسکو تمام

گو اکیلا معاونت نہ سکے
کیا ہے جو با معاونت نہ سکے

اپنے یارون کی دستیاری لیے
یا دغا و فریب کاری لیے

کیا عجب ہے جو پیش لیجائے
گو ہے مقصود خویش لیجائے

اور مین اس سبب سے ڈرتا ہون
بلکہ افسوس دلمین کرتا ہون

کہ سکھائے ہین کل وحوش یہان
اسنے برعکس بادشاہ زمان

نہوا ایسا کہ اتفاق کرین
حق نعمت سے افتراق کرین

ایک اگرچہ ہو موٹا تازہ قوی
بہتون سے سکے نہ جیت کبھی

بیل ہین گو نہین ہی طاقت کم
چھیڑ اکیلا کرین بیدم

چیونٹیان متفق اگر ہو جائین
شیر کا چمڑہ پھاڑ پھاڑ کے کھائین

اپنے نزدیکون پر رکھے الزام ‌ ‌ کرے اپنے ہر ایک کو بدنام

چاہیے کرنا آپ کو جو خیال ‌ ‌ چاہیے دوسرے پر اسکو ڈال

اور جب کر چکا ہے ایسی خطا ‌ ‌ دوسرے پر ڈالنا ہے بجا

شیر بولا کہ تونے سخت کہا ‌ ‌ یا طریق ادب سے دور رہا

لیک سختی سے ناصحون کا پند ‌ ‌ رد نہین کرتا کوئی دانشمند

مانا مینے کہ شنزبہ ہے پھرا ‌ ‌ کیا بگاڑا اوس سے ہوسکیگا مرا

وہ حقیقت مین ہے مرا کھانا ‌ ‌ نہین پوشیدہ ہے ترا جانا

مجھسے کچھہ زور مین نہین ہی سوا ‌ ‌ ہے نباتات صرف اوسکی غذا

اور لحم وحوش میری خوراک ‌ ‌ کیا ہے اسکی طرف سی پھر مجھکو باک

کہ ہے دیکھا ہمیشہ غالب تر ‌ ‌ جزو حیوانی کو نباتی پر

مین نہین گنتا اسکو اتنا قوی ‌ ‌ کہ مقابل ہو آکے مجھسے کبھی

بلکہ میرے مقابلہ کا خیال ‌ ‌ اسکی دلمین گذر کی پائے مجال

کیا چلے میرے ساتھہ اسکا پیچ ‌ ‌ پیش پیل وہان ہے پشہ ہیچ

مہر دولت سی میرے جو ہر آن ‌ ‌ افق لطف رب سی ہے رخشان

جو مقابل ہو ماہ کے مانند ‌ ‌ نقص حاصل ہو ماہ کے مانند

تانگر لیوے اوسکے ساتھہ بدی | جسنے کی اوسکے ساتھہ نیکی کبھی

کوئی بد اصل کو نہین پالے | مار کو کس لیے کہین پالے

کہان حنظل مین شکر کا مزا | کب چنے گل جو خار بوے سدا

اس سخن سے یقین ہوا ہوگا | شاہ کو دلنشین ہوا ہوگا

کہ مناسب ہی احتراز تمام | بے اصالت سے شنزبہ کی مدام

اور واجب ہی استماع مقال | اونسے جو ہین مطیع وخیر سگال

کیونکہ جو کوئی ناصحونکا کلام | ہوا گرچہ درشت وسخت تمام

نہین گوش قبول سی سنتا | سو ہے انجام کار سر دہنتا

جیسے قول طبیب کو بیمار | سنتا ہے جو بگوش استحقار

اور دلخواہ کھاتا پیتا ہے | زور کم زوری ہے جو جیتا ہی

پند ناصح جو سخت ہی کیا ڈر | صبر ہے تلخ لیک شیرین بر

بادشاہونمین وہ ہی ناقابل | جو رہے اپنے کام مین غافل

اور سوچے نہین عواقب کار | اور مہمات ملک کو رکہے خوار

جب پڑے کوئی حادثہ بھاری | تب رہی احتیاط سے عاری

لیک جب وقت ہاتھہ سے جاے | اور امید ساتھہ سے جائے

بارے بتلا مجھے ارادۂ خویش | کس لیے مارتا ہے تو یہ نیش
گرچہ تحقیق ہے کہ اسکا اثر | نہین پہونچانے کا ہے مجھکو ضرر
نہین اس نیش دل خراش کو بار | میرے خارہ سے پشت مین زنہار
مشت دیوار مین لگاتا ہے | اپنے ہی ہاتہہ کو دکھاتا ہے
سنکے اوسنے کہا خدا سے پناہ | ایسے اندیشہ کو ہو دلمین جو راہ
مطلب اس سے نہین زیادتی ہے | مارنا نیش میرے عادت ہے
رکہتا ہون نیش مارنے سے کار | سینۂ خصم ہو کہ پشتِ یار
جس کسیکی خراب عادت ہے | آشکارا اوس سے بے ارادت ہے
گو نہ گزدم کے جاتی ہے کچہہ پیش | سنگ پر تو بہی مارتا ہے نیش
کشف نے آخر اپنے دلمین کہا | یہ مقولہ حکیمون کا ہے بجا
کہ جو نفس خسیس پالتے ہین | خود کو خود ہی بلا مین ڈالتے ہین
آبرو اپنی آپ کہوتے ہین | کام سے اپنے ہاتہہ دہوتے ہین
خاک مین زر کو ڈالنا بہتر | نہین ناکس کو پالنا بہتر
اصل سے جسکو ہے نہین نسبت | اوس سے امید کو نہین قسمت
کیونکہ بد اصل جانتا ہے مدام | مرنا اس دار بے بقا سے حرام

بولا اندیشہ ہے مجبور آب ہے تحیر کی بحر کا گرداب

گذر اس آب سے ہے ناممکن حذر احباب سے ہے ناممکن

تو چلا جاے مین رہا مجبور کیون نہ حیف آئے مین ہا مہجور

کشف بولا کہ غم نہ کہا زنہار تجھے بے رنج لے چلونگا پار

پشت میری ترا سفینہ ہے اور بلا کی سپر یہ سینہ ہے

ہاتھ آتا ہے مشکلون سے یار چھوڑ مت اسکو سہل سے زنہار

دیکھ جو تیرے پاس ہے کوی دوست پھر ہیچ اسکو بیچ مت اے دوست

پس اوسے پشت پر چڑھا کے چلا پشت کو آب پر اٹھا کے چلا

اسکو وقت شناوری آواز آئی کچھ کاوکاوکی ناساز

پوچھا اوسنے کہ کیسی ہے یہ صدا اور تو کر رہا ہے کام یہ کیا

کہا مین تیرے جوشن تن پر آزماتا ہون نیش کا خنجر

سنکے کچھوے نے اوسکی یہ گفتار کہا اے بے مروت و بے عار

مینے تیرے لیے یہ اپنی جان ڈالی اس ورطۂ بلا مین یہان

تو میرے پشت کا سفینہ سوار ہو کے ہوتا ہے ایسے آب سے پار

گو نہین مانتا امید احسان اور نہین رکھتا دوستی کا دہیان

جہد و جد کر ہزار تو ہر راہ ۔ کوئی بد اصل و زشت خو ہر گاہ
نہین ہوتا ہی نیک و نیک خصال ۔ بار ہا دیکھا ہے یہ خواب و خیال
کہ ٹپکتی ہے ظرف سے وہ شے ۔ اوسکی اندر بھری ہوئی جو ہے
شہ نے شاید نہین سنا ہی بیان ۔ عقرب و سنگ پشت کا یہ بیان
شیر نے پوچھا کس طرح ہی سنا ۔ کہا دمنہ نے اسطرح ہی سنا

حکایت ۱۶

عقرب و سنگ پشت دو تھے یار ۔ دونون آپسمین مونس و غمخوار
دم الفت مدام بھرتے تھے ۔ دوستی کا کلام کرتے تھے
راتدن تھے معاشر و ہمدم ۔ سحر و شام مونس و محرم
ایکبار ایسا اتفاق ہوا ۔ فرض مسکن سی افتراق ہوا
چھوڑ کر اپنے اپنے مسکن کو ۔ چلے ہمراہ ایک مامن کو
راہ مین اونکے ایک نہر پڑی ۔ متلاطم تھی جسکی لہر بڑی
اوس سے عقرب کا تھا عبور محال ۔ متحیر ہوا بفکر کمال
کشف نے پوچھا کیون ہوا حیران ۔ خانۂ ہوش کیون ہوا ویران
جیب جان سونپا کیون بدست غم ۔ دامن عیش کیون چنا درہم

اور نو میدی اور بے بر
نوکرون کو دلیر کرتی ہے
نقص آتا ہے قدر سلطا نین
رہتی ہے آدمی کو جب تک آس
آس جاتی ہے پاس جاتا ہے
تونکر نا امید مجھکو یہان
مت کر اے یار تو مجھے مایوس

اصل ہے سارے فتنہ و شر کی
گوسفندون کو شیر کرتی ہے
جگہہ پاتا ہے رعب نقصان مین
رکھتا ہے ہر طرح کا تب تک پاس
اور رہی پاس پاس آتا نہے
ہوتے ہین نا امید خیرہ زبان
کہ ملے گا کہین کف افسوس

شیر بولا کہ مجھکو ہے یہ یقین
اوسکے سینہ کا آئینہ ہے صفا
میرے نزدیک ہی یہ امر محال
دائم اسپر میری عنایت ہے
پیش آتا ہون مہربانی سے
لیے پھر بھلا میری
مین ہون جب اوسکی دوستی مین
دمنہ نے چاہیے یہ خیال

کہ دل شنزبہ مین فرق نہین
نہین رکھتا ہے زنگ مکر و دغا
کہ کبھی گذرے اسکو ایسا خیال
ہر طرح ہر کہین رعایت ہے
قدر کرتا ہون قدر دانی سے
وہ کرے ایسی بدلی ڈالا
کیون اٹھاے وہ
کج

کہ ہے امید و بیم پر دائم
جو نہو انکے دلمین خوف کو راہ
اور جو امید انکی دلکی برآئے
آتش فتنہ وفسا د جلائین
شیر نے پوچھا اہل خدمت کو
کس طرح رکھین کیا سلوک کرین
بولا دمنہ کہ خادمون کو سدا
کہ یکا یک ہون ایسے نا امید
ترک خدمت کرین نہ شہ سے ڈرین
اور اتنا نہ دیجیے زر و مال
یعنے خدمت سی ہو کے آزادہ
چاہیے بلکہ اسطرح سے رکھا
کرتے ہین وعدۂ وعید سے کام
مالداری و ایمنی دائم ہا
ہوتا ہے خود پسند مین طغیان

اصل خدمت کمینون کی قائم
چشمہ خیر خواہی ہووے سیاہ
باد ناشکری انکے سر مین سمائے
خشک یا تر جو آئے یا دجلائین
جنکی ایسی خراب طینت ہے
تا کہ شاکر رہین نہ چوک کرین
اتنا محروم چاہیے نہ رکھا
دلمین سمجھین کہ اب ہی کیا امید
سازش اوسکی مخالفو نسے کرین
کہ کرین اپنے دلمین اور خیال
پھر مخدومی ہو وین آمادہ ہا
کہ نہو دل سے دور خوف و رجا
دیتے ہین وحشت و امید سی کام
کرتی ہے خود پسندی پر قائم
اور طغیان مین ہوتا ہی عصیان

جب تلک ہاتھ سے نہ فرصت جائے — اپنے خنجر سے پیاس اوسکی بجھائے
آتش حسرت اسکی جا نہین لگائے — خرمن عمر ایک آن مین جلائے
دود غم اوسکے خانمانسے اٹھائے — ایسے مفسد کو اس جہانسے اٹھائے
آئے قابو مین خصم زشت خصال — سنگ آفت سے مغز اسکا نکال
شیر بولا سنا یہ تیرا بیان — پر نہین ہوتا ہے مجھے یہ گمان
کہ شنزبہ میرا بدخواہ ہو — یا بد اندیشی کی چلے بد راہ
شکر نعمت سی انحراف کرے — راہ خدمت سے انعطاف کرے
مینے ابتک نہین بجز احسان — اسکی حق مین کیا ہے کچھ یک آن
کہا دمنہ نے ایسا ہی ہے مگر — فرط نیکی کا ایسا ہی ہے اثر
جس جگہہ داغ چاہیے مرہم — ہے بلا سو و بلکہ اکثر سم
جو کوئی اصل کا کمینہ ہے — کبھی اسکا نہ صاف سینہ ہے
ہے ہواخواہ و یکدل و مائل — جب تک امید دل نہو حاصل
لیک جب ایک امید حاصل ہو — دوسری کا ہو نہ جسکی قابل ہو
ہوئی حاصل اوسی وزارت جب — کیا عجب چاہے گر امارت تب
اور بزرگونکا یہ اشارہ ہے — نہین مخفی ہے آشکارہ ہے

کرے تدبیر وجہ لائق حال | بہر دفع عدوے زشت خصال

ایسی حالت مین چاہیے چستی | محض بیجا ہے غفلت و سستی

پس ہوئی خود شتاب مردہ مثال | بہی بالائے آب مردہ مثال

ایک صیاد نے اٹھایا اوسے | لیک دیکھا تو مردہ پایا اوسے

مکر اوسکا نہین ہوا ظاہر | ڈالا اوسکو کنارہ پر آخر

وہانسے پھر بحیلۂ کامل | ہوئی اس آب جاری مین داخل

بچگئی اس مکان آفت سے | لے گئی اپنی جان سلامت سے

مراگر خواہش رہائی ہے | نہین بے مرگ آشنائی ہے

اور وہ ماہیٔ نگون قسمت | جہل و غفلت سی اپنے دون ہمت

ہوئی عاجز جو یہ بلا آئی | کچھہ نہین سوجھا سخت گھبرائی

غافلی اوسکے حال سے تھی عیان | عاجزی اوسکی چال سی نہ نہان

متحیر تھی پاکشان ہر سو | پر نہان تھی رہِ امان ہر سو

گئی او پر تلے یمین و یسار | کہین آئی نظر نہ راہ فرار

ہوگئی مبتلائے دام بلا | نہین غفلت کا دیکھا کام بھلا

اس مثل سے ملی یہ راہ صواب | چاہیے کار شنزبہ مین شتاب

اپنے یارون کو کی ذرا نہ خبر | ہوئی اوس ورطۂ بلا سے بدر
چمکا جسوقت آفتاب جہان | آئے صیاد ماہی گیر وہان
ڈال کر دام اپنا بہر شکار | روکی ہر دو طرف سے اوسکی کنار
نیم عاقل تہی تجربہ سے دور | پر نہ تہی عقل و ہوش سے مہجور
دیکھکر یہ بلا نہ گہبرائی | پر بہت اپنے دلمین پچہتائی
کہ صد افسوس مین رہی غافل | ایسا غفلت سے ہوتا ہی حاصل
کس لیے پہلے ماہی کے مانند | نرہی احتیاط سے پابند
چاہیے تہا کہ اپنا غم کہاتی | پہلے اوس سے کہ یہ بلا آتی
ایسی آفت کے آنے سے پہلے | اپنی راحت کے جانے سے پہلے
کیون نہ کی اپنے واسطے تدبیر | حیف کی اپنے واسطے تقصیر
پہلے آنے سے کر علاج بلا | پہر پشیمانی مین ہے فائدہ کیا
اب نہین بہاگنے کا وقت رہا | چاہیے کرنا کچہہ فریب و دغا
گرچہ جسوقت ہو بلا نازل | نہین کوشش سے کچہہ سوا حاصل
بار تدبیر سے جب آفت آئے | نہ تمتع کبہی زیادت پائے
توبہی واجب ہے مرد دانشور | مقتضا ہو مقتضائے دانش پر

تها بچها یا صبا نے فرش بہار | تہے کئی رنگ کے گل اپنے نثار
سارا عالم تها صورت گلشن | نہ کہین تہی ضرورت گلشن
باد خوشبو سے مشکبار چمن | تہی لطافت مین روی یار سمن
تہی سحر کی ہوا سے گل خندان | دہن دلربا سے گل خندان
آئے دو تین ماہی گیر وہان | برلب آب گیر تشنہ وہان
جانا اون ماہیونکا حال تمام | پر نہ اوسوقت انکی پاس تہا دام
کرکے میعاد آئے اپنے گہر | ہوئین وہ تینون ماہیان مضطر
نار حسرت سے آبکے اندر | کم نہ تہین سوز وتاب کے اندر
وقت شب وہ جو انمین تہی عاقل | صاحب ہوش و دانش کامل
چونکہ ظلم زمانہ غدار | ستم روزگار ناہنجار
بارہا دیکہنے مین آئی تہی | اکثر اوقات آزمائی تہی
ہوئی بجز نجات فکر کنان | کہ بچے کیسے اس بلا سے وہان
جانیے اوسکو عاقل وہشیار | جسکی مضبوط ہے بنای کار
حزم جسکا نہین درست وبجا | سخت وسست اسکی کام کی ہی بنا
پس ادہر سے جدہر تہا آب روان | ہوئی چالاکی سے شتاب روان

نہین سوجھے رہائی کی تدبیر | ہووے تیر بلا سے خود نخچیر
ان ہی تینون کو لکھتے ہین عاقل | عاقل و نیم عاقل و جاہل
اور ان تینون کے موافق حال | ہے یہ ان تین ماہیونکی مثال
شیر نے پوچھا کسطرح ہی یہ بات | کہا دمنہ نے اسطرح ہے یہ بات

حکایت ۱۵

ایک تھا آب گیر راہ سے دور | چشم مردان صید خواہ سے دور
آب اوسکا صفائی سے نہ جدا | جسطرح اعتقاد مرد خدا
اوسکا دیدار ملتفی تھا سدا | بھر جو پاے عین آب بقا
متصل تھا یہ آب جاری سے | آب تازہ کی آبیاری سے
اوسمین تھین تین ماہی نادر | متوطن براحت خاطر
رشک سی حوت چرخ تھی ہر آن | جسطرح مہر سے حمل بریان
ایک اون ماہیون مین تھی عاقل | اور دو نیم عاقل و جاہل
ناگہان جب وہان تھا وقت بہار | بلکہ ہر جا عیان تھا وقت بہار
گل سے آراستہ تھا سارا جہان | آتش رشک پر تھا باغ جنان
تھی ریاحین سے سطح غبرا | جیسے پرنجم قبہ خضرا

جو زمان پاے گا زیادہ تر
اور کہتے ہین لوگ ہین دو گروہ
ہوشیار اوسکو کہتے ہین جو سدا
ہوشیاری سے کام کرتا ہی
یہ بہی ہین دو طرحکے انمین ایک
دور اندیشی کرتا ہے ظاہر
یعنے پہلے سے جان جاتا ہے
یاد رکہتا ہے ہر زمان یہ مثل
ایسا کس ورطۂ بلا مین آے
ایسے کو تیز ہوش کہتے ہین
دوسرا وہ ہے جب بلا آئے
بیگمان ایسی کس سے راہ صواب
ایسے کو ہوشدار کہتے ہین
اور جو ہے ستوہ آفت مین
یعنے جسوقت ہو بلا ظاہر

ایکدن ہووے گا یہ مار اژدر
ایک ہے ہوشیار ایک ستوہ
رہتا ہے ہوشیار وقت بلا
بچنے کا انتظام کرتا ہے
احتیاطاً ہے دوسرے سے نیک
سوچتا ہے امور کا آخر
پیچہے جو جاننے مین آتا ہے
چاہیے پہلے فکر کیجیے عمل
اوس سے پہلے امان کا ساحل پاے
عیب جو یان خموش رہتے ہین
دل کو برجا رکہے نہ گہبرائے
نہین رہ سکتے اندرون حجاب
نہ فراموش کار کہتے ہین
پڑتا ہے ورطۂ ہلاکت مین
ہووے مجبور و مضطرب خاطر

جو کوئی رہتا ہے بجاہ خمول — اور پاتا ہے اوج جاہ قبول

کیا عجب مدعی شاہی ہوئے — شاہ کو باعث تباہی ہوئے

شیر نے سنکر اوسکو فرمایا — کیا سخن یہ زبان پہ لایا ہے

کسطرح بدلا شنزبہ کا خیال — تونے کس سے کہان سنا ہے یہ حال

جو حقیقت ہی جیسی ہے تقریر — سوچتا ہے تو اوسکی کیا تدبیر

بولا دمنہ کہ چشم شہ ہے گواہ — جیسے کچھ رکھتا ہے وہ رفعت جاہ

ہر کسی شہ کو چاہیے کہ اگر — کوئی خادم بجاہ و حشمت و زر

اپنا ہمسر کہین نظر آئے — جلد تدبیر دفع فرمائے

ورنہ کار اختیار سے جائے — اور شہ اپنے کار سے جائے

اور علاج اوسکا شاہ روشن رائے — جیسا فرمائے ہمسے کیا بن آئے

رکھتے ہین عقل ناقص و قاصر — فہم کوتاہ و خاطر فاتر

لیک مین جانتا ہون گاؤ کا کام — چاہیے شہ کو جلد کرنا تمام

جو تامل نے اوسمین پایا ظہور — یہان تک پہونچیگا یہ کام ضرور

کہ تدارک کا ہوگا پا کوتاہ — تاپین گے اوسکے بعد کی جو راہ

دشمن جان بنا ہے مور سے مار — چاہیے مور مار گشتہ کو مار

عقل ہو رہنا ظفر ہو یار ، یار خوش خصم بدگہر ہو خوار
خلوتین شنزبہ کی ہین نہان ، افسران سپہ کے ساتھہ یہان
درمیان لایا ہے بہت سی کلام ، ور غلاتے ہین کل خواص و عوام
کہتا تہا مینے آزمایا شیر ، جانا ہے جسقدر عقیل و دلیر
زور طاقت سے ہو گیا آگاہ ، بجز فہم و خرد کی پایا تہاہ
جیسا سمجہا تہا ہے نہین ویسا ، یعنے سمجہا تہا ہے نہین جیسا
متحیر ہون مین کہ خاطر خواہ ، شہ نے بخشا ہے اسکو عزت و جاہ
حال پر اسکے یہ عنایت ہے ، کہ سبہون سے سوا رعایت ہے
پایا ہے ایسا درجہ والا ، کہ نہین اس سے اب کوئی اعلا
اس عنایت پہ اسطرح کا ہے حال ، رکہتا ہے ہمسری کا دلمین خیال
سچ ہے دولت جو کوئی پاتا ہے ، حد سے باہر قدم اٹہاتا ہے
دیکہتا ہے جو کوئی آدم آزاد ، دست خود امر و نہی مین آزاد
اور پاتا ہے اختیار تمام ، نسبت رتق و فتق کار انام
بیضہ رکہتا ہے دیو فتنہ و شر ، آشیان دماغ کے اندر
اور ہوائے خیانت و عصیان ، ہے سویداے دلمین جوش کنان

امتحان کر چکا ہون تیرا کلام ۔ محض شفقت سے ہے اور پند مدام

نہین خبث و غرض کو اسمین جا ۔ رہین خبث و غرض بہر آمین کیا

تب کہا اوسنے کا اے خدیو زمان ۔ جتنے رہتے ہین باہم وحوش یہان

زندگی سبکی عمر سلطان ہے ۔ مرحمت ربکی عمر سلطان ہے

پس مناسب ہے ہم مین سے ہر ایک ۔ جسکی ہے اصل پاک و طینت نیک

کرے جو تربیت کا حق ہے ادا ۔ شرط اندرز و پند لاے بجا

جو ہے واجب کبھی چھپائے نہین ۔ غیر واجب زبان پہ لاے نہین

جو کرے بادشہ سے حق نہ بیان ۔ یا طبیبون سے درد خود نہ عیان

یا رفیقون سے فقر و فاقہ چھپائے ۔ سو بلا آپ اپنے سر پر لاے

کہا ظاہر ہے پہلے سے ساری ۔ تیری یکرنگی و ہوا داری

نہین مخفی تری دیانت ہے ۔ خوب ثابت تری امانت ہے

اب بیان کر ہوا ہے کیا حادثہ ۔ اور اس فکر کا ہے کیا باعث

تا حقیقت سے پا کے آگاہی ۔ کرون تدبیر مین نہ کوتاہی

کہکر ایسے فسانہ و افسون ۔ جب کیا دمنہ نے اسے مفتون

کہولی تب اسطرح زبان بیان ۔ کا اے شہنشاہ کامران زمان

کہ وہ ہے پند اور نصیحت پر
یا ہے بدخواہی و فضیحت پر

اوسکو جانے جو اپنا نیکوخواہ
دلمین وہی اوسکی اس سخن کو راہ

خاصتہً جب فوائد کامل
اسکے عائد ہون جانب عامل

شیر بولا کہ تو تو ہے آگاہ
جتنے ہین بادشاہ والا جاہ

انسے دانشمین ہین نہین کمتر
بلکہ رکہتا نہین کہین ہمسر

ہر کسیکے کلام سنتا ہون
فائدہ کے تمام چنتا ہون

بے تکلف جو کچہہ ہے دلمین نہان
کر مرے آگے صاف صاف عیان

بولا دمنہ کہ مین بہی جانتا ہون
خوبی عقل و رای مانتا ہون

اسی سے کی ہے اسقدر جرات
ورنہ پاتا نہ خوف سے رخصت

اور ظاہر ہے مین جو کہتا ہون
خیر خواہی جو ہے سو کہتا ہون

کام ہے شفقت و امانت سے
نہین کچہہ شبہت و خیانت سی

محک رای بادشہ کے سوا
کوئی نقد سخن پرکہہ نہ سکا

ذہن شہ سی محک نہ دیکہی کہین
قلب و خالص ہمارا چہپتا نہین

شیر بولا و فور ذہن و ذکا
جسقدر رکہتا ہے نہین ہے چہپا

اوسکے آثار ہین جبین پہ عیان
جیسے مہر سما زمین پہ عیان

شیر نے پوچھا تھا کہان اتبک | خیر ہے کیون رہا نہان اتبک
بولا دمنہ خدا نے چاہا اگر | کیا عجب عاقبت ہو خیر مگر
شیر سنتے ہی سخت گھبرایا | متفکر ہوا نہ صبر آیا مہ
پوچھا دمنہ سے کہہ ہی کیا باعث | ہے کوئی حادثہ ہوا حادث
کہا ہان تب کہا کہ ظاہر کر | خانۂ دل سے اسکو باہر کر
کہا اوسنے کہ چاہیے خلوت | نہین یہ راز لائق جلوت
شیر بولا کہ بس یہی ہے زمان | کر عیان جو ہے تیرے دلمین نہان
کہ مہمات کلی مین تاخیر | نہین رکھتی نکوئی کی تاثیر
کار امروز جائے فردا پر | لا کہ تکلیف لائے ہر جا پر
دیر مت کر جو کام کرنا ہے کر | دیر مین ہوتے ہین بہت سے خطر
کہا دمنہ نے مستمع جو کلام | سننے سے دلمین پاوے رنج تمام
اوسکا اظہار نامناسب ہے | جو مناسب ہو تو یہ واجب ہے
کہ کرین پہلے خوب فکر و خیال | کرین پیچھے ادا جب مقال
پھر بھی جب اعتماد ہو کامل | اوسکی تمیز و عقل پر حاصل
اور سامع کو بھی بچشم خیال | متکلم کا دیکھنا چاہیے حال

ہوئے شاکر حضور حافظ جان — لگے چرنے وہان بہ امن و امان
گیا وے لیے خیال محنت و درد — پڑہا کرتے تہے حسب حال یہ فرد
جرعہ آب بعد اہل شتر — عمر ہفتاد سال سے بہتر
اس مثل سے ہوا یہ صاف عیان — کہ اگرچہ قوی ہو دشمن جان
پائین غفلت مین اسیر ابتلا — کام غفلت سے رہتا ہی ڈہیلا
بولا سنکر کلیلہ خوش خو — تو اگر مارے اسطرح اسکو
کہ نہین پہونچے شیر کو نقصان — تو نہین ہے مضائقہ چندان
بلکہ کچہہ عذر خواہی ممکن ہو — اور کچہہ نقص کا ہی ممکن ہو
اور اگر پہونچے شیر کو بہی زیان — اپنے دل مین کبہی نکر یہ گمان
کیونکہ کوئی عقیل و دانشور — اپنا آرام رنج مالک پر
نہین کرتا ہے ایک لحظہ پسند — جو ہے عاقل تو ہی اشارہ بسند
اس سخن پر سخن تمام ہوا — دمنہ بہی داخل مقام ہوا
پر نہ تہا چین ایکدم جی کو — ایکدن پا کے موقع نیکو
متوجہ ہوا بسوے شیر — گیا خلوت مین روبروے شیر
ہوا استادہ صورت مضطر — سخت مغموم کرکے نیچا سر

ہوا یہ کہکر آگے استاد | شیر جو اپنے دل سے تھا سادہ
اوسکے مکر و فریب مین آیا | اعتبار اوسکی بات پر لایا
اور ہوا اسکے پیچھے پیچھے روان | پہونچے جس جا تھا ایک چاہ کلان
آب تھا جسکا صاف آئینہ وار | شکل دکہلاتا تا صاف آئینہ وار
دیکھنے والے اپنا حلیہ و رو | دیکھتے بے تفاوت سر مو
جو کوئی اسمین جہانکنے جاتا | ہو بہو اوسمین آپ کو پاتا
بولا اے شاہ خصم بد باطن | ہے اسی چاہ مین ہوا ساکن
نام سے اسکے خوف کہاتا ہون | دید سے اسکی تھرتھراتا ہون
آپ اگر مجھکو اپنے بر مین لائین | اور اوس چاہ مین نظر فرمائین
تب بتا سکتا ہون کہان پر ہے | بل دکہا سکتا ہون جہان پر ہے
لیکے بر مین اسے ہوا نگران | چاہ مین دیکھے اپنے عکس عیان
سمجھا یہ شیر ہے وہ زشت خصال | اور خرگوش میرا صید حلال
چھوڑکر اوسکو چاہ مین کودا | ورطۂ موت تھا نہین سوجہا
ایک دو غوطہ مین ہوا آخر | مکر خرگوش سے موا آخر
آیا خرگوش وحشیون کی حضور | ہوے سنکر یہ حال فکر سے دور

کہ یہ صحرا ہے میری جائی شکار | چاہیے مجکو پہلے آئے شکار
تونے شاید نہین سنایہ کلام | کہ ہر اک بیشہ شیر کا ہے مقام
ای ملک اس قدر رکا واہی | اور ظاہر کی شوکت شاہی
کہ گریزان ہوا وہان سے مین | بچکر آیا ہون اپنی جانسے مین
تا کرون حال آپ سے ظاہر | نہون اظہار حال مین قاصر
بھوکھ کے مارے تھی نہ عقل بجا | غیرت جاہلانہ سے یہ کہا
شیوۂ جنگ مین ہون مین یکتا | جنگ شیرونکو ہون سکھا سکتا
کونسا شیر ہے دلیر یہان | جو مرے صید پہ ہو شیر یہان
پھر کہا تو اگر بتائے مجھے | کونسا شیر ہے دکھائے مجھے
وادلون تیرے دلکی خود جاکر | شاد ہون انتقام خود پاکر
کہا خرگوش نے کہ ای سرور | نہ بتاؤنگا اسکو مین کیونکر
اوسنے صدہا کلام نازیبا | کہے ہین بادشاہ کو بیجا
پھر دؤ مین بنا نا سکتا جو | آنجور اسکے کاسۂ سر کو
لیک مین چاہتا خدا سے ہون | آپ کی پنجہ مین اوسے دیکھون
حسب دلخواہ عاجز و مجبور | تا نہ پھر کر سکے ہمین رنجور

کہا سن کے کیا مضائقہ ہے — گر خوشی سے جو کار لائقہ ہے

اوسنے جانے مین کچھہ درنگ کیا — بھوکھہ نے اسکو سخت تنگ کیا

منقضی ہوگیا جو وقت چاشت — نہوئی اوس سے بھوکھہ کی برداشت

لگا غصہ سے پیسنے دندان — کہ ہوئی دیر کس لیے چندان

گیا خرگوش ہولے ہولے اودھر — شیر غصہ سے تنگ آیا نظر

آتش جوع اشتعال مین تھی — طاقت صبر انتقال مین تھی

دمبدم جھونکتا تنور شکم — روز ناداری ہے مصیبت و غم

دیکھا دم انتقام کی ہر بار — مارتا تھا زمین پہ خون خوار

اور تھا نقض عہد کو تیار — آیا آہستہ پیش وہ مکار

گیا جھککر ادب سے اوسکو سلام — پوچھا تب شیر نے اوس سے یہ کلام

کہ کہان تھا کدھر سے آیا ہے — کیا خبر وحشیون سے لایا ہے

کہا اوسنے اونہون نے ابی جہجاہ — ایک خرگوش بھیجا تھا ہمراہ

حسب دستور آتے تھے ہر دو — ملا ایک شیر راہ مین ہمکو

لے گیا چھین کر اوسے بزور — گرچہ مینے بہت مچایا شور

کہ یہ ہے شاہ وحشیان کی غذا — نہ سنا اور نے مجھے جواب دیا

یا نہین پاتا جاتا ہے یونہین ۔ رنج و تکلیف اٹھاتا ہے یونہین

ہم بھی رہتے ہین خوف سے ترسان ۔ تیری اس جا کی طرف سے لرزان

تو ہمارے لیے ہے سرگردان ۔ ہم ترے ڈر سے مضطرب ہر آن

اس لیے ہمنے سوچی ہے یہ صلاح ۔ اسمین دونون کیواسطے ہے فلاح

گذرینگے تیرے دن فراغت سے ۔ اور ہماری خوشی و راحت سے

وہ یہ ہے تو اگر ہمین نہ ستائے ۔ وقت خوش مین ہماری فرق نہ لائے

ہم ترے پاس کرتے ہین اقرار ۔ بھیجین گے روز روز ایک شکار

اسمین ہرگز نہین کرینگے خطا ۔ سنکے یہ شیر نے دی انکو رضا

پس یہ ہر روز قرعہ ڈالتے تھے ۔ نام جس شخص کا نکالتے تھے

بھیجتے تھے اسے حضور شیر ۔ شیر ہوتا تھا اسکو کھا کر سیر

ہوئے کچھ روز منقضی ایسے ۔ ہوئی تقدیر مقتضی ایسی

آیا قرعہ بنام یک خرگوش ۔ جو تھا اون وحشیوں مین صاحب ہوش

ہوکے آماج گاہ تیر بلا ۔ دوستدارونسے اپنے اونسے کہا

جو نہ کچھ دلمین خوف شیر کرو ۔ اور مجھے بھیجنے مین دیر کرو

اس ستمگر کے ظلم سے آخر ۔ کرون تم سبکو مخلصی ظاہر

حکایت ۱۳

گرد بغداد مرغزار تھا ایک
گویا گلزار پر بہار تھا ایک

ایسی اوسکی نسیم تھی خوشبو
کہ بہشت عظیم تھی خوشبو

عکس گلہا سے دیدہ گردون
تھی منور برنگ بوقلمون

تھے ہر ایک شاخ پر ستارہ ہزار
تھے فلک کے ستارے سیارے نثار

تھا نمودار سبزہ مین سیلاب
پیکر لاجورد مین سیماب

تھی ریاحین دمیدہ برلب جو
تھی معطر ہوا صبا خوشبو

وحشی اس مرغزار مین بسیار
جسطرح گل بہار مین بسیار

رہتے تھے آب و خور کی کثرت سے
عمر گذرانتے تھے فرحت سے

پاس ہی ایک شیر تھا ساکن
پر غضب تندخوے و بد باطن

کہ ہمیشہ اونہون مین آتا تھا
نامبارک لقا دکھاتا تھا

عیش اونکا خراب کرتا تھا
مارتا تھا اونہین نہ مرتا تھا

ظلم سے اوسکے ہو سکے نہ صبور
گئے مل کر تمام اوسکے حضور

کرکے اظہار انقیاد کہا
کہ رعیت ہین تیری بادشہا

تو مشقت کے بار اوٹھاتا ہے
ہمسے تب ایک شکار پاتا ہے

بچی، راہ نہانی سے بارے ۔۔۔ گرگ و خرگوش حرص کی مارے

اندر آتے ہی غرق چاہ ہوئے ۔۔۔ آپ ہی اپنے خار راہ ہوئے

گرگ نے جانا حیلۂ خرگوش ۔۔۔ کیا غصہ نے اوسکے دل پر جوش

اوسکو فی الفور پارہ پارہ کیا ۔۔۔ شکم گرسنہ کا چارہ کیا

مرگ پر ایسے شخص کے کیا غم ۔۔۔ بچا جسکے فریب سے عالم

یہ مثل میئنے جو بیان کی ہے ۔۔۔ یہ حقیقت تجھے عیان کی ہے

کہ کبھی مکر اور حیلہ کہین ۔۔۔ پیش دانا ہے پیش جاتا نہین

اور جو عقل سے ہے بہرہ ور ۔۔۔ آتا ہے کب فریب کے اندر

کہا دمنہ نے یہ جو تونے کہا ۔۔۔ مین سمجھتا ہون ہے درست و بجا

لیک ہے گاؤ آپ پر نازان ۔۔۔ اور مری دشمنی سے ہی نادان

نہین غفلت مین ہار نا دشوار ۔۔۔ نہین غافل کو مارنا دشوار

دوستی کی کمان سے مکر کا تیر ۔۔۔ جہان چلتا ہے ہوتا ہی جاگیر

تونے شاید نہین کیا ہے گوش ۔۔۔ شیر کش مکر سے ہوا خرگوش

کہ تھا اوسکے مکر سے آگاہ ۔۔۔ ورطۂ موت مین پڑا ناگاہ

پوچھا اوسنے کہ کسطرح ہی یہ حال ۔۔۔ کہا دمنہ نے اسطرح ہے یہ حال

کہ ہوئی ہے فریفتہ روباہ ۔ میری باتوں پہ شیفتہ روباہ
پھر کیا وصف لحم و شحم بیاں ۔ ہر نئی چیز میں مزہ ہے عیاں
گرگ نے ضرس حرص تیز کیے ۔ گوشت روباہ کے مزہ کے لیے
اور خرگوش امیدوار ہوا ۔ کہ عیاں مجھسے ایسا کار ہوا
گرگ مجکو رہائی بخشیگا ۔ اپنے دل کو صفائی بخشیگا
لیک روبہ تھی ہوشیار بڑی ۔ اور تھی آزمودہ کار بڑی
دور اندیشی کی چلے تھی راہ ۔ کھودا تھا گھر میں پہلے سے ایک چاہ
رفتہ رفتہ نکالی تھی کل خاک ۔ ڈھانپا تھا ڈال کر خس و خاشاک
اور رکھتی تھی ایک راہ نہاں ۔ جس سے بر وقت ہونی پائی رواں
گیا باہر وہاں سے جب خرگوش ۔ بر سر چاہ آئی وہ ذی ہوش
ایسی ترتیب سے خس و خاشاک ۔ رکھے اور اوپر اوسکے ڈالی خاک
کہ ذرا سے اشارہ کے پیچھے ۔ خاک و خاشاک کل گرے نیچے
پس جہاں پر تھی وہ رہ پنہاں ۔ بولی آکر وہاں کہ اے مہماں
مہربانی سے آئیے اندر ۔ اپنی تشریف لائیے اندر
جو نہیں اندر رکھا او نہوں نے قدم ۔ بھرا اوسنے وہیں گریز کا دم

خاص ایسے عزیز کی خاطر — کب ہون خدمت گذاری مین قاصر
اور کرون کیون نہ اوسکی مہمانی — جسکی کی تونے یہ ثنا خوانی
کوئی مہمان جو گھر مین آتا ہے — اپنا رزق اپنے ساتھ لاتا ہے
اگلے لوگون سے سنّے مین آیا — ہے بزرگون نے ایسا فرمایا
اپنی روزی ہر ایک کھاتا ہے — اپنے یا تیرے گھر سے پاتا ہے
مان مہمان کا اس لیے احسان — کھاتا ہی تیری خوان سی اپنے نان
لیک کر اتنی مہربانی عیان — کہ کرون صاف جھاڑ کر یہ مکان
اور بچھاؤن مین فرش لائق حال — بہر مہمان نیک و پاک خصال
سمجھا خرگوش نے مری تقریر — نہین روباہ مین ہے بے تاثیر
خدمت گرگ مین چلے گی ابھی — وہ بلا فرق سے ٹلے گی ابھی
بولا مہمان فقیر مشرب ہے — نہ تکلف سی اسکو مطلب ہے
جاے و جامہ سے وہ ہے بے پروا — جز ملاقات ہے نہ اسکو چاہ
پر تکلف ہے پر طبیعت ہے — کیا قباحت ہے گر طبیعت ہے
جیسے جی چاہیے کیجیے خاطر — اس طرح کہکر آیا وہ باہر
کیا کل حال پیش گرگ بیان — اور یہ مژدۂ امید عیان

ہے مبارک مزار سے آیا | شوق بے اختیار سے آیا
سنکے حضرت کی زاد ہر واری | جمعیت کا جسکا ہے خلق مین جاری
مجھے بھیجا ہے استجازت کو | آئے اندر اگر اجازت ہو
چشم دیدار سے منور ہو | مغز گفتار سے معطر ہو
کیونکہ دیدار ہے جہان آرا | اور گفتار عنبر سارا
اور اسوقت جو نہ فرصت ہو | دوسرے وقت آکی رخصت ہو
یا بلانے فضول سا جائے | یا دعاے قبول سا آئے
سمجھی روباہ جب سنا یہ کلام | کہ ہے پر مکر و حیلہ سے یہ تمام
کہا دلسے کہ اب یہی ہے صواب | کہ پلاؤن اسے اسیکی شراب
جیسا دم بھرتا ہی بھرون ویسا | جیسا یہ کرتا ہے کرون ویسا
کہہ گئے ہین بزرگ پیشین فاش | سنگ ہی سنگریزہ کا پاداش
پس خوشامد کے ساتھ پیش آئی | اور لب پر یہ گفتگو لائی
کہ یہان مین عزیزونکی خاطر | نہین خدمت گذاری مین قاصر
بلکہ ہر وقت رہتی ہون تیار | جیسے رہتی ہین خاص خدمتگار
تاکہ حاصل ہو انسے دید و شنید | جو سمجھتے ہون اپنے حق مین مفید

تھی وہ چالاک پرفریب زمان — یعنی اس بیشہ کی تھی باج ستان

دیو و صحرا مین ایک بازی گر — تھی درندون مین نیک بازی گر

دد وِ صحرا فنائین تھے سارے — سگ وہ بہی تمام تھے ہارے

ہوتی تھی وقت جست چشم سی گم — جہاڑتی تھی فلک کا صحن بدم

اوس سے خرگوش کو خصومت تھی — پای فرصت جواب عقوبت کی

چاہا لے اوس سے انتقام اپنا — اور اوس سی بنائے کام اپنا

اس لیے چہوڑا گرگ کو در پر — خود گیا اس مکان کے اندر

جاکے روباہ کو سلام کیا — چاپلوسانہ احترام کیا

دیا روباہ نے جواب سلام — اور کیا اوس سی اسطرح سی کلام

خوب آیا کہان سے آیا بیٹھ — دونون آنکھین ہین تیری جا بیٹھ

کہا گذرا ہے عرصہ بسیار — جب سی رہتا ہون شائق دیدار

پر زمانہ میرا منافق تھا — اور مرا بخت ناموافق تھا

اب ہوا طالع و زمانہ یار — ہوئی حاصل سعادت دیدار

اندنون ایک عزیز عالی جاہ — جو کرامت کی مصر کا ہے شاہ

[illegible] گرچہ کا ہے پیر — مہربان مرید و نیک ضمیر

آتش جوع التہاب مین ہے
نفس امارہ اضطراب مین ہے

آپکو چاہیے غذا لیکن
کیا ہے مجھہ دبلے پتلے سے ممکن

ایک لقمہ سے مین نہین ہون سوا
میرے کہانے سے ہوگا فایدہ کیا

ایک روباہ ہے مقیم یہان
اسقدر فربہ و جسیم عیان

کہ وہ ہے راہ چلنے مین لاچار
بلکہ ہے اٹھنا بیٹھنا دشوار

گوشت اوسکا ہے مثل آب حیات
خون اوسکا ہے مثل شیر و نبات

آپ تکلیف اسقدر فرمائین
کہ مرے ساتھہ اسکے گھر پر آئین

ہون مکر و فریب مین قاصر
کرون اوسکو حضور مین

آپ لین اوس سے ناشتے کا کام
گر ملے اوس سے روح کو آرام

فبہا ورنہ مین ہون خود حاضر
نہین خدمت مین آپکے قا

دوسرون کو چلائین فرمان پر
مین تو رہتا ہون آپ فرما

گرگ اوسکی فریب مین آیا
دل مضطر شکیب مین آیا

پیش لی راہ خانۂ روباہ
جسکا دست دغا نہ تہا کوتاہ

درس شیطان کو سکہاتی تہی
اور سبق وہم کو بتاتی تہی

ایسی تہی نقش بازیمین عاقل
اور نیرنگ سازی مین کامل

کیسے پر ہو نیکی نہین کاری　　تیری حیلہ گری و مکاری

تو جدہر رخنہ مکر سے کریگا　　وہ ادہر اوسکو فکر سے بہریگا

تو کریگا نہ اس سے چاشت تمام　　کہ وہ لیویگا تجھسے شام کا کام

تونے ابتک حکایت خرگوش　　میری دانست مین نہین کی گوش

چاہکر روبہ کی گرفتاری　　پہنس گیا خود بدام لاچاری

پوچھا ومنہ نے کیسے ہی یہ بیان　　کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۳

کہتے ہین ایک گرگ صحرا مین　　پہرتا تہا طعمہ کی تمنا مین

زیر خاشاک دیکہا یک خرگوش　　خواب غفلت سی گویا تہا بیہوش

گرگ نے اوسکو مغتنم جانا　　ہولے ہولے اودہر گیا جانا

اوسکی دم اور قدم کی آہٹ سے　　خواب سے چونک کر اٹہا جھٹ سے

چاہا بہاگے کہ گرگ بر سر راہ　　آکے بولا کہان کو جاتا ہے آہ

آکر اب مین ہون دوری سی لاچار　　بہاگ مت ہون صبوری سی لاچار

ہوگیا خشک مارے وہشت کے　　پاگئے ٹوٹ مارے وحشت کے

رکہا رو کر زمین پہ روی نیاز　　کہ ہوا مجہپر آشکار یہ راز

پر لگا مار جو انہون کو نگاہ | مار کر مار اسے کرینگے تباہ
لوٹ کر اوسکی جان کا سرمایہ | پھر اٹھا لینگے اپنا پیرایہ
بے اٹھائے رہی محنت و آفت | ہو گی تجھکو فراغت و راحت
زاغ اس بات پر ہوا عامل | ایک آبادی مین ہوا داخل
ایک زن دیکھی ایک کوٹھے پہ | رکھکے پیرایہ ایک گوشہ پہ
آپ اس کوٹھے پر نہانے لگی | میل اندام سے چھڑانے لگی
لیا پیرایہ زاغ نے آکر | کیا جیسا بتایا تھا جاکر
یعنے جب پہونچا مار کے گھر پہ | ڈالا پیرایہ مار کے سر پہ
متعاقب جو پیچھے آئے تھے | زاغ کے نیچے نیچے آئے تھے
اسقدر دیکھتے ہی سر کوٹا | مار قید حیات سے چھوٹا
لے کے پیرایہ وہ گئے گھر کو | زاغ کے سر سے ٹال کر شر کو
خصم خونخوار درمیان سے گیا | اشک خونبار جیب جان سے گیا
یہ مثل اسلیے بیان کی ہے | یہ حقیقت تجھے عیان کی ہے
کہ جو حیلہ سے کام کر سکیے | زور سے کب تمام کر سکیے
کہا سنکر کلیلہ نے خاموش | گاؤ رکھتا ہے فہم و دانش و ہوش

کہ بہت سے جو مکر کرتے ہین | مکر سے اپنے آپ مرتے ہین
جیسا مضمون ہے اس آیت کا | ایزد پاک کی ھدایت کا
کہ پہونچتا و بال مکر نہین | دوسرے کو جزا ہل مکر کہین
پر بتاتا ہون مین تجھے تدبیر | جو نکی اوسکے کرنے مین تقصیر
ہوگی تیرے لیے بقا کا سبب | اور اوسکے لیے فنا کا سبب
زاغ بولا کہ یارون کا ایسا | جو ہو اوسمین نہین خدر کی جا
اور جو ہووے عقلمند و نکی رای | اس سے کب کوئی انحراف دکہای
ساقی ہے میکدہ کا راہنما | یار سے ہے نہ انحراف روا
تب کہا اس شغال نے یہ زار | کہ ہوا کی فضا مین کر پرواز
نظر افگن ہو بام و صحرا پر | پاے پیرایہ گر کسی جا پر
[illegible]شین ہووے چشم انسانین | اور اٹھانا ہو اسکا امکان مین
[illegible] منقار سے اٹھا اوسکو | چشم مردم سے مت چھپا اوسکو
[illegible] دیکھین کل مردم | اور نہووے نظر سے اونکی گم
[illegible] پیرایہ | ہونگے درپے ترے تہ سایہ
[illegible] کے گھر پر | ڈال پیرایہ مار کے سر پر

که جو جیتا تو کامیاب ہوا ۔ اور جو ہارا تو ناکامیاب ہوا
که کریگا جو خصم کو مغلوب ۔ کرینگے لوگ مردی سے منسوب
اور جو ہاریگا کار لائق سے ۔ بچے گا طعنۂ خلائق سے
کرے دشمن جو تیرا قصد ہلاک ۔ ہارے ہے تجھسے پھر ضرر کا نہ باک
جہد کرنے مین تو نہو مجبور ۔ ہے اگر فہم و عقل مین مشہور
کام پایا تو ہوے گا باکام ۔ ورنہ ہوگا نہ خلق مین بدنام
پس لپٹ کر لگا وہ بانے تنگ ۔ گردن ماہی خوار کو خرچنگ
تھا جو بیمار و ضعیف بس نہ چلا ۔ ہوکے بیدم گرا گھٹا جو گلا
اترا خرچنگ اسکی گردن سے ۔ آیا مسکن کو بچکے مدفن سے
باقی یارون سے اپنا حال کہا ۔ جیسا کچھ محنت و ملال سہا
ہوکے یارون کی فوت سے پرغم ۔ ہوئے دشمن کی موت سے خورم
مغتنم جانی سب نے اوسکی وفات ۔ اور سمجھے دراز اپنی حیات
ایسے بدخواہ کے گذرنے پر ۔ ایکدم سو برس سے ہے بہتر
خوش نہین ہوتا مرگ دشمن پر ۔ ہجر دشمن سے اچھا ہے دم بھر
لایا ہون اس لیے یہان یہ مثل ۔ کہ کرے یہ سخن عیان یہ مثل

اور زمان باہزار دیدہ وا — دیکھکر روتا تھا کہ حال ہے کیا

سچ ہے جو خصم کے فریب مین آئے — اور یقین اوسکی قول و فعل پہ لائے

یہ سزا اوسکے واسطے ہے بجا — ہے بجا اوسکے واسطے یہ سزا

ہوئے کچھہ روز اس طرح آخر — شوق خرچنگ کو ہوا ظاہر

کہ وہ بھی ماہی خوار کے ہمراہ — جاکے ہو اوس غدیر سے آگاہ

الغرض ماہی خوار سے ظاہر — کیا اپنا ارادہ خاطر

ہوا وہ اپنے دل مین خائف اب — کہ یہ ہے ایک ہی مخالف اب

چاہیے اسکو بھی تمام کرون — اوسکے یارونین اوسکا نام کرون

پس اسے رکھکر اپنی گردن پر — لے گیا ماہیون کے مدفن پر

استخوان ماہیون کے دیکھے وہان — ہوا خرچنگ دلمین فکر کنان

کہ یہ ہے آب گیر یا مدفن — دوست ہے ماہی خوار یا دشمن

چاہیے عقلمند کو دائم — کہ رہے اِس کلام پر قائم

کہ اگر دیکھے دشمن جان خواہ — رکھتا ہے کچھہ ارادہ جانکاہ

اپنے بچنے کی کچھہ کرے تدبیر — نہین کرتا تو ہوئی ہے تقدیر

اور جو کرتا ہے تو ہین فائدہ دو — دونون سے ایک تو ضرور ہی ہو

ماہیان اوسکی قید سی آزاد | پیرین زنجیر آب مین دلشاد
مثل دریا ہے آب گیر بڑا | نہ سراپا ہے اوسکا دیکھہ پڑا
تم یہان سے اگر چلوگی وہان | عمر بہر گذریگی بامن وامان
دیا سنکر یہ ماہیون نے جواب | کہ ہے یہ تیری راے عین صواب
لیک جب تک نہ تو معاون ہو | کیسی جانا یہان سے ممکن ہو
بولا یہ بات سنکے ماہی خوار | مجھے امداد سے نہین انکار
جتنی ہے مجہہ مین قوت وطاقت | نہین تمسے دریغ ہر ساعت
لیک آتے ہین دمبدم صیاد | اور یہ وقت جاتا ہے برباد
ماہیون نے کی گریہ وزاری | اور اظہار عجز ولاچاری
تب کیا ماہی خوار نے اقرار | کہ ہے جب تک بدن مین طاقت یار
چند ماہی اوٹھاکے مین ہر دن | کرونگا اس غدیر مین ساکن
پس ہر ایک صبح گاہ ماہی چند | ایک جا پر جو تہی قریب وبلند
لاکے کہاتا تہا پہر جو جاتا تہا | اور ونکو بیقرار پاتا تہا
کہ ہر ایک جانے کو شتابان تہی | چشم حیرت سے عقل نگران تہی
سہو پر انکے حیف کہاتی تہی | عبرت انکی خطا سے پاتی تہی

چاہیے شرط پسند پوری کری | جانے جو پسند ہے ضروری کری
خاصتہً ایسے کار نیک مین جو | کم مفید اوسکے واسطے بہی نہو
اور تو آپ کہتا ہے یہ بات | کہ ہے منسوب ہمسے تیری حیات
نہین ہے بے ہمارے تیرا وجود | بے ہمارے ہی تیری بود نبود
پس تباکیا ہے اپنے حق مین صواب | تب دیا ماہی خوار نے یہ جواب
کہ دو صیاد کرتے تہے یہ بیان | سنا ہے مین نے اپنے کانون یہان
نہین اون سے مقابلہ ممکن | نہین اون سے معاملہ ممکن
کہتا ہی دلمین سوچتا ہون مگر | کوئی تدبیر آتی ہے نہ نظر
بجز اوسکے کہ آب گیر ہے ایک | گویا کوثر کو بہی نظیر ہے نیک
صبح صادق سا آب اوسکا صفا | جام گیتی نما سا عکس نما
قعر مین اوسکے ریگ کے دانے | نہین مشکل شمار مین آنے
جوف مین اوسکے بیضۂ ماہی | دیتے ہین حال خود سے آگاہی
باوجود اوسکے فہم کا غواص | نہین پا سکتا اوسکا قعر خاص
اور سیاح وہم کو گیا راہ | کہ ہوا سکے کنارون سے آگاہ
دور ہین اوس سے دیدۂ صیاد | دیدۂ دام کی ہے کیا بنیاد

انکی تدبیر چاہیے کرنی — نہین تقصیر چاہیے کرنی

ایک سے سنکے دوسری نے کہا — کہ فلانے غدیر مین ہے سوا

کیجیے چلکے پہلے اونکا کام — ڈالیے اس غدیر مین پہر دام

جو حقیقت مین راست ہی یہ مقال — تو ہے پہر میری زندگانی محال

جان شیرین سے دست اٹھانا پڑا — موت کی منہ مین آپ جانا پڑا

سنکے خرچنگ یہ کلام یاس — آیا مغموم ماہیون کے پاس

یہ خبر جسطرح سنی تہی یہان — کی تمام و کمال اوسنے بیان

ماہیان اس خبر سے گہبراکے — ساتہہ خرچنگ کی وہان جاکے

روئین یون ماہی خوار کے آگے — دشمن جان شکار کے آگے

پہونچی ہی اسطرحکی تجہہ سے خبر — کہ عیان چہرہ پہ ہے اسکا اثر

اسکی تدبیر تو بتا ہمکو — کچہہ نہین غم سے سوجہتا ہمکو

دیکہکر اپنے کار کا آغاز — ہین جو انجام پر نظر انداز

عاجزی سے یہ حال ہی ہر آن — کہ ہین پر کار وار سرگردان

مشورت تجہسے لیتے ہین لاچار — مشورت گرچہ ہے امانت دار

گو خردمند ہووے دشمن جان — مشورت اس سے چاہیے کی جہان

صید ماہی سے جب ہوا مجبور — تب کیا اپنے دل سے یہ مذکور

کہ گیا کاروان عمر گذر رہا — گرد تک بہی نہ آگی ہو پہنچی راہ

کہیل مین کہوئی اپنی عمر تمام — نہ کہا کچہہ جو آئے پیری مین کام

رہی قوت مرے بدنین نہ آج — قوت کا کچہہ نہ سوجہتا ہی علاج

یہی بہتر ہے کوئی حیلہ کرون — مکر وتزویر کو وسیلہ کرون

ہو مگر اس بہانہ سے ممکن — کہ بسر ہووین اور بہی کچہہ دن

پس لب آب بیٹہا جا کر وہان — غمزدہ وار آہ و نالہ کنان

ایک خرچنگ دیکہکر آیا — دوستانہ زبان پر لایا

کہ تو مغموم و مضطرب سا ہے — اسکا بتلا مجہے سبب کیا ہے

کہا اوسنے کہ کیون نہون مغموم — ہے معیشت مری تجہے معلوم

کہ پکڑتا ہون ماہیان دو چار — یہان ہر روز مین صرف یکدو بار

جس سی قائم ہی تن مین میری جان — اور نہ انکو ہے کچہہ سوا نقصان

عمر کٹتی تہی میری با آرام — نہ تہا تشویش و فکر سے کچہہ کام

آج صیاد دو یہان آئے — اور یہ بات برزبان لائے

کہ یہان اوس غدیر کے اندر — ماہیان رہتی ہین زیادہ تر

جب وہ بدخواہ خواب مین آئے　　خواب کی راہ خواب مین جاۓ

اوسکی آنکھون کو مار کر منقار　　کرون دیدار دہر سے بیکار

تا کہ آنکھون سے اپنے ہو کر کور　　نکرے میرے بچگان پر زور

اور بچون کو جو ہین راحت جان　　اوسکے آزار سے نہ پہونچے زیان

کہا سنکر شغال نے ظاہر　　ہے یہ تدبیر عقل سے باہر

کہ نہین کرتے عقلمند زمان　　اسطرح قصد جان دشمن جان

کہ خطر ہووے آپ پر عائد　　یا ضرر ہووے آپ پر عائد

پس خبردار ایسا کام نکر　　آپکو اس طرح تمام نکر

کہ کیا ماہی خوار نے یکبار　　قصد خرچنگ کرکے بیکس وار

زاغ نے پوچھا کیسے ہی یہ بیان　　کہا اوسنے کہ ایسے ہی یہ بیان

حکایت ۱۲

تہا یہان آگے ایک ماہی خوار　　تہا لب آب نیک ماہی خوار

ماہیون کو شکار کرتا تہا　　بجز اوسکے نہ کار کرتا تہا

حسب حاجت پکڑ کے کہاتا تہا　　غم فردا نہ دلمین لاتا تہا

ضعف پیری نے اسمین پائی راہ　　قوت جسم کو تباہی راہ

پوچہا اسنے کہ کیسی ہے یہ بیان	کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۱۱

ایک کوی نے کہتے ہین کہ یہان	کمر کوہ پر بنایا مکان
یعنی لی تہی شگاف سنگ مین جا	کیا تہا اپنا آشیانہ بنا
پاس ہی ایک مار تہا ساکن	بہرا تہا جسکا زہر سے باطن
جسکا آب دہان تہا زہر ممات	یعنے تہا مبطل فراج حیات
زاغ جسوقت بچہ لاتا تہا	مار آکر انہون کو کہاتا تہا
سینۂ زاغ کو جلاتا تہا	داغ پر داغ نو لگاتا تہا
آتش درد ہجر فرزندان	بجہہ سکے مشتعل نہ تہی چندان
ظلم سے اوسکے جب ہوا لاچار	گیا پیش شغال جو تہا یار
کی شکایت کہ سہتا ہون یہ ملال	اس سے اب دلمین رکہتا ہون یہ خیال
کہ کرون خود کو اس بلا سی رہا	اور اس آفت و عنا سی رہا
پوچہا اوسنے کہ یار باتدبیر	سوچی اس کام کی ہے کیا تدبیر
کس طرح اس بلا کو ٹالے گا	کس طرح آپکو سنبہالے گا
کہا سوچی ہے مینے یہ تدبیر	کہ اگر یار ہو میری تقدیر

اور ہے ایک بزرگ کا یہ کلام
چاہیے یاد رکھنا اسکو مدام

بدنکر تا بدی نہ تجھہین پہرے
چاہ مت کہود تا نہ اسمین گرے

کہا دمنہ نے ہے خدا عالم
کہ مین مظلوم ہون نہین ظالم

اور ستم کش ہون نے ستمگارہ
اوسکو لاکر بناؤن بیچارہ

پہر اگر چاہون اوسکی حقمین زوال
کیا مکافات کا ہو مجکو خیال

کیونکہ مظلوم اپنے ظالم پر
مائل انتقام ہو کیا ڈر ہے

کیونکہ بدلے کا ہے نہین بدلا
نہین بدلے کا ہے کہین بدلا

جو ستائے اوسے ستانے مین
کیا مکافات ہے زمانہ مین

کہا سنکر کلیلہ نے مانا
اسمین تجکو ضرر نہین آنا

لیک تدبیر ایسی کیا ہے یاد
کر سکے جس سے گاؤ کو برباد

وہ ہے تجھسے زیادہ طاقتدار
رکھتا ہے یار و آشنا بسیار

کہا دمنہ نے مت سمجھہ زنہار
فرط امداد و زور اصل کار

بلکہ تدبیر و رائے کو ہر آن
کل امورات مین مقدم جان

کیونکہ تدبیر و رائے سے جو کار
ہو سکے ہو نہ زور سے زنہار

تو نے شاید نہین سنا یکبار
مارا حیلہ سے زاغ نے یک مار

دیکھا ناگاہ ایک سگ اوسجا
روبہ پر دوڑا کاٹا پایا اوسکا

بہاگی روبہ وہاں سے لنگ کنان
ہوگئی جاکے ایک بہٹی مین نہان

سگ پہ مارا ایک پیادہ نے سنگ
اوسکی پا پر کہ لگتے ہی ہوا لنگ

وہ پیادہ گیا نہ تہا کچہہ راہ ؎
ماری ایک اسپ نے لگد ناگاہ

وہ پیادہ بہی لنگ پاسی ہوا
راہ چلنے مین تنگ پاسی ہوا

اسپ اب تک گیا نہ تہا کچہہ دور
گر کے خندق مین ہوگیا پا چور

ہوش مین آیا دیکہتے ہی یہ حال
کہا دل سے کدہر ہے تیرا خیال

دیکہا جو کچہہ ظہور مین آیا ؎
اونہون نے کیا کیا تہا کیا پایا

نہین کرتا جو کار بایستہ
نہین پاتا ہے بار شایستہ

نیکی ہے کر بدی نہ کر ظاہر
دیکہیگا نیک اور بد آخر ؎

نیکی ہی پر رہے جو تو مائل ؎
نہو تجکو بدی کبہی حاصل ؎

تو چلیگا اگر بدی کی راہ ؎
دیکہے گا اپنا آپ کو بدخواہ

اس لیے مینے یہ کہی ہے مثال
کہ مکافات کا ہو تجہکو خیال

تا بد اندیشی سے تنفر ہو
اور اس قول کا تصور ہو ؎

پہر اغیار کہودتا ہے چاہ
لیک پڑتا ہے آپ ہی بدخواہ

دست ایذا کبھی چلائے نہین — حلقہ رنج کھٹکھٹائے نہین

اور رکھے پائے درد و رنج نہین — کسیکی ساحت سرا مین کہین

کیا فراخی کی ہو امید وہان — خلق ہو تنگ دست شہ سی جہان

سنی لوگون نے یہ نوید جہان — تن بیجان مین سبکے آگئی جان

اور شگفتہ ہوئے رجا کے گل — گلشن آرزو سے دلمین گل

اس مبارک نوید سے تازہ — ہوئی شادی بغیر اندازہ

الغرض مین معدلت اوسکا — اسقدر دور دور تک پہونچا

کہ برہ بے ہراس جبتیا تھا — شیر شرزہ کا شیر پیتا تھا

بازہ و کنجشک مین تھی انبازی — کرتے تھے ملکے رات دن بازی

اس لیے خاص و عام سب او سمجھا — کہتے تھے دادگر لقب اوسکا

ایسی بنیاد عدل کی ٹھہری — آگ گندک کی پاسبان ٹھہری

ایک سردار نے کیا یہ سوال — کیا ہوا کیون بدل گیا وہ خیال

تھی جو بیدادی کی مرارت تب — کیون ہے انصاف کی حلاوت اب

بولا اوس روز مین جو ہوکے سوار — سوے صحرا گیا تھا بہر شکار

پھرتا تھا ہر طرف کو سیر کنان — اور مرغ نظر تھا طیر کنان

چشم عبرت جو کوئی کر کروا ۔ دیکہے پاداش نیک و بدہی کیا
رحمت و خیر کی کرے خواہش ۔ کینہ و قہر کی کرے کاہش
روکے ایذا سے اپنی دست و زبان ۔ نہین پہونچاے پہر کسیکو زیان
جیسا اوس بادشہ نے فرمایا ۔ تہا لقب جسنے دادگر پایا
پوچہا دمنہ نے کسطرح ہی یہ بات ۔ کہا اوسنے کہ اسطرح ہی یہ بات

حکایت ۱۰

ایک تہا بادشاہ والاجاہ ۔ نہ تہا انصاف و عدل سی آگاہ
تہا دراز اوسکا دست جور و جفا ۔ تہا بدر اوسکا راہ عدل سی پا
ظالم و دہر سوز و خیرہ کش ۔ اوسکی تلخی سے روی خلق ترش
لوگ بیداد سے کراہتے تہے ۔ مرگ اوسکا خدا سے چاہتے تہے
ایکدن صیدگاہ کو جاکے ۔ دی منادی وہا نسے پہر آکے
مردمو آج تک مرادیدہ ۔ رہا روئی صواب نادیدہ
اور چلا تہا میرا دست ستم ۔ ضعفا پر ہمیشہ تیغ الم
اب ہون خلقت نوازی پر مائل ۔ لوگونکی چارہ سازی پر مائل
ایسی امید رکہتا ہون آگے ۔ کوئی ظالم کسیکے گہر جاکے

چوتھا ہے عکس و اختلاف زمان ‏ ‏ ہوتا ہی جو کسی زمان مین عیان

مثل قحط و باد و حرق و غرق ‏ ‏ یا کہین زلزلہ پڑے یا برق

پانچوان تند خوے یعنے غضب ‏ ‏ جو سزا کی زیادتی ہے عجب

ہے چھٹا جہل یعنے نادانی ‏ ‏ جو ہے تعمیل عکس فرمانی

جیسے ہو صلح جس جگہہ درکار ‏ ‏ اوس جگہہ ہووے جنگ کو تیار

اور ہو جنگ جس جگہہ واجب ‏ ‏ اوس جگہہ ہووے صلح کا طالب

ہووے جسجا ملاطفت لازم ‏ ‏ ہووے بہر مجادلت عازم

عوض قہر مہربانی کرے ‏ ‏ عوض مہر قہررانی کرے

بے محل جنگ و صلح سے کیا کار ‏ ‏ گل کی جا گل ہو خار کی جا خار

بولا سنکر کلیلۂ دانا ‏ ‏ یعنے تیرا ارادہ پہچانا

پھر بپاداش ہو کے آمادہ ‏ ‏ در پے شنزبہ ہے استادہ

چاہتا ہے کہ کچھ ضرر پہونچاے ‏ ‏ اپنی بدخواہی کا اثر پہونچاے

لیک میرا بخوبی ہے جانا ‏ ‏ کہ ضرر کا کسیکو پہونچانا

نہین رکھتا ہے کچھ نتیجہ نیک ‏ ‏ جیسا کرتا ہے پاتا ہے ہر ایک

بد جو کرتا ہے بد ہی پاتا ہے ‏ ‏ بد کے بدلے مین بد ہی آتا ہے

اور جس شخص کو اُٹھاتے ہین — اُسکو بیوجہ کب گراتے ہین
چوب کو آب کب ڈباتا ہے — پرورش کی ہے شرم کھاتا ہے
کہا اسکے سوا سبب کیا ہے — چشم شہ مین اسیکو اب جا ہے
اسی پر اوسکی مہربانی ہے — نہین اورونکی قدردانی ہے
بلکہ آنکھون سے گر گئے سارے — اس لیے اُس سے پھر گئے سارے
پند سے اُنکے مستفید نہین — اس سے کوئی ضرر مزید نہین
کیا عجب ہے جو کوئی آفت آے — اور اس مملکت کی شامت آے
اور کہتے ہین یون بزرگ زمان — ایک اِن چھہ سبب سی جو ہو عیان
ملک و مُلک کو ضرر پہونچے — آفت و شامت و خطر پہونچے
پہلا حرمان ہی یعنے جو کوئی شاہ — کرے محروم اپنے نیکو خواہ
اور جو ہین عقیل و تجربہ کار — رکھے اونکو خراب خستہ و خوار
دوسرا فتنہ یعنے باعث — جنگ اور واقعات ہون حادث
اور تیغ مخالفان چمکے — بارش خون مین برق سان دمکے
تیسرا ہی ہوا کہ شاہ زمان — ہو خریدار ناز ہاے زنان
یار رکھے شوق صید و ذوق شراب — یار ہے لہو او لعب مین خراب

جب سمندر ہوئے وہان سے روان | ہوئی ایزد کی باد عدل وزان
شعلۂ قہر اسقدر بھڑکا | ظلم کی رات کا ہوا تڑکا
ہوا اوسوقت خواب سے بیدار | کہ تدارک کا ہاتھہ تھا بیکار
جل گیا ایک دم مین گھر کا گھر | نہ رہا رونے کو کوئی باہر
ظالم بدگہر نے نار جفا | جب جلائی ہے پہلے آپ جلا
اس لیے مینے یہ روایت کی | کہ ہو تصدیق اس ہدایت کی
کہ ہر ایک دفع خصم کی خاطر | کیا کرتے ہین جہد و جد ظاہر
گرچہ خود خرد و ناتوان ہووے | وہ بزرگ اور باتوان ہووے
رکھتے ہین نصرت و ظفر کی آس | ہوتی ہے شام کو سحر کی آس
دیا سنکر کلیلہ نے یہ جواب | تو جو کہتا ہی سو ہی صدق و صواب
پر اسی شیر نے بڑھایا ہے | درجۂ اعلے پہ چڑھایا ہے
اب ہی خاصونمین اسکو خاص کیا | ساری خاصون مین اختصاص دیا
اوسکی الفت کو شیر کے دل سے | دور کرنا ہے سخت مشکل سے
کہ مزاج اوسکا جو بدلتا ہے | گویا راہ محال چلتا ہے
تربیت جسکو شاہ کرتے ہین | بے سبب کب تباہ کرتے ہین

اور جو اور کچھہ سبب ہے بتا — کہ تدارک مین ہووے جدادا
کہولی کنجشک نے زبان بیان — اور کیا اپنا حال زار عیان
اسطرح پر کہ پیش سنگ اگر — کرتا ہو جاتا پارہ پارہ جگر
جس سے کہتا ہون اپنی حال زار — رکہتا ہون اوسکی دل پہ داغ ہزار
کی سمندر نے یہ حقیقت گوش — لائی بے طرح دیگ قہر جوش
کہا اوسکو کہ رکہہ شکیب ذرا — کرونگا دور مین یہ تیری بلا
کرونگا آج رات ہی کو یہ کام — کہ جلاؤنگا اوسکا خانہ تمام
بلکہ جو اوسکے ہووے گا اندر — کرون گا کل جلاکے خاکستر
تو بتا اپنے گہر کا مجکو پتا — اور پہر اپنے بال بچون مین جا
مین ترے پاس شب کو آؤنگا — جیسا کہتا ہون کر دکہاؤنگا
اوسکو کنجشک نے بتایا گہر — غم سے آزاد ہوکے آیا گہر
رات کو وہ سمندر غم کاہ — لیکے ابنائے جنس کو ہمراہ
آیا کنجشک کے بتانے پر — اوس ستمگر کے آشیانے پر
خوب کہاپی کے باز فرزند — خواب بردہ تہا مردہ کے مانند
اوس سمندر نے حکم فرمایا — لفظ وکبریت اس پہ برسایا

دوسرا اپنے درد کی درمان ڈھونڈھنے کے لیے ہوا پران

گیا کچھ دور دلمین آیا خیال کہ کہون کس سی جا کے دلکا ملال

ہون گرفتار درد دل الا جانتا ہون نہین علاج اوسکا

درد دل کا علاج ہے مشکل نہو ہرگز کسیکو درد دل

آیا خاطر مین یہ خیال آخر کہ جو حیوان ہو بہشتہ ظاہر

حال دل اوس سی آشکارہ کرون خود کو امیدوار چارہ کرون

اتفاقاً ملا سمندر سے نکلا تہا آگ کے جو اندر سے

طوف کرتا تہا اس بیابانین بوالعجب پایا صورت وشانین

کہا دلسے کہ نیک سے ہون ملا چاہیے اس سے اپنا حال کہا

کیا عجب یہ گرہ کشائی کرے جانب چارہ رہنمائی کرے

پس سمندر کے روبرو آیا شرط آداب کل بجا لایا

کی سمندر نے بہی نہ کم خاطر کی شفیقانہ مہر دل ظاہر

پوچھا کیون تیری چہرہ پر ہین عیان رنج و تکلیف و درد غم کی نشان

جو ہون تکلیف آسی یہ عیان کچھ دنون رکھہ مقام اپنا یہان

تا ہو تکلیف لاحقہ زائل اور آرام دل کو ہو حاصل

دیکھکر اپنے والدین کا حال — کہ بجائے خوشی تھا رخ پہ ملال
بولا اس رنج کا ہے کیا باعث — اس خوشی مین ہوا ہی کیا حادث
بولے ہمسے نہ پوچھہ اے فرزند — آتش دل ہوئی ہے کیسی بلند
آب دیدہ سے پوچھہ جو ہی روان — پہونچا ہے اوسکا شعلہ جاکے کہان
پس دیا اپنے حال سے اعلام — کیکے کل ظلم بادشۂ بدکام
دیا بچہ نے کچھہ قرار انکو — اور کیا ایسا آشکار اونکو
جو قضا و قدر کا ہے فرمان — اوس سی سر پھیرنا ہے بے امکان
بلکہ ہے راہ بندگی سے دور — حکم مالک سی بندہ ہین مجبور
پر خدا ہے مسبب الاسباب — فضل اُسکا کبھی نہین کمیاب
کی ہے ہر درد کی دوا پیدا — اور ہر رنج کی شفا پیدا
تم اگر اپنے دل مین عہد کرو — کوشش و سعی و جد و جہد کرو
نہین باہر ہے حد امکانسے — بل توقع ہے لطف یزدانسے
کہ یہ آفت ہمارے سرسے ٹلے — نار غم سے تمہارا دل نہ جلے
سخن اوسکا نہ تھا منافق طبع — آیا اون دونون کو موافق طبع
ایکا وسنے وہان رہا حاضر — بچون کی پاسبانی کی خاطر

متصل ہی تھا ایک کوہ بلند
جسکے نیچے تھی انکی جا ہی پسند

ایک باشہ کا تھا مقام وہان
برق سا تھا جو وقت صید جہان

صاعقہ وار آتش افروز ان
خرمن جان طائران سوزان

ہوتا تھا مرغون پر جو بچہ کشا
ایک کیا ہوتا تھا وہ بچہ ربا

جب یہ کنجشک دیتی تھین بچے
اور پل کر وہ ہوتے تھے اچھے

یعنی ہوتی تھی قابل پرواز
باشہ ہوتا تھا اُنپہ برق انداز

یعنی لے جاتا تھا انہین آکر
طعمہ دیتا تھا بچونکون کو جا کر

نہ وطن چھوڑنے کی تھی امکان
کہ ہے حب الوطن من الایمان

نہ وہان رہنے کی تھی کچھہ طاقت
تھی جفا پیشہ باشہ کی آفت

نہ توانائے سفر حاصل
نہ تن آسانیے حضر حاصل

بارے بچون نے جو نکالے پر
اور پرواز کو سنبھالے پر

اونکے ماباپ ہوتے تھے خورم
اونکے پرواز دیکھکر ہر دم

ناگہان باشہ کا خیال ہوا
شادمانی کی جا ملال ہوا

ناامیدی سے بیقرار ہوئی
بیقراری سے اشکبار ہوئی

ایک بچہ جو کچھہ ہوا تھا جوان
اثر رشد چہرہ پر تھا عیان

اور بزرگون سے ایسا ہی مذکور — ساعی پنج کار ہے معذور
پہلا جو کہو کے ہاتھہ سے کوئی جاہ — اوسکے پھر پانے کی لیے کرے چاہ
دوسرا وہ جو پہونچا ہووے زیان — کرے بچنے کو اس سی جہد عیان
تیسرا وہ جو فائدہ پائے — چاہے اسمین نہ کچھہ زیان آئے
چوتھا جو ورطہ بلا مین آئے — اور چاہے کہ اُس سی مخلصی پائے
پانچوان پاکے فائدہ دلخواہ — چاہے اوسمین ضرر بنائے راہ
اور مین رکھتا ہون یہی مطلب — کہ مجھے پھر ملے مرا منصب
اور تازہ ہو میری صورت حال — دفع ہو جائے کُل کدورت حال
راہ یہ ہے کہ حیلہ سے دائم — درپے اس گاؤ کے رہون قائم
جب تلک وہ نہ اس جہان سے جائے — یا کہین اور اس مکان سے جائے
نہون کنجشک زار سے کمتر — ہوئی غالب جو ایک باشہپر
پوچھا اوسنے کہ کسطرح ہی یہ بات — کہا دمنہ نے اس طرح ہی یہ بات

حکایت ۹

دیکھے کنجشک دو کسی جا پر — رہتی تھین ایک درخت صحرا پر
میل دل سے تھا آشیانہ پر — کہ قناعت تھی آب و دانہ پر

که چلا ہے تو آپ سے یہ راہ — جسمین پیش آئی محنت جانکاہ
اور کھولا ہے آپ سے یہ در — رنج و آفت کا اپنے ہی رخ پر
روئیے کسکے رو برو جا کر — آپ ہی ہے جو گذرا ہے آ کر
بولا دمنہ ہے تیرا کہنا بجا — آپ لایا ہون آپ پر یہ بلا
پر رہائی کا ہے وسیلہ کیا — یہ گرہ کھولنے کا حیلہ کیا
کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار — مجکو تو ناپسند ہے یہ کار
اس لیے پہلے سے نہین شامل — اور اب بہی ہونگا نہین داخل
تو ہی تدبیر اپنی خاطر کر — تیز ہی رائے خویش ظاہر کر
که کہا ہے زمانہ مین ہر ایک — مصلحت اپنی جانتا ہے نیک
کہا دمنہ نے اے محب شریف — چاہتا ہون بحیلہ ہای لطیف
گرد اسکام کے برآؤن مین — جہد جو ہو سکے دکھاؤن مین
تاکہ گاؤ اپنے کام سے جای — ہو سکے اس مقام سے جای
سستی و کاہلی کو کچھ رخصت — نہین دیکھی بمذہب غیرت
جو کرون اس معاملہ مین قصور — ہون معذور عاقلون کی حضور
مین نہین چاہتا کچھ اس سی سوا — جو ہے آگے سی بارگہ مین ملا

کیا نہین کفشگر نے کاٹی ناک / اسکی جو آئی ہے یہان ناپاک
بلکہ مینے ہی آنکھون سے دیکھا / اور سہی ہین یہ رنج نازیبا
قاضی نے ملتوی کی اوسکی سزا / اور زاہد کی سمت پہر کے کہا
کہ تو اس مختصر کی کر تفسیر / اور کر اس معما کی تعبیر
کیا زاہد نے آخرش ظاہر / حال کل ابتدا سے تا آخر
جو نہ کہتا مرید سے مطلب / اسکی گفت و شنید سے مطلب
کب میرے حال سے خبر پاتا / میرا جامہ چورا کے لے جاتا
اور جورو باہ حرص خونخواری / نہین کرتی تو جاتی کیون ماری
جو نہین کرتی وہ زن بدکار / قصد اہلاک مرد نابیدار
زہر کہاتی نہ اپنے ہاتہہ سے یون / جان بچاتی نہ تن کے ساتہہ سے یون
بچتی بدکاری سے زن حجام / ناک کٹوا کے ہوتی کیون بدنام
جو بدی کرتا ہے نہ نیکی پاے / ہاتہہ بد کے کبھی نہ نیکی آے
جو کوئی چاہے نیشکر کہاے / تخم حنظل کبھی نہ ڈلواے
ایسا کہتا ہے عاقل کامل / بد نگر ہوویگی بدی حاصل
یہ مثل مینے جو بیان کی ہے / یہ حقیقت تجھے عیان کی ہے

که چلا ہے تو آپ سے یہ راه | جسمین پیش آئی محنت جانکاه

اور کھولا ہے آپ سے یہ در | رنج و آفت کا اپنے ہی رخ پر

روئیے کسکے روبرو جا کر | آپ ہی ہے جو گذرا ہے آکر

بولا دمنہ ہے تیرا کہنا بجا | آپ لایا ہون آپ پر یہ بلا

پر رہائی کا ہے وسیلہ کیا | یہ گرہ کھولنے کا حیلہ کیا

کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار | مجکو تو ناپسند ہے یہ کار

اس لیے پہلے سے نہین شامل | اور اب بہی ہوونگا نہین داخل

تو ہی تدبیر اپنی خاطر کر | تیری راے خویش ظاہر کر

کہ کہا ہے زمانہ مین ہر ایک | مصلحت اپنی جانتا ہے نیک

کہا دمنہ نے اے محب شریف | چاہتا ہون بحیلہ ہاے لطیف

گرد اسکام کے برآؤن مین | جہد جو ہوسکے دکھاؤن مین

تاکہ گاؤ اپنے کام سے جاے | ہوسکے اس مقام سے جاے

سستی و کاہلی کو کچھہ رخصت | نہین دیکھی بمذہب غیرت

جو کرون اس معاملہ مین قصور | نہون معذور عاقلون کی حضور

مین نہین چاہتا کچھہ اس سی سوا | جو ہے آگے سی بارگہ مین ملا

کیا نہین کفشگر نے کاٹی ناک — اسکی جو آئی ہے یہان ناپاک
بلکہ مینے ہی آنکھون سے دیکھا — اور سبھی ہین یہ رنج نازیبا
قاضی نے ملتوی کی اوسکی سزا — اور زاہد کی سمت پھر کے کہا
کہ تو اس مختصر کی کر تفسیر — اور کر اس معما کی تعبیر
کیا زاہد نے آخرش ظاہر — حال کل ابتدا سے تا آخر
جو نہ کہتا مرید سے مطلب — اسکی گفت و شنید سے مطلب
کب میرے حال سے خبر پاتا — میرا جامہ چورا کے لے جاتا
اور جورو باہ حرص خونخواری — نہین کرتی تو جاتی کیون ماری
جو نہین کرتی وہ زن بدکار — قصد اہلاک مرد نابیدار
زہر کھاتی نہ اپنے ہاتھہ سے یون — جان بچاتی نہ تن کے ساتھہ سے یون
بچتی بدکاری سے زن حجام — ناک کٹواکے ہوتی کیون بدنام
جو بدی کرتا ہے نہ نیکی پاے — ہاتھہ بد کے کبھی نہ نیکی آئے
جو کوئی چاہے نیشکر کھائے — تخم حنظل کبھی نہ ڈلوائے
ایسا کہتا ہے عاقل کامل — بد نکرہ ہووےگی بدی حاصل
یہ مثل مینے جو بیان کی ہے — یہ حقیقت تجھے عیان کی ہے

مرات آفتاب عالمتاب جام جم سے نہین ہو لمعتاب

ہوا رایت فراز شاہ شرق اور رشتہ عنبر بحر خونین غرق

آخر اوس زن کے اقربا تھے جو پاس قاضی کے لے گئے اوسکو

مرد زاہد بھی کفشگر کا مکان چھوڑ کر آیا قاضی ہی کے یہان

کہ تھی کچھہ آگے کی شناسائی خیریت پرسی درمیان آئی

مردم زن نے قاضی کے آگے چاہا اپنا مرافعہ آ کے

پوچھا قاضی نے اوس سے ای بیباک کس لیے بے قصور کاٹی ناک

متفکر ہوا نہ پایا جواب متحیر ہوا نہ آیا جواب

قاضی نے تب بحکم آیت خاص ہر جراحت کیواسطے ہی قصاص

کیا اوسکے قصاص کا ارشاد آیا تعمیل کے لیے جلاد

ہوا ایسے حکم سے راضی کہا زاہد نے اوٹھکے اے قاضی

تجکو یہ بات تو لگی ہے بجا چشم تحقیق کھولنی ہے روا

کیا نہین سارق سیہ نامہ لے گیا میرا قیمتی جامہ

کیا نہین روبہ نگون تقدیر موئی پڑ کر میان دو نخچیر

کیا نہین زہر سے ہلاک ہوئی وہ جو جان خواہ خوابناک ہوئی

اور خویشون سے کیا کرو اظہار | اور اوسنے کرین جو استفسار
اسی عرصہ مین جو ہوا بیدار | مانگا شوہر نے اپنا دست افزار
کہ فلانے کے گہر کو جانا ہے | جلد دے مجکو جلد آنا ہے
دیر سے بولی بلکہ دست افزار | دینے مین کرکے دیری بسیار
دیا تو استرہ دیا خالی | تھرنے عقل سے کیا خالی
پھینکا اوسکی طرف غضب ہوکر | اپنی بدنامی کا سبب ہوکر
اور لگا کہنے کچھ اسے خیرہ | تھا اندھیرا کہ تھی شب تیرہ
آگیا ہاتھ حیلۂ اعلا | اسنے خود کو زمین پر ڈالا
بینی بینی پکار کر رولی | بے طرح ڈاڑہ مار کر رولی
ہوئی شوہر کو سخت حیرانی | کہ ہوئی مجھسے کیا یہ نادانی
آئے کل مردمان قرب وجوار | اور آئے کل اوسکے خویش وتبار
دیکھا زن کو کہ کٹ رہی تھی ناک | خون سے ترتھا جامۂ ناپاک
سب نے حجام کو ملامت کی | نہ تھی امید اوسی سلامت کی
نہ وہان کو تھی قوت اقرار | نہ زبان کو تھی قدرت انکار
صبح صادق نے تیرگی کا نقاب | کیا چہرہ سے اپنے دور شتاب

زن بدکار بولی چلا کے — کا ے ستمگار دیکھہ تو آ کے

قدرت قادر عظیم الشان — رحمت صاحب کریم الشان

مین تہی اس لوث اتہام سے پاک — بخشی ایزد تعالی نے میری ناک

نکیا خلق مین مجھے رسوا — کس زبان سے ادا ہو شکر اسکا

اُٹھکے وہ مرد سادہ دل آیا — ایک چراغ اپنے ہاتھہ مین لایا

پایا عورت کو ہر طرح سالم — ناک بہی پائی اپنی جا قائم

زخم کا کچہہ اثر نہین پایا — اپنی تقصیر پر یقین لایا

چاہی اوس سے معافی تقصیر — دور کی ہاتھہ پاؤن سے زنجیر

ہوا تائب کہ پہر بلا تحقیق — بے حصول گواہی و تصدیق

نکرے ایسے کام پر اقدام — ایسا نکر وہ جسکا ہو انجام

سُنکے غمازون کے سخن اصلا — نکرے اپنی زن کو پہر رسوا

اور نہو اوسکے حکم سے باہر — رکہے اوسکی بجان و دل خاطر

ہے نہین اوسکی پارسائی نہان — کہ اثر ہے دعا مین اوسکی عیان

زن حجام پہونچی اپنے گہر — وہ کٹی ناک ہاتھہ مین لیکر

متحیر تہی اپنے دلمین کمال — کہ کہے کیسے اپنے شو سے یہ حال

زاہدان صورتو نکا تہا ناظر + | وقت گفت وشنید تہا حاضر
دیکہکر ایسی ایسی بوالعجبی | فرط حیرت کو تہی نہ بے سببی
عورت کفشگر نے ساعت بہر | کیا کچہہ میل استراحت پر
سہر اُٹہا کر دو دست مکر و دغا | بولی اے آفریدگار ورا
تجہسے یہ ماجرا نہین ہے چہپا | کہ ہے شوہر نے مجہپہ ظلم کیا
تہمت و افترا سے ایسا قصور | جسنے پایا نہین ہے مجہسے ظہور
مجکو بے واسطہ لگایا ہے | مجکو بے واسطہ ستایا ہے
میری بینی ہے زینت چہرہ + | بخش رحمت سے رکہہ نہ بے بہرہ
شوہر اُسوقت اسکا تہا بیدار | سنتا تہا یہ فریب کی گفتار
بولا اے نابکار ناہنجار + | قحبۂ بدسرشت و بدکردار
یہ دعا کیا ہے یہ تمنا کیا | غیبدان کے حضور بتا کیا
تیرے اطوار سے ہے وہ آگاہ | تیرے کردار سے ہے وہ آگاہ
اُسکی درگاہ پاک مین زنہار | نہین قدر دعاے بدکردار
نہین ہوگی تری دعا مقبول | اپنی مکر فریب پرست بہول
تو اگر چاہے غیب سی کچہہ کام | پاکی دل رکہہ اور پاکی کام

اسکو خوش آیا بولنا اوسکا | باندھنا اپنا کھولنا اوسکا
آپ بندھکر اسے کیا آزاد | صحبت یار سے کیا دلشاد
جانا زاہد نے سننے سے یہ سخن | باعثِ دشمنی ہے شوہر و زن
اسمیں وہ کفشگر ہوا بیدار | اور آواز زن کو دی دوچار
ڈری نایں کہ جو میری آواز | اسنے پہچانی فاش ہوگا راز
اس سبب سے نہ منہ سے بول سکی | لب پاسخ ذرا نہ کھول سکی
کچھ نہ بولی یہ جیمین تھا دھڑکا | شعلہ خشم کفشگر بھڑکا
اُٹھکے رانپی سے کاٹ لی بینی | کاٹ کر اوسکے ہاتھہ دی بینی
کہ یہ تحفہ ہے جا اسے لیجا | اپنے اوس یار غار کو دیجا
خوف کے مارے کی نہ اوسنے آہ | پر کہا اوسنے اپنے دلسے واہ
کسنے عشرت کی کسنے پائی سزا | درمیان پڑنے کا یہی ہے مزا
عورت کفشگر جو پھر آئی | ناک دلالہ کی کٹی پائی
کھاکے افسوس عذر خواہی کی | خود بندھی اور اسے رہائی دی
زن حجام پیٹتی سر کو | ہاتھہ مین ناک تھی چلی گھر کو
متحیر کمال ہوتی تھی | گاہ ہنستی تھی گاہ روتی تھی

تو جو ہے اپنے حال مین خورم — جانے کیا حالتِ دل پرغم
نہین ہے جسکو عشق کا آزار — جانے کیا حال عاشق خونخوار
سوئے جو صبح تک بہ بستر ناز — جانے کیا حال زار دیدۂ باز
اڑے قمری جو سرو پر آزاد — کرے مرغ اسیر سے کیا یاد
گوش کر میری حالت جانکاہ — ہو ذرا میرے درد سے اگاہ
شاید اس شوے بے وفا کو نظر — پڑا دروازہ پر وہ رشک قمر
کہ یہ دیوانہ کی طرح آیا — غصہ دیوانہ کی طرح لایا
جسقدر اوسکے تن مین تہا یارا — لکد و مشت سے مجھے مارا
باندہا پہر سختی سے مجھے اسجا — دیکھا تہہر سے سخت دل اسکا
جو ہے کچھہ میرے کار پر شفقت — اور کچھہ میرے یار پر رحمت
کھول کر مجھکو میری جا پر آکہ — اور مجھکو اجازۂ فرماکہ
کہ تجھے اس ستون سی کسکر — جاؤن ایک لحظہ کو بر دلبر
کرکے کچھہ عذر خواہی و خاطر — جلد ہون تیرے پاس پہر حاضر
کھول کر تجکو خود کو بند ہواؤن — کام دل تیرے لطف سی پاؤن
مین بہی ممنون یار بہی ممنون — ہوکے دلسے رہین تری مرہون

که شکر ہے بغیر شور مگس — اور صحبت بغیر زور عسس
دیر مت کر شتاب آ اسطور — ہم ہی تم جانین اور نہ جانے اور
آیا معشوق شب کو اوسکے گھر — منتظر تھا که آکے کھولے در
اسی عرصہ مین کفشگر آیا — اوسکو استادہ پیش در پایا
کچھہ تو پہلے سے بدگمانی تھی — دوستی زن کی اوس سے جانی تھی
اب جو دروازہ پر نظر آیا — تو یقین بدگمانی پر آیا
گھر مین آکر اوسے بخشم تمام — مارا پیٹا سنا کے سخت کلام
آخر اوسکو ستون سے کسکر — سو یا خود جا کے اپنے بستر پر
سو چا زاہد که بے ظہور خطا — نامناسب ہے دینی زن کو سزا
چاہیے اسکا ہون شفاعت گر — اور نہ راضی ہون اس سیاست پر
آئی اس عرصہ مین زن حجام — بولی اوس سے که خواہر خوش نام
کس لیے اسکو منتظر ہے رکھا — کیون نہین یار کا مراقی چکھا
جلد چل وقت عیش جاتا ہے — مت سمجھہ بار بار آتا ہے
دیکھا چاہے اگر مریض الم — جلد آ تبتک اوسکا باقی ہے دم
اوسنے آہستہ سے بحالت یاس — کہا اوسکو بلا کر اپنے پاس

اور گھر کی تلاش مین نکلا ایک موچی مرید تہا اوسکا
اوسکو گھر مین تبرکاً لایا بہر تیمار حکم فرمایا
کہ رکھین اوسکی ہر طرح خاطر سبہون خدمت گذاری مین حاضر
ایسی تاکید سے اُتارکے گہر گیا دعوت مین ایک یار کے گہر
اوسکی عورت کا ایک تہا دلجو خوش دل و خوبروے سلسلہ مو
بذلہ گو شوخ چشم عشوہ ساز غمزہ زن خوش ادا و خوش آواز
خوبصورت ہے اسطرح کا جہان بیگمان ہے بلا و آفت جان
درمیان اُنکے تہی جو دلالہ ایک ناین تہی سخت محتالہ
ایسی افسونگری دکہاتی تہی آتش و آب کو ملاتی تہی
چکنی چپڑی سخن سناتی تہی سنگ کو موم سا گلاتی تہی
نہ تہا گفتار مین اثر تہوڑا کرتی سیمرغ پشہ کا جوڑا
ہاتہہ مین تہا بلور کا مالا ڈورے کی جا جنیو تہا ڈالا
ورد اوسکا تہا کل فریب فسون تہا برون سادہ رنگدار درون
دیکہا موچن نے خالی اپنا مقام بہیجا ناین کے پاس ایسا پیام
کہ سنا جاکے یار کو یہ نوید کہ بر آئیگی آج رات امید

تلخ تیز آب سے منگائی شراب
خوب ان دونونکو پلائی شراب

جب کیا اہل خانہ نے آرام
کیا اوس نابکار نے یہ کام

تھوڑا سا زہر پیسکر اوسکو
ایک ماشورہ مین بھرا اوسکو

جاکے اوس مرد خوابناک کی پاس
لاکے ماشورہ اوسکی ناک کی پاس

ایک سرا اوسکا اپنے منہ مین لیا
دوسرے کو دی اوسکی نتھنے مین جا

عطسہ ایک اوس نے یک بیک مارا
گیا زہر اوسکی حلق مین سارا

ہوگئی سرد بس اوسی جا پہ
جو اسے دیتی تھی سو خود پاکر

ایسا کرتے ہین ایسا پاتے ہین
جیسا کرتے ہین ویسا پاتی ہین

دیکھی زاہد نے ایسی حالت جب
کاٹی سو محنت والم سے شب

جو درازی مین روز محشر تھی
پر تکالیف وفتنہ وشر تھی

زاہد صبح گوشۂ شب تار
چھوڑکر جو ہوا نماز گذار

پیش محراب گنبد دوار
ہوا عالم تمام پر انوار

ہوا مضمون اس آیہ کا ظاہر
ہوتے ہین کل اندھیرے سے باہر

چرخ آئینہ رنگ صاف ہوا
مرات چین سے زنگ صاف ہوا

زاہد اوس نابکار کے گھر سے
جاے تاریک فتنہ وشر سے

تلخ تیز آب سے منگائی شراب — خوب ان دونونکو پلائی شراب

جب کیا اہل خانہ نے آرام — کیا اوس نابکار نے یہ کام

تہوڑا سا زہر سپیکرنیکو — ایک ماشورہ مین بہرا اوسکو

جاکے اوس مرد خوابناک کی پاس — لاکے ماشورہ اوسکی ناک کی پاس

ایک سرا اوسکا اپنے منہ مین لیا — دوسرے کو دی اوسکی نتہنے مین جا

عطسہ ایک اوس نے یک بیک مارا — گیا زہر اوسکی حلق مین سارا

ہوگئی سرد بس اوسی جا پر — جو اسے دیتی تہی سو خود پا کر

ایسا کرتے ہین ایسا پاتے ہین — جیسا کرتے ہین ویسا پاتے ہین

دیکہی زاہد نے ایسی حالت جب — کاٹی سو محنت والم سے شب

جو درازی مین روز محشر تہی — پر تکالیف وفتنہ وشر تہی

زاہد صبح گوشہ شب تار — چہوڑ کر جو ہوا نماز گذار

پیش محراب گنبد دوّار — ہوا عالم تمام پر انوار

ہوا مضمون اس آیہ کا ظاہر — ہوتے ہین کل اندہیرے باہر

چرخ آئینہ رنگ صاف ہوا — مرات حسین سے زنگ صاف ہوا

زاہد اوس نابکار کے گہر سے — جابسے تاریک فتنہ وشر سے

اور سمر قند کو شکر گفتار
اسکی سن پاتی تہے اگر گفتار

شوق اصغا سے رہتے تہے بیتاب
جیسے رہتی ہے ماہی بے آب

چہرہ ایسا کہ آفتاب تہا ہیچ
زلف ایسی کہ پیچ پر تہا پیچ

دونون ہوتے تہے ہمقران بخواہ
ایک منزل مین مثل مہر و ماہ

مشتری اور زہرہ کے مانند
رہتے تہے ایک برج مین خورسند

غیرت عشق سے نہ اسکو جوان
چہوڑتا تہا اکیلا ایک زمان

کہ کوئی اور اوسکی جا آکر
پیتا اوسکے وصال کا ساغر

اور پیاسے طلب کی صحرا کے
اوسکے عین زلال پر آتے

رشک سے کچہہ نہین مجال اگر
تجہے کرنے نہ دون خیال دگر

زن بدکار کار نوچی سے
تنگ آئی تہی تنگ تہی جی سے

نفص آمد سے ہوکے بے طاقت
اوسکو سمجہاتی تہی ہر ایک ساعت

لیک وہ ایسی محو جانان تہی
رکہے اپنی ہتیلی پر جان تہی

نہ تہی اوسکو کسی کی شرم و حیا
بہری تہی دل مین دلربا کی ہوا

کیا لاچار اوسکا قصد ہلاک
آیا جس رات تہا وہ زاہد پاک

کی تہی اوس کام کے لیے تدبیر
گرچہ ہستی تہی دیکہکر تقدیر

بیٹھا گوشہ مین جاکے اوسکی یہان ۔ لگا پڑہنے جو کچھ تہا ورد زبان

وہ تہی فسق و فجور مین مشہور ۔ فاحشہ مکر و زور مین مشہور

نوچیان چند رکھتی تہی خاصہ ۔ گھر مین فسق و فجور کی خاطر

ایک انمین جمیلہ تہی ایسی ۔ نہ تہین حورین بہشت کی ویسی

کہ تہا اوسکا کرشمۂ خوبی ۔ انکو آموزگار محبوبی

تاب رخ سے خور فروزندہ ۔ آتش رشک مین تہا سوزندہ

تیر غمزہ سے دیدۂ فتان ۔ دلکو مجروح کرتی تہی ہر آن

ایسی تہی شکر دہان شیرین ۔ بوسہ کرتا تہا کام جان شیرین

سرو بالا مہ خرامان تہی ۔ زلف مشکین کمند پیچان تہی

گوہر سیمی سے تہی ذقن بہتر ۔ طوق غبغب لٹکتا تہا اسپر

ایسی طوق ایسی کو ملے جسکو ۔ کیون نہ لے مہ سہی طوق خوبی کو

اسکو الفت تہی ایک جوانکی ساتھ ۔ جیسی الفت ہی تن کو جان کے ساتھ

کہ تہا وہ خوبروے مشکین مو ۔ سرو قد و فصیح و بذلہ گو

مو کمر مہ جبین پری پیکر ۔ بلکہ ہر عیب سے بری پیکر

اوسکی کاکل کی چین سے ترک خطا ۔ مثل سنبل تہے پیچدار سدا

ایک شب پا کے موقع نیکو | چلد یا لیکے اوسکے جامہ کو
صبح زاہد نے جامہ پایا نہین | اور نظر وہ مرید آیا نہین
جانا جامہ کو لے گیا بے بھر | چلا پہر تلاش جانب شہر
دیکھے نخچیر اوسنے راہ مین دو | ضد سے آپسمین جنگ کرتے تھے جو
زخمی کرتے تھے فرق یکدیگر | دونون آپسمین مار کر ٹکر
جب یہ دو خصم جنگی و جرار | کرتے تھے شیرونکی طرح پیکار
اور خون انکے عضو سے تہا چکان | ایک روبہ کہین سے آکے وہان
پیتی تھی خون کہ تھی حریص بڑی | ناگہان بیچ مین اونہونکی پڑی
دونون جانب سے جو لگی ٹکر | پڑی دام ہلاک کے اندر بہ
دیکھا زاہد نے روبہ کا جو یہ حال | حال کی اپنی پائی اوس مثال
چلا آگے تو پہونچا بر در شہر | رات کو پایا بند پر در شہر
لگا پھرنے ادہر اودہر اکثر | ڈہونڈتا جا قیام کی خاطر
ناگہان ایک بام سے کوئی زن | ہوئی نگران بجانب برزن
جانا ہے یہ غریب و بیچارہ | پہرتا ہے بے خانہ آوارہ
اوسکی اپنے مکانمین دعوت کی | مغتنم جان کرا جابت کی

رفع تشویش شیر کی خاطر — محنت و کوشش اتنی کی ظاہر
اوسکی خدمت مین گاؤ کو لایا — اسکا انعام دیکھہ جو پایا
گاؤ نے پایا درجہ والا — سارے سردارون سے ہوا اعلے
اور مین اپنے درجہ سے اترا — وہ جو حاصل تہا اوس سے بہی گذرا
کہا اوسکو کلیلہ نے اے یار — آپ سے تو نے ہے کیا یہ کار
آپ سے جو کیا ہے کار کہین — اوسکی تدبیر زینہار نہین
اور یہ تیشہ آپ سے جا کر — تو نے مارا ہے اپنی ہی پا پر
اور اوٹہایا ہے یہ غبار شر — آپ ہی اپنے راہ کے اندر
حال پیش آیا ہے تجہے ایسا — ایک زاہد کو آیا تہا جیسا
پوچہا دمنہ نے کیسے ہے یہ بیان — کہا اوسنے کہ ایسے ہے یہ بیان

حکایت ۸

ایک زاہد کو ایک بار کہین — ایک شہ نے دیا لباس ثمین
ایک سارق نے پائی اسکی خبر — اوسکے دلمین کیا طمع نے اثر
جا کے اوسکے یہان مرید ہوا — اوسکی خدمت سے مستفید ہوا
سیکہی کچہہ روز زاہدونکی راہ — ہوا زاہد کے حال سے آگاہ

تہا کیاست مین ہرطرح معروف | اور فراست مین ہرطرح موصوف
جسقدر اوسکو آزمایا سوا | لائق اعتبار پایا سوا
تہا نکوسیرت و بلند قیاس | تہا سخن سنج و قدر مردشناس
عقل آموختہ جہان دیدہ تہا | صحبت اندوختہ زمان دیدہ
بعد فکر و تامل بسیار | کیا آخر کو محرم اسرار
ہر زمان وہ نظر مین چڑہتا تہا | درجۂ اختیار بڑہتا تہا
تا بحدیکہ جتنے تہے سرور | پایا اون سب مین درجہ برتر
دیکہا دمنہ نے گاؤ کی خاطر | ہے حد اعتدال سے باہر
شیر ہے اوسکی بات پر مفتون | کرتا ہے اوسکی قدر روز افزون
نہ ہے میرے کلام پر عامل | نہ ہے میری صلاح پر مائل
کہینچا دست حسد نے بیمحنت | دیدۂ دلمین سرمۂ نفرت
اور نار غضب نے شعلۂ شرم | رکہکے کنج دماغ کو کیا گرم
آگ جس جا حسد لگاتا ہے | پہلے حاسد ہی کو جلاتا ہے
اوس سے خواب و قرار دور ہوا | دل مین بیتابی کا ظہور ہوا
کیا جا کر بر کلیلہ گلا تہا | دیکہہ اے بہائی ضعف رای مرا

کہ وہ اب عذرخواہ آتا ہے
لیے خدمت کی چاہ آتا ہے

اسی عرصہ مین شنزبہ آیا
شرط آداب شہ بجا لایا

شیر نے گرم ہو کے اس سے کہا
کب سے تو اسجگہ ہے آکے رہا

کیا سبب تیرے آنیکا ہے یہان
کیا اوسنے کل اپنا حال عیان

شیر بولا کہ کر مقام یہین
اور جانے کا لے نہ نام کہین

تاکہ تو دیکھے رحمت و اکرام
اور پائے تو عزت و انعام

مہربانی سے کامیابی پائے
قدردانی سے نامیابی پائے

کیونکہ ابواب بخشش و انعام
کھلے رکھتے ہین بہر خاص و عام

اور رکھتے ہین خوان لطف و عطا
بہر خدام بارگاہ سجا

دیکھہ اس مملکت کو تو جا کر
کوئی شاکی نہین کسی جا پر

ہم کیا چاہتے ہین جب کوئی کام
دیکھہ لیتے ہین بہتری انجام

گاؤ نے کی ادا دعا و ثنا
کمر بندگی کمر سے کسا

شیر بھی دیکے درجۂ قربت
اوسکی ہر دن بڑہاتا تہا حرمت

چشم تحقیق سے نظر کی جو
اوسکے ہر حال و چال مین نیکو

دیکھا ہر نوع سے اوسے ہشیار
دانش و فہم و تجربہ بسیار

کس سبب سے یہان اقامت لی | اور کسنے تجھے اجازت دی
شنزبہ نے براستی وصفا | اپنا جو حال واقعی تھا کہا
دمنہ نے ہوکے حال سے آگاہ | کہا ایک شیر ہے یہان کا شاہ
ہین سباع و وحوش فرمان بر | چلتے ہین کل اوسکے فرمان پر
اوسنے یہ حکم دیکے بھیجا ہون | کہ تجھے اوسکے پاس لیجاؤن
اور ایسا بھی حکم ہے صادر | کہ اگر ہوگا جلد تر حاضر
تو جو تقصیر کی ہے خدمت مین | عفو اوسکا ہے تیری قسمت مین
جو حضوری مین کچھہ توقف ہے | تیرے احوال پر تاسف ہے
ابھی جاتا ہون عرض کرتا ہون | وہ جو مجکو ہے فرض کرتا ہون
شنزبہ نے سباع و شیر کا نام | جو سنا بولا خوف سے یہ کلام
کہ اگر میرے دلسے خوف مٹائے | اور اوسکے غضب سے مجکو بچائے
تو چلون تیرے ساتھہ اوسکی حضور | اوسکی خدمت مین پاؤن فخر ضرور
دمنہ نے اوسکے آگے کھائی قسم | دیئے قول و قرار اپنے کم
جن سے اوس بے قرار کے دلکو | ہر طرح سے قرار حاصل ہو
ہوئے دونون لسوی شیر روان | کیا دمنہ نے پہلے جاکے بیان

شیر بولا کہ اس سے کر نہ گمان — کہ نہین رکھتا ہے وہ زور و توان

اور اسپر فریفتہ مت ہو — کہ ہوا سخت و تیز آئے جو

گو گیاہ ضعیف کو نہ گرائے — شجر سخت کو زمین پر لائے

اور کرتے نہین بڑے اظہار — اپنی قوت کا چھوٹوں سے زنہار

جسے ہمقدر اپنا پاتے ہین — اپنی شوکت اُسے دکھاتے ہین

باز صعوہ کا کب کرے آہنگ — پشہ پر جرّہ کب چلائے جنگ

عرض کی شاہ کو نہ اسکا کار — اسقدر سمجھا چاہیے دشوار

عقل سے مجکو آشکارا ہے — جسقدر اوسکو زور و یارا ہے

اور اگر ہووے ایسی رائے حضور — اور حکم حضور پائے صدور

ابھی لا کر کرون اوسے حاضر — نہو فرمان پذیر یہین قاصر

بلکہ اسکے سر ارادت کو — جا و وان جا خط اطاعت ہو

غاشیہ بندگی کا سر پر لائے — ہر طرح سے متابعت دکھلائے

ہوا یہ سنکے شیر خوش خاطر — کیا حکم اسکے لانے کا صادر

دمنہ نزدیک شنزبہ جا کر — بولا دلمین نہ خوف کچھ کھا کر

کون ہے اور کہان سے آیا ہے — کس طرح کہہ یہانتلک آیا ہے

رہ نہ بدنفس بدگمان لیکن ۔ فتنہ و شر سے ہے امان ممکن
اسکے جانے سے جو بلا دیکھون ۔ جا ہے جو سو گنی سوا دیکھون
اس تفکر سے دل پریشان تہا ۔ کردہ خویش سے پشیمان تہا
گاہ اٹھتا تہا بیٹھتا تہا گاہ ۔ مضطرب اوسکی دیکھتا تہا راہ
دمنہ آتا ہوا نظر آیا ۔ دل رفتہ ٹھکانے پہ آیا
دمنہ اوسکے حضور مین آکے ۔ بولا اسشرط ادب بجا لاکے
تا سپہر بلند ہو گردان ۔ رہے خورسند بادشہ ہر آن
مہر اقبال و جاہ پایندہ ۔ بر سر بندگان ہو تا بندہ
اے شہ نامدار صاحب ہوش ۔ جسکی آواز تو نے کی ہے گوش
سو ہے نر گاؤ ایک آوارہ ۔ اس بیابان مین چرتا ہے چارہ
خواب و خور کے سوا نہین کچہ کام ۔ حلق سے پیٹ تک ہے ہمت تمام
کیا اوسنے یہ سنکے استفسار ۔ کہ ہے قوت کا اسکی کیا مقدار
کہا دمنہ نے اے امیر گروہ ۔ نہین ہے اسمین کچہ غرور و شکوہ
جس سے مقدار زور کا ہو قیاس ۔ اور نہ کچہ دلمین آیا اوس سے ہراس
جس سے کرتا کچہ احترام اوسکا ۔ اور مشکل سمجھتا کام اوسکا

پہلا جسنے بغیر جرم و خطا　　اسکے دربار مین سہی ہو جفا
دیر تک رنج مین رہا ہووے　　رنج نو رنج مین سہا ہووے
دوسرا جسنے اسکی خدمت مین　　پایا ہو نقص مال و عزت مین
اور معیشت سے تنگ آیا ہو　　زندگانی سے جنگ لایا ہو
تیسرا جو اوٹھائے معزولی　　نرکھے پھر امید مقبولی
چوتھا مفسد فساد پر مائل　　نہین آرام و امن کے قابل
پانچوان وہ گناہگار زمان　　بار ہون جسکے ذوق عفو چشان
اور وہ تلخی عقوبت پاے　　یعنے اونکی طرح نہ بخشا جاے
چھٹا جسنے شمو سنے سزا پایے　　پھر بھی اسپر مواخذہ آئے
ساتوان وہ جو کرتا ہے خدمت　　پھر بھی رکھتا ہے ویسی ہی نیت
دوسرے بے وسیلہ خدمت　　رکھتے ہین اوس سے کچھ سوا عزت
اٹھوان جسکے درجہ کا طالب　　کوئی بدخواہ ہوکے ہو غالب
اور ہوا اوسکے درجہ پر ممتاز　　اور ہوا اوس سے بادشہ ہمراز
نوان وہ جسکو ہو وہی اپنا سود　　ضرر بادشاہ مین مقصود
اور ہے دسوان جو ہوکے نا مقبول　　ہووے بدخواہ شاہ کا مقبول

سے بے واسطہ یہ رنج و ملال
کھویا پایا ہوا وہ صید حلال

طبل آواز رکھتا ہے عالی
پہ ہے بیفائدہ جو ہے خالی

عقل رکھتا ہے تو تو معنی چاہ
کیا ہی صورت سی جو ہے خالی چاہ

یہ مثل مینے دی ہے اس خاطر
کہ ہو شاہ زمانہ کو ظاہر

کہ کبھی سنکے خوفناک صدا
یا نظر کرکے کوئی جسم بڑا

نہین لازم ہے ترک سیر و شکار
بلکہ ہے ہمسرو نہین باعث عار

دیکھیے تو ہے محض بے حاصل
ایسی آواز و جثۂ باطل

حکم ہووے تو مین وہان جاؤن
حال اوسکا حضور مین لاؤن

شیر کو یہ سخن نہ تھا ناساز
چلا دمنہ بجانب آواز

لیک جب چشم سے ہوا پنہان
فکر نے شیر کو کیا حیران

بھیجکر اسکو دل مین پچھتایا
اور کئی طرح کا خیال آیا

کہ یہ مینے بڑے خطا کی ہے
حرکت کیسی ناروا کی ہے

اور بزرگون کا ایسا ہی ارشاد
حیف ہے وقت پر نہ آیا یاد

کہ مناسب ہے بادشاہ زمان
کرے وس تن سے راز خود نہ عیان

یعنے جس کار خاص کا اخفا
چاہیے ہرگز نہین کرے افشا

دیکھا ایک مرغ خانگی اوس جا | چونچ سے کھود کر زمین چگتا
ایک کمین گاہ مین قرار لیا | کہ اوسے چاہیے شکار کیا
آئی آواز طبل سے ناگاہ | نظر افگن اودھر ہوئی روباہ
دیکھا اسکو کہ تھا بہت موٹا | قد وقامت مین بھی نہ تھا چھوٹا
اور آواز بھی مہیب بڑی | اوسکی اوسکو تھی استماع پڑی
اپنے جی مین بہت ہی للچائی | اور یہ بات دھیان مین آئی
کہ ہے بھاری صدا مین یہ جتنا | ہوویگا گوشت و پوست بھی اتنا
پس کمین گاہ سے بدر آئے | اور رواس درخت پر لائے
مرغ اس حال سے ہوا آگاہ | بھاگا جائے ہلاک سے ناگاہ
کھینچکر رنج ومحنت جانکاہ | آخر اوس پیڑ پہ چڑھی روباہ
طبل کو پھاڑا پر بنا یا کچھ | ہاتھ جز درد وغم نہ آیا کچھ
کہ فقط چوب و پوست آیا نظر | اپنے موہوم کا نہ پایا اثر
تار حسرت سے دل جلا بیحد | آب غم چشم سے بہا بیحد
بولی رو کر کہ ہے یہ حیف عظیم | ایسی آواز اسطرح کا جسیم
نکلا خالی ہوا ہی کی مورت | سچ ہے با معنی ہے نہ ہر صورت

چاہیے شاہ کو وہ ساقائم
تا نہ ہر باد سے ہلے دائم

اور اسمین نہووے ہر آواز
ہر زمان آکے زلزلہ انداز

پائدامن ہو کوہ ساھر آن
تا ہر ایک باد سے نہو لرزان

اور بزرگونکا ہے یہ فرمایا
سن جو سنے مین ہو نہین آیا

جا نہ ہر صوت پر جو ہووے بلند
جا نہ ہر جثہ پر جو ہو تنومند

کہ نہ ہر صوت معنی پر ہے دال
اور نہ ہے ہر عیان نہان کی مثال

چوب لاغر سے ٹوٹتی ہے نے
جسم فربہ اگرچہ رکھتی ہے

اور اگرچہ کلنگ ہے تن دار
باز کم زور کرتا ہے لاچار

تن فربہ سے لیتا ہے جو حساب
حال روباہ دیکھتا ہے شتاب

شیر نے پوچھا کسطرح ہے یہ بات
کہا دمنہ نے اسطرح ہے یہ بات

حکایت

ایک روباہ ایک صحرا مین
پھرتی تھی طعمہ کی تمنا مین

پہونچی ایک پیڑ کے تلے حیران
جس سے تھا ایک طبل آویزان

جب ہوا چلتی تھی تو شاخ درخت
آکے لگتی تھی روے طبل پہ سخت

اوس سے آتی تھی سہمگین آواز
کرتے تھے مرغ میوہ چین پرواز

ہوا ہر امر مین مدار صلاح ‏ نہ تہا بے اوسکے کوئی کار صلاح
ایکدن پاکے طالع یاور ‏ تخلیہ چاہا شیر سے جاکر
پوچہا مدت سے ایک جا ہی قرار ‏ کیون نہین اب ہی شوق سیر و شکار
اسکا باعث اگر ہو مجکو عیان ‏ کرون مقدور بہر کچہہ اسمین بیان
شیر نے چاہا دمنہ سے ظاہر ‏ نکرے حال دہشت خاطر
اسی عرصہ مین شنزبہ نے ندا ‏ ایسی سختی سے کی کہ شیر ہلا
رہے برجا نہ اوسکی ہوش و حواس ‏ ہوا ظاہر کل اوسکے دلکا ہراس
بولا دمنہ سے سنتا ہے یہ ندا ‏ نہین دہشت کا باعث اسکی سوا
نہین معلوم کسکی ہے آواز ‏ لیک کرتا ہون دلمین یہ انداز
جیسی آواز ہو ویگی طاقت ‏ اور ایسا ہی ہو ویگا قامت
جو حقیقت مین ہے بجا یہ گمان ‏ اپنا رہنا نہین صواب یہان
کہا دمنہ نے اس ندا کے سوا ‏ اور تو کچہہ نہین ہے فکر کی جا
کہا اوسنے نہین تو اسنے کہا ‏ پس کسی طور سے نہین ہی روا
کہ کرین ترک باپ دادی کی جا ‏ اور پیارے وطن سے ہوئین جدا
ہو وے آواز پر بہروسہ گیا ‏ جو کوئی سنکے چہوڑے اپنی جا

باز مرغ غریب و وحشی ہے — اوس سے امید منفعت کی ہے

اسلیے لاکے اوسکو عزت سے — پالا کرتے ہین ناز و نعمت سے

پس مناسب ہے کوئی صاحب جاہ — خویش و بیگانہ پر کرے نہ نگاہ

بلکہ ڈھونڈھے خرد ور عاقل — اپنی خدمت گذاری کے قابل

اور جو بندگی مین غافل ہو — اور علم و ہنر سے عاطل ہو

اسکو ترجیح دے نہ فاضل پر — رکھے منقوش یہ سخن دلپر

دنیا جاہل کو منصب عاقل — اور عاقل کو منصب جاہل

ایسا ہے جیسا سر کو حلیۂ پا — اور پا کو لباس سر ہے سدا

جہان اہل ہنر رہین بیکار — اور ارباب جہل ہون مختار

کل امورات مین قباحت آئے — بل رعایا و شہ پر آفت آئے

کہ ہما سے نہ سایہ گستر ہو — جہان طوطی زغن سے کمتر ہو

دمنہ جسوقت کہہ چکا یہ کلام — شیر نے کرکے التفات تمام

اپنی خدمت مین اختصاص دیا — اور خاصون مین اوسکو خاص کیا

اوسکی تعمیر پہ ہوا مائل — اور اندرز و پند پر عامل

یہ بھی چلکر خرد ورونکی راہ — کل مہمات سے ہوا آگاہ

اصل ہر کار ہے عنایت شاہ ۔ ہو عنایت سے کار خاطرخواہ
فضلا کی جو تربیت فرماے ۔ کیون نہ خدمت سے اونکی نفع اٹھاے
مین ہون مانند خار و خاک یہان ۔ تو ہے مانند مہر و ابر عیان
تربیت پر جو میری ہو مائل ۔ کل گل و لالہ مجھسے ہو حاصل
پوچھا یہ سنکے شیر نے اوسکو ۔ تربیت عاقلون کی کیونکر ہو
کسطرح اپنے ہووین برخوردار ۔ کیا دمنہ نے اس طرح اظہار
کہ حسب پر اونہون کی ہووے نظر ۔ نہ نسب پر اونہون کے ہووے نظر
اور اگر کوئی ایسا حیلہ کرے ۔ خدمت آبا کو وسیلہ کرے
ہرگز اوس سے نہ التفات کرے ۔ بلکہ اوس سے کبھی نہ بات کرے
چاہیے ہو نسب ہنر سے درست ۔ نہین ہوتا کہین پدر سے درست
دلکو نور ہنر سے کر پر نور ۔ نسبت کہنہ پر نہو مغرور
نام مردہ سے خود کو دے نہ جلا ۔ بلکہ مردہ کو نام خود سے جلا
پدر مردہ پر نہ شیخی مار ۔ استخوان پر نہ شاد ہو سگ وار
موش مردم کا ہم مکان ہی مگر ۔ جو پہونچتا ہے اوس سے رنج و ضرر
سارے پہونچاتے ہین اسے نقصان ۔ بلکہ لیتے ہین مارکے اوسکی جان

ومنہ اس بات سے ہوا شادان
اپنی تقریر پر ہوا نازان

کہ کیا شیر مین اثر پیدا
ہوا امید فریب پر شیدا

تب نصیحت کی اوسنے کھولی زبان
اور کیا پیش شیر ایسا بیان

کہ ہے ارکان سلطنت کو ضرور
جو کوئی کام آئے شہ کے حضور

فکر اوسمین ہر ایک فرض کرے
جیسا معلوم ہووے عرض کرے

نہ نصیحت سے انحراف کرے
جو نصیحت ہو صاف صاف کرے

تا کہ وہ تابعون کو پہچانے
اور اپنے قریبون کو جانے

جیسے ہون ویسی قدردانی کرے
جیسے لائق ہون مہربانی کرے

حسب تدبیر دانش و اخلاص
بخشے ہر ایک کو اختصاص خاص

خود کو خدمت سے کامیاب کرے
اونکو عزت سے نامیاب کرے

کیونکہ دانہ ہے خاک مین جب تک
نہین کرتے ہین پرورش تب تک

لیک جسدم اٹھائے پردۂ خاک
اور دکھلائے اپنا چہرۂ پاک

سر گریبان ارض سے بر لائے
خلعت سبز زیب تن فرمائے

ہووے ظاہر کہ ہے درخت کار
فائدہ مند نافع و بردار

پرورش مین کرے نہ کوتاہی
جانکر باعث نکو خواہی

کیا عجب ہے جو کوئی کام آئے | الضرام اپنے ہاتھ سے پائے
بارہا دیکھے اس طریق مین لب | مثل طاوس نقش وارگس
نہ کبھی سوزن ضعیف کا کام | کر سکے نیزۂ بلند تمام
ہووے جو کار نحیف سے کار | سو نہو تیغ تیز سے زنہار
گو ہے بیقدر کوئی خدمت گار | پر نہین جانا چاہیے بے کار
کبھی اس سے ضرر مٹاتے ہین | نفع اوس سے کبھی اٹھاتے ہین
جسطرح خوب خشک ہتی ہے خوار | راہ مین لیک آتی ہے کبھی کار
کہ کبھی اوس سے ہین کھجاتے کان | اور کبھی صاف کرتے ہین دندان
دستۂ گل بنائے ہمسے ظہور | ہیزم دیگدان تو آئے ضرور
شیر نے دمنہ کا سنا یہ بیان | حسن تقریر سے ہوا حیران
متوجہ ہوا سوئے ندما | کہ اگرچہ ہو عقلمند چھپا
باعث عقل آپ ہووین عیان | جو جو اوسکی فضیلتین ہون نہان
جسطرح پر فروغ آتش کو | جو فروزندہ چاہے نیچے ہو وہ
نہین ہوتی ہے جاتی ہے اوپر | ہے یہی حال عقل دانشور
یار کے عشق کا ہے جسمین نشان | اوسکی پیشانی سے ہے صاف عیان

الغرض جسپہ تیرا جائے ہاتھ — ہووے ہمت قوی تو آئے ہاتھ

بولا اسپر کلیلہ فائق — مین تو اپنی طرفسے ہون بالغ

کہ مری رائے کے منافق — اور طبیعت کے ناموافق ہے

پر ہے تیرا ارادہ مستحکم — اور تو کہنا مانتا ہے کم

میری جانب سے لے مبارکباد — یہ ترا راستہ ہے جا خوش و شاد

کیا دمنہ نے اس جگہہ سے خرام — کیا جا کر حضور شیر سلام

پوچھا یہ کون ہے کہا کہ فلان — اور فلانے یادگار زمان

جو تہا آگے ملازم درگاہ — نیک خواہانہ خادم ہر گاہ

سنکے فرمایا مینے پہچانا — دمنہ ہے اسکا نام اب جانا

پس بلا کے قریب فرمایا — کہان رہتا ہے کیون نہین آیا

عرض کی مثل والد شاکر — عتبۂ عالی پہ ہون اب حاضر

جانکر اوسکو قبلۂ حاجات — ایسی امید رکھتا ہون بذات

کہ اگر کوئی کام ظاہر ہو — اور ارشاد مجکو صادر ہو

فکر و دانش سے انتظام کرون — حسب دلخواہ انصرام کرون

کیونکہ ارکان سلطنت سے مدام — اکثر اوقات آکے پڑتا ہے کام

یا ہلاکت کے ورطہ مین گر کر — کھوتا ہے اپنا نقد جان گھر کر

نفع دریا مین ہے بہت لیکن — ہے سلامت کنارہ پر ممکن

کہا دمنہ نے تو جو کہتا ہے — نیک خواہی جو ہے سو کہتا ہے

مین سمجھتا ہون صحبت سلطان — فی الحقیقت ہے آتش سوزان

قرب جتنا زیادہ ترا وسنے — ہووے اتنا زیادہ ڈرا وسنے

کر حذر قرب شہریار سے یون — ہیمۂ خشک تیز نار سے جون

پر جو خطرہ سے خوف کہاتا ہے — درجہ مرتفع نہ پاتا ہے

ہین منافع خطر اٹھانے مین — آشکارا ہے ہر زمانہ مین

جو خطر کا خیال آئے کہین — سود تاجر سوا یا پائے نہین

غیر ہمت یہ تین کام کہین — کبھی کر سکتے خاص و عام نہین

انمین پہلا ہے پادشاہ کا کام — دوسرا البحر کا سفر ہے مدام

تیسرا الخصم کا مقابلہ ہے — ہمت و مردی کا معاملہ ہے

مین نہین اسقدر رہون بے ہمت — کیون نہ اس کام کی کرون جرات

ایسی ہمت جو میرے ساتھہ مین ہے — مین جو چاہون سو میرے ہاتھہ مین ہے

تو چاہے بزرگی و عزت — جہد و جد کر موافق ہمت

سیکھہ جا کر ہنر کو تا مقدور ۔ تیری خوبی سے ہو جہان معمور

کہا اوسکو کلیلہ نے آخر ۔ تیری تقریر سے ہوا ظاہر

کہ تو اس راہ پر ہے مستحکم ۔ اور یہ راے تیری ہے محکم

پھر بھی کہتا ہون تجکو ہوش مین آ ۔ اور یہ کہنا میرا گوش مین لا

کہ نہین ہوتی خدمتِ سلطان ۔ کبھی بے خوف اور بے نقصان

انکی خدمت ہے خدمتِ دشوار ۔ کہ ہے پر آفت و خطر بسیار

اور کہتے ہین اسطرح عقلا ۔ کہ یہ سہ کار کرتے ہین جہلا

پہلا ہے خدمتِ خدیو زمان ۔ دوسرا کہانا زہر کا بگمان

تیسرا زن سے راز کا اظہار ۔ کہ ہین یہ تینون کار ناہنجار

اور تشبیہ دیتے ہین برجا ۔ شہ کو کوہِ بلند سے ہر جا

کہ اگرچہ ہے کوہ پر اکثر ۔ جابجا کان قیمتی جوہر

لیک شیر و پلنگ و مار بھی ہین ۔ اور حیوان جان شکار بھی ہین

اسلیے جانا ہے وہان مشکل ۔ جا کے جا پانا ہے وہان مشکل

اور کہتے ہین ایسا ہو کے گواہ ۔ کہ ہے مانند بحر صحبت شاہ

سیر دریا کو جا کے سوداگر ۔ یا پھر آتا ہے فائدہ پا کر

چوتھی یہ ہے کہ جو کام چاہے کیا
جسکی دراصل نیکی پر ہو بنا

اور اوسمین ہو کچھہ صلاح شاہ
دیدہ دلمین اوسکی خاطرخواہ

کرون آراستہ بطرز نکو
اور ظاہر کرون ہو فائدہ جو

ایسے انداز سے کہ آئے پسند
شاد ہو کرکے اپنی راے پسند

پانچوین یہ کہ جو کرے کچھہ کام
جسکا بد ہو نہ نیک ہو انجام

اور نقصان ہو شاہ کو عائد
خواہ کم ہووے خواہ ہو زائد

کرون اس طرز سے بیان اوسکو
کہ نہ گذرے کبھی گران اوسکو

اور ہو جاے اسکو آگاہی
اور ظاہر مری نکو خواہی

جب عیان ہونگا اوسکو میرے ہنر
رکھیگا بالضرور مد نظر

پیش آئیگا مہربانی سے
جاہ بخشیگا قدردانی سے

میری صحبت کرے گا دلسے پسند
اور ہوویگا مجھسے طالب پند

نہین رہتا کہین ہنر پنہان
کرے کوئی کہین اگر پنہان

ایسی ہی رہتے ہین نہ اہل ہنر
کبھی بے پاے تربیت کے اثر

ہے ہنر مشک وار مشک کہان
کبھی رہ سکتا ہے کسی سے نہان

ساری دنیا کو ناگہان ہر سو
اپنی خوشبو سے کرتا ہی خوشبو

سیکھہ جا کر ہنر کو تا مقدور — تیری خوبی سے ہو جہان معمور
کہا اوسکو کلیلہ نے آخر — تیری تقریر سے ہوا ظاہر
کہ تو اس راہ پر ہے مستحکم — اور یہ راے تیری ہے محکم
پھر بھی کہتا ہون تجکو ہوش مین آ — اور یہ کہنا میرا گوش مین لا
کہ نہین ہوتی خدمت سلطان — کبھی بے خوف اور بی نقصان
انکی خدمت ہے خدمت دشوار — کہ ہے پر آفت و خطر بسیار
اور کہتے ہین اسطرح عقلا — کہ یہ سہ کار کرتے ہین جہلا
پہلا ہے خدمت خدیو زمان — دوسرا کہانا زہر کا بگمان
تیسرا زن سے راز کا اظہار — کہ ہین یہ تینون کار نا ہنجار
اور تشبیہ دیتے ہین برجا — شہ کو کوہ بلند سے ہر جا
کہ اگرچہ ہے کوہ پر اکثر — جا بجا کان قیمتی جوہر
لیک شیر و پلنگ و مار بھی ہین — اور حیوان جان شکار بھی ہین
اسلیے جانا ہے وہان مشکل — جا کے جا پانا ہے وہان مشکل
اور کہتے ہین ایسا ہو کے گواہ — کہ ہے مانند بحر صحبت شاہ
سیر دریا کو جا کے سوداگر — یا بہر آتا ہے فائدہ پاکر

چوتھی یہ ہے کہ جو کام چاہے کیا | جسکی دراصل نیکی پر ہو بنا
اور اوسمین ہو کچھہ صلاح شاہ | دیدۂ دلمین اوسکی خاطرخواہ
کرون آراستہ بطرز نکو | اور ظاہر کرون ہو فائدہ جو
ایسے انداز سے کہ آئے پسند | شاد ہو کرکے اپنی رائے پسند
پانچوین یہ کہ جو کرے کچھہ کام | جسکا بد ہو نہ نیک ہو انجام
اور نقصان ہو شاہ کو عائد | خواہ کم ہووے خواہ ہو زائد
کرون اس طرز سے بیان اوسکو | کہ نہ گذرے کبھی گران اوسکو
اور ہوجائے اسکو آگاہی | اور ظاہر مری نکو خواہی
جب عیان ہونگی اوسکو میری ہنر | رکھیگا بالضرور مد نظر
پیش آئے گا مہربانی سے | جاہ بخشی کا قدردانی سے
میری صحبت کرے گا دلسے پسند | اور ہو ویگا مجھسے طالب پند
نہین رہتا کہین ہنر پنہان | کرے کوئی کہین اگر پنہان
ایسی ہی رہتے ہین نہ اہل ہنر | کبھی بے پائے تربیت کے اثر
ہے ہنر مشک وار مشک کہان | کبھی رہ سکتا ہے کسی سے نہان
ساری دنیا کو ناگہان ہر سو | اپنی خوشبو سے کرتا ہے خوشبو

جانتا ہون کہ جو کوئی خدمت — بادشہ کی کرے پئے عزت

اوسکو یہ پانچ باتین لازم ہین — کہ ملازم کے یہ لوازم ہین

پہلے یہ ہے کہ غصہ کو مارے — اوس سے و بکرنہ حلم کو ہارے

دوسرے یہ کہ دست دیو ہوا — خود یہ غالب نہونے دیوے ذرا

تیسرے یہ کہ حرص ہے مکار — ہو نہ اوسکے فریب سے لاچار

چوتھے یہ ہے کہ مہم کی بنا — کو تہ دستی و راستی ہو سدا

پانچوین یہ کہ حادثات زمان — ناگہان پیش آئین اسکو جہان

انکو رفق و مدار اسے روکے — اور نہ گھبرائے مضطرب ہوکے

متصف ہووے ان صفات سے جو — اوسکا مطلب بخوبی حاصل ہو

کہا اوسنے کہ مینے فرض کیا — کہ تو مخصوص بادشاہ ہوا

کس وسیلہ سے ہوگا مدنظر — درجہ پائے گا ایسا کیا ہی ہنر

دیا پاسخ جو ہو تقرب شاہ — رکھون ان پانچ خصلتون پہ نگاہ

پہلے یہ ہے کہ صدق دل سے سدا — اوسکی خدمت بخوبی لاؤن بجا

دوسرے یہ کہ دیوے جو فرمان — کرون اوسکی متابعت ہر آن

تیسرے یہ کہ اوسکے فعل و کلام — کرون نیکی سے آشکار مدام

اوسنے سکھلائے اواجبات تمام　　جو جو آتے ہین بادشاہ کو کام
عقل تعلیم کی نکالی کتاب　　مجھسے ظاہر نہو سوائے صواب
شمع دولت جہان منور ہو　　رخت دولت وہان میسر ہو
کہا اوسکو کلیلہ نے کاے یار　　نہین کرتے ہین بادشہ زنہار
سارے ارباب فضل کی خاطر　　جیسا مفہوم تیرا ہے ظاہر
بلکہ دیتے ہین اختصاص اونکو　　اور سمجھتے ہین اپنا خاص اونکو
جو ہین اونکے قدیم خدمتگار　　اور خدمت گذاری سے حقدار
یعنے ہے ارث و اکتساب مدام　　باعث برتری درجہ عام
تجھے یہ بات ہے نصیب نہین　　پائے گا درجہ قریب نہین
بلکہ جائے عطوفت و عزت　　نہ اوٹھائے صعوبت و ذلت
کہا دمنہ نے اے عزیز الجان　　جس کسی نے بخدمت سلطان
پایا ہے درجہ رفیع کہین　　پایا تدریج کے بغیر نہین
اور بے جہد و کوشش جانکاہ　　اور بے لطف و مہربانی شاہ
مین بہی اس بات ہی کا ہون جویا　　اور اسی بات کے لیے پویا
فکرت دلفگار رکہتا ہون　　شربت ناگوار چکہتا ہون

اور اگر ہووے بہی تو تو کبہی — چونکہ ہے خدمت ملوک نہ کی
جانتا ہے نہ انکی رسم و راہ — اونکے آداب سے نہین آگاہ
تہوڑے عرصہ مین وہ جو پائیگا — ہاتہہ سے تیرے جلد جائیگا
ہوگا اوسکا تدارک امر محال — چاہیے سوچ ابتدا مین مآل
کہا اوسنے جو مرد دانا ہے — ہر طرح قادر و توانا ہے
اوسکو کرنے مین کارہاے گران — نہین ہوتا ہے کچہہ بہی خوف و زیان
وہ جو رکہتا ہے اعتبار ہنر — ذمہ لیتا ہے کوئی کار اگر
چاہیے جیسا دیتا ہے انجام — ماسوا کہہ گئے ہین یون عظام
جسکا اقبال رہنما ہووے — اوس سے جو ہووے سو بجا ہووے
جیسا اخبار سے ہوا ہے یقین — ہوا بازاری بادشاہ کہین
ہوا خورشید بخت اوسکا بلند — ہوئے اوصاف اوسکے خلق پسند
ایک شاہ قدیم نے یکبار — کیا لکہکر یہ اوس سے استفسار
تو رہا ہے ہمیشہ بازاری — تیرا پیشہ رہا ہے تجاری
کسنے تدبیر ملک سے آگاہ — کرکے سکہلائی ملک رانی کی راہ
اوسنے اوسکو یہ ہے جواب دیا — کہ مجہے جسنے بادشاہ کیا

بخت جب راہنمائی پر آئے
چاہیے جیسا کام بر آئے

یہ مثل مینے جو سنائی ہے
یہ حقیقت تجھے جتائی ہے

کہ نہین نوش نعمت و راحت
کہین بے نیش محنت و آفت

رکھتا ہے جو خیال سرداری
نہین سہتا ہے سفلونسے خواری

جسے کچھ شرم و عار ہو مانع
پایۂ دانی پر کب ہو قانع

تا نہ مین قرب شیر پاؤنگا
اور خاصونمین سمجھا جاؤنگا

نہ کبھی بالش فراغت پر
رکھونگا اپنا تا قیامت سر

نہ کبھی بستر تنعم و نازہ
پائےگا میرا پاے جہد دراز

پوچھا سنکر کلیلہ نے یہ بیان
پائی اس بات کی کلید کہان

اور اس کام کا ہے کیا مدخل
جسکی خاطر ہے اسقدر بیکل

بولا دمنہ کہ اندنونمین شیر
فکر و تشویش نے کیا ہی زیر

چاہتا ہون کہ جاؤن اوسکے حضور
رفع تشویش مین کرون مقدور

کیا عجب ہی کہ نوشداروی پند
رفع تشویش کو ہو فائدہ مند

کچھ فرح اوسکی دلکو حاصل آئے
اس وسیلہ سے میری قدر بڑھ جائے

کہا اوسنے کہ کس طرح تجکو
پایۂ قرب شیر حاصل ہو

کہ ستارون کے دیکھکر حالات | اور سمجھہ کر انہون کے احکامات
پارۂ سنگ سے بنایا ہے | اسمین یہ شعبدہ دکھایا ہے
کہ کوئی جب وہان پر آتا ہے | اور دلمین خیال لاتا ہے
کہ وہ اس چشمہ سے گذر جائے | شیر کو لیکے کوہ پر جائے
اوس سے پہلے یہان کا شاہ زمان | ہوتا ہے رہگرائے عالم جان
شیر سنگی سے آتی ہے آواز | جانتے ہین کوئی ہوا ممتاز
یہان سنے اوسکو لینے جاتے ہین | شاہ اپنا بناکے لاتے ہین
اوسکے سایہ مین کرتی ہین آرام | جبتک اوسکی سے آتے ہین ایام
ایک جاتا ہی ایک آتا ہے | ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
جب یہان ایک شہ کا مہر حیات | جاتا ہے جانب نشیب فوات
تب سر کوہ اوٹھتا ہے فی الحال | دوسرے کا ستارۂ اقبال
مدتون سے یہان یہ ہی دستور | جاری ہے جسطرح ہوا مذکور
آج اس شہر کا ہے تو سرور | آج اس شہر کا ہے تو افسر
جیسا جی چاہے حکم کر صادر | ملک تیرا ہے اور تو قادر
سمجھا غانم سبہا جو رنج و ملال | تہا تقاضائے دولت و اقبال

تھی فرحبخش اسکی آب وہوا　دلکشائے زمانہ اوسکی فضا

خوشنمائی مین تھا بہشت برین　تازہ روئی مین کم ارم سے نہین

کوہ پر بیٹھا وہ ستودہ سیر　جانب شہر کر رہا تھا نظر

آئی ناگاہ شہر سے آواز　ہوئی ہر سمت زلزلہ انداز

مردم شہر جوش مین آئے　مثل قلزم خروش مین آئے

باہر آکر چلے بجانب کوہ　سوے غانم چلے بشان و شکوہ

چشم حیرت سے تھا اودھر نگران　تھا ہجوم انام سے حیران

چند ارکان مملکت آئے　شرط شکر و ثنا بجا لائے

منت و عجز و انکسار کیا　مرکب تازی پر سوار کیا

شہر مین لائے احترام کے ساتھ　بادشاہانہ دھوم دھام کے ساتھ

آب کافور و گل سے نہلوایا　خلعت خسروانہ پہنایا

اسطرح اوسکو شہریار کیا　حکمرانی کا اختیار دیا

پوچھہ کر اونسے یہ حقیقت حال　سنا غانم نے یہ جواب سوال

کہ اودھر کوہ کے جو چشمہ ہے　سو حکیمون کا ایک کرشمہ ہی

اور جو ہے وہان وہ شیر سنگ　سو بھی اونکا ہے ایک ہی نیرنگ

میں نہیں دیکھہ سکتا ہوں چال — اسلیے ہے یہی صلاح مآل
پیشتر ہی یہان سے ٹل جاؤن — ایسے گرداب سے نکل جاؤن
بس جو رکھتا تھا ساتھہ مین کالا — باندہکر اپنے بیل پر ڈالا
نقد رخصت رفیق سے لیکر — ہوا راہی مبارکی دیکر ہہ
ہو کے غانم نے جانسے دل برار — پڑہا ہے چشمہ پہ آکے یہ اشعار
اپنی قسمت کو آزماتا ہون — غوطہ اس بحر مین لگاتا ہون
یا گہر مدعا کا لاتا ہون — یا یہان اپنی جان کہپاتا ہون
ذیل مقصد میانِ ہمت پہ — باندہکر اُترا چشمہ کے اندر
نہ وہ چشمہ تہا بلکہ تہا دریا — وہان معلوم ہوتا تہا چشما
جانا وہ چشمہ ورطۂ آفت — پہ قوی رکہکے دل بہر حالت
ہوا نیت سے آشنائے یقین — پیرا او سمین بدست و پائے یقین
جاکے ساحل پہ اس طرف لے جا — کہیہ ٹہہر کر نفس کیا سیدہا
کہینچا اوسنے بقوت و تمکین — دوش پر وہ غضنفر سنگین
سہکے تکلیف و آفتِ بسیار — پہونچا بالائے کوہ آخر کار
اوس طرف دیکہا ایک شہر کو — خوشنما دلربائے دہر کو

پیر کر یار بھی لگین تو کہین | اتنا اوس شیر مین ہو وزن نہین
کہ اوسے اپنے دوش پر دہر لین | اور یہ کام بھی اگر کر لین مہ
ایک حملہ مین کوہ پر چڑہنا | نسخہ ناممکنی کا ہے پڑہنا
مانا کر لینگے ہم یہ سارے کام | کسکو معلوم ہوگا کیا انجام
اسلیے ایسے کام مین ہر گاہ | مین نہین ہونے کا ترا ہمراہ
اور ہوتا ہون تجکو بہی مانع | ہوا گر میرے کہنے پر قانع
کہا غانم نے در گذر اس سے | مین نہین کرنے کا حذر اس سے
جو کیا قصد چھوڑنے کا نہین | عہد جو باندہا توڑنے کا نہین
گرچہ شیطان جن و انس آکر | مجھے بہکائے لاکہہ سمجھا کر
مجھے اس بات کا ہے دلسے یقین | تجھے طاقت موافقت کی نہین
نہین کرنے کا میرے ہمراہی | بارے ہو بیٹھہ کر تماشائی
کر دعاؤ نیازی امداد | مانگ کچہہ کارساز سے امداد
نہین طاقت کہ تو پیے ساغر | بارے مستون کا ہو تماشا گر
دیکہا سالم نے وہ ہے مستحکم | کہا تیرا ارادہ ہے محکم
منع کرنے سے تو نہ مانے گا | ترک ناکردنی نہ جانے گا

نہین کچھہ ورطۂ فنا سے ڈر | نہین محنت الم عنا سے ڈر
طلب یار مین بجا ہے الم | کیا بیابان ہے جب ہی عشق حرم
کہا سالم نے اے لئیق زمان | مانتا ہون کیا جو تو نے بیان
آئی بوے بہار راحت جو | سہین شور خزان آفت کو
لیکن اس ایسی راہ مین جانا | انتہا جسکا ہی نہین جانا
اور کرنا اس ایسے یم کا سفر | جسکا آتا نہین کنارہ نظر
عقلمندی ورا سے ہی خلاف | عاقلون کے حضور ہی نہ معاف
چاہیے جو کوئی کرے کچھہ کام | اسکا آغاز دیکھے اور انجام
دیکھے مدخل کو اور مخرج کو | تولے میزان عقل سے اسکو
اسمین کیا فائدہ ہے کیا نقصان | تا نہو فائدہ کی جا نقصان
یعنے بیہودہ رنج اٹھائے نہین | نقد جان رائگان گنوائے نہین
چاہیے دیکھے پہلے جاے قدم | پھر کسی کام کو اٹھائے قدم
ہو کسی کام مین اگر داخل | پہلے راہ خروج کر حاصل
کیا عجب جب کسی نے یہ ہے لکھا | دل لگی کی ہے بامزاح کیا
اور یہ چشمہ ہووے ایسا ہنوز | نہ لگین پار پیرین اسمین اگر

ایسے خطر پر یقین لائین اگر
اور اتنا بڑا اُٹھائین خطر

کہ ہلاکت مین ڈالین اپنی جان
سہین موہوم نفع پر نقصان

عین غفلت ہے محض نادانی
آپ ہین اپنے دشمن جانی

کوئی کب کہاے زہر کو بیقین
اور تریاک کو گمان سے کہین

کوئی عاقل نہ محنت موجود
مول لے بہر راحتِ موعود

نزد دانا غمِ زمانۂ حال
نہین ہموزن شادیِ صد سال

کہا غانم نے چاہ راحت کی
اصل ہے خِسّت و دنایت کی

رنج و آفت کا جو اوٹھانا ہے
عزت و جاہ کا نشانا ہے

جو ہے آرام و عیش کا خواہان
ہے نہین اپنی بخت سے شادان

جو جفاے خمار سے گہبراے
قدح بادۂ مراد نپاے

جسکی ہمت بزرگ و قادر ہے
گوشہ و توشہ پر نہ صابر ہے

تا نہین پاتا درجۂ اعلےٰ
روک سکتا نہین طلب کا پا

نہین چُنتے گلِ نشاط و طرب
تا نہین سہتے خار رنج و تعب

نہین کُہلتا مراد کا در گنج
بے کلید جفا و سختی و رنج

پاے ہمت مجہے پکڑ کے عنان
ہوویگا کوہ پر صنم و کشان

خوف گرداب اپنے دلمین نہ لا — ہول غرقاب اپنے جی سے اٹھا

جسطرح ہو سکے کنارہ لے — اور وہ شیر سنگ پارہ لے

پارۂ سنگ سے بنا ہے جو — دامن کوہ مین رکھا ہے سو

مت ٹھہر اوسکو دوش پہ دہر جا — ایک حملہ مین کوہ پہ لیجا

راہ مین جو درندۂ جان خوار — اور جو خارہاے دل افگار

پیش آئین نہ خوف کھا اونسے — جیسے ممکن ہو بچکی جا اونسے

کہ جو پہونچے گا کوہ پر جا کر — نخل مقصود سے ملے گا بر

راہ جاے تو پہونچے منزل کو — جان جھونکے تو عالم دل کو

کل جہان پاوے گرچہ نور قبول — نہو کاہل کو ایک شعشہ حصول

مطلب خط سے مطلع ہوا جو — کہا غانم نے پھر کے سالم کو

کاہی برادر جو پا مین طاقت ہی — آکرین یہ برہ مخافت سے

اور ممکن ہو تو بقدر مجال — کرین تحقیق اس طلسم کا حال

یا رکھین بامراد چرخ نہ گام — یا کرین مردوار ہمت تام

کہا سالم نے اے عزیز زمان — نہ ہی جس خط کا لکھنے والا عیان

اور نہ کچھ جسکا حال ہے معلوم — اور نہ جسکا مآل ہے معلوم

ہوا انکا گذر بپاے جبل ۔ جو بلندی مین تہا بجاے مثل
چوٹی اوسکی تہی آسمانسے لگی ۔ اور کمر اوسکی درمیانسے لگی
نیچے اوسکے تہا ایک چشمۂ آب ۔ تہا صفائی مین صاف چشمۂ تاب
ایسا شیرین تہا اوسکا آب زلال ۔ جیسے شیرین شکرلبونکی مقال
پیش چشمہ تہا ایک حوض کلان ۔ گرد اوسکے درخت سایہ کنان
تہے ریاحین کی اسطرف کو بہار ۔ تہی درختون کی اسطرف کو قطار
سر سنبل تہا سرو کے پا پر ۔ پیش سوسن بنفشہ کا تہا سر
دیکھہ کر دونون خوش ہوئے دلمین ۔ اُترے اوس پاک و صاف سبزہ مین
ہوئے ہوتی ہی ماندگی زائل ۔ حوض و چشمہ کے سیر پر مائل
ناگہان حوض کراودہر کی نظر ۔ آمد آب کی تہی راہ جدہر
ایک سنگ سفید پر دیکہا ۔ سبز خط سے لکہا ہوا زیبا
نہ لکھے جیسے آدمی کا قلم ۔ دست قدرت نے خود کیا تہا رقم
کاے مسافر اترکے تونے یہان ۔ کیا ممتاز و مفتخر یہ مکان
ہمنے بہی بہر خاطر مہمان ۔ چاہیے جیسا سج رکہا ہے خوان
لیک یہ شرط ہے کہ جانسے گذر ۔ اور اس چشمۂ روان سے گذر

وہ جو اس نکتہ سے نہین آسان
کہ ہے شہرت پُر آفت و خلجان

جلد ہی گلشن مراد کے گل
چُنتا ہے اپنی پایمردی سی کل

باغ عزت مین تخت عشرت پر
ہوتا ہے کامیاب و قسمت ور

مرد اگر رنج و غم اٹھاتا نہین
اپنی عزت کہین بڑہاتا نہین

لعل خون جگر جو کہاتا ہے
سرخرو ہوکے قدر پاتا ہے

نامۂ نیک بختی مین ہرگز
نہین پاتے رقوم دولت و جاہ

کہین بے داغ محنت و کاہش
کرین ہر چند کتنی ہی خواہش

تو نے ان دو رفیق راہ کا حال
سُنا شاید نہین بگوش خیال

ایک رنج و عنا اٹھانے سے
خوش ہوا اوج شاہی پانے سے

دوسرا باعث تن آسانی
رہا غرق چہ پریشانی

پوچھا اوسنے کہ کسطرح ہے سُنا
کہا اوسنے کہ اسطرح ہے سُنا

حکایت ۶

دو رفیق ایک کا تھا سالم نام
اور تھا دوسرے کا غانم نام

جاتے تھے ایک راہ مین ہمراہ
تھے رفیقانہ راہ مین ہمگاہ

ہم قدم کرتے تھے منازل طے
دمبدم کرتے تھے مراحل طے

اور اگر ہو ضعیف و ناقص رای — جاے اعلی سے جاے ادنے پای
رہنمائی کرے جو راے بلند — لا سکین آسمان بزیر کمند
کھولین ہمت سے چشم دل نہ اگر — نہ معانی کی سمت جاے نظر
اور بزرگون نے خورد ونکی خاطر — کیا ہے اپنا تجربہ ظاہر
کہ اوترنے سے چڑہنا ہے مشکل — اور گھٹنے سے بڑہنا ہے مشکل
ہے ترقی بدرجۂ عالی — رنج و تکلیف سے نہین خالی
اور تنزل بدرجۂ کمتر — ہے میسر مشقت کم پر
جیسا سنگ گران اٹھاتے ہین — دوش تک مشکلو نسے لاتے ہین
اور جب دوش سے گراتے ہین — ایک اشارہ مین نیچے لاتے ہین
اس سبب ہی سواے ہمت ور — جو ہے مشاق رنج و محنت پر
کوئی کسب معالی کرتا نہین — پا بہی راہ طلب مین دہرتا نہین
تا زنینون کو عشق سے نہین کام — شیر مرد اس بلا مین رکھتے ہین گام
وہ جو ہے اس اشارہ پر عامل — کہ ہے گمنامی راحت کامل
اپنی عزت سے ہاتھ دہوتا ہے — عمر ذلت کے ساتھ کھوتا ہے
نامرادی اٹھاتا ہے بھاری — متواری بگوشۂ خواری

اپنی ہمت بلند رکھہ ہر آن ✦ کیونکہ نزد خلائق و یزدان

اسقدر ہووے گی تری عزت ✦ جسقدر ہوویگی تری ہمت

جسنے پائی ہے کچھہ بلندی جاہ ✦ عمر اوسکی اگرچہ ہے کوتاہ

طول عمر اسکو جانتے ہین عقیل ✦ باعث نام نیک و ذکر جمیل

اور دون ہمتی سے جو بے عار ✦ سر اٹھائے نہ برگ نازش وار

گرچہ دنیا مین دیرپا ہووی ✦ پیش دانا نہ قدر جا ہووی

نہین مرتا ہے نیک نام کہین ✦ مرتا ہے وہ جو نیک نام نہین

سنکے اوسکو کلیلہ نے یہ کہا ✦ ہے مناصب کی چاہ انکو سزا

جو حسب اور نسب مین ہین لائق ✦ اور علم و ادب مین ہین فائق

ہم نہین ایسے لوگون مین داخل ✦ کہ بڑے مرتبون کے ہون قابل

اور اون مرتبون کے ہون جویا ✦ اور راہ طلب مین ہون پویا

دلمین کرتا ہون کیسے کیسے خیال ✦ کہ سمجھتا ہون سہل امر محال

کہا دمنہ نے مایۂ عظمت ✦ بہر تحصیل پایۂ عظمت

کبھی مت جان تو ہے اصل و نسب ✦ بلکہ پہچان تو ہے عقل و ادب

ہو اگر عقل صافی و کامل ✦ ادنے درجہ سے اعلی ہو حاصل

ہوئی ہے تب سے یہ مثل جاری — کار بوزینہ نیست نجاری

یہ مثل اس غرض سے کی ہے بیان — کہ ہو دل پر ترے بخوبی عیان

چاہیے سبکو کرنا اپنا کام — باہر اندازہ سے نہ رکھنا گام

سنی ہوویگی تونے بہی یہ مثال — کہ ہر ایک کام کے لیے ہے رجال

یاد ہے یار سے مجھے یہ مثل — عمل مرد اور مرد عمل

چھوڑ یہ کام جو نہین ترا کام — مغتنم جان ملتا ہے جو طعام

کہا دمنہ نے جو کوئی انسان — چاہتا ہے تقرب سلطان

سو نہین چاہتا برای طعام — پیٹ بھرتا ہے ہر کسی سے مدام

بلکہ رکھتا ہے اس سے یہ مطلب — کہ ملے کوئی برترین منصب

تا کہ یارون کی خیرخواہی کرے — کار بدخواہون کی تباہی کرے

وہ جو ہے صرف طعمہ پر مائل — ہے شمار بہیم مین داخل

جسطرح کتہ بہوک سے مجبور — استخوان پا کے ہوتا ہے مسرور

اور گربہ خسیس طبع جہان — شاد ہوتی ہے پا کے پارۂ نان

اور دیکھا ہے مینے شیر ببر — کرے خرگوش کو شکار اگر

اور اگر گور اوسے نظر آئے — چھوڑ کر اسکو گور پر جائے

چیرتا ایسے ہوتا تھا آسان — بلکہ پاتا تھا جلد تر پایان

اتفاقاً جو آپڑا کچھہ کار نہ — گیا اٹھکر وہانسے وہ نجار

دیکھی بندر نے اوسکی خالی جا — ناگہان آکے اوسکی جا لی جا

چوب پر جسطرف چری ہوئی تھی — اسکی قسمت مگر پھری ہوئی تھی

اسکے خصیے شگاف مین لٹکے — دئے اوس مینخ کو کئی جھٹکے

پہلے اوس سے کہ دوسری ٹھوکی — کون قسمت کے چاہے کو روکے

ہوئی مینخ اس شگاف سے باہر — ہوگئے وصل ہر دو شق آکر

دبگئے خصیے درمیان شگاف — جسطرح پنبہ درمیان غلاف

ہوا بیچارہ درد سے رنجور — اور لایا زبان پہ یہ مذکور

چاہیے کار خود کرے ہر ایک — ورنہ بد خود کو کرتا ہے ہر ایک

کام میرا ہے میوہ کھانے کا — نہین آرہ کھین چلانے کا

اور مرا پیشہ سیر بیشہ ہے — نہین اجرا کے کار تیشہ ہے

ایسا کرتا ہے ایسا پاتا ہے — جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے

اپنے دلسے تھی اوسکو یہ گفتار — اسی عرصہ مین آگیا نجار

دی سزا اسکو چاہیے جیسی — موت پائی فضولی سے ایسی

زیر ظل عنایت و احسان — مغتنم جان اسیکو تو ہر آن

اور تحقیق حال اسکا نکرنا — اپنے دلمین خیال اسکا نکر

ہم نہین اوس جماعہ مین داخل — جو ہین قرب ملوک کے قابل

یا ہمارے کلام کو ہو حصول — انکی خدمت مین کچھہ بھی عز قبول

پس تکلف ہے کرنا ذکر انکا — اور رکھنا خیال و فکر انکا

جو تکلف سے کرتا ہے کچھہ کام — جسکی رکھتا نہین لیاقت تام

اوسکا وہ حال ہوتا ہے آخر — جیسا اوس بوزنہ کا ہے ظاہر

پوچھا دمنہ نے کسطرح ہی یہ حال — کہا اوسنے کہ اس طرح ہی یہ حال

حکایت ۵

ایک بندر نے کہتے ہین ایکبار — دیکھا بیٹھا ہوا کوئی نجار

چوب پر چیرتا ہوا اوسکو — رکھتا تھا اپنے پاس میخین دو

ایک کو رکھتا تھا میان شگاف — تا رہے راستہ کشادہ و صاف

ارہ کے آنے جانے کی خاطر — اور نہو کچھہ مزاحمت ظاہر

اسطرح چیرتے ہوئے جسدم — راہ ارہ کشادہ رہتی تہی کم

دوسری ہٹکے گاڑ دیتا تہا — اور پہلی اکھاڑ لیتا تہا

سنکے آواز شنزبہ ناگاہ
ہوا اپنے ہراس سے آگاہ

گرچہ تہا خود ہراس سے خایف
پر نہ چاہا کہ اور ہون واقف

اسلیے آتا جاتا تہا نہ کہین
ایک ہی جا مین تہا قیام گزین

دو تہے اوسکے ملازمونمین شغال
دونون مکار وحیلہ ساز کمال

کہتے تہے ایک کا کلیلہ نام
دمنہ کہتی تہی دوسریکا نام

دونون مشہور تہے بذہن وذکا
پر تہا دمنہ حریص جاہ سوا

اور ہمیشہ سے نام کا طالب
سمجہا کچہہ ڈرہا ہے شیر پہ غالب

جس سے رہتا ہے ایک جا ساکن
اور ہر وقت مضطرب باطن

اوسنے جاکر کلیلہ سے پوچہا
نسبت شیر کہتا ہے تو کیا

کیون نہین سیر کرتا ہے ایسی
کیا کرتا تہا پیشتر جیسی

ایک جا پر قرار رکہتا ہے
عار سیر وشکار رکہتا ہے

ہین ملالت کے چہرہ پر جو اثر
دیتے ہین خاطر حزین سے خبر

بولا اس بات سے تجہے کیا کام
ایسی اثبات سے تجہے کیا کام

تو کہان اور راز ملک کہان
جستجو چاہیے بقدر توان

ہم جو پاتے ہین طعمہ اسکے یہان
اور بسر کرتے ہین خوشی سے زمان

متحیر تھا دیکھکر رضوان — آسمان مثل دیدہ حیران

گل و سبزہ تھے تازہ آب روان — چشم بددور تھے بہشت عیان

شنزبہ کو جو خوش لگا یہ مقام — وہین اپنا اتار رخت قیام

بند تکلیف و رنج سے آزاد — کچہہ دنون جو چرا وہان دلشاد

اور پاکر وہ اچھی آب و ہوا — اوس فضائے فرح فزا مین رہا

موٹا تازہ ہوا جسامت مین — بڑہا آگے سے زور طاقت مین

ایک دن ذوق عیش راحت سے — خوش ہوا ایسا اپنی حالت سے

کہ یکایک بلند کی آوازہ — بند کی جسنے چند کی آوازہ

تھا وہان ایک شیر با صولت — شاہ صحرا دلیر با شوکت

کل وحوش و سباع پیوستہ — اوسکی خدمت مین تھے کمر بستہ

سارے رہتے تھے اوسکے فرمانبر — سر خدمت تھا خط فرمان پر

شیر مغرور تھا جوانی پر — لشکر و جاہ و حکمرانی پر

خود کو سب سے سمجھتا تھا بہتر — خود سے سبکو سمجھتا تھا کہتر

ببر تیر خنگ و پیل قوی — اسکی خاطر مین آتے تھے نہ کبھی

پر نہ دیکھی تھی شکل گاو کبھی — کانین آئی صوت گاو نہ تھی

اونکے احوال مین کچھ آیا فتور — اثر ضعف نے دکھایا ظہور

راہ مین آیا ایک خلاب بڑا — دل خواجہ مین اضطراب پڑا

شنزبہ ہوگیا وہان لاچار — ضعف سے ہوگیا بجان لاچار

دیکھکر اوسنے حکم خاص دیا — بڑی دشواری سے خلاص کیا

چونکہ تھا ضعف سے بجان لاچار — نہین رکھتا تھا طاقتِ رفتار

چھوڑا ایک آدمی کو اجرت پر — نا فرد کرکے اوسکی خدمت پر

تا کہ جب طاقت اوسمین پھر آئے — اوسکو اوس کاروانمین پہونچائے

ایک دو دن تو وہ رہا حاضر — تنگ تنہائی سے ہوا آخر

چھوڑ صحرا مین شنزبہ کو وہان — خود ہوا کاروان کی سمت روان

دی خبر اوسکے مرنیکی جا کر — گھر گیا مفت فرد خود پا کر

مندبہ بھی مہاجرت کے سبب — شنزبہ کی مفارقت کے سبب

تنگ آیا تھا زندگانی سے — چلدیا اس جہان فانی سے

بعد کچھ دن کے شنزبہ کو وہان — ہوئی کچھ چلنے پھرنیکی جو توان

گشت کرنے لگا برائے چرا — ایکدن دیکھی ایسی جائے چرا

اوگے تھے سبزہ ہائے گوناگون — کھلے تھے لالہ ہائے بوقلمون

چھینئے ممسک کا مال یا وارث
یا کوئی ہوکے حادثہ حادث

مال جسکو بخیل کام نہ لائے
دست اتلاف سے قیام نہ پائے

پائے تو وارثون کے ہاتھہ لگے
ذم بھی کچھہ تذکرہ کے ساتھہ لگے

لڑکون نے سنکے ایسی باپ کی پند
خوب سمجھا کہ ہین یہ فائدہ مند

پیشہ تینون نے اختیار کیا
اپنی اپنی خوشی کا کار لیا

بڑا مائل ہوا تجارت پر
چلا کچھہ دور کی مسافت پر

رکھتا تھا اچھی بارکش دو بیل
تیز رفتاری مین مثال سیل

ثور گردون مقاومت کی توان
نہین رکھتا تھا انکے ساتھہ یہان

انکی دہشت کے مارے شیر سما
گربۂ روزہ دار سا بھی نہ تھا

ناخن خوف رکھتا تھا ہر آن
پنجۂ اضطرار مین پنہان

تن سے طیار مثل پیل دمان
حملہ آور مثال شیر ژیان

دیکھنے مین بڑے تناور تھے
چلنے مین ہمتاً دلاور تھے

اونمین سے ایک کا تھا شنزبہ نام
اور تھا دوسرے کا مندبہ نام

اسکو تھا انکی تربیت کا خیال
آپ کرتا تھا جا کے انکے سنبھال

پر سفر مین لگی جو دیر بڑی
اور رہ دور قطع کرنی پڑی

ایک یہ ہے طریق زیبا سے — مختصر ہو وین خرچ بیجا سے

یعنے اسراف پر نہ مائل ہو — تا ندامت کبھی نہ حاصل ہو

ہو دنیا کے لوگو نمین مطعون — رہے تکلیف و رنج سے مصئون

فی الحقیقت ہے مال کا اسراف — کار شیطان نہ کار انسان صاف

جیسا اِس آیہ سے نہین پنہان — ہے مبذر برادر شیطان

نزد ارباب نیک گوہر صاف — بخل بہتر ہے نسبت اسراف

گرچہ بخشش ہے ہر کہین بہتر — زاید انداز ہ سے نہین بہتر

دوسرا یہ کہ بخل کا انجام — ہے ہمیشہ خجالت و بدنام

اس سے ہر وقت اجتناب کرے — درجۂ وسط انتخاب کرے

گو ہے ممسک یہان وہان مذموم — جیسا مطعون ویسا ہے محروم

بلکہ بنتا ہے بالاخیر ہدف — ہر طرف سے براے تیر تلف

جیسے مثلاً ہو کوئی حوض کلان — اور ہر سو سے آب آئے وہان

ہو نہ جانیکی جیسے آنیکی راہ — تو کرے بالضرور جانیکی راہ

توڑے دیوار حوض کو ہر سو — کرے مسمار حوض کو ہر سو

ہر طرح ہر طرف سے ہو بربود — کوشش و جہد جملہ ہو بیسود

جیب جان دست غم سے چاک کیا | خود کو افسوس سے ہلاک کیا
یہ تلف کاری سے ہوا حاصل | مرگ اوس خواری سے ہوا حاصل
اس مثل کا نہ فائدہ ہے چھپا | چاہیے خرج دخل سے نہ سوا
سود سے چاہیے چلانا کام | اصل کو چاہیے نہ لانا کام
تا کہ اوس اصل کو نہ پہونچے زیان | اور ہووے تلف سے حفظ عیان
رکھہ نظر دخل و خرچ پر ہر دم | دخل کم ہے تو خرچ بہی کر کم
جب پدر نے کی داستان تمام | کیا چہوٹے پسر نے اٹھکے سلام
دیکے بازیور دعا و ثنا | زیب دیباچہ سخن کو سوا
بولا اے باپ جب کوئی ایسی | ہے حفاظت کا قاعدہ جیسے
اپنے سرمایہ کا نگہبان ہو | اور دلخواہ نفع گیران ہو
خرج اوس نفع کو کرے کیسے | کہا اوسنے عمل کرے ایسے
ہے پسندیدہ حسب حال کی راہ | یعنے اچھی ہے اعتدال کی راہ
سارے کاموں کے واسطے ظاہر | خاص کار معاش کی خاطر
پس خداوند مال کو ہے بجا | بعد تحصیل سود مال سدا
رکھے دو قاعدہ پر اپنی نظر | ہووے خالی نہ فائدہ سے اثر

یار مطلب ہین سارے یار تری | بہر لقمہ ہین دوستدار ترے
کم کرین جہر کم ہو مال جہان | فائدہ اپنا چاہین تیرا زیان
ان رفیقان ظاہری سے سدا | رشتۂ دوستی بریدہ بھلا
بستر خواب سے جو روز دگر | اٹھکے دیکھا پڑے نہ یار نظر
پہر نظر کی کہین نہ پایا نشان | تب کہا دل سے کرکے آہ و فغان
یار جو تھے گئے یہاسے کہان | کیا ہوا جو ہوئے یہاسے روان
بہر تحقیق حال آخر کار | بعد امضاے عرصۂ بسیار
کنج عزلت سی جو کیا تہا قبول | باہر آیا بہ اضطرار و ملول
گیا اوپر جہاسے وہ گندم | نیچے گرتے تھے تہا نشان تک گم
ہوا تنگی سال سے آگاہ | اور تنگی حال سے آگاہ
پہرا مغموم و مضطرب دل مین | ایسی نیت کیے ہوئے دلمین
کہ ذخیرہ جو رکھتا ہون حاصل | کرون اوسکی حفاظت کامل
وہان پہونچا مگر وہان بہی نشان | پایا غلہ کا کچہہ عیان نہ نہان
آیا انبار خانہ مین آخر | وہان اتنا بہی کچہہ نہ تہا حاضر
کہ چلے اوس سے ایکدن کا کام | ہوا بے طاقت اور بے آرام

موش مغرور ناز و نعمت سے
کام رکھتا تہا عیش و عشرت سے

نہ تہا آگاہ تنگ سالی سے
مطلع تہا نہ تنگ حالی سے

بار تکلیف اوسکی جان پر تہا
کارد غم اوسکی استخوان پر تہا

جا کے کہولا جو غلہ خانہ کا در
دیکہا غلہ مین پہونچا تہا ضرر

کہینچی ہرچند دلسے آہ سرد
کر سکا پر نہ بند راہ درد

فوت غلہ سے سخت رنج سہا
آخرش اوسنے اپنے دلسے کہا

چارہ جس کام کا ہے لاحاصل
ہے تضرع سے اوسمین کیا حاصل

اب مناسب ہے یہ کہ جو ہے بچا
چاہیے دوسرے مکانمین رکہا

پس جو باقی تہا سو اوٹہانے لگا
دوسرے حجرہ مین کہانے لگا

تب وہ چوہا جو آپکو سردار
جانتا تہا وہان نہ تہا بیدار

اور چوہے تہے محو حرص و ہوا
پاے دہقان کی سنتے تہے نہ صدا

ایک تہا اونمین تیز ہوش مگر
کیا یہ حال اوسنے گوش مگر

بہر تحقیق بام پر حاضر
ہوکے اس حال کا ہوا ناظر

دیکہا سو آکے دوستون سے کہا
اور اوس پل مین ایک پل نہ رہا

وے بہی سنتی ہی ہوگئے مفرور
رہا سوتا اکیلا وہ مغرور

کہتے تہے وہ جو تہا موافق طبع — نہین کہتے جو تہا منافق طبع

کہتے تہے کچھہ نہ غیر مدح وثنا — کہتے تہے کچھہ نہ غیر شکر ودعا

خود بہی دیوانہ وار لاف وگزاف — مارا کرتا تہا قاعدہ سے خلاف

دست اسراف باز رکہتا تہا — بلکہ ہردم دراز رکہتا تہا

جانتا تہا کہ غلۂ حاصل — ہے نہین نیست ہونیکے قابل

اوس سے گندم جو ہین یہان ارزان — رہین گے یون ہی جاودان ارزان

دیتا تہا زور حصۂ وافر — اونکو جو پاس رہتے تہے حاضر

آجکی فکر تہی نہ تہی کل کی — بیخبر تہا نہ تہی خبر پل کی

ساقیا جام مے جو دیتا ہے — آج دے کون جانے کل کیا ہے

موش جب اپنے کنج خلوت مین — یون تہے مشغول عیش وعشرت مین

قحط نے خلق کو کیا لاچار — آتش جوع سے جلے نادار

جان لگے دینے ایک نان کے لیے — گہر کا اسباب ایک خوانکے لیے

کوئی کرتا نہ تہا خریداری — ہوئی تکلیف خلق کو بہاری

دید نان کی جو چاہ کرتے تہے — قرص خور پر نگاہ کرتے تہے

ہوا اوس تنگی سے عجب اندہیر — بہوکے روتے تہے سنگدل تہے سیر

پنجہ تیز سے بزیر زمین تہا ۔ نقب دوڑاتا تہا کہین سے کہین
اپنے خار اشگاف دندان سے ۔ سخت تر تہے جو سخت سندان سے
سد بختہ مین چہید کرتا تہا ۔ بلکہ بڑہ کر امید کرتا تہا
گیا جو ایک چہید سر اوسکا ۔ ناگہان غلہ خانہ مین گذرا
سقف سے دانہ ہاے گندم یون ۔ آسمان سے شہاب ثاقب جون
لگے آآکے پڑنے جانب زیر ۔ سمجہا وہ اپنے آگے دیکہہ کے ڈہیر
کہ کیا رب نے اب یہ وعدہ وفا ۔ رزق ملتا ہے آسمان سے سدا
اور یہ نکتہ اب ہوا ہے مبین ۔ چاہیے ڈہونڈہا سبزہ ہاے زمین
گنج نعمت جو ایسا ہاتہہ آیا ۔ سجدۂ شکر رب بجا لایا
پاکے ایسے جواہرات ثمین ۔ مثل جنکے جواہرات نہین
بن گیا اپنے وقت کا قارون ۔ لگا دکہلانے نخوت فرعون
تہوڑے عرصہ مین موش تو جو ا ۔ بنے آآکے یار وکار گذار تہا
دیکہتا ہے جو تو یہ یار دغل ۔ سارے مثل مگس ہین گرد عسل
یار تہے یہ نوالہ کے خاطر ۔ دوست تہی یہ پیالہ کی خاطر
کل خوشامد کی کرتے تہے باتین ۔ کل خوش آمد کی کرتے تہے گہاتین

تھوڑے ہی روز مین تلف کی ہوا
اوس سے بر لاوے گی غبار فنا

ہو گی جب بحر مین نہ آب کو راہ
تھوڑے ہی روز مین وہ کہائیگا تباہ

کوہ سے لیکے جو رکھے نہ بجا
نظر آجاوے تھوڑے دنمین تلا

جسکو آمد نہووے خرچ بجا
یا کہ آمد سے ہووے خرچ سوا

ورطۂ احتیاج مین آوے
عاجز اپنے علاج مین آوے

جیسے چوہا فضول خرچی سے
موا درد و الم کی برچھی سے

پوچھا بیٹے نے کسطرح ہے یہ بات
باپ بولا کہ اسطرح ہے یہ بات

حکایت ۴

ایک دہقان نے غلہ بسیار
ایک حجرہ مین تہا کیا انبار

کی تھے بند باب اخراجات
تا ہو بروقت رافع حاجات

اور جب احتیاج غایت ہو
فائدہ اوس سے بے نہایت ہو

اتفاقاً تہا ایک موش وہان
حرص سے ایسا تہا حریص جہان

چاہتا تہا کہ خرمن مہ سے
دانہ وزدی کرے کسی رہ سے

اور چورا لاوے خوشۂ پروین
مزرعۂ آسمان سے کرکے کمین

تہا قریب اوس مکان کے اوسکا بل
خود نہ تہا اپنے کام مین کاہل

ہو توکل مین کسب سے نہ جدا — جو ہے کاسب سو ہی حبیب خدا
کام مین گر کرے توکل جو — کام سے زیب ہے توکل کو
دوسرے بیٹے نے کیا یہ بیان — کہ توکل کی ہے نہ ہمکو توان
بس بجز کسب کچہہ علاج نہین ہے — جس سے ہو رفع احتیاج کہین ہے
پس اگر کسب کا کرین آغاز — اور خدا سے ہو باب روزی باز
اور ہاتہہ آئے اوس سے مال و منال — کسطرح کیجیے پھر استعمال
باپ بولا کہ اے عزیز الجان — جمع کرنا ہے مال کا آسان
مشکل اوسکی مگر حفاظت ہے — سخت تر اوس سے استفادت ہے
اسلیے مال جسکو ہو وے حصول — کرے یہ دو لوازم اوسکی قبول
اول اسطرح پر نگہبان ہو — کہ نہو دخل اوسمین نقصان کو
رہزن و دزد کیسہ بر کے ہاتہہ — زور کچہہ کر سکین نہ اوسکے ساتہہ
کیونکہ ہوتے ہین کہین بسیار — یار زر اور دشمن زر دار
چرخ کب بیدرم سے لڑتا ہے — بیشتر محتشم سے لڑتا ہے
دوسرا فائدہ سے کام چلائے — اور سرمایہ کو نہ کام مین لائے
کیونکہ سرمایہ کو اوٹہائین اگر — اور فائدہ نہووین فائدہ پر

حق تعالے نے تب رسول کو ہان | بہیجکر یون کیا عتاب عیان

اے مرے بندۂ خجستہ شعار | ہے وسائط پر اس جہانکا مدار

گرچہ قدرت سے کچھہ نہین عجب ہے | کہ کرے کام کچھہ بغیر سبب

لیک حکمت نے اقتضا یہ کیا | کہ ہر ایک کام کے سبب ہو بنا

تا کہ ہو ایسا قاعدہ حاصل | جس سے ہو کل کو فائدہ حاصل

پس جو اورون کو فائدہ دیوے | اس سے بہتر کہ اورون سے لیوے

مثل شہباز رہ کہ صید کرے | اپنا اور اورونکا بہی پیٹ بھرے

رہیے مانند زاغ بے پر و بال | فضلۂ غیر کو سمجہہ نہ حلال

یہ مثل سنیے جو بیان کی ہے | تمکو یہ بات دلنشان کی ہے

پردہ اسباب پر پڑا ہے جو | اٹھہ نہین سکتا ہر کسی سے سو

اور توکل بہی ہے وہی بہتر | کہ نظر جانب سبب رکہہ کر

رہے ثابت قدم توکل مین | رہے کاسب نہ کم توکل مین

تا کہ اس قول سے بہی پائے نصیب | جو ہے کاسب سو ہی خدا کا حبیب

ہے یہ نکتہ بزرگو سے حاصل | کسب کرتا نہووے تو کاہل

روزی پائے تو رب کا ہو شاکر | تا نہ رب کے حضور ہو کافر

کرکے صدہا طرح کی مکروفریب ہاتھہ لاتا ہون وجہ صبروشکیب
بکگمان ہے یہ صاف ضعف یقین اپنے رازق پر اعتقاد نہین
ضامن رزق ہے جو رزق رسان کیون پہرون ہر طرف کو مثل خسان
دل خوش سی پہرون خوشی کے نفس جو پہونچتا ہے سو نصیب سے بس
یہ ہے بہتر سر فراغت کو اب جگہہ زانوئے قناعت ہو
صفحۂ بیشہ پہ پہیراؤن قلم نہ رہ جہد مین اٹھاؤن قدم
روزی کے واسطے خدا ہے ضمان اعظم واکرم وبزرگ جہان
ہوا ایسا مے یقین سے مست وہوئی اسباب دنیوی سے دست
گوشۂ عزلت اختیار کیا اپنی قسمت پر اعتبار کیا
بند اسباب کے کیے ابواب کہ خدا ہے مسبب الاسباب
نہ سبب پر کر اپنا دل مائل نہ مسبب سے ہو کبہی غافل
تین دن بیٹھا کنج عزلت مین فرق آیا بدن کی قوت مین
بہوک کے مارے ہوگیا بیتاب نہ نظر آیا کوئی فتح الباب
دم بدم ضعف سی ہوا مجبور ہو گئی طاقت قناعت دور
بندگی خدا بہی کر نہ سکا خود کو جا سے جدا بہی کر نہ س

حکایت ۳۲

باپ بولا کہ ایک تہا درویش ‏— بہیک سے کرتا تہا گذارۂ خویش

ایکدن گذرا ایک صحرا مین ‏— غور سے دیکہا نیک صحرا مین

دیکہے آثار رحمت یزدان ‏— دیکہے اطوار قدرت یزدان

ناگہان دیکہا تیز پر شہباز ‏— کرتا تہا ایک درخت پر پرواز

تہوڑا سا گوشت پنجہ مین لیکر ‏— طوف کرتا تہا آشیانے پر

ہوا یہ حال دیکہکر حیران ‏— رہا کچہہ دیر تک ادہر نگران

ایک تہا زاغ بے پر و بے بال ‏— پڑا اوس آشیانہ مین بیحال

باز پنجہ سے گوشت توڑتا تہا ‏— اوسکے اوپر سے منہ مین چہوڑتا تہا

کہا دل سے کہ ہے خدائے کرام ‏— دیکہہ کیسی ہے اوسکی رحمت عام

ایسے بے بال و پر کو بہی یک آن ‏— جسکو پرواز کی نہین امکان

گوشہ آشیانہ مین محروم ‏— نہین رکہتا ہے دیتا ہی مقسوم

ہے زمین اوسکا سفرۂ احسان ‏— یار و اغیار ہین یہان یکسان

ایسا چوڑا ہے سفرۂ مقسوم ‏— نہین سیمرغ قاف مین محروم

اسلیے مین جو روزی کا جویا ‏— رہتا ہون روز ادہر ادہر پویا

جو جدائی مین اوسکے ہوگا صبور | آپ آئیگا عاشقانہ ضرور
جب پسر نے کیا یہ قصہ تمام | تب پدر نے اوسے کہا یہ کلام
تو جو کہتا ہے سو ہے صدق و صواب | پر یہ عالم ہے عالم اسباب
ایسی جاری ہے سنت یزدان | اس جہان مین جہان تہان ہر آن
کہ ہو حالات دنیوی کا ظہور | متعلق کسی سبب سی ضرور
ہے توکل سے کسب فائدہ مند | یعنے پاتے ہین اوس سے فائدہ چند
کہ توکل سے فائدہ جو ہے | متوکل کے واسطے سو ہے
کسب رکھتا ہے فائدہ زائد | کہ ہے کاسب سے اورون کو عائد
کسب ہے بیگمان سبیل خیر | نفع پہونچاتا ہے دلیل خیر
ہے وہی بہترین آدمیان | جو ہے اورونکے حق مین نفع رسان
نفع پہونچانے پر جو قادر ہے | سستی کرتا ہے حیف ظاہر ہے
اور ونسے نفع گیر رہتا ہے | نوجوان مثل پیر رہتا ہے
تم نے شاید نہین سنا یہ بیان | رہتا تہا آگے ایک پیر یہان
دیکھو اوسنے زاغ و باز کا حال | چھوڑا پیشہ کو باوجود مجال
[illegible] اخذ احسان | پوچھا بیٹے نے کیسے ہی یہ بیان

لرکے ہے اسمین اسطرح کی صلاح | سب نی دیکھی اسیمین اپنی فلاح
کہ بجز اوسکی کوئی شہزادہ | جو ہے اوس صومعہ مین افتادہ
متوکل بگوشۂ خدمت | متوقع بتوشۂ قسمت
نہین ہے جو رکھے سر اقبال | تاج رفعت کو زیب دہ ہر حال
اور رکھے خنصر سعادت بہی | زیب دہ خاتم ایالت کی
کاردانان مملکت آخر | اوسکے دروازے پر ہوئے حاضر
لائے اسکو بعزت و اعزاز | کیا اعزاز شاہی سے ممتاز
تہا جو محجوب بارگاہ خمول | ہوا مقبول کارگاہ قبول
کنج عزلت سے صدر دولت پر | ہوا شاہو نمن گوے شوکت بر
یون توکل سے گنج و ملک پدر | لیا اور پایا گنج و ملک دگر
اس لیے یہ مثال کی ہے بیان | تاکہ ہو آپ پر بخوبی عیان
کہ نصیبہ کا ہاتھہ آنا کہین | منحصر جہد و کسب پر ہے نہین
پس اگر تکیہ ہو توکل پر | کسب پر تکیہ ہونے سے بہتر
نہ توکل سے کسب ہے اچہا | اپنی تفویض سے ہے بہتر کیا
گر توکل ہلا نہ دست نہ پا | رزق طالب ہے تیرا تجھسے سوا

کرکے انواع مکر و حیلہ قبول | کیا کچہہ کہیہ جہان تہا اسنے جہول
دیکے ترتیب لشکر جرّار | ہوا دشمن کی دفع کو تیار
شہر سے آیا جانب اعدا | ہوئی ہر دو طرف سے صف آرا
آتش حرب و قتل کی روشن | لگے کٹنے ادہر ادہر دشمن
ناگہان ایک تیر ادہر سے چلا | شاہزادہ کے ناصیہ پہ لگا
لگتی ہے سرد ہوگیا جا پر | ایک ناوک ادہر سے بہی جا کر
لگا اوس بادشاہ کے سر مین | جو تہا افسر ادہر کے لشکر مین
وہ بہی لگتے ہی ہوگیا بیجان | لشکر ہر دو سو ہوے حیران
مشتعل ہونے پر تہی نار فساد | سوختہ ہونے پر تہی یار فساد
شعلہ ہرج مرج سے یکبار | دونون لشکر تہی ہونے پر فی النار
آخرش افسران ہر دو سپاہ | دیکہکر سروران ہر دو تباہ
ایک جا آکے سارے جمع ہوئی | محفل مصلحت کی شمع ہوئی
تا کی شاہی کے خاندان سے جو | کوئی شایان مہربان سے ہو
صاحب مکرمت کریم الطبع | صاحب مرحمت حلیم الطبع
مالک ہر دو مملکت کر کر | حکم اوسکا اٹھائین سب سر پر

قصر مین جانتا تھا گنج پدر ‌ ‌ رکھتا تھا دخل و خرچ پر نہ نظر

ہاتھہ آتا تھا سو اٹھاتا تھا ‌ ‌ کچھہ نہ آیندہ کو بچاتا تھا

غایت نخوت و رعونت سے ‌ ‌ دل کی سنگینی و خشونت سے

چھوٹے بھائی سے عار رکھتا تھا ‌ ‌ نہ محبت نہ پیار رکھتا تھا

ناگہان ایک خصم چڑہ آیا ‌ ‌ فوج جرار لیکے بڑہ آیا

دیکھا اوس نے خزانہ خالی ہے ‌ ‌ فوج مجبور تنگ حالی ہے

نہ تھا سامان جنگ کچھہ تیار ‌ ‌ تب گیا قصر مین وہان لاچار

جہان گنج پدر سمجھتا تھا ‌ ‌ جھوٹ کو سچ مگر سمجھتا تھا

چاہا اوسمین سے سیم و زر لیوے ‌ ‌ فوج کو مالا مال کر دیوے

ملک رہتا ہے مردو ںسے قائم ‌ ‌ مرد رہتے ہین مال سے دائم

گرچہ کوشش کی گنج پایا نہین ‌ ‌ ہاتھہ جز یاس و رنج آیا نہین

جو کوئی رکھتا ہے یہ نکتہ یاد ‌ ‌ رہتا ہے فکر و رنج سے آزاد

روزی نانہادہ کی خاطر ‌ ‌ جو کوئی جہد کرتا ہے ظاہر

مفت کھاتا ہے اپنا خون جگر ‌ ‌ نہین پا سکتا نانہادہ بشر

جب ہو گنج پانے سے محروم ‌ ‌ رنج و تکلیف اٹھانے سے مغموم

اور یہ چاہ ہو گیا بے کار — تو ہے پھر رہنا اسجگہہ دشوار
اسلیے اترا چاہ کے اندر — کہ مخل کیا ہے راہ کے اندر
کی نظر جانب جوانب چاہ — اور دیکھی ہر ایک جانب راہ
ناگہان دیکھا اسمین ایک مغاک — آب کو جس سے سنگ راہ تھی خاک
کہا دل نے کہانسے یہ سوراخ — دیکھہ وہ جا جہانسے یہ سوراخ
چوڑا کر کر گیا جو اسمین گذر — لگ گیا اوسکے ہاتھہ گنج پدر
دیکھکر یہ جواہر بسیار — اور یہ نقد و مال بے مقدار
سجدۂ شکر کر کے پیش خدا — شاہزادہ نے اپنی دلمین کہا
کہ اگرچہ یہ مال ہے وافر — اور جواہر بھی کم نہین ظاہر ہو
پر توکل کی راہ سے بے راہ — اور قناعت کی چاہ سے لی چاہ
ہونا ہرگز نہین مناسب ہے — بل اطاعت ہی اوسکی واجب ہے
چاہیے صرف حسب حاجت ہو — بخل و اسراف کی نہ عادت ہو
دیکھون اب غیب مین ہے کیا ظاہر — اور ہوتا ہے کس طرح باہر
اوس طرف وہ برادر مغرور — ہو کے فرمانروائی پر مامور
نہ رعیت نہ فوج پر مائل — ہوا دونون کے حال سے غافل

مصلحت ہی کہ جاؤن اسکی یہان — خدمت حق بجاؤن اسکی یہان

اوسکے زیر قدم قیام رکھون — نیکیی عاقبت سے کام رکھون

سنا جا کر کہ اوسکا طوطی جان — قفس تن سے سوی باغ جنان

ہوئے کچھ دن کہ کر گیا طیران — اپنے مسکن کو کر گیا ویران

بخت برگشتہ سے ہوا برہم — گذرا کچھ دیر اسکے دل پر غم

آخر اوسنے وہان قیام کیا — اپنا اوس بقعہ کو مقام کیا

دلمین رکھکر ارادت و وثوق — ہوا اوسکا مجاور صادق

ایک کاریز تھا وہانسے قرین — آب جسکا روان تھا زیر زمین

اوس سے اوس چاہ مین تھی راہ نہان — جو تھا اس صومعہ مین کندہ وہان

آب آتا تھا اوس سے اسمین مدام — صومعہ والے اسکو لاتے تھی کام

یعنی کرتے تھے اوس سے غسل و وضو — اور بہرتے تھے اپنی مشک و سبو

ایکدن جو ہوا یہ دلو انداز — نہ سنی اوسمین پانیکی آواز

جھک کے دیکھا تو چاہ تھا بی آب — فکر سے اوسکا دل ہوا بیتاب

کہ ہوا چاہ مین یہ حادث کیا — کیون نہین آیا آب باعث کیا

چاہ و کاریز مین جو کچھ ہے پڑا — اور پانی کی راہ مین ہے اڑا

کہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے ۔ تھا بڑا ہر طرح بڑائی سے
جیسا طاقت مین ویسا شوکت مین ۔ جیسا درجے مین ویسا صولت مین
ہوا چھوٹے پر آخرش غالب ۔ ہوا کل ملک و مال کا صاحب
چھوڑا چھوٹے کو ہر طرح مغموم ۔ حصۂ ملک و مال سے محروم
دلمین بیچارہ نے کیا یہ خیال ۔ کہ پھرا مجھسے اب میرا اقبال
گیا مغرب کو مہر دولت و جاہ ۔ چرخ بے مہر نے لی ظلم کی راہ
اب جو دنیا سے دل لگاتا ہے ۔ آزمائے کا آزمانا ہے
جملہ دھر کیا کہن کیا نو ۔ جو ہے گذران نہین برابر جو
ملک وہ لیجیے جو ہو بہتر ۔ واہ وہ دیجیے جو ہو بہتر
مصلحت دیکھتا ہون اب اسمین ۔ منفعت دیکھتا ہون سب اسمین
کہ اگر جیب دولت دنیا ۔ قبضۂ اختیار سے نکلا
ذیل لون ہاتھہ مین قناعت کا ۔ اعلی درجہ ہے بادشاہت کا
ہے قناعت کا گنج جسکو عطا ۔ شاہ عالم ہے نام کو ہے گدا
ایسی نیت کے ساتھہ وہ آخر ۔ ہوا اپنے دیار سے باہر
دلمین سوچا یہان جو زاہد ہے ۔ دوست والد ہے مثل والد ہے

رنج و محنت اٹھانے کے پیچھے | مائل اعتدال ہون جی سے
بہول سے اپنے اعتراف کرین | خرچ بیجا سے انحراف کرین
مانی اوسنے وصیت سلطان | اور سلطان نے قصر مین پنہان
کہود کر غار ایسا کہلایا | کہ خزینہ وہان ہے دفنایا
اور فرزندونکو بلاکے کہا | کہ خزانہ جو ہے یہان ہے رکہا
اسقدر ہے کہ جو ضرورت ہو | تمکو تکلیف کی نہ صورت ہو
بعد چندے بحکم یزدانی | کہ جو پیدا ہوئے ہین ہین فانی
شاہ و زاہد نے ساتہہ ہی وہ مے | پی جو جام اجل مین اتبک ہے
پیتے ہی دونون ہوگئے بیہوش | گور غفلت مین سوگئے بیہوش
جسکا اس دنیا مین ظہور ہوا | ایکدن اوسکو یہ ضرور ہوا
کہ مئے کُلُّ مَنْ علیہا فان | پیے دنیا کے جام سے ایک آن
جو تہا مدفون صومعہ زاہد | رہا مخفی نہ تہا کوئی شاہد
نہ کسی نے تلاش کی اوسکی | نہ کسی کو تلاش تھی اوسکی
وہ پسر بعد انتقال پدر | پہر تقسیم ملک و مال پدر
لگے آپسمین کرنے جنگ وجدال | ہوا جنگ وجدال کا یہ مآل

پڑینگے دست ناخلف مین گل — پڑینگے معرض تلف مین کل

حسب حاجت نہین اٹھائینگے — حسب عادت کہین لٹائینگے

ایک زاہد قریب شہر وہان — رہتا تہا ایک صومعہ مین نہان

پشت اسباب دنیوی کیے — مستعد زاد آخروی کے لیے

جلا تاب تجلّی سے ایسا — حضرت مولے پر ہوا شیدا

اوس سے تہا شہ کو اتحادِ کمال — رکہتا تہا اسکا اعتقادِ کمال

مجتمع اپنا کل خزینہ کیا — جاکے اوسکے یہان دفینہ کیا

اس طرح پر کہ کوئی اور بشر — اوس دفینہ کی پا سکا نہ خبر

شہ نے زاہد سے پہر وصیت کی — واسطے لڑکونکے نصیحت کی

کہ اگر جاہ و دولتِ دنیا — جو ہین بے مہر اور بے بقا

میرے لڑکونسے بیوفائی کرین — جیسے ہین ویسی بے بقائی کرین

اور ایسے ہی چشمۂ اقبال — جو ہے ظاہر سُراب کی تمثال

خاک ادبار سے ہو آگندہ — اور ہوا انکا دل پَراگندہ

یعنے ہون بے بضاعت و محتاج — نہ نظر آئین ایسے جیسے آج

تو انہین اس سے کیجیو واقف — کہ مگر ہووین آگے کو خائف

ایک نے بے کیے ہی محنت و رنج — پایا جو کچھ تھا اپنے باپ کا گنج
دوسرے نے امید گنج مین جان — کھوئی پایا نہ کچھ بجز نقصان
باپ نے پوچھا کسطرح ہے یہ حال — کہا اوسنے کہ اسطرح ہے یہ حال

حکایت ۲

ایک ملک حلب مین تھا سلطان — کامگارِ زمان عظیم الشان
انقلابات دور سے آگاہ — خوب دنیا کے طور سے آگاہ
کل نشیب و فراز سے واقف — وقت ناز و نیاز سے واقف
رکھتا تھا یادگار دو فرزند — پر نہ تھا انکے حال سے خرسند
تھے غرور جوانی سے مغرور — اور شراب شباب سے مخمور
لہو و بازی سے بے طرح مائل — عیش و عشرت سے بے طرح غافل
راتدن چنگ اور چغانہ سے — نغمے سنتے تھے اس ترانہ کے
عیش کرلو کہ ایک پلمین ابھی — پھر خزان آئی نو بہار چلی
شاہ تھا مرد عاقل و ہشیار — رکھتا تھا گنج نقد و زر بسیار
دیکھکر اپنے لڑکونکے احوال — اپنے دل مین ڈرا کیا یہ خیال
کہ مرے بعد یہ خزانہ و گنج — جنکی تحصیل مین اٹھائی ہین رنج

کاہلی سے پھر اجتناب کرو | اسی پیشہ سے اکتساب کرو
یہ تجارت کا پیشہ ہے زیبا | مدتون تمنے مجھسے ہے دیکھا
بڑے بیٹے نے تب کہا اے باپ | کسب کا حکم ہمکو دیتے ہین آپ
ہے توکل کے برخلاف یہ بات | اور یقین سے عیان ہے صاف یہ بات
جو مقدر ہے سو ملیگا ضرور | گرچہ کوشش بنا ئے مجھسے ظہور
جو مقدر نہین ملیگا نہین | لاکھہ کوشش کرون اگرچہ کہین
جو ہے مقسوم آپ سے آئے | جو نہین ہے نہ باپ سے آئے
پس نہین آئے اوسکی خاطر یون | رنج بیفائدہ اٹھاؤن کیون
بلکہ میرا سنا ہوا ہے کہین | کہتا تھا ایسا ایک فرد یقین
جو مقدر ہے خود میسر ہے | جو میسر ہے خود مقدر ہے
جو مقدر تھا اس سے بہاگا وے | نرہا وہ مجھے بغیر ملے
جو نہ تھا گرچہ اوسکے ساتھہ لگا | مجھسے بہاگا نہ میرے ہاتھہ لگا
پس اگر کسب اختیار کرین | یا قناعت پہ انحصار کرین
پائین گے جو نصیب مین ہے لکھا | ہوویگا اسمین کچھہ نہ کم نہ سوا
جیسا اون دو امیرزادون کا حال | اس بیان کے لیے ہے نیک مثال

جو ہین اس پہلے درجہ کی طالب نفس امارہ رکھتے ہین غالب
کام رکھتے ہین کہانے پینے سے عیش وعشرت کے ساتھہ جینے سے
دوسرا درجہ رفعت درجت چاہتے ہین جو درجۂ رفعت
سو ہین ارباب جاہ وذی منصب ملین بے مال یہ دو درجہ کب
تیسرا پانا آخرت کا ثواب اور کرامت مین ہونا مرتبہ یاب
وہ جو رکھتے ہین اسپر اپنا خیال سو ہین اہل نجات ونیک مآل
یہ ہے مال حلال سے حاصل جیسا ہے اس مقال سے حاصل
مال صالح ہے مرد صالح کا مال طالح ہے مرد طالح کا
مولوی معنوی کا فرمایا یاد مجکو ہے وقت پر آیا ۞
بہر دین تو جو مال کا ہی حمول مال صالح ہے کہہ گئی ہین رسول
پس مہرہن ہوا بہ یمین مآل پورے ہوتے ہین کتنے ہی آمال
مال کا ملنا ہے محال وعجب ہر کسیکو بغیر کسب وطلب
نادر اگر کسیکو ملتا ہے ۞ تو نہ بوجھہ اسکا اس سی چہلتا ہے
ہاتھہ آیا بغیر محنت ہے اسکی کچھہ قدر ہے نہ قیمت ہی
مفت پاتا ہے مفت کہوتا ہی کہو کے پہر نادمانہ روتا ہے ۞

مایۂ جان جو ہے امانت سا
خانۂ تن مین مانگین گے الٹا

اپنی فرزند سب بلائے وہان
تین تھے تینون نورسیدہ جوان

گرچہ عاقل تھے مال سے مغرور
اور جوانی کے نشہ سے مخمور

تھے رہ اعتدال سے سرپیچ
باپ کے مال کو سمجھتے ہیچ

چاہتے تھے سو خرچ کرتے تھے
خرچ کرتے ہوئے نہ ڈرتے تھے

مائل کسب خود نہوتے تھے
مفت وقت عزیز کھوتے تھے

باپ نے چونکہ بیٹون کے خاطر
شفقت والدانہ تھی ظاہر

جیسا ہوتا ہے والدون کو بجا
اپنی لڑکون کو ناصحانہ کہا

یعنی ابواب پند بیم و رجا
انکو بے مطلب و غرض کیے وا

کہ ای جوانو جو قدر مال نہین
عقل کو تمسے کچھہ سوال نہین

کہ ہو تکلیف کسب سے نادان
پر ہے یہ بات جانتی شایان

مال کیا پایۂ افادت ہے
دو نون جا مایۂ سعادت ہے

کہ یہان اور وہانکے جتنے ہین کام
اس سے ہوسکتے ہین حصول تمام

اہل عالم ہین جابجا پویا
تین درجون سے ایک کے جویا

پہلا درجہ معیشت کامل
اور اسباب جتنے ہو حاصل

سچ ہے دو دوست مین جو جاتا ہی
کوئی مفسد فسا د اُٹھاتا ہے

پیدا کرتا ہے اونمین رنج و ملال
شاید اسکا ہے شیر و گاؤ کا حال

شاہ نے پوچھا اے خبیر زمان
کس طرح پر ہے کر یہ حال بیان

حکایت ۱

برہمن نے کہا کہ اے سلطان
تھا یہان آگے ایک بازرگان

دیکھے تھا سارے بحر و بر کے مقام
ناپے تھا حد شرق و غرب تمام

سرد و گرم جہان چشیدہ تھا
سخت و نرم زمان کشیدہ تھا

تھا خردمند و کاردان بسیار
تجربہ سے جہان جہان ہشیار

لشکر مرگ جو عبارت ہے
ضعف پیری سے سو اشارت ہے

اوس کے ملک وجود پر آیا
ہر طرف سے چڑھائی کر لایا

اور فوج اجل ہے موی سپید
سو ہوئی اوسکی قاطع امید

یعنی آکر حصار تن گھیرا
ہر طرف قلعہ بدن گھیرا

نوبت پیری کوس درد بجائے
دل کو شادی و خورمی سے اٹھائے

موی ابیض اجل کا لائی پیام
پشت خم موت کا سنائی سلام

خواجہ نے جانا اب بجائینگے کوس
کوچ کا دم بدم بلا افسوس

جو ہو معلوم کچھ بناوٹ ہے | اور مطلب کی کچھ ملاوٹ ہے
نکرے بھول کر اوسے مقبول | کہ ہے مقبول کرنا اسکا بھول
بات اہل غرض کی مت کر گوش | لاتا ہے وہ ملا کے نیش و نوش
پہلے تو نوش دیکے بنتا ہے یار | مار کر نیش پیچھے کرتا ہے خوار
مین برہمن سے رکھتا ہون یہ رجا | کہ کرے ایسا کوئی قصہ ادا
جو ہو اس حال کے مناسب حال | اور اس حال کے لیے ہو مثال
یعنے اوس شخص کا بیان فرمائے | جو جگہہ شہ کے پاس برتر پائے
اور آفت مین مبتلا ہووے | ہدفِ ناوکِ بلا ہووے
سخن ذی غرض اثر پائے | درجۂ اعلی سے اوتر جائے
دوستی دشمنی مین ہو مستتر | دشمنی دوستی مین ہو ظاہر
برہمن نے کہا کہ بادشہا | یہ وصیت ہے سلطنت کی بنا
ہے مدار اوسکا اس وصیت پر | ہے قرار اوسکا اِس وصیت پر
کیونکہ جو شاہ اہل مطلب کو | نہ فساد و ضرر سے مانع ہو
اکثر ارکان بادشاہی کو | باعث خواری و تباہی ہو
اوس سے کل ملک کو ضرر پہونچے | مالکِ ملک کو اثر پہونچے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب ساعی اور نمام کا قول سننے سے اجتناب کرنے مین

بادشاہ بزرگ ورائے عظیم — بولا یون پیش بیدپائے حکیم

اون وصایا مین ہے وصیت ایک — بادشاہون کو ہے نصیحت نیک

جو کوئی ہوتا ہے مقرب شاہ — دوسرے اوسکے ہوتی ہین بدخواہ

اوسکی عزت بگاڑا چاہتے ہین — باغ خدمت اجاڑا چاہتے ہین

باتین مکر وفریب کی گڑھ کر — نقص صبر و شکیب کی گڑھ کر

جاکے تنہائی مین سناتے ہین — شاہ کے دلمین فرق لاتے ہین

اس لیے شاہ کو مناسب ہے — بلکہ لازم ہے اور واجب ہے

قول اہل غرض اگر کرے گوش — متأمل ہو مثل صاحب ہوش